مکمل و مدلل
فتاویٰ دار العلوم دیوبند
افادات
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی
مفتی اول دار العلوم دیوبند
مرتب
مولانا محمد ظفیر الدین صاحب
شعبہ ترتیب فتاویٰ دار العلوم دیوبند
مکتبہ حقانیہ
ملتان

مدلل و مکمل

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

جلد پنجم

کتاب الصلوٰۃ (ربع چہارم)

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی قدس سرہ

مفتی اول دار العلوم دیوبند

مرتب

مولانا محمد ظفیر الدین صاحب

شعبہ ترتیب فتاویٰ دار العلوم دیوبند

مکتبہ حقانیہ

ملتان پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین مدلل ومکمل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد پنجم

عنوان	صفحہ

الباب الخامس عشر فی صلاۃ الجمعۃ

مسائل نماز جمعہ

عنوان	صفحہ
جس گاؤں کی آبادی سوا سو گھر کی ہو اس میں جمعہ وعید درست نہیں۔	۳۳
قصبہ کے حدود میں جمعہ درست ہے۔	۳۳
جہاں تحصیلدار ہو اور دو ہزار آبادی ہو جمعہ جائز ہے۔	۳۴
فنار مصر۔	۳۴
ہندوستان کے شہر میں جمعہ جائز ہے۔	۳۴
خطبہ کی جگہ قرآن کا رکوع کافی ہے۔	۳۵
تین چار سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ درست نہیں۔	۳۵
مؤذن کا خطیب کو بعض جملے پڑھ کر عصا دینا درست نہیں۔	۳۶
تکبیر کے وقت درود جہر سے پڑھنا ثابت نہیں۔	۳۶
جہاں جمعہ جائز نہیں وہاں پڑھنے سے گناہ ہوگا۔	۳۷
خطبۂ جمعہ میں وعظ درست ہے یا نہیں۔	۳۸
کیا ہندوستان میں جمعہ وعیدین درست ہیں	۳۸
احتیاط الظہر کا حکم نہیں ہے۔	۳۸
پہلی اذان کے بعد بیع جائز نہیں۔	۳۹
پانچسو یا ڈیڑھ ہزار آبادی میں جمعہ درست نہیں	۳۹
پہلے شہر تھا پھر اجڑ کر چار سو آبادی رہ گئی تو جمعہ جائز نہیں۔	۴۰
شہر اور قصبات میں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔	۴۱
جمعہ میں جلدی مطلوب ہے۔	۴۲
جمعہ کے لئے مستحب وقت۔	۴۲
قعدہ جمعہ میں ملنے سے نماز جمعہ ادا ہوگئی۔	۴۳
اذان ثانی کے بعد زبان سے نہ دعا پڑھی جائے اور نہ جواب دیا جائے	۴۳
جمعہ فی القریٰ۔	۴۳

مضمون	صفحہ
خطبہ جمعہ کے شروع میں تعوذ و تسمیہ	۴۴
دیہاتیوں پر جمعہ فرض نہیں۔	۴۵
دو مسجدیں جو قریب قریب ہوں دونوں میں نماز جمعہ درست ہے۔	۵۰
قصبہ اور بڑی آبادی۔	۵۰
اردو زبان میں خطبہ احتیاط کے خلاف ہے	۵۲
رمضان میں جمعۃ الوداع ثابت نہیں۔	۵۲
اگر خطبہ میں صحابہ کا ذکر نہ آئے تو بھی خطبہ درست ہوگا۔	۵۲
اذان خطبہ کا جواب زبان سے درست نہیں۔	۵۳
ایسا گاؤں جس کی آبادی ۴۵۲۱ ہے اسمیں جمعہ۔	۵۲
افضل کے رہتے ہوئے دوسرے کو امام بنانا۔	۵۴
پچاس آدمیوں میں نماز جمعہ درست ہے یا نہیں	۵۴
چھوٹے گاؤں میں جمعہ مکروہ تحریمی ہے	۵۵
بوقت ضرورت صفیں چیر کر آگے جانا درست ہے۔	۵۵
صف سیدھی کرنے کے لئے پکار کر کہنا درست ہے۔	۵۵
دو ہزار کی آبادی میں جمعہ۔	۵۶
گاؤں میں جمعہ۔	۵۶
ایک آبادی کے اندر جمعہ باری باری سے کئی مسجدوں میں۔	۵۷
جنگلی مقام میں جمعہ درست ہے یا نہیں۔	۵۷
دو ہزار کی آبادی میں نماز جمعہ جائز ہے۔	۵۸
عرفات میں آنحضرت کے جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ۔	۵۹
جمعہ کی اذان ثانی کے بعد کی دعا۔	۵۹
دونوں خطبوں کے درمیان دعا	۵۹
گاؤں میں شہر کی اذان کی آواز آتی ہو تو بھی انپر جمعہ ضروری نہیں۔	۶۰
شہر کے باغ اور جنگل میں جمعہ درست ہے	۶۰
غیر عربی خطبہ میں اختلاف۔	۶۰
ملک کفار میں جمعہ اور اس کے متعلق سوالات	۶۲
خطیب کا بوقت خطبہ عصا لینا۔	۶۵
جب آبادی تین ہزار ہو تو جمعہ جائز ہے۔	۶۶
قبل جمعہ وعظ اور قبل وعظ باواز درود	۶۶
خطبہ میں آنحضرت صلعم کے نام پر خطیب کا درود پڑھنا کیسا ہے۔	۶۶
خطبہ سے پہلے باواز تمام لوگوں کا درود پڑھنا ثابت نہیں۔	۶۷
رسول اللہ کا قباء میں قیام اور نماز جمعہ کی بحث۔	۶۸
خطبہ کوئی دے اور امامت کوئی کرے یہ درست ہے۔	۷۱
جمعہ کی اذان ثانی کے جواب میں بحث۔	۷۲
بارش کے زمانہ میں جمعہ کی نماز باجماعت گھر میں پڑھ سکتا ہے۔	۷۴
جو لوگ پنجگانہ نماز نہیں پڑھتے ان کی نماز جمعہ بھی درست ہے۔	۷۵

مضمون	صفحہ
جامع مسجد کی نماز میں ثواب کی زیادتی صرف زمین سے متعلق ہے۔	۷۵
سنت والوں کا انتظار خطیب کے لئے ضروری نہیں۔	۷۶
جمعہ کے دن اذان اول سے پہلے اور بعد نماز تجارت درست ہے۔	۷۶
بقدر ضرورت عربی پڑھ کر اردو میں وعظ خلاف سنت ہے۔	۷۷
بڑی آبادی میں جمعہ واجب الادا ہے۔	۷۷
چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ وہاں دکان کیوں نہ ہو	۷۸
شرائط جمعہ نہ ہونے کی صورت میں روکنا۔	۷۸
جمعہ کے دن قبل جمعہ ناخن ترشوانا۔	۷۹
فنا مصر کی تعریف۔	۸۰
ایک مسجد میں تعدد جمعہ مکروہ ہے۔	۸۱
اذان ثانی مسجد کے اندر درست ہے۔	۸۱
جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز	۸۲
جب نہ خطبہ کی کتاب ہو نہ زبانی یاد ہو تو کیا کرے۔	۸۲
مسجد پہونچتے ہی سنت پڑھی جائے۔	۸۳
قصبات میں جمعہ درست ہے	۸۳
جہاں جمعہ جائز ہے وہاں مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔	۸۳
خطبہ کے وقت زور سے دعائیں اور درود نہ پڑھا جائے۔	۸۴
فنا کی تعریف میں اختلاف اور راجح قول۔	۸۵
ہندوستان کے دار الحرب ہونے کی صورت میں بھی جمعہ جائز ہے	۸۵
جو قلعہ فنا مصر میں ہے اس میں جمعہ درست ہے	۸۶
شہر میں تعدد جمعہ جائز ہے۔	۸۶
عصا کے سہارے خطبہ مکروہ نہیں ہے۔	۸۸
جہاں گائے کی قربانی نہ ہوتی ہو وہاں بھی نماز جمعہ و عید درست ہے۔	۸۸
سنت بوقت خطبہ درست نہیں۔	۸۸
دوسری زبان غیر عربی میں خطبہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک	۹۰
رمضان کے آخری جمعہ میں الوداع الفراق ثابت نہیں۔	۹۰
اس قلعہ میں جمعہ درست نہیں جس میں آمد و رفت کی عام اجازت نہیں۔	۹۰
جمعہ کے لئے کتنے نمازیوں کی موجودگی ضروری ہے۔	۹۱
گاؤں اور جنگل میں جمعہ درست نہیں۔	۹۱
جمعہ میں خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قرأت مسنون۔	۹۲
ترک جمعہ گناہ ہے۔	۹۲
امام جمعہ کے لئے باہر جائے یا ظہر کی امامت کرے۔	۹۲

مضمون	صفحہ
خطبہ میں کیا کیا پڑھنا چاہئے۔	۹۳
امام نے حالت خطبہ میں کسی کی تعظیم کی اور اسے منبر پر لے آیا تو نماز ہوئی یا نہیں	۹۴
سلطان المعظم کا نام خطبہ میں لینا اور دعا کرنا کیسا ہے۔	۹۴
کالا پانی میں جمعہ جائز ہے۔	۹۴
چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ مصلحت ہی کیوں نہ ہو۔	۹۵
الوداع وغیرہ پڑھنا شعار روافض ہے۔	۹۶
گاؤں والوں کو شہر میں جا کر جمعہ ادا کرنا ضروری نہیں۔	۹۶
کارخانہ میں جمعہ جائز ہے۔	۹۶
آیت جمعہ قطعی الدلالۃ ہے۔	۹۷
نیت جمعہ۔	۹۷
احاطہ مکان کی مسجد میں جمعہ۔	۹۷
قبل خطبہ وعظ درست ہے۔	۹۸
جہاں شوافع کے نزدیک جمعہ جائز ہے کیا حنفی امام شافعی کے مذہب پر عمل کر سکتا ہے۔	۹۸
دروازہ میں کھڑے ہو کر خطبہ خلافِ سنت ہے	۹۹
شہر کے نواح میں کام کرنا ترک جمعہ کے لئے عذر نہیں۔	۹۹
جامع مسجد میں گنجائش نہ رہے تو کیا عیدگاہ میں جمعہ کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔	۱۰۰
بیک وقت کئی مسجد میں جمعہ درست ہے	۱۰۰
منبر کا درمیان صف میں رکھنا درست ہے یا نہیں۔	۱۰۱
مصر کی تعریف میں اختلاف۔	۱۰۲
بوقت خطبہ جمعہ پنکھا کرنا اور ننگے سر بیٹھنا کیسا ہے۔	۱۰۲
فنا مصر میں جو گاؤں ہو اس میں جمعہ۔	۱۰۲
خطبہ میں سلطان المعظم کا نام لینا درست ہے	۱۰۳
نماز جمعہ میں خطبہ کی حیثیت۔	۱۰۳
خطبہ کی غلطی سے نماز میں نقص نہیں آتا۔	۱۰۴
فرضیتِ جمعہ کا منکر کافر ہے۔	۱۰۴
جمعہ کی فرضیت میں تاویل غلط ہے۔	۱۰۴
قلعہ جس میں عام داخلہ کی اجازت نہیں جمعہ جائز ہے یا نہیں	۱۰۴
یہ کہنا غلط ہے کہ صحابہ نے نماز جمعہ سری ادا کی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جیل میں جمعہ۔	۱۰۸
بعد نماز جمعہ دعا مختصر مانگی جائے یا طویل	۱۰۸
جمعہ میں نابینا کی امامت۔	۱۰۵
بڑی آبادی میں مسلمان تھوڑے بھی ہوں تو جمعہ جائز ہے۔	۱۰۹
کسی ریاست کے رئیس کے لئے جمعہ کے خطبہ میں دعاء درست نہیں	۱۰۹
کارخانہ کے اندر جہاں عام اجازت نہیں جمعہ جائز ہے۔	۱۱۰
فسادی امام کے پیچھے جمعہ	۱۱۱
امیر اگر کسی آبادی کو مصر بنا دے تو وہاں	۱۱۱

جمعہ درست ہے۔

جمعہ کے دن بھی زوال کے وقت نماز درست نہیں ۱۱۲

خطبہ جمعہ وعیدین کے شروع میں بسم اللہ جہر کے ساتھ نہ پڑھی جائے ۱۱۲

خطبہ جمعہ وعیدین میں مصطفٰی کمال اور امیر امان اللہ کے لئے دعا درست ہے یا نہیں ۱۱۳

فنائے مصر سے باہر جمعہ درست نہیں۔ ۱۱۳

نماز جمعہ سے پہلے الصلوٰۃ والسلام پکارنا درست نہیں۔ ۱۱۳

اذانِ ثانی جمعہ میں حی علی الفلاح میں پورا بدن شمال کی طرف پھیر دینا ثابت نہیں۔ ۱۱۴

کیا جمعہ میں منبر پر ہی خطبہ ضروری ہے۔ ۱۱۴

جمعہ کی اذانِ ثانی ثابت ہے۔ ۱۱۴

عورتوں کی شرکت نماز جمعہ میں مکروہ ہے ۱۱۵

ایک سلام پھیر دینے کے بعد جمعہ میں شرکت درست نہیں۔ ۱۱۵

خطبہ کے وقت کوئی نفل وسنت نماز نہ پڑھی جائے۔ ۱۱۵

خطیب منبر پر پہنچکر لوگوں کو آگے بیٹھنے کو کہہ سکتا ہے۔ ۱۱۵

منبر کے جس زینہ سے چاہے خطیب خطبہ دے سکتا ہے۔ ۱۱۶

ملازمان کمپنی کارخانہ کے کسی کمرہ میں جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔ ۱۱۶

جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں۔ ۱۱۷

جمعہ میں اذانِ ثانی کا ثبوت۔ ۱۱۷

وجوب جمعہ کے باوجود جمعہ چھوڑنا حرام ہے ۱۱۷

جمعہ کے فرض وسنت نمازیں۔ ۱۱۸

بنگلہ زبان میں خطبہ مکروہ ہے۔ ۱۱۸

شرائط جمعہ۔ ۱۱۹

اذانِ ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہئے ۱۲۰

بوقت خطبہ چندہ درست نہیں۔ ۱۲۱

جمعہ فرض عین ہے۔ ۱۲۱

بڑے قصبہ کے پاس گاؤں ہو تو اس میں جمعہ درست نہیں۔ ۱۲۱

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت۔ ۱۲۲

اخیر جمعہ دہلی کی جامع مسجد میں ایک رسم ہے کار ثواب نہیں۔ ۱۲۳

بوقت خطبہ سامعین کی توجہ۔ ۱۲۳

فنائے شہر میں کھیت کے اندر بھی جمعہ درست ہے ۱۲۳

دو مستقل گاؤں ایک کے حکم میں نہیں۔ ۱۲۴

قیام جمعہ کے لئے کتنی آبادی ہونی چاہئے ۱۲۵

تیرہ سو آبادی جہاں تمام اشیاء ملتی ہوں جمعہ درست ہے۔ ۱۲۶

خطبہ کے شروع میں بسم اللہ ۱۲۶

منبر پر خطبہ ہونا سنت ہے۔ ۱۲۶

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے۔ ۱۲۷

خطبہ جمعہ سننا واجب ہے۔ ۱۲۸

جہاں عربی نہ سمجھتے ہوں اردو کی اجازت۔ ۱۲۸

مضمون	صفحہ
ہے یا نہیں۔	
یہ غلط ہے کہ غیر تنخواہ دار کی امامت درست نہیں۔	۱۳۰
خطبہ جمعہ سے پہلے سورۂ کہف۔	۱۳۰
نوکری کی وجہ سے ترک جمعہ درست نہیں۔	۱۳۱
خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا کیسا ہے۔	۱۳۱
نماز جمعہ میں جب خطیب و امام نہ آئے تو دوسرے کا امام بنانا درست ہے۔	۱۳۱
تارکین جمعہ کے لئے ظہر کی جماعت جائز نہیں	۱۳۲
ایک مسجد میں دو بار جمعہ مکروہ ہے۔	۱۳۲
جمعہ میں بھی لقمہ دینا درست ہے۔	۱۳۲
تشہد میں جو شریک ہو جاوے وہ جمعہ پڑھے۔	۱۳۳
جمعہ میں لاحق نماز کیسے پوری کرے۔	۱۳۳
بعد خطبہ پنکھے کا حکم۔	۱۳۴
ایک شہر میں تین مسجدوں میں جمعہ۔	۱۳۴
جامع مسجد میں تمام آدمی نہیں آسکتے تو کیا کریں	۱۳۴
ملازم جو جامع مسجد میں نہیں جاسکتے نزدیک والی مسجد میں جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔	۱۳۴
دو ہزار کی آبادی میں جمعہ۔	۱۳۵
حالت خطبہ میں امام کو پیسے دینا اور اس کی طرف پیسے پھینکنا درست نہیں۔	۱۳۵
تین ہزار کی آبادی میں جمعہ۔	۱۳۶
سنتیں بعد الجمعہ	۱۳۶
خطبہ جمعہ و عیدین میں تسمیہ۔	۱۳۶
یوم جمعہ میں جمعہ فرض ہے یا ظہر۔	۱۳۶
جمعہ کے لئے کچھ شرائط ہیں۔	۱۳۶
چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہو گی یا نہیں۔	۱۳۷
جمعہ کے لئے شرط سلطان۔	۱۳۷
سلطان نہ ہو تو جمعہ کا حکم۔	۱۳۷
متاخرین کے قول پر عمل۔	۱۳۷
نمبردار قاضی کے قائم مقام ہے یا نہیں۔	۱۳۷
احتیاط الظہر۔	۱۳۷
ظہر بعد جمعہ۔	۱۳۷
خطبات جمعہ ہر ماہ کا علیحدہ ہونا ضروری نہیں	۱۳۹
جمعہ کی اذان ثانی۔	۱۳۹
حدیث لا صلوٰۃ ولا کلام	۱۴۰
تیرہ سو آبادی میں جمعہ	۱۴۳
خطبہ غیر عربی زبان میں خلافِ سنت ہے	۱۴۳
عید و جمعہ کا اجتماع۔	۱۴۴
گاؤں میں جمعہ۔	۱۴۵
بعد اذانِ ثانی مناجات۔	۱۴۵
خطبہ کی حالت میں دوسرا کام	۱۴۵
بادشاہ اسلام نہ ہونے کی صورت میں جمعہ	۱۴۶
گاؤں میں جمعہ	۱۴۶
مولانا نانوتوی کی نماز جمعہ دیہات میں۔	۱۴۷
جمعہ کے لئے جامع مسجد ہونا شرط نہیں۔	۱۴۷
کمزور پہ جمعہ	۱۴۸
اوقاتِ خطبہ میں سنتیں۔	۱۴۸

ایک شہر میں کئی جگہ جمعہ درست ہے یا نہیں اور چند دوسرے سوالات۔ ۱۴۸

کیا جمعہ کے لئے امام کی اجازت ضروری ہے ۱۴۹

جس قصبہ کی مردم شماری ۲۵۰۰ ہو اسمیں جمعہ جائز ہے۔ ۱۵۰

جمعہ کا وقت ۱۵۰

جمعہ کہاں جائز ہے ۱۵۱

جمعہ میں کتنی سنتیں ہیں اور کس ترتیب سے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی۔ ۱۵۱

آبادی کے بڑے ہونے میں جملہ اقوام کا اعتبار دو ہزار سے زیادہ آبادی ہونے میں جمعہ درست ہے۔ ۱۵۲

تیرہ سو آبادی جس بازار ہو جمعہ جائز ہے ۱۵۳

آبادی سے تھوڑی دور پر گھر میں جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ۱۵۳

پہلے شہر تھا اب دو ڈیڑھ ہزار آبادی ہے کیا جمعہ جائز ہے۔ ۱۵۴

خطبہ جمعہ فرض ہے یا سنت۔ ۱۵۴

بوقت خطبہ کسی قسم کا ذکر جائز ہے یا نہیں ۱۵۴

جمعہ کے پہلے کی سنت خطبہ سے پہلے نہ پڑھ سکا اب کیا کرے۔ ۱۵۴

شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر ۱۵۵

صوبہ بنگال کے دیہاتوں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ ۱۵۵

بنگال میں جہاں آبادی ملی ہوتی ہیں جمعہ جائز نہیں ۱۵۶

دونوں خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے۔ ۱۵۶

خطبہ سے پہلے وعظ کہنا کیسا ہے ۱۵۶

جمعہ کی نماز فرض ہے یا نہیں خطبہ اسکا سننا کیسا ۱۵۷

اذان ثانی منبر کے سامنے مسجد میں ہو یا باہر نماز جمعہ کی یہ ترتیب صحیح ہے یا نہیں۔ ۱۵۷

مصر کی صحیح تعریف ۱۵۸

حضرت قاسم العلوم اور مسئلۂ جمعہ۔ ۱۶۰

چار ہزار کی آبادی میں جمعہ جائز ہے۔ ۱۶۱

چھوٹی آبادی میں جمعہ جائز نہیں۔ ۱۶۱

بڑے قصبہ میں جمعہ جائز ہے۔ ۱۶۱

جامع مسجد کی بجائے محلہ کی مسجد میں جمعہ پڑھنا کیسا ہے۔ ۱۶۲

قریہ میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہوگا یا نہیں ۱۶۳

ڈھائی ہزار کی آبادی پر جمعہ جائز ہے یا نہیں ۱۶۳

بازاروں کے آس پاس کے متصل گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ ۱۶۳

کیا دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر آنا ضروری ہے۔ ۱۶۴

ان عبارتوں کا مطلب کیا ہے۔ ۱۶۵

چھوٹی بستی میں کسی مصلحت کی وجہ سے بھی جمعہ جائز نہیں ۱۶۵

بارہ سو جس قریہ کی آبادی ہو اس میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ ۱۶۷
دو ہزار آٹھ سو کی آبادی میں جمعہ جائز ہے ۱۶۸
ڈیڑھ ہزار کی آبادی میں جمعہ کا کیا حکم ہے ۱۶۹
بعد جمعہ سنت کی کتنی رکعت ہیں۔ ۱۶۹
قریہ کبیرہ کے لئے آبادی سے کیا مراد ہے۔ ۱۶۹
خطبہ میں آنحضرت صلعم کے نام پر درود پڑھیں یا نہیں۔ ۱۷۰
دونوں خطبوں کے درمیان دعا مانگے۔ ۱۷۱
جمعہ کی دوسری اذان کے متعلق بحث۔ ۱۷۱
جمعہ کے متعلق دو گروہ اور اس کا تصفیہ۔ ۱۷۱
گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ ۱۷۳
جمعہ در قریہ۔ ۱۷۴
بحث جمعہ در سوال و جواب۔ ۱۷۴
خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھی جائیں یا نہیں۔ ۱۷۵
آیت صلوا علیہ وسلموا پر آہستہ درود پڑھنا کیسا ہے۔ ۱۷۶
اذان خطبہ کا جواب اور اس کے بعد دعا ۱۷۶
بعد سنت کے جو اجتماعی دعا بدعت ہے ۱۷۷
عصا کے سہارے خطبہ مسنون کیوں ہے ۱۷۸
بوقت خطبہ اذان سے پہلے یہ کلمات کہنے کیسے ہیں۔ ۱۷۸
جمعہ کہاں جائز ہے۔ مصر کی تعریف کیا ہے سرہند میں جمعہ کا کیا حکم ہے۔ ۱۷۹
بوقت خطبہ تعوذ و تسمیہ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں ۱۷۹
بحث احتیاط الظہر ۱۸۰
بوقت سنت وعظ ۱۸۰
بین الخطبتین دعا ۱۸۱

الباب السادس عشر
فی صلوٰۃ العیدین

عیدگاہ میں باواز تکبیرہ کہی جائے ۱۸۳
جماعت میں تفریق کرنے والے کی نماز ہوئی یا نہیں۔ ۱۸۳
عید کا خطبہ کسی نے دیا اور نماز کسی نے پڑھائی تو بھی نماز ہوگئی۔ ۱۸۴
عید فطر کے دن بوجہ بارش نماز عید نہ ہوسکے تو دوسرے دن پڑھی جائے۔ ۱۸۴
دو فریق نے دو جگہ نماز عید ادا کی تو بھی درست ہوگی۔ ۱۸۴
عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد ۱۸۴
عیدین کی نماز کے لئے باہر نکلنا سنت ہے ۱۸۵
عیدین کی نماز کے بعد دعا۔ ۱۸۸
صلوٰۃ عیدین میں سجدہ سہو کا حکم اور فرض سے واجب کی طرف واپسی۔ ۱۸۸
عیدین میں بعد نماز دعا اور اس سلسلہ میں اکابر کا مسلک۔ ۱۸۹
خطبہ عیدین کی ابتدا تکبیر سے مستحب ہے۔ ۱۹۱

عادل گواہوں کی شہادت پر نماز عید۔ ۱۹۱
عیدین میں خطبہ کس جگہ سے دے۔ ۱۹۲
دو عادل گواہ کی گواہی سے رویت ثابت ہو جاتی ہے۔ ۱۹۲
یوم النحر میں جملہ شرائط صوم کی رعایت مستحب ہے۔ ۱۹۳
عید کا خطبہ مختصر ہونا چاہیئے اور خطبہ سننا واجب ہے۔ ۱۹۳
اچھا یہ ہے کہ خطیب و امام ایک ہی شخص ہو ۱۹۴
چھ زوائد تکبیرات کا عیدین میں ثبوت ۱۹۴
جو عیدگاہ آبادی کے بڑھنے سے آبادی کے اندر آگئی وہ صحرا کے حکم میں نہیں ہے۔ ۱۹۵
بچے جماعت عیدین میں کہاں کھڑے ہوں ۱۹۵
نماز عیدین میں عورتوں کی جماعت مکروہ ہے ۱۹۶
قبرستان میں عید کی نماز جبکہ قبر سامنے نہ ہو ۱۹۶
تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے نہیں ہے ۱۹۷
رکوع سے اٹھ کر تکبیرات زوائد کہنا۔ ۱۹۷
بلا عذر عید کی نماز دوسرے روز پڑھنا کیسا ہے ۱۹۸
مکروہ وقت میں [illegible] کی ضرورت ۱۹۸
تاشے وغیرہ بجاتے عیدگاہ جانا اور امام کے سر پر چھتر کا سایہ کرنا کیسا ہے۔ ۱۹۹
جو قربانی نہ کرنا چاہتا ہو وہ پہلے حجامت بنوا سکتا ہے ۱۹۹
بازار صحرا کے حکم میں نہیں ہے۔ ۲۰۰
بازار میں صلوٰۃ عید۔ ۲۰۰
بازار میں شارع عام کے سامنے نماز عید۔ ۲۰۰
راستہ پر صلوٰۃ عید۔ ۲۰۰
دہلیز میں نماز عید۔ ۲۰۰
فنا مسجد میں نماز عید۔ ۲۰۰
عرفہ نویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔ ۲۰۱
سورۂ فاتحہ کے بعد یاد دلانے پر تکبیرات زوائد پھر قرأت۔ ۲۰۱
دعا بعد صلوٰۃ عید بدعت نہیں ہے۔ ۲۰۲
نماز عید کے پہلے یا بعد عیدگاہ میں نفل ۲۰۲
مفسد صلوٰۃ قرأت کی صورت میں دوسری جماعت کر سکتا ہے۔ ۲۰۳
تکبیرات تشریق فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ ہے۔ ۲۰۳
بارہ تکبیرات کے ساتھ عیدین کی نماز درست ہے یا نہیں۔ ۲۰۴
تکبیرات زوائد کے ترک سے اعادہ جائز ۲۰۴
عید کی نماز کے لئے مقتدیوں کا انتظار ۲۰۴
عیدین میں تکبیرات زوائد عند الحنفیہ چھ ہیں ۲۰۵
نماز عید کے لئے نقارہ جائز ہے یا نہیں: ۲۰۵
عیدین میں تکبیرات زوائد کی بحث۔ ۲۰۶
تکبیرات تشریق کی قضا نہیں۔ ۲۰۶
عیدگاہ میں بغیر قصد اگر پہلے نماز پڑھ لیں تو اس کا اعتبار نہیں۔ ۲۰۷
جدید عیدگاہ بنانا۔ ۲۰۷

ایک شہر میں دو عید گاہ	۲۰۷
آبادی سے باہر کی عید گاہ میں نماز عید افضل ہے۔	۲۰۸
قصابوں کی بنائی ہوئی عید گاہ میں نماز درست ہے	۲۰۸
تکبیرات تشریق جماعت کے بعد ہے تنہا پڑھنے کے بعد نہیں۔	۲۰۸
عیدین میں۔۔ تکبیر کے بعد بغیر ارسال ہاتھ باندھ لے۔	۲۰۹
اگر کچھ لوگ عذر کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کریں تو درست ہے۔	۲۰۹
ہندو کی زمین عید گاہ کے لئے قبول کرنے کی صورت۔	۲۱۰
عید گاہ وقف کا کوئی حصہ کسی نہیں دیا جاسکتا	۲۱۰
عید گاہ پیدل جانا سنت ہے، پیسے نچھاور کرانا درست نہیں۔	۲۱۱
عید کی نماز جیل میں۔	۲۱۱
بعد زوال عید کی نماز درست نہیں، عذر کی وجہ سے دوسرے دن پڑھنے کی اجازت۔	۲۱۲
نماز عیدین واجب ہے اور تکبیرات زوائد بھی	۲۱۲
تکبیرات تشریق صرف ایک مرتبہ کہنا سنت ہے	۲۱۳
حدیث عید میں دعوت کا کیا مطلب ہے۔	۲۱۳
عیدین بعد خطبہ دعا نہیں۔	۲۱۳
وقف عید گاہ میں تصرف درست نہیں	۲۱۳
تعمیر عید گاہ میں ہندو کا روپیہ لگانا جائز ہے	۲۱۴
عید گاہ کی زمین فروخت نہیں کی جاسکتی۔	۲۱۴
عید گاہ میں کھیل تماشہ درست نہیں۔	۲۱۴
عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد اور اس کی خلاف ورزی کا اثر۔	۲۱۵
نماز عیدین میں چھ تکبیریں ہیں یا زائد، خطبہ عید میں نور نامہ وغیرہ درست نہیں۔	۲۱۵
جنہوں نے عید کی نماز میں رکوع نہیں کیا ان کی نماز نہیں ہوئی۔	۲۱۶
تکبیرات تشریق گاؤں میں کہی جائیں۔	۲۰۶
عیدین کا خطبہ صفوں کے درمیان منبر رکھ کر درست ہے یا نہیں۔	۲۱۷
عید گاہ میں آواز نہ آکر پھر سے تکبیر درست نہیں	۲۱۷
عیدین کی تکبیرات زوائد میں اگر ارسال نہ کرے تو کیا حکم ہے۔	۲۱۸
بعد نماز عید آنحضرت سے دعا ثابت ہے یا نہیں۔	۲۱۸
تکبیرات تشریق کے سلسلہ میں امام صاحبؒ کا قول احوط ہے یا صاحبین کا۔	۲۱۹
محض نیت سے بغیر عمل نماز نہیں ہوتی۔	۲۱۹
عیدین میں تفریق جماعت امامت کی خاطر درست نہیں۔	۲۲۰
عیدین کا وجوب اور قضا نہ ہونے کی وجہ	۲۲۰
عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل نہیں	۲۲۱
عید الفطر کی نماز عذر کی وجہ سے اگلے دن درست ہے۔	۲۲۱

مضمون	صفحہ
نماز عیدین کی نیت میں لفظ سنت کہا تو نماز ہوئی یا نہیں۔	۲۲۲
نماز عیدین کے لئے بھی فرش کا پاک ہونا ضروری ہے۔	۲۲۲
عید کے بعد چار رکعت نفل جماعت سے پڑھنے کا رواج غلط ہے۔	۲۲۳
چھوٹے گاؤں میں عیدین درست نہیں۔	۲۲۳
عیدگاہ کے بہ جانے کا خطرہ ہے تو کیا اس کا ملبہ اکھیڑا جا سکتا ہے۔	۲۲۳
قبرستان میں جو عیدگاہ بنی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں۔	۲۲۴
ضحیٰ صحیح ہے یا ضحی۔	۲۲۴
ایک شخص نے دو جگہ عید کی امامت کی کونسی جگہ جائز ہوئی۔	۲۲۴
عیدین میں دعا کس وقت جائز ہے بعد نماز یا بعد خطبہ۔	۲۲۵
عیدین کی نماز مسجد میں جائز ہے یا نہیں۔	۲۲۵
یہ کہنا غلط ہے کہ عیدین کا خطبہ منبر پر پڑھنا درست نہیں۔	۲۲۶
عید کے دن نوافل۔	۲۲۶
عید پڑھنے کے بعد نفل کی نیت سے دوبارہ عید پڑھنا کیسا ہے۔	۲۲۷
عیدین مختلف مسجدوں میں۔	۲۲۷
تکبیرات زوائد میں ہاتھ باندھنا چاہئے	۲۲۸
بعد نماز عید نوافل بدعت ہے۔	۲۲۸
رشوت کی آمدنی سے عیدگاہ بنانا کیسا ہے	۲۲۸
نماز عیدین جامع مسجد میں۔	۲۲۹
نماز عیدین میں مقتدی زیادہ شافعی المذہب ہوں تو امام کس طرح نماز پڑھاوے۔	۲۲۹
عیدگاہ آبادی سے باہر جس سمت میں بھی ہو کوئی مضائقہ نہیں۔	۲۲۹
عیدین کے لئے اذان وغیرہ نہیں ہے	۲۳۰
تکبیرات تشریق۔	۲۳۱
بین خطبہ دعا ثابت نہیں۔	۲۳۱
عورتوں کا عیدگاہ جانا	۲۳۲
عیدین کی نماز واجب ہے یا نفل۔	۲۳۲
عیدگاہ کہاں ہونی چاہئے۔	۲۳۲
عیدگاہ میں جہر سے تکبیر کہنا کیسا ہے۔	۲۳۳
غیر مقلدوں کے متعلق سوال۔	۲۳۴
عیدگاہ میں الصلوٰۃ والصلوٰۃ کہنا کیسا ہے	۲۳۷

الباب السابع عشر فی الاستسقاء

بارش طلب کرنے کا طریقہ

مضمون	صفحہ
کیا نماز استسقاء جماعت کے ساتھ مستحب ہے یا بغیر جماعت۔	۲۳۸
نماز استسقاء کا وقت۔	۲۳۹
بعد نماز استسقاء دعا اٹھے ہاتھوں ننگے سر	۲۳۹
نماز استسقاء میں جماعت وخطبہ اور قلب رداء کا کیا حکم ہے۔	۲۴۰

کتاب الجنائز

فصل اوّل

موت کے وقت مرنیوالوں سے سلوک

موت کے وقت چت لٹانا کیسا ہے	۲۴۲
غسل اور موت کے وقت قبلہ رو کرنے کی حدیث ۔	۲۴۳
تلقین لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی بحث ۔	۴۴
تلقین کس وقت کی جائے ۔	۲۴۴
نزع کے وقت عورت کو مہندی لگانا ناجائز ہے ۔	۲۴۵

فصل ثانی

میت کو غسل دینا

جنبی مرجائے ایک غسل کافی ہے یا نہیں اور لڑکی کو غسل کون دے ۔	۲۴۵
عورت کو شوہر غسل نہیں دے سکتا ہے البتہ دیکھ سکتا ہے ۔	۲۴۶
حالت جنابت میں ایک عورت مرگئی غسل کا طریقہ کیا ہے ۔	۲۴۷
میت کے سرمہ لگانا اور کنگھی کرنا کیسا ہے	۲۴۸
عورت خاوند کو اور خاوند بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں ۔	۲۴۸
محرم عورتوں کو مرنیکے بعد مرد غسل دے سکتا ہے یا نہیں ۔	۲۴۸
خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے ۔	۲۴۸
جسے غسل دینا نہ آئے اگر وہ غسل دیدے تو کیا حکم ہے ۔	۲۴۹
میت کو غسل کے لئے گھر کے برتن میں پانی گرم کرنا اور غسل دینا درست ہے	۲۴۹
اگر عورت مردوں میں یا مرد عورتوں میں مرجائے تو غسل کی کیا صورت ہوگی ۔	۲۴۹
شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں ۔	۲۴۹
غسل دینے کے لئے مردہ کو کیسے لٹائیں ۔	۲۵۰
غیر دیندار سے میت کو غسل دلانا اچھا نہیں	۲۵۰
میت کو غسل دیتے وقت پیر کس طرف ہوں ۔	۲۵۱
مردے کے غسل کی ہیئت کیا ہو ۔	۲۵۱
بوقت غسل آنحضرتؐ کے پیر کسطرف تھے	۲۵۱
مرنے کے بعد شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو دیکھ سکتی ہے ۔	۲۵۲
خنثیٰ کو غسل عورت دے یا مرد ۔	۲۵۲
مردے کو کیوں غسل دیتے ہیں ۔	۲۵۲
مسلمان لاش کو غیر مسلم چھو سکتے ہیں یا نہیں	۲۵۲
غسل جو چاہے دے یا متعین آدمی اور غسل دینے والے پر غسل ضروری نہیں ۔	۲۵۳
شوہر اپنی عورت کے جنازہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے	۲۵۳

ہے یا نہیں۔

میت کو غسل کس طرح دیا جائے۔ ۲۵۴

میت کے غسل دینے کے لئے کیسا پانی ہونا چاہئے۔ ۲۵۴

مجبوری میں شوہر اپنی مردہ عورت کو غسل ۲۵۵

دے سکتا ہے یا نہیں۔ ۲۵۵

خنثیٰ کو غسل دیا جائے یا نہیں۔ ۲۵۵

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینا کیسا تھا۔ ۲۵۵

فصل ثالث

مُردوں کے کفن کا بیان

کفن پہنانے کے بعد امام کی پہنچی دینا بے اصل ہے۔ ۲۵۶

زندگی میں اپنے لئے کفن اور قبر تیار کرنا کیسا ہے۔ ۲۵۷

لڑکے اور لڑکیوں کے کفن کی تعداد کیا ہے ۲۵۷

عورت کے کفن میں سینہ بند اوپر رہنا چاہئے یا نیچے۔ ۲۵۷

دوبارہ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔ ۲۵۸

کفن سے متعلق مذکورہ تصریح درست ہے یا نہیں۔ ۲۵۹

اوپر کی چادر زر بستہ کفن میں داخل ہے یا خارج۔ ۲۵۹

میت کو دفناتے وقت سے ہاتھ کھول ۲۵۹

رکھے جائیں۔

کفن میں عمامہ دینا مکروہ ہے۔ ۲۵۹

مرد و عورت کی کفنی میں گریبان کس طرف کیا جائے۔ ۲۶۰

جنازہ کے اوپر چادر ڈالنا کیسا ہے۔ ۲۶۰

کفن میں تہبند دینا کیسا ہے۔ اور قبر میں بند کھول دینا چاہئے۔ ۲۶۱

بعد تدفین تلقین۔ ۲۶۲

نماز جنازہ کے لئے جائے نماز اور اس کا حکم ۲۶۲

پہنے ہوئے کپڑے کا کفن دینا درست ہے۔ ۲۶۳

مرد کے لئے رنگین کفن کا کیا حکم ہے۔ ۲۶۳

میت مرد و عورت کے لئے کفن کے کتنے کپڑے ہیں۔ ۲۶۴

کعبہ کے غلاف کا کفن میں دینا اور قبر میں رکھنا کیسا ہے۔ ۲۶۴

جمعہ کے دن مرنے والے کی نماز جنازہ کی تاخیر کا رواج غلط ہے۔ ۲۶۵

قمیص کسے کہتے ہیں۔ ۲۶۵

مرد اور عورت کا کفن۔ ۲۶۶

نصرانی والدہ کی تکفین عیسائی مذہب کے مطابق کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۶۶

بعد موت میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں۔ ۲۶۸

کفناتے وقت اگر نجاست نکلے تو غسل ۲۶۷

کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

غیر محرم عورتیں مردہ مرد کو نہیں دیکھ سکتیں۔ ۲۶۷

تکفین کی بچی ہوئی رقم کس مصرف میں خرچ کی جائے۔ ۲۶۸

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہ کو غسل دینے کی وجہ ۲۶۹

کفن اور غسل میں کوئی نقص ہو تو مواخذہ میت پر نہیں۔ ۲۶۹

کفنائے ہوئے مردہ میت پر چادر ڈال کر لیجانا کیسا ہے۔ ۲۷۰

تجہیز و تکفین کے اخراجات۔ ۲۷۰

مردہ کو کفن میں سلا ہوا پائجامہ اور ٹوپی دینا کیسا ہے۔ ۲۷۱

نابالغ کا کفن۔ ۲۷۱

میت کے اوپر کی چادر کیسی کی جائے۔ ۲۷۲

فصل رابع

جنازہ اٹھانے کا بیان

جنازہ اٹھانے میں پہئے و ناؤ بوٹ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں۔ ۲۷۳

ٹراموے پر مردہ لیجانا کیسا ہے۔ ۲۷۴

جنازہ اٹھانے کا مسنون طریقہ۔ ۲۷۴

انتقال کے بعد زوجہ کو کندھا دینا درست ہے ۲۷۵

جنازہ کے پیچھے بلند آواز سے کلمہ یا اشعار پڑھنا درست نہیں۔ ۲۷۵

غیر مسلم پڑوسی کے ۔۔۔۔۔ جنازہ کے ساتھ جانا درست ہے یا نہیں۔ ۲۷۶

روزہ دار مر جائے تو کیا حکم ہے۔ ۲۷۷

ناپاک جنازہ کو کندھا لگائے یا نہیں۔ ۲۷۷

جنازہ کا سرہانہ آگے رکھا جائے۔ ۲۷۷

اعمال کا اثر مردہ کے جسمانی وزن پر نہیں ہوتا ۲۷۷

مرنے والی عورت کا ولی شوہر نہیں، عصبہ ہیں ۲۷۸

جنازہ دیکھ کر دس دس قدم چلنا ثابت ہے یا نہیں۔ ۲۷۸

قبرستان مشرق میں ہو تو پہونچاتے وقت میت کا سر کدھر رکھا جائے۔ ۲۷۵

گاڑی پر جنازہ لیجانا مکروہ ہے۔ ۲۷۹

جنازہ کے پیچھے چلے۔ ۲۷۹

جنازہ دور کے راستہ سے لیجانا اچھا نہیں ہے ۲۷۹

غسل کے وقت میت کا سر کدھر ہو۔ ۲۸۰

بیوی کے جنازہ کو بوسہ نہیں دے سکتا۔ ۲۸۰

میت میں کونسی ہیئت بوقت غسل اچھی ہے ۲۸۰

لیجاتے وقت میت کا سرہانہ آگے ہو۔ ۲۸۱

بعض عبارت کا مطلب ۲۸۱

نامحرم عورت کے جنازہ کو کندھا دینا درست ہے۔ ۲۸۲

نامحرم عورت کا اٹھانا مرد کے لئے جائز ہے ۲۸۲

جنازہ کے ساتھ جاتے نماز لیجانا بے اصل ہے ۲۸۲

مسلمان کا ہندو میت کے ساتھ جانا اور دفن کفن میں شریک ہونا مباح ہے۔ ۲۸۳

مضمون	صفحہ
قرآن شریف جنازہ کے ساتھ لیجانا خلاف سنت ہے	۲۸۳
جنازہ پر شوخ رنگ کی چادر ڈالنا کیسا ہے	۲۸۳
جنازہ کے لئے بھاری پلنگ رکھنا کیسا ہے	۲۸۴
جنازہ کے ساتھ نعت درود یا قرآن شریف آواز کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں۔	۲۸۴
میت کا بانس کی ارتھی پر لیجانا درست نہیں۔	۲۸۴
عورت کا کفن دفن کا خرچ کس کے ذمہ ہے	۲۸۵
مشرق کی طرف جنازہ لیجانے میں پیر کا قبلہ کی طرف ہونا درست ہے	۲۸۵

فصل خامس

نماز جنازہ

مضمون	صفحہ
نماز جنازہ کے بعد بیٹھنے کا رواج غلط ہے	۲۸۶
طاعون کی وجہ سے کوئی بھاگ جائے اور وہ وہاں مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	۲۸۶
نماز کا تارک کافر نہیں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	۲۸۶
بچہ زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا کیا حکم ہے۔	۲۸۷
جب میت کو بلا غسل وبلا نماز دفن کردیا تو اسکی قبر پر نماز جنازہ درست ہے۔	۲۸۷
خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی	۲۸۸
نماز جنازہ کی صفوں میں سجدہ کی جگہ چھوڑنا بے اصل ہے۔	۲۸۹
عورت نماز جنازہ پڑھا سکتی ہے یا نہیں۔	۲۸۹
کیا دوبارہ نماز جنازہ درست ہے۔	۲۸۹
حرام کار کی نماز جنازہ	۲۹۰
نماز جنازہ کے لئے وصیت اور اس کا حکم۔	۲۹۰
قادیانی کی نماز جنازہ درست نہیں۔	۲۹۰
بعد نماز پھر جنازہ کو گھر میں لاکر دعا کرنا بدعت ہے	۲۹۱
نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں، مگر پانچ کہنے والا کافر نہیں۔	۲۹۱
نماز جنازہ جوتہ میں نہ پڑھی جائے۔	۲۹۱
ولد الزنا کے کان میں اذان اور اس کی نماز جنازہ کا حکم۔	۲۹۲
نماز جنازہ سے کسی کو روکا نہ جائے۔	۲۹۲
رنڈیوں کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے۔	۲۹۲
جسنے کبھی نماز جمعہ تک نہ پڑھی ہو اسکی نماز جنازہ بھی ضروری ہے	۲۵۳
بے نمازی مردہ کو گھسیٹنے کی بات غلط مشہور ہے	۲۹۳
مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے۔	
حضرت سعد کا واقعہ اور اس کا جواب۔	۲۹۴
اگر لاعلمی کی وجہ سے بچہ پر نماز جنازہ ترک کردے تو کیا حکم ہے۔	۲۹۵
جمعہ کے دن نماز جنازہ سنت سے پہلے۔	۲۹۶
جو شخص نماز روزہ سے روکے اور تبلیغ جماعت سے منع کرے اسکی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔	۲۹۶
رضاعی بہن سے نکاح کرنا کفر نہیں اس کی نماز جنازہ درست ہے۔	۲۹۷
بہت سے مسلم ایک جگہ جل کر مرجائیں تو کس طرح	۲۹۸

مضمون	صفحہ
نماز جنازہ پڑھی جائے۔	
بان کی چارپائی پر نماز جنازہ درست ہے۔	۲۹۸
ایسے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی گئی جس کے اسلام میں شبہ تھا کیا حکم ہے۔	۲۹۸
نماز جنازہ کی صفیں۔	۲۹۹
غیر مقلد کی نماز جنازہ میں شرکت درست ہے	۲۹۹
نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔	۳۰۰
نماز عید کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرنا چاہیے۔	۳۰۰
عیدگاہ میں نماز جنازہ مکروہ نہیں۔	۳۰۰
یہ کہنا کہ میری نماز جنازہ نہ پڑھنا کفر نہیں ہے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	۳۰۱
جس امام کے پیچھے وقتی نماز نہ پڑھے جنازہ میں اسکی امامت۔	۳۰۱
اگر کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ہو تو کیا کیا جائے۔	۳۰۲
عورت کی نماز جنازہ شوہر کے حکم سے ہوگی یا باپ کے۔	۳۰۲
منکرات کی وجہ سے نماز جنازہ ترک نہ کی جائے۔	۳۰۲
شبہ سے نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی۔	۳۰۳
رات میں نماز جنازہ۔	۳۰۳
مردہ کی صرف ہڈیوں پر غسل اور نماز نہیں	۳۰۳
چارپائی پر رکھ کر نماز جنازہ۔	۳۰۴
مسجد میں نماز جنازہ اس طرح کہ نعش باہر ہو	۳۰۴
نماز جنازہ کے بعد پھر دعا مشروع نہیں۔	۳۰۵
قبرستان کی مسجد میں نماز جنازہ۔	۳۰۵
علامت مسلمانی باقی نہ ہو تو جنازہ کی کیا صورت ہوگی۔	۳۰۷
بعد نماز جنازہ اور قبل از دفن دعا جائز ہے یا نہیں	۳۰۷
غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔	۳۰۸
ڈاکو اور باغی وغیرہ کی نماز جنازہ کیوں جائز نہیں۔	۳۰۸
مرتکب کبیرہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے مگر کافر کی نہیں۔	۳۰۹
ڈاکو بحالت ڈاکہ زنی میں مارا جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں۔	۳۰۹
زانی کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔	۳۰۹
ولی اگر غیر امام کے ہمراہ نماز جنازہ پڑھ لے تو کیا اعادہ ہوگا۔	۳۱۰
مخنث کی نماز جنازہ۔	۳۱۰
صرف رافضی کے نماز جنازہ پڑھ لینے سے فرض ساقط ہوگا یا نہیں۔	۳۱۱
عید کی نماز سے پہلے جنازہ آجائے تو پہلے عید پڑھی جائے۔	۳۱۱
میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔	۳۱۱
نماز جنازہ میں "الدعا للمیت" کہنا ضروری نہیں۔	۳۱۲
بلا نماز جنازہ اگر میت دفن کر دی جائے	۳۱۲

مضمون	صفحہ
تو کتنے دن تک نماز کی اجازت ہے۔	
ہر میت کی نماز جنازہ کئی مرتبہ پڑھنا کیسا ہے	۳۱۳
سلام ہاتھ چھوڑ کر پھیرنا چاہئے یا باندھے ہوئے۔	۳۱۳
نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین۔	۳۱۴
انسان کی زندگی میں جو عضو اس سے علیحدہ ہو جائے اس کا کیا حکم ہے۔	۳۱۴
خاوند کا بیوی کی نماز جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے۔	۳۱۵
مرے ہوئے بچہ کا کفن دفن۔	۳۱۵
بالغین مرد و عورت کی دعا میں کوئی تمیز نہیں	۳۱۵
نماز جنازہ کیا تمام حاضرین پر ضروری ہے۔	۳۱۶
بھول سے امام نے بلا وضو نماز جنازہ پڑھا دی تو کیا کیا جائے۔	۳۱۶
تیسری تکبیر کے بعد دعا کی جگہ سورۃ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے۔	۳۱۷
نماز جنازہ میں ثنا اور دعا کی جگہ سورۃ فاتحہ پڑھیں کیا حکم ہے۔	۳۱۷
ایک امام نے چار کی جگہ پانچ تکبیریں کہیں نماز ہوئی یا نہیں۔	۳۱۸
جوتے پہن کر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں	۳۱۸
جو دو تکبیر کے بعد ملا وہ اپنی نماز کیسے پوری کرے اور کس طرح جب نماز جنازہ ادا کی جائے تو کیا حکم ہے۔	۳۱۹
نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت باطل ہے۔	۳۲۰
نماز جنازہ کی اجرت جائز ہے یا نہیں۔	۳۲۰
عیدگاہ میں نماز جنازہ درست ہے۔	۳۲۰
بے نمازی کی نماز جنازہ کیوں پڑھے	۳۲۲
نجس زمین پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں	۳۲۲
اوقات مکروہہ میں نماز جنازہ کیوں درست ہے	۳۲۳
عیدگاہ میں جنازہ نماز سے پہلے آجائے تو جنازہ کس وقت پڑھا جائے۔	۳۲۵
نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے۔	۳۲۶
نماز جنازہ میں شریک نہ کرنے کی وصیت۔	۳۲۶
ایک ماہ کے بچے کو بغیر نماز کفن دبا دینا درست نہیں۔	۳۲۷
مرد و عورت پر ایک ساتھ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔	۳۲۷
نماز جنازہ کے بعد امام نے کپڑے پر دھبہ دیکھا تو کیا حکم ہے۔	۳۲۸
کئی جنازوں کی نماز ایک ساتھ۔	۳۲۸
ولد الزنا کی نماز جنازہ	۳۲۹
غسل جمعہ کی وجہ سے جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہونے سے گنہگار ہوگا یا نہیں۔	۳۲۹
نماز جنازہ خطبہ عید کے پہلے ہے یا بعد	۳۲۹
جو مسلمان عورت کافر کے گھر مری اور کافرانہ رسوم ادا کئے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔	۳۳۰
اسلام سے جو قوم تعلق رکھے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی اور وہ مسجد میں آئیں گے۔	۳۳۱

رنڈی کی نماز جنازہ درست ہے۔ ۳۳۲

جنازہ میں مقتدی کا فریضہ کیا ہے۔ ۳۳۳

مسلمان زانیہ کا بچہ جو ہندو سے ہو اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔ ۳۳۳

بے نمازی کی نماز جنازہ عمداً نہ پڑھنا کیسا ہے ۳۳۳

تاڑی پینے والے کی نماز جنازہ پڑھنا اور اس کے ساتھ جانا کیسا ہے۔ ۳۳۴

سود خوار کی نماز جنازہ۔ ۳۳۴

ہندو کے نابالغ بچہ پر نماز جنازہ درست نہیں ہے۔ ۳۳۴

بدبو آجانے کے بعد نماز جنازہ۔ ۳۳۵

نماز جنازہ عصر و مغرب کے درمیان درست ہے ۳۳۵

بے نمازی کی لاش گھسیٹنا جائز نہیں۔ ۳۳۵

میت روزہ دار کی نماز جنازہ۔ ۳۳۵

بنجارے مسلمان ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور یہ نماز میں شریک ہو سکتے ہیں۔ ۳۳۶

بلا وضو نماز جنازہ جائز نہیں۔ ۳۳۷

خنثیٰ بچوں کے احکام۔ ۳۳۷

نماز جنازہ ہوئی اور کوئی ایک شخص کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو قابل ملامت نہیں۔ ۳۳۸

مقتدی امام کے ساتھ نماز جنازہ میں دعا وغیرہ پڑھے۔ ۳۳۹

نماز جنازہ کی امامت کا کس کا حق ہے۔ ۳۴۰

بوقت زوال، استواء اور غروب نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔ ۳۴۰

بعد نماز جنازہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا خلاف سنت ہے۔ ۳۴۱

طاعون والی جگہ نماز جنازہ کے لئے جانا کیسا ہے اور اطباء کا جانا درست ہے یا نہیں ۳۴۱

اگر کچھ لوگ نماز جنازہ نہ پڑھیں تو کیا حکم ہے ۳۴۲

جن لوگوں کو نماز جنازہ پڑھنا نہیں آتی وہ فقط تکبیر سے ان کی نماز ہوگی یا نہیں۔ ۳۴۳

شیعہ کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔ ۳۴۳

مسجد کے سائبان میں نماز جنازہ۔ ۳۴۳

غائب مردہ پر نماز جنازہ درست نہیں۔ ۳۴۴

اگر جسم کا ایک حصہ جل گیا ہو تو کیا اسے غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی یا نہیں۔ ۳۴۴

چماروں کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں ۳۴۵

تعزیت کے دنوں میں صاحب تعزیت کے گھر سے کھانا کھانا کیسا ہے۔ ۳۴۵

نماز جنازہ میں بین الصفوف فاصلہ ۳۴۶

آنحضرت صلعم کی نجاشی پر غائبانہ نماز جنازہ ۳۴۷

تیسری تکبیر کے بعد اگر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے تو کیا حکم ہے۔ دعا کی جگہ یا رب کافی نہیں ۳۴۷

نماز جنازہ کی ترکیب کیا ہے اور مقتدی کیا پڑھے۔ ۳۴۸

فاجرہ عورت کی نماز جنازہ پڑھنی درست ہے ۳۴۸

دوبارہ نماز جنازہ گناہ ہے یا نہیں۔ ۳۴۹

جنازہ کے ساتھ نعت پڑھنا بدعت ہے۔ ۳۴۹

بچہ کے جنازہ میں اس کا لڑکا یا لڑکی ہونا معلوم ۳۵۰

مضمون	صفحہ
نہ ہو تو کیا کیا جائے ۔	
کفن اگر کوئی جانور لے جائے تو کیا حکم ہے	۳۵۰
نماز جنازہ کے قبرستان میں گھر بنانے میں کچھ مضائقہ نہیں ۔	۳۵۰
جنازہ کے پیچھے تہلیل وغیرہ درست نہیں ۔	۳۵۱
نماز جنازہ میں نابالغ کی امامت ۔	۳۵۱
بعد نماز جنازہ دعا ۔	۳۵۱
نماز جنازہ کتاب دیکھ کر ۔	۳۵۲
ہندو بچہ جسے مسلمان نے خرید لیا، اسکی نماز جنازہ اور دفن کفن درست نہیں ۔	۳۵۲
کیا نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں جائز ہیں ۔	۳۵۲
بدعتیوں کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے ۔	۳۵۳
ایک ہندو ایک مسلمان ایک دکان میں جل گئے، کس طرح نماز جنازہ پڑھی جائے ۔	۳۵۳
شرابی وزانی کو شرکت جنازہ سے نہ روکا جائے ۔	۳۵۴
چارپائی پر رکھے ہوئے جنازہ کی نماز درست ہے ۔	۳۵۵
مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں ۔	۳۵۷
بوقت نماز جنازہ ولی کی اجازت درست ہے ۔	۳۵۷
صرف عیدین کی نماز پڑھنے والے نمازی ہیں اس کی نماز جنازہ درست ہے ۔	۳۵۸
نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو کتنے دنوں تک نماز پڑھی جا سکتی ہے ۔	۳۵۸
نماز کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرے ۔	۳۵۸
جس بچہ کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ مردہ ہے یا زندہ اس کی نماز جنازہ ۔	۳۵۹
مردہ بچہ کی نماز جنازہ نہیں ۔	۳۵۹
ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی ۔	۳۵۹
نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں ۔	۳۶۰
مسلمان ہو گیا مگر خبر نہ کیا اس مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی	۳۶۱
جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ اور کفن ضروری ہے ۔	۳۶۲
دوپہر بعد ظہر کی نماز پہلے پڑھی جائے یا جنازہ کی ۔	۳۶۲
شیعہ کی نماز جنازہ	۳۶۳
چند جنازے مردوں، عورتوں اور بچوں کے جمع ہوں تو نماز کیسے پڑھی جائے	۳۶۳
شیعہ و شافعی کی اقتدا نماز جنازہ میں جائز ہے یا نہیں ۔	۳۶۴
چوتھے روز قبر پر نماز جنازہ کیوں جائز نہیں	۳۶۴
دو کی نماز جنازہ ایک ساتھ درست ہے یا نہیں	۳۶۴
بعد عید قبل خطبہ نماز جنازہ ۔	۳۶۴
نماز جنازہ میں اخیر تکبیر سے پہلے ایک سلام پھیرا، پھر یاد دہانی پر تکبیر کہی کیا حکم ہے ۔	۳۶۵
چھت پر نماز جنازہ پڑھی گئی، جائز ہوئی یا نہیں	۳۶۵
دھوپ کی شدت کی وجہ سے مسجد میں جنازہ درست ہے یا نہیں ۔	۳۶۶

مضمون	صفحہ
مردہ کو دوسری جگہ لیجا کر دفن کرنا درست ہے یا نہیں۔	۳۷۹
قبر میں قبلہ رخ کرنا اور داہنی کروٹ لٹانا	۳۸۰
دفن کے بعد ستر قدم ہٹ کر دعاء کرنا بدعت ہے۔	۳۸۱
کفن پر کلمہ لکھنا۔	۳۸۱
قبر کے پٹاؤ میں پختہ کونڈا دینا کیسا ہے۔	۳۸۱
بول و براز والی زمین میں مٹی ڈال کر قبر بنانا کیسا ہے۔	۳۸۲
قبر پر اذان پکارنا بدعت ہے۔	۳۸۲
پرانی قبر پر مٹی ڈالنے میں مضائقہ نہیں۔	۳۸۴
پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا کیسا ہے۔	۳۸۴
بغلی قبر کی اونچائی کتنی ہو۔	۳۸۵
کثیر بارش والی جگہ میں تختہ کی جگہ پتھر	۳۸۶
دفن کرتے ہوئے قبر پر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے۔	۳۸۷
مردہ رکھنے کے بعد قبر بیٹھ گئی تو کیا کیا جائے	۳۸۷
پرانی قبر میں مردہ کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔	۳۸۷
زندوں کے مکان میں جنازہ کو غسل دینا کیسا ہے۔	۳۸۷
عذر کی وجہ سے مردہ کو تابوت میں دفن کرنا اور بعد تابوت دوسری جگہ لیجانا کیسا ہے	۳۸۸
میت پر ہر شخص کتنی مٹی ڈالے۔	۳۸۸
مردے کے جسم پر مٹی ڈالنا خلاف سنت ہے	۳۸۸
قبر پختہ کرنے اور قبہ بنانے کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے۔	۳۸۹
قبر کے سرہانے اور پائتانے بعض مخصوص آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے۔	۳۹۰
حاملہ عورت مرجائے تو کس طرح دفن کی جائے۔	۳۹۱
دفن کی وصیت اور دوسری جگہ لاش لیجانا کیسا ہے۔	۳۹۱
دفن کے بعد قبر پر اذان درست نہیں۔	۳۹۲
بعد دفن تلقین درست ہے۔	۳۹۲
عذاب قبر حق ہے	۳۹۲
بعد دفن دعا۔	۳۹۲
ہندو مسلمان ایک گھر میں جل جائیں تو جنازہ کی کیا صورت ہوگی۔	۳۹۳
	۳۹۴
شیعوں اور ہیجڑوں کے قبرستان میں حنفی کی تدفین۔	۳۹۴
بچہ والدین کے تابع ہوتا ہے۔	۳۹۴
مزارات و قبے بنانا اور اندرون مکان دفن کرنا کیسا ہے۔	۳۹۴
قبر کی حفاظت کے لئے چہار دیواری بنانا کیسا ہے۔	۳۹۵
قبر میں کیچڑ ہو تو کر دفن کرنا غلط ہے۔	۳۹۵
بہ رضامندی غیر کی ملک میں دفن نہیں کرنا چاہئے۔	۳۹۶

مضمون	صفحہ
مٹی ہوئی قبر کو تازہ کرنا کیسا ہے۔	۳۹۶
حیات النبی اور تجہیز و تکفین میں تطبیق۔	۳۹۷
مرنے کے وقت کا اعتبار۔	۳۹۷
مسلمان بھنگی کی نماز جنازہ اور مسلمان قبرستان میں تدفین۔	۳۹۷
ایسا لڑکا جس کا باپ مسلمان اور ماں غیر مسلمہ ہو اس کا کیا حکم ہے۔	۳۹۸
قبر میں اتارنے کے بعد دکھانا ثابت نہیں۔	۳۹۸
قبر میں بیری کی شاخ ڈالنا۔	۳۹۹
قبر کی دیوار پر کلمہ شہادت۔	۳۹۹
سکھ اور عیسائی کے قبرستان میں مسلمان کو دفن کرنا کیسا ہے۔	۳۹۹
میت کے دفن کے بعد لوگوں کو نصیحت درست ہے یا نہیں۔	۴۰۰
دفن میت کے بعد دعا۔	۴۰۰
مردہ کو قبر میں کس طرح لٹائیں۔	۴۰۱
شیعوں کو منبر بنانا اور قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے۔	۴۰۲
شیعوں کی تدفین مسلمان قبرستان میں اور ان کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔	۴۰۲
قبر میں کنکریاں رکھوانے کا رواج غلط ہے۔	۴۰۳
دفن کے بعد پھر نکالنا درست نہیں۔	۴۰۳
مسجد کے قبضہ میں باہر قبرستان بنانا کیسا ہے	۴۰۳
بانس پر بوریہ ڈال کر مٹی ڈالنا کیسا ہے۔	۴۰۴
جذامی کی لاش کہاں دفن کی جائے۔	۴۰۴
جذامی کی لاش کا جلانا درست نہیں۔	۴۰۴
قبر پر مکان کی صورت بنانا جائز نہیں۔	۴۰۵
دریا برد ہونے والی لاش نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا۔	۴۰۵
دفن کے بعد سورۂ بقرہ کا اول و آخر کس طرح پڑھا جائے۔	۴۰۵
بزرگ کی قبر پر چہار دیواری بنانا درست نہیں۔	۴۰۶
موت سے پہلے قبر تیار کرنے میں مضائقہ نہیں۔	۴۰۶
قبر میں اتارنے کے بعد منھ دیکھنا کیسا ہے	۴۰۶
جمعہ کی جماعت کے انتظار میں مردہ رکھنا مکروہ ہے۔	۴۰۶
میت کو گھر میں دفن کرنا درست ہے مگر بہتر نہیں۔	۴۰۷
مرد و عورت کے لئے ایک قبرستان درست ہے۔	۴۰۷
صندوق میں ڈال کر دفن کرنا کیسا ہے۔	۴۰۸
مسجد کی زمین میں مردہ دفن کرنا درست نہیں مگر جو دفن ہو چکا اس کو نکالا نہ جائے۔	۴۰۸
مسجد کے سامنے دفن کرنا کیسا ہے۔	۴۰۹
مکان کی بنیاد میں لاش نکلے تو کیا کیا جائے	۴۰۹
جنازہ پر شال ڈالنا اور اسے چھتری لگانا کیسا ہے۔	۴۰۹

مضمون	صفحہ
مذکورہ بالا حالت میں نماز پڑھی جائے یا نہیں	۴۱۰
اس حال میں نمازِ جنازہ سے روکنا جائز نہیں۔	۴۱۰
میت کو نہلانے کے لئے اس برتن میں پانی گرم کرنا جائز ہے جو کھانے کا ہے۔	۴۱۰
قبرستان میں دفن کرنے کے بعد چھپر نکالنا درست نہیں۔	۴۱۰
قبرستان میں پھلواری لگانا اور پھل کھانا کیسا ہے۔	۴۱۱
عورتوں کے دفن کے وقت پردہ۔	۴۱۲
نصف قامت سے مراد کیا ہے۔	۴۱۲
کیا فرشتوں کی وجہ سے قبر گہری کھودی جاتی ہے۔	۴۱۲
دفن کرنے کے بعد اذان کا رواج۔	۴۱۲
مردہ کو قبر میں خوشبو لگانا کیسا ہے۔	۴۱۳
قبر سے نعش نکال کر دوبارہ نماز جنازہ ممنوع ہے۔	۴۱۳
تدفین کے بعد ہاتھ دھونا اگر مٹی لگی ہو درست ہے۔	۴۱۴
مردہ کو جنوباً شمالاً کیوں دفن کرتے ہیں دفن کرتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنا۔	۴۱۴
مردہ کے سرہانے قل ھو اللہ پڑھ کر مٹی ڈالنا کیسا ہے	۴۱۵
قبر میں کھجور کی ٹہنی جائز ہے یا نہیں۔	۴۱۵
وہیں کا مردہ دیہہ میں دفن ہو سکتا ہے۔	۴۱۵
بعد دفن درخت کی شاخ گاڑنا کیسا ہے	۴۱۵

ساتویں فصل
تعزیت کے بیان میں

مضمون	صفحہ
قبرستان آکر ورثاء میت کو صبر کی تلقین کرنا کیسا ہے۔	۴۱۶
حضرت فاطمہؓ کا آنحضرت کی وفات پر غم	۴۱۷
مسافر کے لئے تعزیت کی اجازت تین دن بعد۔	۴۱۷
کب دوبارہ تعزیت کرنا ہے اور ہفتہ کے بعد مشافہتہً تعزیت کا کیا حکم ہے۔	۴۱۷
تعزیت کی مدت کب تک ہے۔	۴۱۷

آٹھویں فصل
زیارت قبور اور ایصال ثواب

مضمون	صفحہ
مستورات کا قبروں پر نہ جانا ہی بہتر ہے	۴۱۸
بعد نماز جنازہ ایصال ثواب۔	۴۱۸
ایک چیز کا ثواب متعدد وقت متعدد آدمیوں کو پہنچانا کیسا ہے۔	۴۱۹
کئی آدمیوں کے نام ایصال ثواب کرنے سے تقسیم ہو کر پہنچتا ہے یا برابر برابر۔	۴۲۰
اگر ایصال ثواب میں والدین کے اور تمام لوگوں کو شریک کرے تو سب کو ثواب ملے گا۔	۴۲۰
ثواب بے نمازی کو بھی پہنچانے سے پہنچتا ہے۔	۴۲۰

مضمون	صفحہ
ایصال ثواب میں فلاں ابن فلاں کہنا ضروری ہے یا صرف نام کافی ہے۔	۴۲۱
خیرات کس کو دی جائے۔	۴۲۱
سماع موتی کے سلسلہ میں شاہ عبدالعزیزؒ کی طرف ایک غلط بات کا انتساب۔	۴۲۱
کیا شرکت میں ثواب پہونچانا مناسب نہیں۔	۴۲۲
قبور کا طواف درست نہیں۔	۴۲۳
استمداد اہل قبور سے جائز ہے یا نہیں۔	۴۲۳
ایصال ثواب کا کیا حکم ہے۔	۴۲۴
بعض روایتوں کے متعلق سوال۔	۴۲۴
مظاہر حق کے حوالہ سے ایک مسئلہ کی تنقیح۔	۴۲۴
سوالاکھ درود شریف ۲۵ آدمیوں کو بخشنا سب کو ثواب پہنچے گا۔	۴۲۵
قرآن مجید کی ثواب رسانی کا طریقہ۔	۴۲۶
ثواب مردوں کو کس طرح پہنچتا ہے۔	۴۲۶
ایصال ثواب [illegible] موتی کو۔	۴۲۶
کیا مردے [illegible] ثواب فلاں کی طرف سے ہے۔	۴۲۶
[illegible]	۴۲۶
مرنے کے بعد عذاب جسم کو ہوتا ہے یا روح کو یا دونوں کو۔	۴۲۶
[illegible] رکھنا کیسا ہے۔	۴۲۷
بعد نماز جنازہ ایصال ثواب اور مباح کام پر اصرار۔	۴۲۹
ایصال ثواب۔	۴۳۰
قبروں پر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں۔	۴۳۱
عورت کو قبر پر جانے کی اجازت ہے یا نہیں	۴۳۱
ثلث قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرنے سے پورے قرآن کا ثواب ہوگا۔	۴۳۲
قبر پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا۔	۴۳۳
فاتحہ بزرگان کے لئے تاریخ کی تعیین ضروری نہیں ہے۔	۴۳۴
ایصال ثواب کس دن افضل ہے۔	۴۳۴
بعد نماز جنازہ فاتحہ	۴۳۴
ماہ رجب میں ایصال ثواب۔	۴۳۵
قرآن پڑھوانے کا رواج۔	۴۳۵
ایصال ثواب میں آنحضرت صلعم کا واسطہ	۴۳۵
کیا ایصال ثواب سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔	۴۳۶
تیسرے دن چنے پڑھنے کی رسم۔	۴۳۶
مال حرام سے فاتحہ	۴۳۷
کفن پر کلمہ شہادت لکھوانا۔	۴۳۷
قبر میں شجرہ رکھنا درست نہیں۔	۴۳۸
مسئلہ سماع موتی۔	۴۳۸
طریقہ ایصال ثواب بدنیہ کیا ہے	۴۳۸
کفن پر عہد نامہ لکھنا۔	۴۳۸
کیا روح گھر میں آتی ہے۔	۴۳۹

مضمون	صفحہ
ایک غلط رسم۔	۴۳۹
ایصال ثواب کرنے والے کو ثواب	۴۴۰
قبر میں حمائل رکھنا درست نہیں۔	۴۴۰
اولیاء کے مزارات پر حاضر ہو کر دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں۔	۴۴۱
بعد نماز جنازہ سورۂ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کی رسم۔	۴۴۲
سوا لاکھ کلمہ پڑھ کر ایصال ثواب کی روایت کہاں ہے۔	۴۴۲
مردہ سے دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں۔	۴۴۳
تحفہ اور زیارت کی اطلاع مردہ کو ہوتی ہے یا نہیں۔	۴۴۳
عذاب سے بچانے کا طریقہ کیا ہے۔	۴۴۴
میت کے لئے دعا کس وقت درست ہے۔	۴۴۴
ایصال ثواب ثابت ہے مگر دن مقرر کرنا بطور رسم درست نہیں۔	۴۴۴
آیت لیس للانسان الا ما سعیٰ کا صحیح مفہوم اور ایصال ثواب۔	۴۴۷
قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے۔	۴۴۸
دفن کرنے والے کا مُردے والے کے گھر اسی دن کھانا کھانا کیسا ہے۔	۴۴۸
تمام مسلمانوں کو ایک ساتھ ایصال ثواب درست ہے۔	۴۴۹
تمام مسلمانوں کو ایک ساتھ ایصال ثواب درست ہے۔	۴۴۹
تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ کر بخش دے تو کیا ختم قرآن کا ثواب ملے گا۔	۴۴۹
کفن پر کلمہ لکھنا بے ادبی ہے۔	۴۵۰
قبرستان میں پہنچ کر کیا کرنا چاہئے۔	۴۵۰
زبان سے ایصال ثواب کے لئے کیا کہا جائے۔	۴۵۱
زندگی میں کلمہ قرآن پڑھ کر اپنے لئے رکھا تو کیا مرنے کے بعد اس کا ثواب ملے گا۔	۴۵۱
ثواب پہنچانے والے کو بھی ثواب ملتا ہے	۴۵۱
قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے۔	۴۵۲
اہل ہنود کے بچے جہاں دفن ہوں وہاں کچھ پڑھنا درست نہیں۔	۴۵۲
ہنود کے بچے جنتی ہیں یا جہنمی	۴۵۳
رات میں زیارت قبور جائز ہے یا نہیں۔	۴۵۳
زیارت کرنے والوں کی اطلاع مردوں کو۔	۴۵۳
صاحب زکوٰۃ کو ثواب کی نیت سے کھلانا کیسا ہے۔	۴۵۴
قبر کے گرد اگرد پختہ کرنا۔	۴۵۴
مزار کے پہلو میں مسجد بنانا کیسا ہے	۴۵۴
بزرگان دین کی قبریں پختہ کیوں بناتے تھے۔	[illegible]
کلام مجید اور کتب تفسیر ہدیہ کیسے ثواب پہنچانا۔	۴۵۵
مردہ دفن کرنے سے پہلے قبر بنانا [illegible]	[illegible]

چاہے تو کیا ورثا میت سے اجازت لینا ضروری ہے۔ ۴۵۶
قرآن خوانی اور ایصال ثواب کے لئے تیجے دن کی قید ضروری نہیں۔ ۴۵۶

نویں فصل
متفرقات جنائز

میت کی تعظیم کے لئے اٹھنا کیسا ہے ۴۵۷
قبر پر خوبصورتی کے لئے پھول ڈالنا کیسا ہے ۴۵۷
ادائے قرض مرنے کے کچھ دنوں بعد ہو تو کیا حکم ہے۔ ۴۵۸
کسی ولی کی قبر پر قصد کر کے جانا کیسا ہے ۴۵۸
اپنے والدین کے مزار پر غیر ملک میں جانا کیسا ہے۔ ۴۵۸
[illegible] گھر میں [illegible] کی روایت محقق نہیں ۴۵۹
[illegible] ہو یا نہیں ۴۵۹
میت کی روح گھر میں آتی ہے یا نہیں اور خواب میں کیوں نظر آتی ہے۔ ۴۶۰
[illegible] جائے۔ ۴۶۰
صاحب مزار سے دعا کی درخواست۔ ۴۶۰
[illegible] کے نزدیک بزرگان دین سنتے ہیں یا نہیں۔ ۴۶۰
کیا امام اعظم رض نے کسی کو قبر سے التجا کرنے سے روکا تھا۔ ۴۶۱
[illegible] کی تائید میں کہ آیت یا حدیث ۴۶۱
ہو پیش کی جائے۔
فرشتوں کے متعلق غلط عقیدہ۔ ۴۶۲
مرنے کے بعد انسانی روح کہاں رہتی ہے اور قبر میں سوال و جواب۔ ۴۶۲
غیر انسانوں کی ارواح۔ ۴۶۲
بوہرے کے عقائد اور ان کے متعلق سوالات ۴۶۳
شیعہ یا بوہرے کے لئے ایصال ثواب اور ان کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں ۴۶۵
شیعہ کا جنازہ درگاہ زمین پر رکھنا کیسا ہے۔ ۴۶۶
ڈرانے کے لئے یہ حکم لگانا درست ہے کہ جو جو نماز نہ پڑھے گا اس کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ ۴۶۶
بحث سماع موتیٰ ۴۶۷
سماع موتیٰ کی بحث۔ ۴۶۸
جس عورت کے پیٹ سے بچہ کا کچھ حصہ نکلا اور وہ مر گئی۔ ۴۶۹
عشرہ محرم میں مرنے والے کی بحث۔ ۴۶۹
جمعرات کو روح کا گھر میں آنا تحقیقی بات نہیں۔ ۴۶۹
کافر کا بچہ جو مسلمان کے گھر مر جائے ۴۶۹

دسویں فصل
احکام شہید میں

آنحضرت کو سید الشہداء کہنا درست ہے یا نہیں اور آپکی حیات شہداء سے بڑھ کر ۴۷۱

مضمون	صفحہ
یا نہیں۔	۴۷۱
شہادت حکمیہ۔	۴۷۱
مردہ کے لئے زندہ ہونے کی دعا۔	۴۷۲
پانی میں ڈوب کر مرجائے یا جہاد میں یا مرض ہیضہ وطاعون میں تو کیا حکم ہے۔	۴۷۲
ایک پاگل نے ایک عورت کو کلہاڑی سے مار کر شہید کر دیا۔ اس کو غسل دیا جائے یا نہیں۔	۴۷۳
جو دیوار کے نیچے دب کر مرے تو انہیں غسل دیا جائے گا۔	۴۷۳
زخمی مردہ کو غسل دینا کیسا ہے۔	۴۷۴
چوروں نے قتل کیا شہید ہوا یا نہیں۔	۴۷۵
منکر نکیر کن لوگوں سے سوال نہیں کریں گے	۴۷۵
شہادت اخروی پانے والے کا جسم گلتا سڑتا ہے یا نہیں۔	۴۷۵
کافروں کی شرارت روکنے میں جو مسلمان کام آئیں وہ شہید ہیں یا نہیں۔	۴۷۶
محرم وعرس میں ہندو کے حملہ سے مسلمان مریں ان کا کیا حکم ہے۔	۴۷۶
ہندو خفیہ طور پر مسلمانوں کو مار ڈالیں تو وہ شہید ہیں یا نہیں۔	۴۷۶
اولیار اللہ مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں یا نہیں۔	۴۷۶
مرنے کے بعد اولیار اللہ کے فیوض باقی رہتے ہیں۔	۴۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد پنجم مدلل و مکمل فتاویٰ دار العلوم دیوبند

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

فتاویٰ کی یہ پانچویں جلد اہلِ علم اور عام مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے میرا دل حمد و شکر سے لبریز اور میری پیشانی اس ربِ کریم کے آگے جھکی ہوئی ہے، جس کی توفیق و عنایت سے یہ عظیم خدمت انجام پا رہی ہے۔ ورنہ کبھی اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ مجھ جیسا ظلوم و جہول انسان دار الافتاء کے دفتر وسالہ غیر مرتب ریکارڈ میں ان سوا لاکھ بکھرے ہوئے مسائل کا بیدار دماغی کے ساتھ مطالعہ کرنے، اور پھر انھیں فقہی ترتیب پر موجودہ دور کے علمی تقاضوں کے مطابق تہذیب و مرتب کرکے پیش کرنے میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکے گا .... اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس جلد پر کتاب الصلوٰۃ پوری ہو گئی۔ اور اس طرح دو ہزار صفحات اور کم و بیش چار ہزار مسائل آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکے، خدا وہ دن بھی جلد لائے کہ اس سلسلہ کے بقیہ حصے بھی خاکسار آپ کی خدمت میں پیش کرکے کہہ سکے ؎

شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم

یہاں خاکسار اپنے نگرانِ کار، سرپرستِ شعبہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم مہتمم دار العلوم دیوبند کی خدمتِ اقدس میں ہدیۂ امتنان و تشکر پیش کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہے [illegible] جنہوں نے قدم قدم پر حوصلہ افزائی کی اور بالخصوص اس علمی دینی خدمت میں مدد فرمائی، بلکہ اس خدمت کی [illegible] جوشِ عمل، دلچسپی اور علمی ولولہ و حوصلہ کو توانائی بخشی، اسی کے ساتھ اپنے شفیق ترین اساتذۂ کرام، سرپرستِ شعبہ اور ان بزرگوں کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت و محبت پیش ہے جن کی دلی دعاؤں اور حوصلہ افزا کلمات سے میری یہ ساری علمی جد و جہد باقی اور ترقی پذیر ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی بے پناہ شفقتوں، محبتوں اور فیوض و برکات سے نوازتا رہے۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ نماز سے متعلق وہ بعض خاص مسائل جنہیں عوام و خواص زیادہ الجھتے ہیں انہیں کہیں کہیں سوال و جواب کی نوعیت کے فرق سے مکرر باقی رہنے دیا گیا ہے، مگر آئندہ یہ برائے نام تکرار بھی باقی رکھنے کا ارادہ نہیں ہے۔

آخر میں دعا ہے: رب العالمین! اپنے ایک بے مایہ بندے کی یہ حقیر خدمت قبول فرمالے، اور اس کی اس خدمت کو اس کے لیے زادِ آخرت اور فلاحِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ آمین یا رب العالمین۔

طالبِ دعا محمد ظفیر الدین غفرلہ ... مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند - ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

الباب الخامس عشر

فی صلاۃ الجمعۃ

مسائل نماز جمعہ

جس گاؤں کی آبادی سوا سو گھر کی ہو اس میں جمعہ و عید درست نہیں

سوال (۲۳۲۱) گاؤں میں سوا سو گھر ہوں، وہاں جمعہ اور عید ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- وہ گاؤں چھوٹا ہے اس میں جمعہ و عید درست نہیں[1]۔ فقط۔

قصبہ کے حدود میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۳۲۲) اگر قصبہ کے نواح میں کوئی جمعہ پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر قصبہ کے حدود میں جمعہ پڑھیں تو صحیح ہے، اور جو دیہات متصل قصبہ کے ہیں ان میں جائز نہیں ہے اور مراد حدود قصبہ سے فنائے شہر ہے جس میں قصبہ کے کاروبار ہوتے ہوں، جیسے رکش خیل غیرہ[2]۔ فقط۔

---

[1] وفی ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب (رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص [illegible]) ظفیر۔

[2] ویشترط لصحتہا المصر او فناءہ وہو ما حولہ اتصل بہ او لا لاجل مصالحہ کذا فی الدر المختار [illegible] (رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۳۶ و ص ۷۴۹) ظفیر

جہاں تحصیل دار ہو اور دو ہزار آبادی ہو، جمعہ جائز ہے

سوال (۲۳۲۳) جس شہر میں تحصیلدار وغیرہ رہتے ہوں اور اسکی مردم شماری دو ہزار یا اسکے قریب ہو، اس کو مصر کہنا جائز ہے یا نہیں اس کے نواح میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ بڑے قریہ اور قصبہ میں جمعہ واجب الاداء ہے پس شہر مذکور قریہ کبیرہ میں داخل معلوم ہوتا ہے لہذا اس میں جمعہ اور اس کے فناء میں درست ہے[۱]۔ فقط

فناء مصر

سوال (۲۳۲۴) فناء مصر کے میل تک ہوتی ہے۔

الجواب:۔ فناء مصر کے لئے میلوں کی تعداد معتبر نہیں ہے بلکہ فناء مصر وہ ہے کہ جو مصالح مصر کے لئے اور کاربائے مصر کے لئے تیار ہو، کدفن الموتی و رکض الخیل والدواب وجمع العساکر والخروج للرمی وغیر ذلک۔ شامی[۲]۔ فقط۔

ہندوستان کے شہر میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۳۲۵) بعض شخصوں نے لوگوں کو نماز جمعہ سے روک رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ شرائط جمعہ ہندوستان میں پائی نہیں جاتیں اسلئے نہ شہر میں جمعہ ہوسکتا ہے اور نہ قصبہ میں، کیا یہ ان کا کہنا درست ہے۔

الجواب:۔ قصبہ، شہر اور قریہ کبیرہ میں بدا رتباب جمعہ واجب ادا ہوجاتا ہے مانعین و منکرین جمعہ غلطی پر ہیں اور تارک فرض ہیں قال فی رد المحتار وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ وفیہ قبیلہ وبہذا ظہر جہل من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انہا تصح فی البلاد التی استولی علیہا الکفار کما سنذکرہ[۳] اھ فقط۔

---

[۱] وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار، باب الجمعۃ ص ۴۳۸ ج ۱ ظفیر)

[۲] او فناءہ وما اتصل بہ لاجل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل (درمختار) علم ان بعض المحققین اھل الترجیح اطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا محرر المذہب الامام محمد وبعضہم قدرہ بہا (رد المحتار ص ۴۲۹ ج ۱ ظفیر)

[۳] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۴۳۸ ج ۱ ظفیر

خطبہ کی جگہ قرآن کا رکوع کافی ہے

سوال (۲۳۲۶) اگر بجائے خطبہ کے کوئی قرآن شریف کا رکوع پڑھ دیا جائے تو جمعہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- در مختار میں ہے وکفت تحمیدۃ او تہلیلۃ او تسبیحۃ[1] الخ یعنی خطبہ کے لئے کافی ہے، ایک دفعہ الحمد للہ پڑھنا یا لا الہ الا اللہ پڑھنا یا سبحان اللہ پڑھنا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا رکوع پڑھنے سے خطبۂ فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن اس پر اکتفا کرنا خلاف سنت ہے۔ سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جاویں۔ ویسن خطبتان[2] فقط

تین چار سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

سوال (۲۳۲۷) ہمارے گاؤں میں تخمینۃً تین چار سو آدمی بستی ہیں اور ضروریات وغیرہ کچھ نہیں ملتیں، ایسے گاؤں میں عند الحنفیہ نماز جمعہ وعیدین واجب اور ادا ہوتی ہے یا نہ اور قول اکبر مساجد کی حد ناقص وغیر صحیح و مزیف و منقوض عند المحققین ہے یا نہ۔

الجواب:- ایسے گاؤں میں موافق مذہب حنفیہ نماز جمعہ وعیدین صحیح نہیں ہے کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاضٍ الخ وقال فبلیلہ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ رد المحتار جلد اول[3]۔ اور اکبر مساجد کی عدم وسعت کی تعریف منقوض و مزیف ہے کما قال فی شرح المنیۃ فکل تفسیر لا یصدق علی احد ھما فھو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایۃ وغیرھما وھو ما لو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ مسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ الی ان قال فلا یعتبر ھذا التعریف[4]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۸/۱ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸/۱ ۱۲ ظفیر [4] غنیۃ المستملی۔ باب الجمعہ ص ۵۱۱ ۱۲ ظفیر۔

مؤذن کا خطیب کو بعض جملے پڑھ کر عصا دینا درست نہیں

سوال (۲۳۲۸) علاقہ مدراس کی چند بستیوں میں یہ عادت مستمرہ ہے کہ مؤذن بروز جمعہ قبل از خطبہ ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے یہ الفاظ پڑھتا ہے الجمعۃ عید للفقراء والمساکین قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صعد الخطیب المنبر فلا صلوٰۃ ولا کلام ولغی الخ بعد اس کے مؤذن خطیب کے ہاتھ میں عصا پکڑواتا ہے۔ اس کو بعض علماء منع کرتے ہیں اور بدعت سیئہ کہتے ہیں اور بعض جائز و مستحب کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ اس کے متعلق علامہ شامی نے آخر میں یہ لکھا ہے اقول کون ذلک متعارفاً لا یقتضی جوازہ عند الامام القائل بحرمۃ الکلام ولو امر بمعروف او رد سلام استدلالاً لائمۃ ولا عبرۃ بالعرف الحادث اذا خالف النص[1] اس سے معلوم ہوا کہ ممانعت ارجح ہے، پس قول مانعین صواب ہے۔

تکبیر کے وقت درود جہر سے پڑھنا ثابت نہیں

سوال (۲۳۲۹) عمی ہذا مؤذن نماز کی تکبیر و اقامت کے پہلے درود جہریہ کے پڑھنے کو بعض منع کرتے ہیں اور بعض اس کو مستحب قرار دیتے ہیں، کونسا قول صحیح ہے۔

الجواب:۔ شامی میں مواضع استحباب درود شریف میں لکھا ہے۔ وعند الاقامۃ[2] یعنی تکبیر کہنے کے وقت بھی درود شریف مستحب ہے لیکن جہر کی قید اس میں نہیں ہے اور جہر کو فقہاء نے سوائے ان مواضع کے جہاں جہر وارد ہے منع کیا ہے۔ پس بہتر ہے کہ درود شریف آہستہ پڑھے[3]۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۹ ج ۱ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلوٰۃ مطلب نص العلماء علی استحباب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مواضع ص ۴۸۳ ج ۱ ظفیر۔ [3] ومستحبۃ فی کل اوقات الامکان الخ واز عاج الاعضاء برفع الصوت جہل وانما ھی دعاء لہ والدعاء یکون بین الجہر والمخافتۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ایضاً ص ۴۸۳ ج ۱ و ص ۴۸۵ ج ۱) ظفیر

جہاں جمعہ جائز نہیں وہاں پڑھنے سے گناہ ہوگا

سوال (۲۲۳۰) جس بستی میں تخمیناً دو ہزار آدمی آباد ہوں وہاں جمعہ وعیدین جائز ہے یا نہیں اور جس جگہ شرعاً جمعہ وعیدین جائز نہیں وہاں جمعہ وعیدین پڑھنے سے وہ لوگ گنہگار ہوں گے یا نہیں۔ جمعہ وعیدین کی ادائگی کے لئے کتنی مردم شماری ہونی چاہئے۔ فقہاء یہ شرط کہاں سے نکالتے ہیں کہ جمعہ وعیدین کے لئے تین آدمیوں کا ہونا ماسوائے امام کے شرط ہے، حالانکہ جمعہ وعیدین کے واسطے جماعت شرط ہے اور جماعت کے لئے دو آدمی کافی ہیں۔ نیل الاوطار میں ہے اما الاثنان فبانضمام احدھما الی الآخر یحصل الاجتماع وقد اطلق الشارع علیھا اسم الجماعۃ فقال الاثنان فما فوقھما جماعۃ۔ اس حدیث کا کیا جواب ہے۔

الجواب:- قال فی الدر المختار المعروف بالشامی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض الخ شامی باب الجمعہ[1] .... ان عبارات سے ظاہر ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں ادا ہوتا ہے جس میں بازار ہوں، اور چھوٹے قریہ میں ادا نہیں ہوتا۔ اور در مختار باب العیدین میں ہے وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ قولہ صلوٰۃ العید) ومثلہ الجمعۃ[2]۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جس میں شرائط جمعہ نہیں پائی جاتی اگر نماز جمعہ وعیدین ادا کی جاوے گی تو وہ لوگ گنہگار ہوں گے، باقی یہ کہ دو ہزار آدمی جس بستی میں ہوں وہ قریہ کبیرہ ہے یا نہیں۔ سو ظاہر یہ ہے کہ وہ قریہ کبیرہ ہے۔ اگر اس میں بازار اور دوکانیں ہوں تو جمعہ وہاں ادا ہوگا ورنہ نہیں آدمیوں کی تعداد صحیح روایات سے ثابت نہیں ہے بلکہ عرفاً جس کو قریہ کبیرہ سمجھیں وہ قریہ

---

[1] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۵ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

کبیرہ ہے، اور جس کو قریہ صغیرہ سمجھیں وہ قریہ صغیرہ ہے۔ اور درمختار میں ہے والثالث الجماعۃ واقلہا ثلثۃ رجال الخ سوی الامام بالنص لانہ لا بد من الذاکر وھو الخطیب وثلثۃ سواہ بنص فاسعوا الی ذکر اللہ۔ اس عبارت نے جماعت جمعہ میں سوائے امام کے تین کا ہونا نص سے ثابت کیا ہے، یعنی آیت فاسعوا الی ذکر اللہ سے اور جیسا کہ نیل الاوطار میں ہے، یہ مذہب صاحبین کا ہے۔ امام صاحب نے نص قرآنی کی وجہ سے احتیاطاً تین ہونا شرط کیا۔

خطبۂ جمعہ میں وعظ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۳۳۱) خطبۂ جمعہ میں قرآن شریف[1] وعظ جائز ہے یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا کیا معمول تھا۔

الجواب:۔ خطبہ جمعہ میں وعظ کہنا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دستور اور طریق نہ تھا یعنی سوائے عربی زبان کے خطبہ میں دوسری زبان داخل نہیں ہوئی، لہذا اردو فارسی پڑھنا خطبہ میں مکروہ ہے[2]۔

کیا ہندوستان میں جمعہ وعیدین درست ہے

سوال (۲۳۳۲) ہندوستان میں جمعہ وعیدین جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہندوستان کے شہروں اور قصبوں اور بڑے قریوں میں جمعہ صحیح ہے اور چھوٹے قریہ میں درست نہیں ہے[3]۔ کما مر۔ فقط۔

احتیاط الظہر کا حکم نہیں ہے

سوال (۲۳۳۳) ہندوستان میں بعد ادائے جمعہ احتیاط الظہر ہے یا نہیں

الجواب:۔ احتیاط الظہر نہیں ہے، شہروں وغیرہ میں اس لئے کہ وہاں

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۱ ج ۱ ظفیر۔ [2] ولم یشترط کونہا بالعربیۃ فلو خطب بالفارسیۃ او بغیرہا جاز لکن اقالوا والمراد بالجواز فی حق الصلوٰۃ بمعنی انہ یکفی لاداء الشرطیۃ وتصح بہ الصلوٰۃ لا الجواز بمعنی الاباحۃ المطلقۃ فانہ لا شک فی ان الخطبۃ بغیر العربیۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی صلعم والصحابۃ فیکون مکروہ تحریماً الخ (عمدۃ الرعایۃ علی ہامش شرح الوقایۃ باب الجمعۃ ص ۲۲۲ ج ۱) [3] فلا یوجد کفار عن المسلمین فی الجمعۃ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۰ ج ۱ ظفیر)

جمعہ صحیح ہے[1] اور قریہ صغیرہ میں جمعہ ادا نہیں ہوتا وہاں نماز ظہر باجماعت پڑھنی چاہیے۔ فقط۔

پہلی اذان جمعہ کے بعد بیع جائز نہیں

سوال (۲۳۳۴) آجکل نماز جمعہ کے لئے دو اذان ہوتی ہیں، ایک پہلے اور دوسری خطبہ کے شروع سے پہلے تو کس اذان کے بعد بیع ناجائز ہے

الجواب: قال فی الدر المختار ووجب سعی الیہا وترک البیع ولو مع السعی وفی المسجد اعظم وزرًا بالاذان الاول فی الاصح۔ وفی الشامی قلت وسیذکر الشارح فی اخر البیع الفاسد انه لاباس به ای بالبیع لتعلیل النهی بالاخلال بالسعی فاذا انتفی انتفی الخ عبارات مذکورہ سے دونوں باتوں کا جواب معلوم ہوگیا کہ اذان اول سے ہی سعی الی الجمعۃ واجب ہوجاتی ہے اور بیع ممنوع ہوجاتی ہے اور یہ کہ جب سعی الی الجمعۃ فوت نہ ہو تو بیع درست ہے۔ فقط۔

پانچسو یا ڈیڑھ ہزار آبادی میں جمعہ نہیں

سوال (۲۳۳۵) ایک گاؤں میں پانچسو کی آبادی ہے، یہاں جمعہ درست ہے یا نہیں۔ اگر دوسرے گاؤں میں ڈیڑھ ہزار کی آبادی ہو اس میں بھی جمعہ درست ہے یا نہیں۔ ان ہر دو گاؤں کے درمیان ایک بزرگ کی خانقاہ ہے اسمیں جمعہ درست ہے یا نہیں۔ کس قدر آبادی کے لحاظ سے جمعہ درست ہوتا ہے۔

الجواب: وتقع فرضًا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انه لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض[2] ش می جلد اول باب الجمعۃ۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ بڑے گاؤں میں جمعہ ہوتا ہے جو مثل قصبہ کے ہو اور اس میں بازار اور دوکانیں ہوں اور چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا۔ پس اس قاعدہ فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں ہے

---

[1] وفی البحر وقد افتیت مرارًا بعدم صلاۃ الاربع بعدہا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۴ ج ۱ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر [3] ایضًا ص ۷۴۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

اور درمیان میں مزار جو بزرگ کا ہے وہاں بھی جمعہ درست نہیں ہے۔ مکرر واضح ہو کہ قصبہ کی آبادی کم از کم چار پانچ ہزار آدمی کی ہوتی ہے پس جو گاؤں ایسا بڑا ہوگا اس میں جمعہ صحیح ہوگا فقط

> پہلے شہر تھا پھر اجڑ کر چار سو آبادی رہ گئی تو جمعہ جائز نہیں

سوال (۲۳۳۶) بستی شیخپورہ جو کسی زمانہ میں بڑا بھاری شہر تھا۔ سکھوں نے اس کو لوٹا اور تباہ کیا۔ جس کی موجودہ حالت یہ ہے کہ کل ساڑھے چار سو آدمی آباد ہیں۔ دو دکانیں پرچون کی ہیں نہ کوئی بازار ہے اور نہ کوئی ضروری شئے ملتی ہے، زمیندار مسلمان ہیں۔ دریا کے قرب وجوار کے باعث کئی گاؤں کے مُردے وہاں پھنکتے آئے ہیں۔ آیا ایسی جگہ شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہ۔ کسی جگہ کا زمانہ سابق میں شہر ہونا اور دوسری جگہ کے مُردوں کا وہاں آکر پھنکنا یا دفن ہونا شرائط جواز جمعہ میں سے ہے یا نہیں۔ شرائط جمعہ مثلاً سلطان یا نائب سلطان وغیرہ ہندوستان میں مفقود ہیں لہٰذا ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ جائز نہ ہونا چاہیے۔

الجواب:- فی الحال جب کہ آبادی موضع شیخپورہ کی کل ساڑھے چار سو آدمیوں کی ہے یا فرض کرو اس سے کچھ زیادہ ہو اور بازار وغیرہ وہاں نہیں ہے نہ ضروری اشیاء وہاں ملتی ہیں تو وہ موضع یقیناً قریہ صغیرہ ہے جس میں فقہاء نے جمعہ پڑھنا ناجائز و مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ شامی میں ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض الخ[1] اور درمختار باب العیدین میں ہے منقول قنیہ سے صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریماً الخ شامی میں ہے ومثلہ الجمعۃ[2]۔ کسی زمانہ سابقہ میں موضع مذکور کا شہر یا قصبہ ہونا یا قرب وجوار کے مردے کفار وسکھین کے وہاں آکر پھنکنا یا دفن ہونا علامات اس موضع کے شہر ہونے یا جمعہ کے جائز ہونے کی نہیں ہے یہ محض کسی کا غلط بیان ہے کہ دوسرے دیہات قرب وجوار کے مردوں کا وہاں دفن ہونا یا پھنکنا دلیل جواز جمعہ ہے اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے اور سوال میں یہ لکھنا کہ ہندوستان میں شرائط جمعہ میں سے

---

[1] ردالمحتار، باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۲ ظفیر [2] ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

سلطان یا نائب سلطان وغیرہ مفقود ہیں اس لئے ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ درست نہ ہونا چاہئے) یہ غلط ہے اور کتب فقہ کی عبارات و تصریحات سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے یہ شرط وہاں ہے کہ بادشاہ اسلام کا ہو تو وہ خود امام جمعہ ہونا چاہئے یا اس کا نائب اور ماذون اور جس جگہ بادشاہ اسلام کا نہ ہو وہاں تراضی مسلمین سے جس کو امام جمعہ مقرر کر لیں وہ امام جمعہ ہو جاتا ہے اور نماز جمعہ وہاں واجب و ادا ہو جاتی ہے۔ در مختار میں ہے ونصب العامة الخطیب غیر معتبر مع وجود ذکر اما مع عدمه فیجوز للضرورة[1]. وقال فی الشامی فلو الولاة کفارا یجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین[2]. فقط۔

سوال (۲۳۳۷) بلاد و قصبات میں جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ضرور پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

شہر اور قصبات میں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے

الجواب:۔ بلاد و قصبات میں چونکہ جمعہ بلا شبہ و بلا تردد ہو جاتا ہے لہٰذا جمعہ کے بعد احتیاط الظہر نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ درمختار میں صاحب بحر کا فتویٰ نقل فرمایا ہے وفی البحر وقد افتیت مرارا بعدم صلوٰة الاربع بعدها بنیة اٰخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضیة الجمعة وهو الاحتیاط فی زماننا[2] الخ فقط۔

سوال (۲۳۳۸) انجمن اسلامیہ انبالہ کے زیر اہتمام ایک جامع مسجد ہے جس میں انجمن کی طرف سے ایک امام مقرر ہیں، چند مرتبہ ان سے کہا گیا بنظر استحباب نماز جمعہ میں جلدی نہ کی جائے اور بموجب احکام حنفیہ کافی انتظار کے بعد نماز جمعہ ادا کی جائے۔ آیا امام کا جمعہ کو جلدی پڑھنا کیسا ہے۔

جمعہ میں جلدی مطلوب ہے

الجواب:۔ حنفیہ کے نزدیک موافق قول جمہور جمعہ میں ابراد یعنی تاخیر مشروع نہیں ہے بلکہ جمعہ کو بعد زوال کے جلد پڑھنا بہتر ہے قال فی الشامی لکن جزم فی الاشباہ

[1] ردالمحتار باب الجمعة ص ۷۵۲ ج ۱ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعة ص ۷۴۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر

من فن الاحکام انہ لا یسن لہا الابراد الخ پس معلوم ہوا کہ امام کا یہ فعل کہ جمعہ کو جلد پڑھتے ہیں موافق شریعت کے ہے۔ لہٰذا انجمن وغیرہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ امام کو تعجیل جمعہ سے منع کریں۔ فقط۔

جمعہ کے لئے مستحب وقت

سوال (۲۳۳۹) بموجب عقائد حنفیہ آجکل جمعہ کے لئے مستحب وقت کیا ہے۔

الجواب:۔ حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جمعہ میں تعجیل مستحب ہے۔ ابراد یعنی تاخیر جو کہ ظہر کی نماز میں موسم گرما میں مستحب ہے وہ جمعہ میں نہیں ہے بلکہ جمعہ کو جلد ادا کرنا مستحب ہے اور احادیث سے بھی جمعہ کی تعجیل ہی ثابت ہوتی ہے۔ پس زوال کے بعد مثلاً ساڑھے بارہ بجے اذان جمعہ ہونی چاہئے، پھر دس پندرہ منٹ بعد خطبہ اور اس کے بعد نماز ہونی چاہئے، مثلاً ایک بجے تک یہ سب کام ہوجاویں یا کسی قدر کم وبیش ہو۔ قال فی ردالمحتار لکن جزم فی الاشباہ من فن الاحکام انہ لا یسن لہا الابراد الخ ثم قال وقال الجمہور لیس بمشروع لانہا تقام بجمع عظیم فتاخیرہ مفض الی الحرج۔[2] شامی جلد اول ص ۲۴۵۔ پس ایسے امور میں امام کو اوقات مستحبہ کی رعایت چاہئے۔ متولی کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، اور متولی کو ہدایات دینے کی حاجت بھی نہیں ہے۔ جو اوقات نمازوں کے مستحب ہیں امام خود انکی رعایت رکھیگا۔ فقط۔

قعدہ جمعہ میں ملنے سے نماز جمعہ ادا ہوگئی

سوال (۲۳۴۰) ایک شخص نماز جمعہ کے قعدہ میں شامل ہوا تو کیا نماز جمعہ ادا ہوئی یا کیا۔

الجواب:۔ نماز جمعہ ادا ہوگئی۔

۱؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۴۰ ج ۱ ظفیر ۲؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار سعادت ص ۳۴۰ وص ۲۴۱ ج ۱ ظفیر ۳؎ ومن ادرکہا (ای الجمعۃ) فی تشہد او سجود سہو علی القول بہ فیہا یتمہا جمعۃ الخ وینوی جمعۃ لا ظہرا (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۷ ج ۱) ظفیر۔

اذان ثانی کے بعد زبان سے نہ دعا پڑھی جائے اور نہ جواب دیا جائے

سوال (۲۳۴۱) بعد اذان خطبۂ جمعہ دعا پڑھنا اور جواب اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اذان خطبہ کا جواب دینا اور دعاء وسیلہ پڑھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ فی الدر المختار۔ قال ینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقًا فی الاذان بین یدی الخطیب[۱]۔ فقط۔

جمعہ فی القریٰ

سوال (۲۳۴۲) آجکل جمعہ فی القریٰ کے جواز و عدم جواز میں علماء احناف کی رائیں مختلف ہیں۔ بعض حضرات اس طرف گئے ہیں کہ جمعہ دیہات میں پڑھنا چاہئے اور بعضے جمعہ فی القریٰ کے منافی ہیں اور مصر کی تعریف امر مختلف فیہ معلوم ہوتا ہے۔ فریق اول جو جواز جمعہ فی القریٰ کے قائل ہیں، تعریف مصر کی یوں کرتے ہیں کہ وہ موضع جس میں دو ہزار کی آبادی ہو اس کو ہم مصر کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے وہ موضع جس کے باشندگان وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں نہ سما سکیں۔ فریق دوم کہتے ہیں کہ مصر وہ جگہ ہے جس میں بازار وغیرہ ضروریات ملتی ہوں۔ یہ شرائط تو حسب مذہب امام اعظمؒ ہیں اور مفقود ہیں۔ لہٰذا وہ موضع جہاں صفت فریق اول نہ پائی جاتی ہو وہاں کے لوگ بمذہب ائمہ ثلاثہ عمل کریں تو جائز ہوگا یا نہیں کیونکہ آجکل بہت سے مسئلہ میں امام شافعی کی تقلید کا حکم بغرض رفع فتنہ دیا جاتا ہے جیسا کہ مسئلہ مفقود میں۔ اس مسئلہ میں عملدرآمد بمسلک فریق اول کیا جاوے جیسا کہ قریہ ہند میں جاری ہے جائز ہے یا نہیں اور جس جگہ یہ شرائط مفقود ہیں وہ لوگ از روئے مذہب شافعی نماز جمعہ ادا کریں تو جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ دیہات دو قسم کے ہیں قریہ کبیرہ اور قریہ صغیرہ۔ قریہ کبیرہ کو بحکم قصبہ وشہر قرار دیکر فقہاء نے اس میں وجوب جمعہ کا فتویٰ دیا ہے، کما فی الشامی۔ وتقع فرضًا فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق[۲] الخ ص ۵۳۷ جلد اول ۔۔ الخ

۱؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاذان ص ۲۷۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ ۲؎ رد المحتار باب الجمعۃ مطبوعہ دار سعادت ص ۷۴۸ ۱۲ ظفیر۔

اور قریہ صغیرہ میں باتفاق فقہاء حنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے، کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ الخ[1] وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ[2] وفی الشامی قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ الخ[3] باقی رہا یہ کہ جس قریہ میں دو ہزار آدمی آباد ہوں اور وہاں دوکانیں بھی ہوں تو اگر اس کو قریہ کبیرہ قرار دیا جائے تو مستبعد نہیں ہے۔ تین چار ہزار آدمی آباد ہوں تو اس کے قریہ کبیرہ ہونے میں شبہ نہیں معلوم ہوتا۔ اکبر مساجد میں وہاں کے مکلفین کے نہ سمانے کی تعریف ضعیف ہے جیسا کہ شارح منیہ نے اس کو بیان فرمایا ہے کہ یہ تعریف خود حرمین شریفین کی مسجدوں پر صادق نہیں آتی۔ کما ہو ظاہر۔ اور حنفیہ کو مذہب دیگر ائمہ اس مسئلہ میں عمل کرنے کی فقہاء نے اجازت نہیں دی اور ہم لوگ پابند ہیں اس امر کے کہ جس جگہ اور جس مسئلہ میں ہمارے فقہاء نے فتویٰ غیر کے مذہب پر دیدیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں فقہاء حنفیہ نے فتویٰ امام مالک رحمۃ اللہ کے مذہب پر دیدیا ہے اس پر عمل کیا جاوے گا۔ اسی طرح جس مسئلہ میں تصریح فقہاء کی ہے وہاں عمل کرسکتے ہیں اور جس جگہ تصریح ان حضرات کی نہیں ہے وہاں عمل نہیں کرسکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خطبہ جمعہ کے شروع میں تعوذ و تسمیہ

سوال (۲۳۴۳) خطبہ جمعہ کے شروع میں عوذ اور بسم اللہ جہر سے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

الجواب: خطبہ کے شروع میں اعوذ اور بسم اللہ جہر سے نہ پڑھے۔[1] فقط

دیہاتیوں پر جمعہ فرض نہیں

سوال (۲۳۴۴) ما قولکم ایہا العلماء الکرام من الاحناف العظام فی ہذہ المسئلۃ ان صلوٰۃ الجمعۃ واجبۃ علی اہل القریٰ ام لا۔ بینوا الجواب شاف وتوجروا بثواب واف۔

الجواب: ان بعض علماء الجمعۃ علی اہل القریٰ لیست بواجبۃ

---

[1] ردالمحتار، باب الجمعۃ۔ مطبوعہ نعمانیہ ص ۲۶۰ ج ۱ نعمانیہ ص ۳۷ ج ۲، ردالمحتار ص ۵۵۰ ج ۱ ظفیر ص ۷۶ ج ۲ ظفیر وبید بالتعوذ سراً (الدرالمختار) ای قبل الخطبۃ الاولیٰ بالتعوذ ثم بحمد اللہ تعالیٰ والثناء علیہ (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۹ ج ۱ ظفیر)

لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا صلوٰة فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر
جامع او مدينة عظيمة، فی فتح القدير ان قوله تعالیٰ فاسعوا الی ذکر الله
ليس علی اطلاقه اتفاقاً بين الائمة اذ لا يجوز اقامتها فی البوادی اجماعاً
ولا فی کل قرية عند الشافعی فکان خصوص المکان مراداً بالاجماع فقدر
الشافعی القرية الخاصة وقدرنا المصر وهو اولیٰ لحديث علی رضی الله عنه
وهو لو عورض بفعل غيره کان علی مقدماً عليه فکيف ولم يتحقق معارضة
ما ذکرنا اياه ولهذا لم ينقل عن الصحابة انهم لما فتحوا البلاد واشتغلوا
بنصب المنابر والجمع الا فی الامصار دون القریٰ ولو کانت لنقل ولو آحاداً
وايضاً ان الجمعة فرضت علی النبی صلی الله عليه وسلم وهو بمکة قبل الهجرة
کما اخرجه الطبرانی عن ابن عباس رضی الله عنه فلم يکن اقامتها من
اجل الکفار فلما هاجر النبی صلی الله عليه وسلم ومن هاجر معه من
اصحابه الی المدينة بعث رسول الله صلی الله عليه وسلم فی بنی عمرو بن
عوف بضع اربعة عشر ايام ولم يصل الجمعة فهذا دليل علی عدم الجمعة
فی القری والا لصلی رسول الله صلی الله عليه وسلم الجمعة ومع ان البخاری
روی فی صحيحه کان الناس ينتابون وفی رواية يتناولون الجمعة من
منازلهم والعوالی فياتون فی الغبار فيصيبهم الغبار ويخرج من العرق
الحديث وفی القدوری لا تصح الجمعة الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر
ولا تجوز فی القری وقال المولانا بحر العلوم فی ارکانه تحت قوله تعالیٰ
يا ايها الذين امنوا اذا نودی للصلوٰة من يوم الجمعة الخ المراد من
ذروا البيع ای يحرم البيع ويجب السعی الی الجمعة بعد سماع النداء ثم ان
البيع قد يطول الکلام فيه فيفوت الخطبة والجمعة لان التجار لا يترکون

صنفا تهم فی هذا الزمان فلذا امنع من النداء الاول فالبیع والشراء فی المصر
ظاهر. وقال ایضاً فیه ویکره للمریض وغیره من المعذورین ان یصلوا
الظهر یوم الجمعة بجماعة ولا بأس بالجماعة للظهر للقری لان الجمعة
جامعة للجماعات فی المصر فعلم ان المصر شرط لوجوب الجمعة مشروع
ومتوارث من لدن رسول الله صلی الله علیه وسلم الی هذا
الآن لا یصلی الجمعة اهل البدو والقری فالعمل علی قول صاحب القدوری
لازم علی المقلدین لان قوله مطابق لمذهب الحنفی واتبعوه ورجحوه
فقهاء المحققین ولم ینکره احد من علماء الحنفیین کما فی رد المحتار فعلینا
اتباع ما رجحوه وما صححوه کما لو افتونا فی حیاتهم الحق احق بالاتباع
والمقلد الذی یخالفه فحکمه غیر جائز کما فی در المختار واما مقلد
الذی فلا ینفذ قضاؤه بخلاف مذهبه اصلاً فشرط المصر لصحة
الجمعة محقق عند جمهور الحنفیة بلا انکار احد لکن الاختلاف
بینهم فی تعریف المصر البتة فقال الامام الشافعی موضع فیه بنیان
غیر منتقلة ویکون المقیمون به اربعین رجلاً من اصحاب المکلفین
فاذا کان کذلک لزمت الجمعة واختلف الروایات فی مذهبنا
ففی ظاهر الروایة بلدة لها امام او قاض یصلح لاقامة الحدود وفی
تحفة الفقهاء قال الامام ابو حنیفة بلدة فیها سکک واسواق ووال ینتصف
المظلوم من الظالم وعالم یرجع الیه من الحوادث وفی روایة عن الامام
ابی یوسف المصر موضع .... یبلغ المقیمون فیه عدداً لا یسعهم اکبر
مساجدهم فی الهدایة هو اختیار البلخی وبه افتی اکثر المشائخ
لما رأوا من اهل الزمان والولاة وعنه ایضاً کل موضع فیه یسکن

عشرۃ آلاف رجل وعنہ ایضاً ان کل موضع لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وھو اختیار الکرخی کذا فی الھدایۃ وقال بعضھم ھو ان یعیش کل محترف بحرفتہ من سنۃ الی سنۃ من غیر ان یحتاج الی حرفۃ اخری وقال بعضھم ھو ان یکون بحال لو قصدھم عدو یمکنھم دفعہ وقال بعضھم ان یولد فیہ کل یوم ویموت فیہ انسان وقال بعضھم ھو ان لا یعرف عدد اھلہ الا بکلفۃ ومشقۃ فمختار اکثر الفقہاء مراعاۃ لضرورۃ زماننا والمفتی بہ عند جمھور المتاخرین فی تعریف المصر الروایۃ المختارۃ للبلخی ای ما لا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفون بھا وقال ابو شجاع ھذا احسن ما قیل فیہ وفی الولوالجیۃ ھو صحیح وعلیہ مشی فی الوقایۃ ومتن المختار وشرحہ وقدمہ فی متن الدرر علی القول الآخر وھو ظاھرہ ترجیحہ وایدہ صدر الشریعۃ بقولہ لظھور التوانی فی احکام الشرع سیما فی اقامۃ الحدود فی الامصار فکل موضع یصدق علیہ التعریف المذکور فھو مصر تجب الجمعۃ علی اھلہ والا فلا تجب سواء ذلک الموضع یتعارف بقریۃ او دونھا غیر المصر فالآن ھی لاحقۃ فی حکم المصر شرعاً لا عرفاً لتطبیق تعریف المتاخرین وھذا احسن وما لا یصدق علیہ التعریف المذکور فھو لیس بمصر شرعاً وعرفاً ففی لفظ القریۃ اعتبار ان شرعاً بحیث توسع بہ وبحیث لا تتسع ففی الاول تصح الجمعۃ وھی مدینۃ عظیمۃ او قریۃ کبیرۃ وفی الثانی لا تصح الجمعۃ وھی قریۃ صغیرۃ ومفازۃ ومثلھا کما یدل علیہ عبارۃ القھستانی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ فیھا اسواق وفی البحر لا تصح فی قریۃ ولا مفازۃ لقول علی رض

رضی اللہ عنہ. لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع او مدینۃ عظیمۃ انتہیٰ قال فلا تجب علیٰ غیر اھل مصر. کذا فی الطحطاوی فبینھما عموم وخصوص فتنتبہ بان الدلائل المذکورۃ فرضیۃ الجمعۃ مخصصۃ بالاجماع فان صلی الجمعۃ اھل قریۃ لایقال لہا مصر شرعاً لا یسقط الظھر عن ذمتہ وان صلی الظھر فرادیٰ یعصی بکبیرۃ بترک الواجب ای الجماعۃ الظھر باداء جماعۃ النفل وھذا امر قباحۃ عظیمۃ فان الجمعۃ جامعۃ للجماعات وفی اداء الظھر بالجماعۃ تفریق الجماعۃ عن الجمعۃ وتقلیلہ فیکون ذلک فی حقھم کسائر الایام فی جواز اداء الظھر بالجماعۃ من غیر کراھۃ مجالس الابرار فالقول من یقول ما الفرق بین الجمعۃ والظھر غیر مستبین وصحت الجمعۃ بلا کراھۃ فی کل موضع مثل الظھر سواء کان ذلک الموضع مصراً او قریۃً او غیرہ وتارکھا بلا عذر فاسق وعاص وھو دود وقائلہ ضال ومضل لیس من المقلدین وعلی المقلدین الاجتناب عن اقوالہ وافعالہ ومصاحبتہ. واللہ اعلم وعلمہ احکم. کتبہ ابو الفیض محمد حبیب الرحمٰن غفرلہ۔

(۲) جواب از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب۔

بے شک قریہ صغیرہ میں عند الحنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ پڑھنے والے مرتکب امر مکروہ ممنوع کے ہیں اور قریہ کبیرہ اور قصبات میں جمعہ صحیح ہے، کما فی رد المحتار عن القہستانی وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیھا اسواق الیٰ ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الیٰ انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض ومنبر[1] وفی باب العیدین من الدر المختار صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً

---

[1] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸/۱ ۱۲ ظفیر۔

وفی الشامی قوله (صلوٰة العید) ومثله الجمعة الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

(۳) جواب از حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب۔ مدرس دارالعلوم۔

عبارات اصحابنا فی تفسیر المصر کلها متوافقة فی المعنی وانما اختلفت التعبیرات والالفاظ واشتراط القاضی فی ظاهر الروایة بناءً علی اشتراط المصر لنفاذ القضاء فی ظاهر الروایة ایضاً کما فی التنویر من باب القضاء وتعریف المتاخرین بانه لا یسع اه مبنی علی تعدد المساجد هناك لکثرة الابنیة فآل الی القریة الکبیرة وفی العنایة زیادة ما لا یسع اکبر مساجده اهله المکلفین بها حتی یحتاجوا الی بناء مسجد جامع والحاصل ان تفسیر المصر محول علی العرف واللغة۔ نعم فی بعض عباداتهم ان القریة الصغیرة مجتهد فیها عندنا فینفذ قضاء القاضی الشافعی بصحتها علی الحنفی فی ضمن دعوی صحیحة لا اذا کانت فتوی لا دعوی من حاضر علی حاضر۔ کتبہ محمد انور عفا اللہ عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔

اذان ثانی منبر کے پاس دی جائے | سوال (۲۳۴۵) اذان ثانی جمعہ عند المنبر ہونی چاہیئے یا علی باب المسجد یا خارج عن المسجد۔ اگر عند المنبر ہونی چاہیئے تو اس کی کیا سند ہے حدیث ابوداؤد سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ اذان دروازہ مسجد پر ہوتی تھی اور مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے فتاویٰ کے ص۱۹۴ میں نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اذان ثانی خارج عن المسجد ہونی چاہیئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ جمعہ کی اذان ثانی حنفیہ کے نزدیک مسجد میں منبر کے پاس ہونا سنت ہے اور یہی متوارث ہے۔ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ صحابہ

ردالمحتار باب العیدین ص$\frac{۷۷۵}{۱}$ ۱۲ ظفیر۔

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جیسا کہ شراح ہدایہ نے اس کو پوری طرح ثابت اور محقق کیا ہے اور ابوداؤد کی تاویل اور جواب حنفیہ کی طرف سے مفصل شائع ہو چکا ہے بہت سے رسائل اور فتاویٰ میں اس کو مفصل لکھا گیا ہے۔ آپ ان رسائل اور فتاویٰ مطبوعہ کو منگا کر دیکھیں بندہ کو ان کے نقل کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ حنفیوں کو اس میں چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمام کتب فقہ معتبرہ میں اس اذان کو منبر کے پاس خطیب کے سامنے ہونے کو لکھا ہے۔[1] فقط

دو مسجد جو قریب قریب ہوں دونوں میں نماز جمعہ درست ہے

سوال (۲۳۴۵) دو مسجدیں متصل اور قریب قریب واقع ہیں، آیا ان دونوں میں جمعہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ دونوں میں نماز جمعہ صحیح ہے۔ کذا فی الدرالمختار۔[2] فقط۔

قصبہ اور بڑی آبادی

سوال (۲۳۴۶) قہستانی کی عبارت و تقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ فیہا اسواق سے مفہوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ قریہ صغیرہ میں عند الحنفیہ درست نہیں اور قریہ کبیرہ تعریف مصر کے تحت میں داخل ہے لہٰذا فی جملہ کہ قریہ صغیرہ و کبیرہ کی تفصیلی تعریف بدلائل بیان کریں۔ اور ثابت الوصف مصر کی جامع تعریف ہے۔ اور قریہ کبیرہ کے لئے کس قدر مکلفین ہونے چاہئیں، اور جیسا کہ مفقود کے بارہ میں حنفاف نے ضرورۃً امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے جمعہ کے بارے میں مذہب شافعی کو اختیار کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ قہستانی کی عبارت مذکورہ فی سوال جس موقعہ پر شامی میں منقول ہے اس کے بعد یہ عبارت بھی منقول ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ

---

[1] ویؤذن ثانیاً بین یدیہ ای الخطیب (در مختار) قولہ ویؤذن ثانیاً بین یدیہ ای علی سبیل السنیۃ کما یظہر من کلامہم (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۔۔ ظفیر)

[2] وتؤدی الجمعۃ فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذہب وعلیہ الفتویٰ (در مختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۵۵۔ ظفیر)

التی لیس فیھا قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاهر انه اريد به كراهة النفل بالجماعة الا ترى ان فی الجواهر لو صلوا فی القرى لزمهم اداء الظهر[1] الخ شامی جلد اول باب الجمعۃ۔ اور رد مختار باب العیدین میں ہے وفی القنية صلوة العيد فی القرى تكره تحريمًا ای لانه اشتغال بما لا يصح لان المصر شرط الصحة الخ شامی میں ہے قوله صلوة العيد ومثله الجمعة[2] ص ۵۵۵ شامی جلد اول۔

ان عبارات سے واضح ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں اور قریہ کبیرہ میں صحیح ہے اور قریہ کبیرہ کی تعریف کچھ نہ کرنا اور قصبات کے ساتھ اس کو بیان کرنا اس طرف مشیر ہے کہ مدار اس کا عرف پر ہے اور اہل عرف قریہ صغیرہ وکبیرہ کے فرق کو جانتے ہیں اور یہ کہ قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہونا چاہئے۔ اس لئے یہاں کے علماء محققین نے یہ فرمایا ہے کہ جو قریہ باعتبار آبادی کے قریب قصبہ صغیرہ کے ہو اس میں جمعہ صحیح ہوگا اور قصبہ صغیرہ میں ان اطراف میں تین چار ہزار آدمی ہوتے ہیں کم وبیش، اور تعریف مالا یسع الخ درحقیقت حد حقیقی مصر کی نہیں ہے ورنہ منقوض ہونا اس کا ظاہر ہے کہ وہ چھوٹے سے چھوٹے قریہ پر صادق آتی ہے اور بعض اوقات بڑے سے شہر پر صادق نہیں آتی جیسا کہ خود حرمین شریفین کی مساجد پر صادق نہیں آتی کیونکہ مسجد حرام تمام اہل مکہ سے بلکہ باہر والوں کو ملا کر بھی کبھی نہیں بھرتی اور وسعت اس میں باقی رہتی ہے کما هو مشاهد۔ اور یہ نقض اس تعریف پر شارح غنیہ نے بھی بیان فرمایا ہے معلوم ہوا کہ یہ تعریف حقیقی مصر کی نہیں بلکہ علامت مصر کی باعتبار غالب کے ہے کیونکہ بڑے بڑے شہروں میں جہاں مردم شماری بہت زیادہ ہوتی ہے غالبًا ایسا ہوتا ہے کہ وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں بھی وہاں کے تمام مکلفین نہیں سما سکتے پس محقق ہوا کہ تعریف مذکورہ عام تعریف نہیں ہے۔ رہا یہ کہ اس مسئلہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ کے مذہب پر عمل کر کے انکی قیود

---

[1] شامی باب الجمعہ ص ۷۶۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

کے موافق قریہ میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ بندہ نے اس کی تصریح کلام فقہاء سے نہیں دیکھی اور عمل کرنا دوسرے امام کے مذہب پر، اس جگہ ہم لوگوں کے لئے صحیح ہو سکتا ہے کہ ہمارے فقہاء نے تصریح فرمائی ہو۔ فقط۔

الجواب صواب۔ اور بعض عبارات فتاوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ عند الحنفیہ مجتہد فیہ نہیں، البتہ کسی دعوی میں بعد نوفر شرائط دعوی کے مجتہد فیہ ہے، نہ فتوی اور دیانت میں۔ فقط محمد انور عفا اللہ عنہ۔

اردو زبان میں خطبہ احتیاط کیخلاف ہے | **سوال** (۲۳۴۷) ایک دو دفعہ جناب کو دوبارہ اردو نظم وغیرہ خطبہ تکلیف دی مگر اس طرف توجہ نہیں کی خاص اشخاص سے کہا گیا انھوں نے فرمایا کہ بڑے بڑے عالم خود کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حدیث نبوی یقرء القرآن ویذکر الناس ہے اور مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ میں اس کے ترجمہ اور تشریح میں صاف لکھا ہے کہ غیر عربی زبان میں نصیحت خطبہ میں درست ہے اور عیدین کے خطبہ میں حکم ہے کہ احکام قربانی و عید الفطر سمجھائے جائیں اور یہ بغیر ملک کی زبان کے ممکن نہیں۔

الجواب:۔ خطبہ چونکہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں سلف سے ثابت نہیں اس لئے غیر زبان عربی کو اس میں محققین نے مکروہ بدعت کہا ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں چونکہ احکام عیدین بتلانے مقصود ہوتے ہیں تو وہ خارج عن الخطبہ سمجھے جاتے ہیں گویا خطبہ عربی کا علیحدہ ہو گیا اور یہ احکام خطبہ سے علیحدہ بتلائے جاتے ہیں اور خطبہ جمعہ کے اندر حیثیت نماز کی بھی ملحوظ ہوتی ہے اور نماز میں ترجمہ قرآن شریف کا صحیح اور معتبر مذہب اور راجح قول کے درست نہیں ہے اور قول ضعیف و مرجوح کا اعتبار نہیں ہے۔ بہر حال احتیاط اس میں ہے کہ ایسے مختلف فیہ امر میں احتیاط کی جاوے۔ اور غیر عربی کو ترک کیا جاوے، باقی جیسا کوئی کرے اس کی رائے ہے، دوسروں پر حجت نہیں ہے[1]۔

---

[1] ولا یشترط کونہا بالعربیة فلو خطب بالفارسیة او بغیرہا (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(نماز ہر دو صورت درست ہوگی۔ ظفیر)

رمضان میں جمعہ الوداع ثابت نہیں

سوال (۲۲۴۸) رمضان شریف کے اخیر جمعہ میں وداع پڑھنا خطبہ میں کیسا ہے۔

الجواب:۔ خطبۃ الوداع اخیر رمضان المبارک میں ثابت نہیں ہے اور پڑھنا اسکا مناسب نہیں ہے۔

اگر خطبہ میں صحابہ کا ذکر نہ آئے تو بھی خطبہ درست ہوگا

سوال (۲۲۴۹) ایک شخص امام جمعہ خطبہ اولیٰ میں حمد و ثنا ذات باری و خطبہ آخرہ میں آیات قرآنی و درود شریف پڑھے، ذکر آل اطہار و صحابہ کبار نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں نماز جائز ہوتی یا نہیں۔

الجواب:۔ ذکر خلفائے راشدین و آل اطہار خطبہ میں مستحب ہے اس کے ترک سے خطبہ تو ادا ہو جاتا ہے لیکن ترک مستحب لازم آتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر خلفائے راشدین و آل اطہار بھی کرے، قال فی الدر المختار۔ ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین[1] الخ

اذان خطبہ کا جواب زبان سے درست نہیں

سوال (۲۲۵۰) اذان خطبہ کا جواب دینا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ جمعہ کی اذان ثانی کی اجابت اور اس کے بعد دعا ہاتھ اٹھا کر ممنوع ہے۔ کما فی الدر المختار[2]۔ فقط۔

ایسا گاؤں جس کی آبادی ۱۲۵۴ ہے وہیں جمعہ

سوال (۲۲۵۱) ایک بڑا گاؤں جس کی آبادی ۱۲۵۴ آدمیوں کی ہے اور مدرسہ اور مسجدیں بھی ہیں اور اس علاقہ کے گرد و نواح کے لوگ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) جائز کذا قالوا، والمراد بالجواز ھو الجواز فی حق الصلوٰۃ بمعنی انہ یکفی لاداء الشرطیۃ وتصح بہا الصلوٰۃ، لا الجواز بمعنی الاباحۃ المطلقۃ فانہ لاشک فی ان الخطبۃ بغیر العربیۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ (عمدۃ الرعایہ علی حاشیہ شرح الوقایہ باب الجمعۃ ص ۲۰۰ ج ۱) ظفیر۔ [1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۹ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] حوالہ پہلے گذر چکا ۱۲ ظفیر

اس کو قدیم سے بڑا گاؤں سمجھتے ہیں اس میں جمعہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب: علامہ شامی نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ قریہ کبیرہ میں جمعہ فرض ہے اور ادا ہوجاتا ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ[1] اس عبارت سے فرق ما بین القریۃ الکبیرۃ والصغیرۃ ظاہر ہوگیا کہ قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے اور صغیرہ میں نہیں ہوتا اور عرف میں جس کو قریہ کبیرہ سمجھیں وہ قریہ کبیرہ ہے۔ اور جس کو قریہ صغیرہ سمجھیں وہ قریہ صغیرہ ہے۔ فقط۔

افضل کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امام بنانا

سوال (۲۳۵۲) چند مقتدیان جہال بر امام مسجد کہ عالم است عداوتے دنیاوی گرفتہ بجائے او بغیر اذنش منشی دیگر کہ از علم دین چنداں خبردار نیست مقرر کردہ نماز عیدین ادا می نمایند۔ امثالش شرعاً چہ حکم دارد۔ بوجہ فساد دنیاوی در مسجد دیگر جمعہ و نماز پنجگانہ خواندن چہ حکم دارد۔

الجواب: در کتب فقہ مسطور است: الاحق بالامامۃ الاعلم باحکام الصلوٰۃ[2] پس باوجود موجود بودن عالم بمسائل نماز دیگرے را کہ نہ چناں باشد امام مقرر کردن ترک فضیلت است ونعدد در جمعہ در مصر وا حد جائز است پس اگر آں بلدہ کہ دراں بازار است مصر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ است کہ حکم مصر دارد نماز جمعہ و عیدین دراں ادا می شود ونعدد جمعہم روا است و نماز جمعہ در ہر دو مسجد ادا می شود۔ اما نفسانیت در بارہ نماز قبیح است عمدہ نفسانیت را بگذارند و خالصاً للہ نماز ہر دو مسجد ادا کنند واللہ تعالیٰ الموفق والمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ فقط

پچاس آدمی میں نماز جمعہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۳۵۳) حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا قول حجۃ اللہ البالغہ میں قابل عمل ہے یا نہ وہ یہ کہ جب قریہ میں پچاس آدمی مرد مسلم ہوں اس میں نماز جمعہ درست ہے یا نہیں۔

---

[1] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۲۸ ج ۱ نقیبہ ۲ [2] البحر علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۲۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: یہ حنفیہ کا مذہب نہیں ہے، حنفیہ کو اپنے مذہب کے فقہ کی کتاب کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ حضرات محققین کے کلام سے حجت نہ لانا چاہئے۔ فقط۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ مکروہ تحریمی ہے

سوال (۲۳۵۴) بصورت عدم جواز اگر کوئی شخص نہ مانے اور پڑھے تو کیا حرج واقع ہوگا۔

الجواب:۔ جس قریہ صغیرہ میں کہ جمعہ صحیح نہیں ہے وہاں جمعہ کو تحریمی لکھا ہے کذا فی المختار[۱] الشامی۔

بوقت ضرورت صفیں چیر کر آگے جانا درست ہے

سوال (۲۳۵۵) امام ومؤذن جامع مسجد وعیدگاہ کے اگر امور متعلقہ ضروریہ متعلق نماز کی وجہ سے اول وقت منبر اور مصلی پر نہ جاسکیں بلکہ بعد جمع ہونے نمازیوں کے صفوف کو چیر کر اور گردنوں کو پھلانگ کر مصلی پر جانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے لاباس بالتخطی مالم یاخذ الامام فی الخطبۃ ولم یوذ احدا[۲] الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو ایذا نہ ہو تو تخطی درست ہے، خصوصاً بضرورت مذکورہ امام ومؤذن کو آگے جانا صفوف چیر کر درست ہے الا ان لایجد الا فرجۃ امامہ فیتخطی الیہا للضرورۃ[۳]۔ فقط

صف سیدھی کرنے کے لئے پکار کر کہنا درست ہے

سوال (۲۳۵۶) بعد خطبہ جمعہ کے قبل تکبیر تحریمہ کے زید نے آواز سے کہا صف سیدھی کرلو۔ بکر کہتا ہے کہ زید کی نماز نہیں ہوئی آیا صف سیدھی کرنے کے لئے کہنا مستحب اور درست ہے، اور نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ صف سیدھی کرنے کیلئے کہنا مستحب ومسنون ہے، بکہ کانوں خط

---

[۱] صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح (درمختار) ومثلہ الجمعۃ (رد المحتار باب صلاۃ العید ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۶۔ ظفیر [۳] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

ہے۔ نماز ہوگئی۔ فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں جمعہ | **سوال** (۲۳۵۷) موضع کھیڑہ میں دو مسجد ہیں اور موضع ڈنڈولی اور کھیڑہ میں ایک گاڑی کا فاصلہ ہے۔ موضع ڈنڈولی میں مسجد نہیں ہے۔ ڈنڈولی کے مسلمان کھیڑے مساجد میں نماز کو آتے ہیں۔ مردم شماری دونوں جگہ کی دو ہزار کی ہے تو عند الحنفیہ وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ دونوں گاؤں عرف میں ایک ہیں اور ایک ہی سمجھے جاتے ہیں اور کل آبادی دونوں گاؤں کی دو ہزار آدمیوں کی ہے اور وہ بڑا قریہ سمجھا جاتا ہے تو جمعہ وہاں صحیح ہے. کما فی الشامی۔ وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ[۱]۔ فقط

گاؤں میں جمعہ | **سوال** (۲۳۵۸) ہمارے گاؤں میں تین مسجدیں ہیں۔ دو میں حنفی ایک میں اہل حدیث۔ اہل حدیث کی مسجد میں جمعہ ہوتا ہے، حنفی لوگ جمعہ نہیں پڑھتے۔ پس حنفیوں کو اہل حدیث کے ساتھ جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ گاؤں بڑا ہے کہ اس میں بازار وغیرہ ہے جس کی وجہ سے وہ قصبہ سا معلوم ہوتا ہے تو عند الحنفیہ بھی وہاں جمعہ صحیح ہے[۲] اور جب جگہ بھی جمعہ جائز ہے۔ پس اگر وہ بستی ایسی ہے کہ جمعہ اس میں عند الحنفیہ صحیح ہے تو حنفیوں کو لازم ہے کہ اپنی مسجد میں علیحدہ جمعہ پڑھیں، غیر مقلدوں کے ساتھ شریک نہ ہوں۔ اور اگر وہ گاؤں چھوٹا ہے تو اس میں جمعہ حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ہے، وہ لوگ جمعہ نہ پڑھیں نہ اپنی مسجد میں نہ غیر مقلدوں کے ساتھ۔ شامی میں لکھا ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں بازار اور دوکانیں ہوں جمعہ ادا ہو جاتا ہے۔

---

[۱] ینبغی ان یامرھم بان یتقدموا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبھم (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۳۱ ج ۱ ظفیر) [۲] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۳۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۳] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۳۸ ج ۱ ظفیر)۔

اور چھوٹے قریہ میں ادا نہیں ہوتا۔[1]

ایک آبادی کے اندر جمعہ باری باری سے کئی مسجدوں میں

سوال (۲۳۵۹) ہمارے قصبہ میں تین مسجدیں ہیں اور ہر سہ مساجد میں نماز جمعہ علیحدہ علیحدہ ہوتی تھی اب چند ماہ سے لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ایک جمعہ کی نماز قدیم مسجد میں اور آئندہ جمعہ کی نماز دوسری مسجد میں ہو چنانچہ باری باری سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جمعہ ہر ایک مسجد میں صحیح ہے اور یہ صورت جو سوال میں درج ہے کہ ایک دفعہ جمعہ ایک مسجد میں ہو اور دوسرا جمعہ دوسری مسجد میں اور تیسرا جمعہ تیسری مسجد میں یہ بھی فی نفس درست ہے اور نماز جمعہ صحیح ہوتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جو مسجد ان میں سے بڑی ہو اور یا قدیم ہو اس میں جمعہ قائم کیا جاوے اور اس کو جامع مسجد قرار دیا جاوے کیونکہ یہ صورت تناوب کی جو سوال میں درج ہے پسندیدہ نہیں ہے اور اس میں بوئے نفسانیت معلوم ہوتی ہے وافاد ان المساجد تغلق یوم الجمعۃ الا الجامع[2] - درمختار۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے لئے خاص مسجد جامع موضوع ہے۔ اگرچہ دوسری مساجد میں بھی جمعہ صحیح ہے۔ فقط

جنگلی مقام میں جمعہ درست نہیں

سوال (۲۳۶۰) ایک جنگلی مقام پر اپنے اپنے کام کے ذریعہ سے تقریباً پچیس، تیس مسلمان کم از کم چھ ماہ کے مستقل قیام کے لئے مجتمع ہیں درانحالیکہ اس مقام پر نہ کوئی آبادی سابق تھی اور نہ کوئی مسجد ان مذکورہ بالا مسلمانوں نے جو قریب قریب کل شہروں میں ایک پھونس کے چھپر کو نامزد کرکے نماز جمعہ کا باقاعدہ بندوبست کیا جس میں مذکورہ بالا تعداد سے زیادہ اور کبھی اس سے کچھ کم کئی جمعہ تک لوگ

[1] وتقع فرضا فی القری الکبیرۃ والقصبات التی فیہا اسواق (الی قولہ) فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض الخ (ردالمحتار باب الجمعۃ جلد اول ص ۷۴۸) ظفیر

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۶ / ج ۱ ۱۲ ظفیر

شریک ہوتے رہے اور ناواقف مسلمانوں کو ارکان نماز وغیرہ کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ کل کے جمعہ میں ایک نوآمدہ شخص یہ کہہ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوا کہ یہاں جمعہ ناجائز ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ واقعی موافق روایات کتب فقہ کے اس موقع پر نماز جمعہ صحیح نہیں ہے۔ نماز جمعہ کی صحت اور وجوب کے لئے مصر یعنی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ یعنی بڑا گاؤں شرط ہے، پس ایسے موقع پر نماز ظہر با جماعت بجائے جمعہ کے پڑھا کریں اور اسی میں تلقین و تعلیم مسائل شرعیہ کرتے رہیں۔ در مختار و شامی میں ہے کہ قریہ صغیرہ میں نماز جمعہ و عیدین مکروہ تحریمی ہے[1] اور جہاں بالکل آبادی ہی نہ ہو اور وہ جگہ کسی بڑی آبادی کے قریب نہ ہو وہاں بالاتفاق جمعہ صحیح نہیں ہے[2]۔ فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں نماز جمعہ جائز ہے

سوال (۲۳۶۱) موضع پلہری میں چالیس گھر مسلمانوں کے ہیں سو مکان سے زیادہ ہنود کے ہیں تخمیناً دو ہزار کی آبادی ہے، ہفتہ میں دو مرتبہ بازار لگتا ہے۔ تین دوکانیں مستقل ضرورت کی چیزیں ہمیشہ فروخت کرتے ہیں۔ دو مساجد ایک عیدگاہ ہے۔ اس موضع میں جمعہ کی نسبت کیا حکم ہے، جمعہ ادا کریں یا ظہر۔ اکثر جمعہ کے بعد ظہر پڑھ لیا کرتے ہیں۔

الجواب:۔ حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارے میں یہ ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور قریہ کبیرہ میں اور قصبہ میں جمعہ واجب و ادا ہوتا ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ[3] اور موضع مذکور فی السوال بظاہر بڑا[4] قریہ ہے وہاں جمعہ صحیح ہو جاوے گا، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے[5]۔ فقط

---

[1] وتکرہ تحریماً صلاۃ العید فی القری الصغیرۃ (در مختار) ومثلہ الجمعۃ (رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ / ۱) ظفیر۔ [2] ولا جمعۃ بعرفات فی قولہم جمیعاً لانہا فضاء (ہدایہ باب الجمعۃ ص ۱۵۱ / ۱) ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ / ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [4] آبادی کی مردم شماری (بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹)

عرفات میں آں حضرت ؐ کے جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ

سوال (۲۳۶۲) مولوی محمد اسمٰعیل اہل حدیث کہتا ہے کہ بمقام عرفات حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ خطبہ حج پڑھنے کے جمعہ ادا نہیں کیا اور فتح الدین حنفی کہتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرفات میں بباعث جنگل ہونے کے جمعہ ادا نہیں فرمایا، دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے۔

الجواب:۔ فتح الدین حنفی کا قول صحیح ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء[1]۔ فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد کی دعا

سوال (۲۳۶۳) اذان ثانی جمعہ کے بعد دعا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اذان ثانی جمعہ کی اجابت اور اس کے بعد دعاء امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک درست نہیں ہے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام کذا فی الهدایہ[2] وفی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب[3] الخ۔

دونوں خطبوں کے درمیان دعا

سوال (۲۳۶۴) بین الخطبتین جمعہ سامعین کی دعا کا حکم کیا ہے۔

الجواب:۔ زبان سے نہ کریں اگر دعا کریں دل میں کرلیویں[4]۔ فقط

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) کی بنا پر کئی سوالات آئے ہیں اور ہر ایک کے جواب میں مفتی علام قدس سرہ نے اس کا لحاظ رکھا ہے کہ وہ آبادی وہاں کے لوگوں کی نظر میں قصبہ یا بڑی آبادی کے طور پر مشہور ہے یا نہیں۔ پھر اس میں شہریت کی بو پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر یہ دونوں باتیں موجود ہوں تو جمعہ جائز ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم محمد ظفیر الدین غفرلہ

[1] ولا جمعۃ بعرفات فی قولهم جمیعاً لانها فضاء (هدایہ باب الجمعہ ص ۱۵۱/۱) ظفیر

[2] (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

گاؤں میں شہر کی اذان کی آواز آتی ہو تو بھی ان پر جمعہ ضروری نہیں

سوال (٢٣٦٥) ایک گاؤں شہر سے ایک میل سوا میل کے فاصلہ پر ہے اذان کی آواز آتی ہے گاؤں والوں پر شہر میں آکر جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہ۔

الجواب:- جمعہ گاؤں والوں پر فرض نہیں ہے اگرچہ وہ گاؤں شہر کے قریب ہو اور اذان کی آواز بھی آتی ہو[1]۔ فقط

شہر کے باغ اور جنگل میں نماز جمعہ درست ہے

سوال (٢٣٦٦) جنگل یا باغ میں تین آدمی جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اگر وہ جنگل، میدان یا باغ شہر کے متعلق یا متصل ہو کہ فناء مصر میں داخل ہو تو جمعہ وہاں ہو سکتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک امام کے سوا تین مقتدی جمعہ کے لئے ہونا ضروری ہیں[2]۔ فقط

غیر عربی خطبہ میں اختلاف

سوال (٢٣٦٧) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خطبہ میں آیت وحدیث کے معنی بیان کرنا اور لوگوں کو سمجھانا درست ہے۔ جناب والا کے فتاوی بھی ان کو دکھلائے مگر وہ فرماتے ہیں کہ مسوی مصفی شرح مؤطا حدیث کی کتاب ہے۔ ہم کو کسی فقہ کی کتاب کا حوالہ چاہیئے۔ شامی وغیرہ میں جواز لکھتے ہیں۔ اور حضور کی خطبہ بلاد عجم میں اور صحابہ کا کہاں کہاں پڑھا گیا۔ اور خطبہ میں نماز کی شان نہیں ہے۔ شامی جلد اول ص ٧٥٧ میں بحوالہ درمختار

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاذان ص ٣٧١ ج ١ ظفیر۔ [4] اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامہا (درمختار) الی تمامہا ای الخطبۃ (رد المحتار باب الجمعہ ص ٧٦٨ ج ١) ظفیر۔ [5] ومن کان مقیما بموضع بینہ وبین المصر فرجۃ من المزارع والمراعی نحو القلع ببخارا۔ لا جمعۃ علی اہل ذالک المواضع وان کان النداء یبلغہم (عالمگیری کشوری باب الجمعۃ ص ١٤٣ ج ١) ظفیر۔

[1] فکما یجوز اداء الجمعۃ فی المصر یجوز اداءہا فی فناء المصر (عالمگیری کشوری باب الجمعہ ص ١٤٣ ج ١) ظفیر

درج ہے۔ وعلی ھذا الخلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلوٰۃ۔ اور خطبہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک تمام ہر زبان میں جائز ہے (بغیر عجز) خلافا لصاحبیہ۔ وقال الشامی بل سیاتی ما یفید الاتفاق علی ان العجز غیر شرط۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اور عجم میں خطبہ کو نسا پڑھا گیا ہے اور کہاں۔

الجواب:۔ خطبہ کے ترجمہ میں یہ بات ہے کہ اگر ترجمہ نہ کیا جاوے تو اس میں بالاتفاق کچھ شبہ نہیں اور ترجمہ کرنے میں اختلاف ظاہر ہے۔ ہم لوگ فقہاء کے کلام سے کراہت سمجھتے ہیں اور خلاف عمل صحابہ کو بدعت جانتے ہیں آجکل کے بعض لوگ اس کو نہیں مانتے اور عبارت وعلی ہذا الخلاف الخطبۃ الخ کا مطلب یہ ہے کہ یہ خلاف صحت و عدم صحت میں ہے کراہت و عدم کراہت میں نہیں ہے چنانچہ شامی میں صحت کی تصریح کر کے کراہت کی تصریح کردی وعلی ہذا الخلاف لو سبح بالفارسیۃ فی الصلوٰۃ او دعا الی شئی رضی اللہ تعالیٰ الی ان قال ای یصح عندہ لکن سیاتی کراھۃ الدعاء بالاعجمیۃ[1] ص۳۲۵ جلد اول اور اس دوسرے موقعہ پر صاف کہا والظاہر ان الصحۃ عندہ لا تنفی الکراھۃ الخ ص۳۵۰ جلد اول فی شرح قولہ ودعا بالعربیۃ۔ الغرض اگر غور کیا جاوے اور تجسس کیا جاوے گا تو کلام فقہاء سے کراہت ترجمہ اردو و فارسی کی ثابت ہو جاوے گی اور اگر نہ ہو تو ہمارے لئے حضرت شاہ ولی اللہ کا لکھ دینا بھی کافی ہے کوئی اگر نہ مانے تو نہ مانے مگر یہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ خطبہ عربی میں بلا ترجمہ بلا شبہ و بلا اختلاف جب کہ بلا کراہت ہے اور ترجمہ کرنے میں شبہ کراہت کا ان کو بھی رہیگا جو کہ راجح عدم کراہت کو جانتے ہیں۔ بہر حال خطبہ کی صحت میں تو کچھ

---

[1] ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ تحت قول وجمیع الاذکار الصلوٰۃ جلد اول ص۳۵۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی الدعاء بغیر العربیۃ جلد اول ص۴۸۶ ۱۲ ظفیر۔

شامل نہیں ہے۔ فقط

ملک کفار میں جمعہ اور اس کے متعلق سوالات

سوال (۲۳۶۸) اولاً تحریر حال ملک ہذا کرتا ہوں کہ اسولہ ذیل کے جواب میں سہولت ہو، یہاں پر حکومت کفار ہے اور یہاں کے باشندے بھی کفار ہیں ہاں کچھ لوگ مسلمان شافعی المذہب بھی ہیں باقی مسلمان انڈیا کے تاجر وغیرہ ہیں مگر مجموعہ مسلمان کفار کی نسبت بہت کم ہیں۔ گاؤں کا تو میں ذکر نہیں کرتا مگر اس ملک کے شہروں میں تخمیناً مفصلہ ذیل تعداد مسلمانوں کی ہوگی کسی جگہ دس بیس کسی جگہ تیس چالیس کسی جگہ اسی سو۔ سوائے ایک شہر کے میرے خیال کے موافق کہیں چار سو پانسو کا مجمع نہ ہوگا۔ مساجد کا یہ حال ہے کہ کہیں تو کرایہ پر مکان لیا ہوا ہے، اس میں نماز جمعہ وعید ادا کی جاتی ہے اور کسی جگہ ایک مسجد ہے مگر بوجہ قلت وہ بھی نہیں بھرتی البتہ ایک جگہ میں تین مسجدیں ہیں اور مسلمانوں کی جماعت بڑی ہے، تخمیناً پانسو سے کم نہ ہوگی نماز جمعہ و عید سب جگہ ادا کی جاتی ہے عید کے موقعہ پر جو مسلمان گاؤں میں رہتے ہیں شریک نماز ہو کر تعداد بڑھا دیتے ہیں، میرے علم میں یہاں کبھی اسلامی حکومت نہیں ہوئی اور حکام کی طرف سے کوئی حکم شرعی یہاں جاری نہیں مگر نماز جمعہ وعید کو منع نہیں کرتے جس جگہ کے واسطے یہ تحریر کی جاتی ہے وہ بھی یہاں شہروں میں سے ایک شہر ہے اور ایک مسجد بھی ہے تعداد مسلمانوں کی ساٹھ ستر سے زیادہ نہ ہوگی۔ سوالات ذیل کے جواب درکار ہیں۔

سوال (۲۳۶۹/۱) جمعہ کے ادا کے لئے شہر شرط ہے یا نہیں۔

(۲۳۶۹/۲) شہر کس کو کہتے ہیں، اکبر مساجد کی تعریف روایت مذہب ہے یا نہیں۔

(۲۳۶۹/۳) جب قدرت اجرائے حدود شرط ہے اور بالفعل ضرور نہیں تو توالی کی وجہ سے تعریف مذکور کو اختیار کرنا اور ظاہر مذہب کو ترک کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(۲۳۶۹/۴) علماء حنفیہ کے اختلاف کی وجہ سے احتیاطی تجویز ہوئی مگر جہاں حنفی مذہب کے موافق تحقق شرط نہ ہو اور دیگر مذاہب کے موافق تحقق ہے وہاں کیوں جائز نہیں، غرض

عن الاختلاف کی علت دونوں جگہ موجود ہے یعنی وہاں بھی جمعہ اور احتیاطی پڑھ لینا چاہیئے۔

(سوال ۲۳۷۳) کل موضع لہ امیر و قاضی الخ سے استدلال عدم جواز جمعہ دارالحرب میں ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۳۷۴) کیفیت مذکورہ کی رو سے کہاں جمعہ جائز ہے اور کہاں نہیں۔

(سوال ۲۳۷۵) جہاں جائز نہیں ان کو منع کیا جائے یا نہیں اور ان کے ظہر کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۳۷۶) جہاں بادشاہ مسلمان ہو وہاں جمعہ کا کیا حکم ہے اور حکومت کفار میں جمعہ کیونکر جائز ہے۔

(سوال ۲۳۷۷) یہ ملک دارالحرب ہے یا نہ۔

(سوال ۲۳۷۸) دارالحرب کی کیا تعریف ہے اور کس طور سے دارالحرب دارالاسلام بنتا ہے اور دارالسلام دارالحرب۔

(سوال ۲۳۷۹) جہاں شروط جمعہ نہ پائی جاویں وہاں عید کی نماز کا کیا حکم ہے اگر جائز نہیں تو پڑھنے سے کیا خرابی ہے اگر اپنے مذہب کے طور پر واجب نہیں تو دوسرے مذہب مثل شافعی رحمۃ اللہ کے مذہب پر تو واجب ہے اور خروج عن الاختلاف ہو جاوے گا۔

(سوال ۲۳۸۰) ہماری جگہ شہر گنی جاتی ہے، ایک مسجد بھی ہے وہاں کے مصلی اس کو بھر نہیں سکتے یہاں جمعہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - قال فی رد المحتار۔ مع انما نص فی البلاد التی استولی علیہا الکفار کما سنذکرہ ص ۵۳۷ جلد اول۔ ۱ھ [۱] وفی ص ۵۴۱ فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی بتراضی المسلمین ۱ھ [۲] وفیہ ایضاً وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق ۱ھ [۳] وفیما ذکرنا اشارۃ الی

---

[۱] دیکھئے رد المحتار باب الجمعہ مطبوعہ سعادت ص ۷۴۸ / ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] ایضاً ص ۷۵۴ / ۱ ۱۲ ظفیر۔
[۳] ایضاً ص ۷۴۸ / ۱ ۱۲ ظفیر۔

لا تجوز فی صغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر الخ[۱] وفی الدر المختار باب العیدین تجب صلوٰتہا فی الاصح علی من تجب علیہ الجمعۃ بشرائطہا المتقدمۃ سوی الخطبۃ فانہا سنۃ بعدہا فی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ[۲] الخ قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ الخ شامی[۳]۔ روایت ثالثہ ورابعہ ردالمحتار سے واضح ہے کہ شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوجاتا ہے اور امر عرف پر مفوض ہے اور اہل عرف کو معلوم ہے کہ شہر کونسا ہے اور قصبہ کیا ہے اور قریہ صغیرہ وکبیرہ میں کیا تمیز ہے اور فرق ہے۔ اور روایت خامسہ درمختار شامی سے یہ معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں عیدین اور جمعہ مکروہ تحریمی ہے کہ اس میں ترک جماعت فرض ظہر اور ارتکاب جماعت نفل لازم آتا ہے اور روایت اولیٰ وثانیہ سے معلوم ہوا کہ جن بلاد پر کفار مسلط ہیں وہاں پر نماز جمعہ لازم ہے مسلمان اپنی جماعت میں سے کسی کو امام جمعہ بنا دیں جمعہ ادا اور صحیح ہوجاوے گا۔ احتیاط الظہر کے بارہ میں صاحب درمختار نے صاحب بحر کا یہ فتویٰ نقل فرمایا ہے وفی البحر وقد افتیت مرارا بعدم صلوٰۃ الاربع بعدہا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وہو الاحتیاط فی زماننا واما من لا یخاف علیہ مفسدۃ فالاولیٰ ان تکون فی بیتہ خفیۃ[۴] الخ۔ اب سوالات کا جواب نمبروار بالاجمال تحریر ہے۔

(۱) جمعہ کے وجوب وادا کے لئے مصر شرط ہے اور شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ سب بحکم مصر ہیں۔

(۲ و ۳) شہر عرفاً ظاہر ہے اور فقہاء کا اس میں جو کچھ ارشاد اور تفصیل ہے وہ بھی کتب فقہ میں موجود ہے۔ اکبر مساجد کی تعریف کو شرح منیہ میں مزیف کہا ہے۔

---

[۱] دیکھئے ردالمحتار باب جمعہ مطبوعہ دار سعادت ص ۷۴۸ ج ۱ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۴ وص ۷۷۵ ج ۱ ظفیر۔ [۳] ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ظفیر۔ [۴] علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱ ظفیر۔

(۴) جب کہ اپنے مذہب کے موافق جمعہ فی القریٰ مثلاً مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ روایت نامسہ میں مذکور ہوا تو احتیاط الظہر مع ادائے جمعہ اس کی مکافات کب کر سکتی ہے وہاں تو ظہر کو جماعت سے پڑھنا چاہئے اور جمعہ کو ترک کرنا چاہئے ورنہ ارتکاب مکروہ تحریمی کا لازم آویگا۔

(از ۵ تا ۱۰) بلاد کفار میں جمعہ کا صحیح ہونا روایت ۱ و ۲ سے واضح ہوگیا۔ پس جن بلاد پر کفار مسلط ہیں ان میں جو بڑے شہر اور قصبات اور بڑے قریہ ہیں وہاں بموجب روایت ۳ جمعہ بلاشبہ وبلا تردد درست ہے احتیاط الظہر کی حاجت نہیں اور جو قریہ صغیرہ ہیں وہاں جمعہ صحیح نہیں وہاں ظہر با جماعت پڑھنی چاہئے۔ الغرض بلاد کفار ہونے کی وجہ سے مسئلہ جمعہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جیسے بلاد اسلام میں شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے اور قریہ صغیرہ میں نہیں ہوتا ایسے ہی بلاد کفار میں بھی یہی تفصیل ہے۔ رسالہ اوثق العریٰ در بارۂ جمعہ مؤلفہ حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ مدلل ہے اس سے جملہ مطالب متعلقہ جمعہ واضح ہو جاوینگے

(۱۱) جمعہ و عیدین کی شرائط سوائے خطبہ کے متحد ہیں۔ کما مر۔ پس جہاں عیدین کی نماز صحیح نہیں وہاں جمعہ کی نماز بھی صحیح نہیں اور جہاں جمعہ کی نماز صحیح نہیں وہاں عید کی نماز صحیح نہیں کما مر فی الروایۃ الخامس۔

(۱۲) جو بلدہ شہر گنا جاتا ہے وہاں بلاشبہ جمعہ صحیح ہے اور شہر ہونا آبادی کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے اگرچہ کفار آباد ہوں اور مسلمان قلیل ہوں۔ فقط۔

خطیب کا بوقت خطبہ عصا لینا

سوال (۲۳۸۱) خطیب کو خطبہ کے وقت لاٹھی لینا کیسا ہے، بعض مکروہ کہتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ سنت ہے۔ جواب بحوالہ کتاب ہونا چاہیے۔

الجواب:- درمختار میں ہے خلاصہ سے ویکرہ ان یتکئ علی قوس او عصا[1] اھ اور شامی میں ہے حدیث سے کہ تکیہ لگانا عصا یا قوس پر ثابت ہے اور قہستانی نے محیط سے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب الجمعۃ ص ۷۷۲ ج ۱ ظفیر

نقل کیا ہے کہ لینا عصا کا سنت ہے[1]. پس شاید تطبیق کی یہ صورت ہو کہ ضرورت ہو تو لاٹھی ہاتھ میں رکھ لے کچھ حرج نہیں ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو نہ لیوے۔ فقط۔

جب آبادی تین ہزار ہو تو جمعہ درست ہے

سوال (۲۳۸۲) موضع سوجڑو ضلع مظفر نگر میں تقریباً تین ہزار مردم شماری یا کچھ کم ہے اور بازار اس موضع میں نہیں ہے اور کوئی سودا وغیرہ کپڑا یا غلہ یا دوا بھی کچھ نہیں ملتی اور موضع کو شہر سے فصل کوس سوا کوس کا ہے ایسے دیہات میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- شامی میں تصریح کی ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جمعہ صحیح ہے عبارت اس کی یہ ہے "تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انها لا تجوز فی الصغیرۃ[2] الخ" پس قریہ مذکورہ بڑا قریہ کبیرہ ہے کہ آبادی اس کی تین ہزار کے قریب ہے۔ لہذا جمعہ پڑھنا اس میں واجب ہے اور صحیح ہے۔ فقط۔

قبل جمعہ وعظ اور قبل وعظ بآواز درود

سوال (۲۳۸۳) بروز جمعہ قبل خطبہ عربی وعظ کہنا اور قبل وعظ بآواز بلند مع سامعین درود شریف پڑھنا علی الدوام کیسا ہے۔

خطبہ میں آں حضرت صلعم کے نام پر خطیب کا درود پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۳۸۴) خطبہ میں جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آوے تو خطیب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کہنا کیسا ہے۔

الجواب:- (۱) خطبہ کے اندر وعظ اردو میں کہنا یا ترجمہ خطبہ کا اردو میں کرنا مکروہ ہے، اسی طرح اس موقعہ پر التزام جہر درود شریف کا کرنا ثابت نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ

---

[1] ونقل القهستانی عن المحیط ان اخذ العصا سنة كالقیام وفی روایة ابی داؤد انه صلی الله علیه وسلم قام فی الخطبة متكئا علی عصا او قوس (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۲ ج ۱) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الجمعة جلد اول ص ۷۶۰ ج ۱۲ ظفیر۔

جس وقت خطیب منبر پر جاوے مؤذن اذان کہے اور اذان کے ختم ہونے پر خطیب خطبہ عربی کا شروع کر دے اور خطبہ میں سوائے عربی زبان کے اردو فارسی نظم و نثر نہ پڑھے[1] فقط

(۲) خطبہ میں جہاں نام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آوے خطیب درود شریف پڑھے اور سامعین دل دل میں درود شریف پڑھیں حکم شرعی یہ ہے[2]۔ فقط۔

خطبہ سے پہلے بآواز تمام لوگوں کا درود پڑھنا ثابت نہیں

سوال (۲۳۸۵) ایک مولوی صاحب جمعہ کے وقت مسجد میں سنتوں سے فارغ ہو کر منبر پر بیٹھ جاتے ہیں اور خود درود شریف اونچے سے پڑھتے ہیں اور سامعین بھی پڑھتے ہیں، پھر کھڑے ہو کر وعظ کہتے ہیں، پھر مؤذن اذان دیتا ہے اور مولوی صاحب عربی میں خطبہ پڑھتے ہیں اور جماعت ہوتی ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ وعظ سے پہلے جو درود شریف تقریباً گیارہ[۱۱] مرتبہ پڑھا جاتا ہے وہ کیسا ہے۔ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ یہ منع ہے لیکن میرے نزدیک امتناع کی کوئی بات نہیں، آپ فرمائیے کہ کیسا ہوا۔ پہلا کارڈ بھی ملاحظہ فرمالیجئے کہ پہلا ہی سوال ہے یا وہ جو آپ نے جواب دیا ہے۔

الجواب:۔ پہلے جو کچھ لکھا گیا تھا وہ اس بنا پر تھا کہ اکثر لوگ خطبہ میں وعظ کا طرز کر لیتے ہیں اور خطبہ کا ترجمہ وغیرہ نثر و نظم میں پڑھتے ہیں یہ مکروہ ہے۔ باقی جو بات آپ نے دریافت کی ہے کہ خطبہ سے پہلے اور اذان بین یدی الخطیب سے بھی پہلے وعظ کہا جاوے اس میں کچھ حرج نہیں اور وعظ شروع کرنے سے پہلے درود شریف پڑھنے میں بھی در اصل

---

[1] وعلی هذا الخلاف الخطبة وجميع اذكار الصلوٰة (الدر المختار علی هامش رد المحتار۔ باب صفة صلوٰة ص ٤٥١ / ١) ؛ فانه لاشك فی ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی و صحابة فيكون مكروها تحريما وكذا قراءة الاشعار الفارسية والهندية فيها (عمدة الرعاية۔ حاشيه شرح وقايه ص ٢٤٢ / ١) ظفير۔

[2] والصواب انه يصلی علی النبی صلی الله عليه وسلم عند سماع اسمه فی نفسه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ٧٦٨ / ١) ظفير

کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن امام اور سامعین کا علی الدوام بالجہر درود شریف پڑھنا اور اس کا التزام کرنا قواعد شرعیہ کی رو سے مکروہ اور بدعت ہے اس لئے کہ امر غیر لازم کو لازم کر لینا یا اس کے ساتھ معاملہ لازم کا سا کرنا جس سے دیکھنے والوں اور سننے والوں کو اسوقت خاص میں اس کا التزام ضروری معلوم ہو جائز نہیں ہے۔ فقط

رسول اللہ کا قبا میں قیام اور نماز جمعہ کی بحث

سوال (۲۳۸۶) جناب مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ میں تحریر فرماتے ہیں: اول نزول آپ کا قبا میں ہوا اور وہاں چودہ روز۔۔ آپ نے اقامت فرمائی۔ الی قولہ الشریف مگر آپ نے قبا میں اقامت جمعہ نہ فرمائی الی آخر عبارۃ الشریفہ۔ قبا میں اقامت جمعہ نہ فرمانے کی کوئی وجہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر نہیں فرمائی اور نہ احسن القریٰ میں کچھ توضیح فرمائی۔

اب مخالفین غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تاریخ خمیس شرح مواہب اللدنیہ وتفسیر طبری وغیرہ میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام اقامت قبا میں جمعہ پڑھا ہے، نہ پڑھنا کسی کتاب میں نہیں ہے۔ وطال لسانہم علی مولانا۔ ہجرت کے وقت قبا میں آپ کا جمعہ نہ پڑھنے کی دلیل مع صفحہ وسطر تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ یہ بالکل غلط ہے کہ قبا میں آپ کی اقامت جمعہ نہ فرمانے کی کوئی دلیل مولانا علیہ الرحمۃ نے تحریر نہیں فرمائی اور نہ صاحب احسن القریٰ نے کچھ توضیح کی مولانا مرحوم نے خود بھی اوثق العریٰ میں بخاری ص ۱۲۲ جلد اول کی حدیث اس کی دلیل میں نقل فرمائی ہے اور صاحب احسن القریٰ نے بھی اس کی توضیح کی ہے۔ دیکھو احسن القریٰ ص ۹۔ مگر آپ نے قبا میں اقامت جمعہ نہ فرمائی اور نہ اہل قبا کو اقامت جمعہ فرمایا۔ نہ اس پر سرزنش کی کہ مدینہ میں برابر جمعہ ہوتا ہے، تم نے اب تک کیوں جمعہ قائم نہیں کیا۔ حالانکہ قبا اور دیگر عوالی میں مسلمان بکثرت موجود تھے مگر کسی وقت میں وہاں جمعہ نہیں پڑھا گیا۔ چنانچہ بخاری ص ۱۲۲ جلد اول وغیرہ

لہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد (مشکوٰۃ ص ۲۷)

کتب حدیث میں روایت ہے عن ابن عباس ان اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ لجمعۃ جمعت بجواثا قریۃ من قری البحرین اس روایت صحیحہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عوالی و منازل میں جمعہ نہیں ہوتا تھا۔ ورنہ جواثا میں اولیت جمعہ جو روایت میں مذکور ہے غلط ہو جائے گی انتہی قولہ الشریف۔ اور یہ اپنی عبارت میں صاحب احسن القری نے اوثق العری ہی کی عبارت کا خلاصہ کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو اسلام میں ہوا ہے وہ مقام جواثا میں ہوا ہے۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے قباء میں اس سے پہلے اقامت جمعہ فرمائی ہے اور اس بخاری و ابو داؤد کی روایت صریحہ صحیحہ سے بڑھ کر کونسی دلیل چاہئے جس کے متعلق اہل حدیث کہتے ہیں کہ مولانا نے کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ تفسیر طبری و تاریخ الخمیس اور شرح مواہب الدنیہ میں آپ کا قباء میں اقامت جمعہ فرمانا مروی ہے تو اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ ان کو شرمانا چاہئے کہ صحیح بخاری کی روایت کا مقابلہ تاریخ الخمیس وغیرہ کتب سیر سے کرتے ہیں۔ کہاں بخاری کی روایت اور کہاں سیر کی غیر معتبر روایتیں۔ اگر بالفرض تمام کتب سیر متفق ہو کر بھی اس کا خلاف کرتیں تب بھی مسلمان کے لئے ضروری تھا کہ بخاری کی حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پرواہ نہ کی جائے چہ جائیکہ تاریخ و سیر کی کتابیں بھی متفق ہو کر روایت بخاری کی ہمنوا ہیں۔ سب کی سب اسکی تصریح کرتی ہیں کہ آپ نے قباء میں اقامت جمعہ نہیں فرمائی بلکہ وہاں سے جمعہ ہی کے روز روانہ ہو کر مدینہ کی آبادی کے قریب بنی سالم میں اگر اقامت جمعہ فرمائی ہے۔ دیکھو فتح الباری۔ سیرت ابن ہشام۔ تاریخ طبری وغیرہ۔ باقی رہا ان کا تین کتابوں تفسیر طبری اور تاریخ الخمیس اور شرح مواہب الدنیہ سے اقامت جمعہ فی القباء کا نقل کرنا۔ سو تینوں کے متعلق مفصل عرض ہے۔

تفسیر طبری میں تو نزول قبار کے واقعہ ہی سے تعرض نہیں کیا اور اگر کسی کو دعویٰ ہے تو صفحہ تحریر کرے، پھر نہ معلوم کیسے تفسیر طبری پر بہتان باندھا ہے، البتہ تاریخ طبری میں آپ کے قبار میں تشریف لیجانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں بجائے اس کے کہ قبا میں اقامت جمعہ منقول ہوتی صراحۃً اس سے انکار مروی ہے۔ دیکھو تاریخ طبری جلد ثانی ص ۲۵۵ سنہ ہجری کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں فمن ذلك تجميعه صلى الله عليه وسلم باصحابه الجمعة في اليوم الذي ارتحل فيه من قباء وذلك ان ارتحاله عنها كان يوم الجمعة عامداً الى المدينة فادركته الصلوٰة صلوٰة الجمعة في بني سالم ابن عوف ببطن واد لهم قد اتخذ اليوم في ذلك الموضع مسجداً فيما بلغني وكانت هذه الجمعة اول جمعة جمعها رسول الله صلى الله عليه وسلم في الاسلام الخ. اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے جمعہ کے روز قبار سے روانہ ہوکر اقامت جمعہ بنی سالم میں فرمائی ہے اور یہی جمعہ آپ کا پہلا جمعہ ہوا ہے۔ الحاصل تفسیر طبری میں تو اس کا نام نہیں، اور تاریخ طبری میں ہے تو ان کے بالکل خلاف اور ہمارے بالکل موافق۔

(۲) شرح مواہب لدنیہ معروف بہ (زرقانی) میں بے شک ایک ضعیف سی روایت ہے کہ آپ نے مدت اقامت قبار میں اقامت جمعہ فرمائی ہے جس کی تضعیف خود زرقانی کے قول سے مترشح ہوتی ہے۔ کیونکہ کہتا ہے "قیل کان یصلی الجمعة في مسجد قباء مدة اقامته" لفظ قیل خود تضعیف کی طرف اشارہ ہے سو اس کا جواب حضرت مولانا مدظلہ العالی نے احسن القریٰ میں پوری تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے دیکھو احسن القریٰ ص ۵۸ فرماتے ہیں۔ خیر ان خرافات و فضولیات سے قطع نظر کرکے یہ عرض کرتا ہوں کہ عبارت زرقانی قیل کان یصلی الجمعة الخ اول تو کسی طرح قابل سند و لائق اعتبار نہیں حتی کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ قائل کون ہے اس کا تو موقع کیا ہے کہ قائل

کیسا ہے معتبر یا غیر معتبر۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ سند کا نشان بھی نہیں اس کا تو ذکر کیا ہے کہ سند متصل ہے یا منقطع، صحیح ہے یا ضعیف، معتبر ہے یا غیر معتبر۔ دوسرے یہ قول شاذ جمیع روایات معتبرہ اور اتفاق اہل سیر کے جس کو مجیب خود نقل کرتے ہیں صریح مخالف و معارض ہے۔ جملہ روایات میں یہی مذکور ہے کہ بوقت ہجرت آپ نے جمعہ بنی سالم یعنی حرہ بنی بیاضہ میں پڑھا حتی کہ اہل تفسیر و اہل سیر جو روایات حدیث نقل فرماتے ہیں ان میں صراحۃً یہ روایت منقول ہے فمر علی بنی سالم فصلی فیہم الجمعۃ ببنی سالم وھو اول جمعۃ صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ الشریف
(۳) اس کے سوا ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ حسب ارشاد اکابر اور تصریحات معتبرہ یہ امر محقق ہے کہ عوالی میں کبھی جمعہ نہیں ہوا اور ہمارے بزرگ مجیب بھی اس کو تسلیم فرماتے ہیں اب اس قول شاذ مجہول کی وجہ سے یہ قصہ بھی بالکل گاؤ خوردہ ہو جائے گا اور ان تمام تصریحات کے مخالف اب یہ کہنا پڑے گا کہ عوالی میں بے شک جمعہ ہوا۔ واللہ اعلم۔

خطبہ کوئی دے اور امامت کوئی کرے یہ درست ہے

سوال (۲۳۸۷) خطبہ کی اجازت امام جمعہ نے جمعہ کے دن کسی کو تعظیماً دی خطیب نے خطبہ کے بعد امام جمعہ سے یا کسی اور شخص سے باجازت امام جمعہ کی نماز پڑھوائی تو صلوٰۃ جمعہ بکراہت ادا ہوگی یا بلا کراہت۔

الجواب:- درمختار میں ہے لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لانہما کشئی واحد فان فعل الخ جاز۔ (قولہ لانہما) ای الخطبۃ والصلوٰۃ کشئی واحد لکونہما شرطاً ومشروطاً ولا تحقق للمشروط بدون شرطہ فالمناسب ان یکون فاعلہما واحداً الخ۔ شامی باب الجمعہ۔ پس معلوم ہوا کہ بہتر و مناسب یہ ہے کہ خطبہ و نماز ایک شخص پڑھاوے۔ لیکن اگر خطبہ کوئی پڑھے اور امام دوسرا ہو تو یہ بھی درست ہے۔[1]

---

[1] رد المحتار باب الجمعہ جلد اول ص ۷۷۲۔ ظفیر۔

اور نماز میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ یہ فعل بلا ضرورت غیر اولیٰ ہے۔ فقط۔

جمعہ کے اذان ثانی کے جواب میں بحث

سوال (۲۳۸۸) جو اذان جمعہ کے روز منبر کے پاس ہوتی ہے اس کا جواب مقتدیوں کی بنا بر مذہب صحیح مفتی بہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام اور علامہ شامی کے حکم بالکراہت کا کیا مطلب ہے جو انھوں نے مجیب اذان منبری پر بنا بر مذہب امام ابوحنیفہ کے لگایا ہے۔ نیز کلام سے مراد دینی ہے یا دنیاوی۔ اور اگر جواب دینا جائز نہیں تو پھر حدیث معاویہ رضی کا کیا مطلب ہے جس کو بخاری نے کتاب الجمعہ باب یجیب الامام بلسانہ میں روایت کیا ہے جس میں اذان منبری کے جواب کی تصریح موجود ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کثیرہ اجابت اذان کے بارہ میں وارد ہیں جو اپنے عموم کے اعتبار سے اجابت اذان منبری کو بھی شامل ہیں پھر حکم کراہت کیسا۔ نیز کوئی ایسا صحیح و متین مخصص بھی موجود نہیں جس سے احادیث عموم کی تخصیص کر لی جائے اور اذان منبری کے جواب کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ ادھر حنفیہ وجوب اجابت کے بھی قائل ہیں نیز اذا خرج الخ امام زہری کا قول ہے لہٰذا احادیث متصلۃ الاسناد کا مخصص و معارض نہیں ہو سکتا تاکہ ان کا عموم پر عمل کر سکے جو احادیث کا منطوق صریح ہے۔ اور صریح بات سے کہ ان سخن ت وغیرہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ خروج امام کے بعد اور قبل شروع خطبہ تحدث پایا جاتا تھا۔

الجواب: اذان جمعہ بین یدی الخطیب کا جواب دینا مذہب راجح و صحیح پر درست نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ کما فی رد المحتار وینبغی ان لا یجیب اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب الخ۔ باب الاذان[1]۔ وفی باب الجمعۃ من رد المحتار واجابۃ الاذان حینئذ مکروھۃ[2] الخ اور کلام کو عام رکھا جاوے جیسا کہ کما ھو منقول عن علی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب الاذان ص ۳۷۱/۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الجمعۃ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ص ۷۶۹/۱ ۱۲ ظفیر۔

وابن عباس وابن عمرؓ اور تقاضائے احادیث صحیحہ بھی یہ ہے لما اخرج السنۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت والامام یخطب فقد لغوت ۔ وھذا یفید بعبارتہ منع الامر بالمعروف مع انہ واجب وبدلالتہ منع صلوٰۃ النفل والقراءۃ والاذکار لانہ اذا منع الواجب فالنفل اولی بالمنع ویترجح علی سائر الاحادیث الدالۃ علی جواز تحیۃ المسجد واباحۃ الکلام لانہ محرم والمحرم مرجح علی المبیح[۲] اور اس میں اگرچہ قید والامام یخطب کی ہے مگر قبل شروع فی الخطبۃ بعد صعود علی المنبر بھی یہ حکم ہونا ظاہر ہے لان الکلام یمتد طبعاً ولان الکلام یجر الی الکلام[۳] شرح منیہ للحلبی ۔ وفیہ قبیلہ واذا صعد الامام علی المنبر یجب علی الناس ترک الصلوٰۃ النافلۃ لما تقدم من کراھتھا عند الخطبۃ ویجب ترک الکلام ایضاً عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقالا یباح الکلام حتی یشرع فی الخطبۃ[۴] الخ والخلاف فی کلام یتعلق بالآخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعاً ۔ در مختار[۵] ولابی حنیفۃؓ ماذکر ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن علی وابن عباس وابن عمر کانوا یکرھون الصلوٰۃ والکلام بعد خروج الامام ولان الکلام ایضاً انہ یمتد طبعاً فان الکلام یجر الی الکلام فکان المنع احوط ص[۵۱۹] شرح منیۃ الکبیر ۔ اور حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس اذان کی حکایت کو قیاس کیا ہے ۔ دیگر اوقات کی اذان کی حکایت پر جیسا کہ بعد حکایت اذان ان کا یہ فرمانا یفید لناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ھذا المجلس

---

[۱] واخرج ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن علی وابن عباس وابن عمرؓ کانوا یکرھون الصلوٰۃ والکلام بعد خروج الامام (ردالمحتار باب الجمعۃ ص[۷۶۶] ج ۱) ظفیر۔ [۲] غنیۃ المستملی باب الجمعۃ بحث ثانی ص[۵۱۹] وص[۵۲۰] ۱۲ ظفیر۔ [۳] ایضاً ص[۵۲۰] ۱۲ ظفیر۔ [۴] ایضاً ص[۵۱۹] ۱۲ ظفیر۔ [۵] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ مطلب فی حکم المرقی الخ ص[۷۶۹] ۱۲ ظفیر۔

حین اذن المؤذن یقول ما سمعتم منی من مقالتی[1]۔ اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ
یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت اذان ثانی جو بین یدی الخطیب ہوتی ہے اس
موقعہ پر نہیں ہو سکتی جس کی طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے بلکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منبر پر تھے تو معلوم ہوا کہ یہ دوسرے اوقات کا حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ ذکر فرماتے ہیں تو جب کہ صحابہ جلیل القدر مثل علی وابن عباس وابن عمر حضرت
معاویہؓ کے اس عمل کے خلاف کے عامل تھے اور بوقت صعود امام علی المنبر صلوٰۃ وکلام کو
مطلقاً مکروہ سمجھتے تھے تو ان کبار صحابہؓ کا عمل راجح ہوگا اور پھر مبیح ومحرم کے تعارض کا مقتضے
بھی ترجیح کراہت وحرمت ہے اور جو جواب حضرت معاویہؓ کے اس عمل کا دیا گیا ہے وہی جواب
جملہ روایات دالۃ علی استحباب الاجابۃ او وجوبہا کا ہے اور حنفیہ وجوب یا استحباب اجابت
سے خود اس موقعہ کو مستثنیٰ فرماتے ہیں اور یہ اوپر معلوم ہوا کہ اذا خرج الامام الخ محض زہریؒ
کا قول نہیں ہے بلکہ صحابہ کبار سے بھی یہ منقول ہے اور قول صحابی ایسے موقع پر بحکم مرفوع
ہوتا ہے کما بین فی موضعہ اور بعض صحابہؓ کا کنا نتحدث وغیرہ فرمانا حضرت علی
وابن عباس وابن عمر کے قول وفعل پر راجح نہیں ہو سکتا۔ الغرض احوط انصات ہے کما
ذکر الزیلعی ان الاحوط الانصات۔ شامیؒ۔ فقط

بارش کے زمانہ میں جمعہ کی نماز باجماعت گھر میں پڑھ سکتا ہے

سوال (۲۳۸۹) در ایام باراں چوں کثرت بارش و آب فراواں راہ چلیدن از حد بگراں دشوار گذار می شود و مسجد ہم قدرے از مسکن دور است نادراں ہنگام ادائے صلوٰۃ جمعہ را شرع ما چہ حکم دادہ۔ آیا دراں ہنگام تکلیف مالا نہایۃ کشیدہ برائے صلوٰۃ جمعہ بمسجد رفتن ضرور باشد یا تادی صلوٰۃ بمکان کافی کند یا نہ۔

---

[1] بخاری کتاب الجمعہ۔ باب یجیب الامام بلسانہ ۲: ظفیر ۲؎ رد المحتار باب الجمعۃ تحت قولہ ولا کلام ص ۷۶۸/۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: تعدد صلوۃ جمعہ علی القول المفتی بہ صحیح است پس اگر بنا بر مطر رفتن مسجد جامع دشوار باشد بجائے دیگر نماز جمعہ گذاردن بجماعت مشروعہ (وآں سہ مرد است علاوہ امام۔ درمختار) صحیح است[1]۔ فقط

جو لوگ پنجگانہ نماز نہیں پڑھتے ان کی نماز جمعہ بھی درست ہے

سوال (۲۳۹۰) جو لوگ نماز پنجگانہ نہیں پڑھتے صرف نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کی نماز جمعہ صحیح ہوگی یا نہیں۔

الجواب: نماز جمعہ بلا شبہ صحیح ہے اگرچہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے[2]۔ فقط

جامع مسجد کی نماز میں ثواب کی زیادتی صرف فرض سے متعلق ہے

سوال (۲۳۹۱) مجموعہ خطب میں مرقوم ہے کہ مسجد جامع میں ایک رکعت کا ثواب پانچسو رکعت کے برابر ہے، یہ ثواب صرف فرض کی جماعت اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے یا سنت اور نفل میں بھی یہ ثواب ہے جب کہ وہ جامع مسجد میں پڑھے۔

الجواب: یہ ثواب صرف نماز فرض کی جماعت اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، نماز سنت اور نفل میں نہیں۔ ان کو گھر میں پڑھنا افضل ہے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل و حکم تھا اگر نوافل میں بھی یہی گراں قدر ثواب ہوتا تو آپ گھر میں نہ پڑھتے اور نہ حکم کرتے۔ اور یہ مضمون حدیث کا ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] وتؤدي في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً على المذهب وعليه الفتوى دفعاً للحرج (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الجمعة ص ۵۵۱ ج ۱، ظفير)

[2] ان فاتته أكثر من صلوات يوم وليلة أجزأته التي بدأ بها (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۳۹ ج ۱، ظفير)

[3] والأفضل في النفل غير التراويح المنزل الا لخوف شغل عنها (الدر المختار) قوله والأفضل يشمل ما بعد الفريضة وما قبلها لحديث الصحيحين عليكم بالصلوة في بيوتكم فإن خير صلوة المرء في بيته الا المكتوبة الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۸ ج ۱، ظفير)

سنت والوں کا انتظار خطیب کے لئے ضروری نہیں

سوال (۲۳۹۲) جب جمعہ کی نماز کا وقت ہوگیا اور اتفاقاً دو چار اشخاص جو دیر سے آئے تھے نماز سنت پڑھتے ہیں منبر کی داہنی یا بائیں جانب تو اس وقت خطیب کو خطبہ شروع کرنا کیسا ہے۔ جو شخص وقت مذکورہ میں خطبہ پڑھنے کو حرام قرار دے اس کے لئے کیا حکم ہے

الجواب:۔ خطیب کو انتظار کرنا سنت پڑھنے والوں کی فراغت کا لازم نہیں ہے، جس وقت وقت مقرر ہو جائے خطیب خطبہ کے لئے کھڑا ہو سکتا ہے اس پر کچھ مواخذہ اور گناہ نہیں ہے کیونکہ متبوع ہے تابع نہیں ہے۔ مقتدیوں کو تو یہ حکم ہے کہ جس وقت خطیب خطبہ کے لئے منبر پر جاوے نوافل وسنن نہ پڑھیں لیکن خطیب کو یہ حکم نہیں ہے کہ وہ فراغت کا انتظار کرے اور اگر دو چار منٹ کا وہ انتظار کرے تو اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہے، لیکن انتظار نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا۔ فی حدیث الصحیحین انما جعل الامام لیؤتم بہ[1] الحدیث وفی الدر المختار۔ واذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام[2] الخ پس جو شخص بحالت مذکورہ خطبہ پڑھنے کو حرام قرار دے وہ غلطی ہے اور مسائل شرعیہ سے واقف نہیں ہے اس کی بات کی طرف التفات نہ کیا جاوے۔ فقط

جمعہ کے دن اذان اول سے پہلے اور بعد نماز تجارت درست ہے

سوال (۲۳۹۳) جمعہ کے دن مسلمان سوداگروں اور دوکانداروں کو دوکان کھولنا چاہئے یا نہیں۔ اگر دوکانداروں اور پیشہ وروں کو اپنے کام کرنے کی اجازت ہے تو کس وقت سے کس وقت تک۔

الجواب:۔ جمعہ کے روز جملہ کاروبار خرید وفروخت وغیرہ اذان اول تک جائز ہے اور اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے وکرہ البیع عند اذان الاول۔ پس اذان کے ہوتے ہی جملہ کاروبار ترک کرکے جمعہ کے لئے

---

[1] مشکوٰۃ باب ما علی المأموم من المتابعۃ وحکم المسبوق۔ فصل اول ص۱۰۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ جلد اول ص۷۶۷ ۱۲ ظفیر۔

حاضر ہونا چاہئے[1]۔ اذان اول سے پہلے اہل پیشہ اپنا پیشہ اور دوکاندار ان خرید و فروخت کریں تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔ فقط۔

(اسی طرح نماز جمعہ سے فراغت کے بعد بھی بیع وشراء میں لگ سکتے ہیں۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا وابتغوا من فضل اللہ۔ ظفیر)

بقدر ضرورت عربی پڑھ کر اردو میں وعظ خلاف سنت ہے

سوال (۲۳۹۴) خطبہ جمعہ عربی میں مختصر پڑھ کر اردو یا اور کسی ملکی زبان میں وعظ کہنا کیسا ہے۔ اکثر علماء حنفی وعظ خطبہ میں کہتے ہیں۔

الجواب:۔ خطبہ تمام عربی میں ہونا سنت ہے اور یہ امر کہ کچھ خطبہ عربی کا پڑھ کر پھر اردو میں بطریق وعظ خطبہ کے اندر کچھ کہنا خلاف سنت اور بدعت ہے سلف سے ایسا ثابت نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے مصفی شرح موطا میں لکھا ہے کہ صحابہ باوجود یکہ بلاد عجم میں تشریف لے گئے مگر خطبہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں مخاطبین کے سمجھانے کے لئے نہیں پڑھا پس عمل مستمر صحابہؓ کا دلیل ہے اس کی کہ تمام خطبہ عربی میں ہونا چاہئے۔ فقط۔

بڑی آبادی میں جمعہ واجب الاداء ہے

سوال (۲۳۹۵) ایک قریہ عظیمہ بڑا جس میں تین ہزار دو سو آدمی آباد ہیں اور چند دوکانیں بھی وہاں موجود ہیں پس موافق مذہب حنفیہ کے اور فقہ کی کتابوں کے وہاں جمعہ ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ صحیح ہے اور واجب الاداء ہوتا ہے کیونکہ وہ قریہ کبیرہ ہے اور قریہ کبیرہ میں موافق تصریح شامی کے جمعہ صحیح ہوتا ہے کذا فی المختار و تقدم مرارًا۔

---

[1] و وجب سعی الیہا و ترک البیع الخ بالاذان الاول فی الاصح وان لم یکن فی زمن الرسول بل فی زمن عثمان وافاد فی البحر اطلاق الحرمۃ علی المکروہ تحریماً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۱ ج ۱ ظفیر ۲ ایضاً ۱۲ ظفیر۔

فی القصبات والقری الکبیرة التی فیہا اسواق الخ۔[1]

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ وہاں دوکان کیوں نہو

سوال (۲۳۹۶) جس گاؤں میں تین چار صد آدمی علاوہ عورت و بچے آباد ہوں اور چار پانچ دوکانیں ہوں وہاں نماز جمعہ ادا کرنی چاہئے یا ظہر باجماعت۔

الجواب:۔ اس پر قصبہ اور شہر کی تعریف صادق نہیں آتی اور گاؤں میں جمعہ جائز نہیں، لہٰذا وہاں ظہر باجماعت ادا کرے ترک ظہر وہاں حرام اور معصیت ہے۔۔۔ کذا فی الدر المختار[2]۔ فقط

شرائط جمعہ نہ ہونے کی صورت میں روکنا

سوال (۲۳۹۷) جامع مسجد میں بروز جمعہ جماعت جمعہ کی ہورہی تھی، ایک مولوی صاحب نے وہاں آکر تمام نمازیوں کو بآواز بلند کہا کہ فوراً اے حنفیو جمعہ کی نماز سے نیت توڑ دو ورنہ کافر ہوجاؤ گے کیونکہ یہاں نماز جمعہ جائز نہیں ہے۔ اس کو پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ آیا کس کس مقام پر کس شرائط سے نماز جمعہ جائز ہے اور کہاں ناجائز۔ اگر کسی مقام پر کلیۃً شرائط جمعہ موجود نہ ہوں وہاں جمعہ پڑھنے سے گناہ اور کفر تو عاید نہیں ہوتا اور وہ مولوی صاحب نماز تڑوانے کے مجاز تھے یا نہ۔ اگر نہیں تھے تو ان کو کیا گناہ ہوا۔

الجواب:۔ حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ شہر اور قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں دو چار ہزار آدمی آباد ہوں اور ضروری اشیاء کی دوکانیں ہوں وہاں جمعہ واجب ہے اور ادا ہوتا ہے البتہ چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس میں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے[3] لیکن کفر وہ بھی نہیں ہے۔ پس اگر وہ بستی جس میں جمعہ ہورہا تھا قصبہ یا بڑا قریہ تھا تو جمعہ اس میں واجب تھا اور صحیح تھا توڑوانا جمعہ کا وہاں حرام تھا۔ وہ مولوی صاحب غلطی پر تھے

---

[1] رد المحتار۔ باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱۔ ظفیر۔ [2] صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لایصح لان المصر شرط الصحۃ (در مختار)، ومثلہ الجمعۃ (رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر۔ [3] صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً (در مختار)، ومثلہ الجمعۃ (رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر

جنھوں نے جمعہ تڑوایا توبہ کریں۔ اور اگر وہ چھوٹا گاؤں تھا تو بے شک جمعہ پڑھنا وہاں مکروہ تحریمی تھا، تڑوانا جمعہ کا اچھا ہوا۔ پس یہ سوال میں لکھنا چاہئے تھا کہ وہ جگہ جہاں کا یہ قصہ ہے کیسی بستی ہے چھوٹی یا بڑی اور آبادی وہاں کس قدر ہے اور بازار اور دوکانیں ہیں یا نہیں۔ رد المحتار۔ معروف شامی باب الجمعہ میں ہے۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ[1]

جمعہ سے قبل جمعہ ناخن ترشوانا

سوال (۲۳۹۸) صحیح بخاری کتاب الجمعہ۔ حدیث سلمان ثم یتطہر ما استطاع الخ کی شرح میں شراح نے منجملہ طہارت کے حجامت کو بھی داخل کیا ہے اور حدیث ابوہریرہ مرفوعاً کان یقلم اظفارہ ویقص شاربہ یوم الجمعۃ قبل ان یخرج الی الصلوٰۃ اخرجہ البزار والطبرانی والبیہقی بسند حسن ھکذا فی الدر المنثور سیوطی ص ۱۱۲ ج ۱ صریح دال ہے کہ قبل نماز جمعہ کے حجامت بنانا مسنون ہے۔ حالانکہ سند میں ابراہیم بن قدامہ واقع ہے۔ میزان الاعتدال میں لایعرف اور فتح الباری میں سند ضعیف لکھا ہے۔ اور وہی سیوطی کی جامع صغیر میں ضعف کا نشان لگا ہوا ہے۔ لیکن صاحب فتح نے لسان المیزان اور حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ابراہیم مذکور کو لکھا ہے کہ ذکرہ ابن حبان فی الثقات اور اشباہ و در مختار وغیرہ میں بعد نماز جمعہ کے حجامت بنانا افضل لکھا ہے واسطے مشابہت احرام کے اور غنیہ شرح منیہ نقلاً عن البرجندی قبل نماز جمعہ کے مستحب لکھا ہے اور شامی نے نظر وا باحت بعد جمعہ کے حجامت بنانے کو خلاف حدیث ابوہریرہ کے بتلایا ہے۔ آیا حدیث ابوہریرہ جس کو سیوطی نے بسند حسن لکھا ہے فی الواقع صحیح ہے یا نہیں اور جامع صغیر پر جو نشان صحت اور ضعف کے ہیں کس نے لگائے ہیں اور حجامت بنانا قبل جمعہ کے افضل ہے یا بعد جمعہ کے اور جو بعدیت کے قائل ہیں انکی تعلیل درست ہے یا نہ۔

---

[1] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: صنیع شامی رحمہ اللہ سے ترجیح اسی کو معلوم ہوتی ہے کہ تقلیم اظفار وغیرہ قبل جمعہ ہونا چاہئے تاکہ موافق ہو جاوے حدیث کے. نیز غسل کا پہلے مسنون ہونا بھی اسی کو مقتضی ہے اور جن فقہاء رحمہم اللہ نے بعد جمعہ کو افضل کہا ان کی نظر اس پر ہوئی لما فیہ معنی الحج ای یا اس پر لیبنا لہ برکۃ الجمعۃ لیکن ظاہر ہے کہ قواعد مذہب اور فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلیت کو مقتضی ہے وعلیہ عمل مشائخنا رحمہم اللہ مثل الشیخ العلامہ المحقق القطب الگنگوھی قدس سرہ وغیرہ من المحققین رحمہم اللہ تعالیٰ اور اس کو فقہاء اور محدثین نے طے کر دیا ہے کہ حدیث ضعیف پر بھی فضائل اعمال میں عمل صحیح ہے اور اسی حدیث کا ضعیف تو متفق علیہ بھی نہیں ہے. بعض نے حسن کہا اور بعض نے ضعیف. فقط۔

فنا مصر کی تعریف | **سوال** (۲۳۹۹) ایک گاؤں شہر سے ایک میل کی مسافت پر ہے فنا شہر سے بالکل جدا ہے بعض فقہاء نے تعریف فنا کو معتبر سمجھا ہے تو ان کے نزدیک وہاں جمعہ واجب نہیں مگر جنھوں نے تقدیر الفناء بالمسافت فرمائی ان کے قول کے مطابق وہاں جمعہ واجب ہے کیونکہ موضع ہذا کوہ ایک فرسخ کے اندر ہے اور فرسخ پر بہتوں کا فتویٰ ہے آیا اس گاؤں میں جمعہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: تحدید بالفرسخ مطلقاً معتبر نہیں ہے بلکہ اعتبار فناء مصر میں اس کا ہے کہ وہ جگہ مصالح مصر کے لئے ہے یا نہیں. اگر مصالح مصر کے لئے نہیں ہے بلکہ جداگانہ قریہ ہے تو اس کا حکم دربارہ جمعہ مستقل ہے یعنی اگر وہ قریہ کبیرہ ہے جمعہ اس میں واجب وادا ہوگا ورنہ نہیں قال فی الشامی والتعریف احسن من التحدید[۱]. فقط۔

---

[۱] رد المحتار، باب الجمعۃ ص ۴۹۷ ج ۱، ۱۲ ظفیر. پوری عبارت اس طرح ہے۔ او فناء وھو ما حولہ اتصل بہ لاجل مصالحہ، کدفن الموتیٰ ورکض الخیل والمختار للفتویٰ تقدیرہ بفرسخ ذکرہ الولوالجی. (درمختار) افاد ان بعض المحققین اھل الترجیح (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

ایک مسجد میں تعدد جمعہ مکروہ ہے

سوال (۲۴۰۰) ایک مسجد میں دو جمعہ جائز ہیں یا نہیں

الجواب :- تعدد جمعہ ایک شہر میں دو مسجدوں میں یا زیادہ میں عند الحنفیہ درست ہے۔ کما فی الدر المختار۔ وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذہب وعلیہ الفتوی۔ وفی رد المحتار قولہ مطلقاً ای سواء کان المصر کبیراً اولا، وسواء کان التعدد فی مسجدین او اکثر[1] لیکن ایک مسجد میں تعدد جماعت مکروہ ہے۔ پس دوسری جماعت جمعہ کی اس صورت میں مکروہ ہے جیسا کہ تمام نمازوں کی جماعت ثانیہ کو اس مسجد میں جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور خصوصاً جمعہ پڑھنے کے بعد جامع مسجد کو بند کر دینے کا حکم دیا ہے۔ شامی میں ہے والظاہر انہ یغلق ایضاً۔ بعد اقامۃ الجمعۃ لئلا یجتمع بہ احد بعدہا[2]

اذان ثانی مسجد کے اندر درست ہے

سوال (۲۴۰۱) جمعہ میں اذان ثانی یعنی اذان خطبہ کہاں پر ہونا چاہیئے۔ ایک عالم صاحب یہاں پر تشریف لائے اور انھوں نے جمعہ کی اذان ثانی منبر کے نزدیک ہونا ناجائز ٹھیرایا اور یہ فرمایا کہ اذان ثانی قریب دروازہ مسجد یعنی صحن مسجد کے کنارے پر خطیب کے سامنے ہونا چاہیئے۔ یہ صحیح ہے یا کیا۔

الجواب :- جمعہ کی اذان ثانی مسجد میں بین یدی الخطیب ہونی معروف ومسنون ہے۔ ہمیشہ سے اسی پر عملدرآمد علماء وفقہاء کا رہا ہے اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) احلق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا محرر المذہب الامام محمد، وبعضہم قدرہ بہا وجملۃ اقوالہم فی تقدیرہ ثمانیۃ اقوال او تسعۃ، غلوۃ میل، میلان، ثلاثۃ فرسخ، فرسخان، ثلاثۃ، سماع الصوت، سماع الاذان، والتعریف احسن من التحدید لانہ لا یوجد ذالک فی کل مصر وانما ہو بحسب کبر مصر وصغرہ الخ فالقول بالتحدید بمسافۃ یخالف التعریف المتفق علی ما صدق انہ المعد لمصالح المصر الخ (رد المختار، باب الجمعۃ ص ۷۴۹/۱ ج) ظفیر

---

[1] رد مختار، باب الجمعۃ ص ۷۵۵/۱ ج ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

پس اس اذان کو مسجد میں منع کہنا صحیح نہیں ہے چنانچہ تحقیق اس کی بہت رسالوں اور فتووں میں کی گئی ہے۔ ہدایہ درمختار وغیرہ میں یہ مسئلہ موجود ہے[1] اس کو دیکھ لیا جاوے۔ فقط۔

جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز

سوال (۲۴۰۲) اگر چند آدمی جماعت جمعہ نہ پاویں تو ظہر باجماعت پڑھیں یا علیحدہ علیحدہ۔

الجواب: علیحدہ علیحدہ ظہر پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔ کذا فی الدر المختار والشامی[2]۔ فقط۔

جب نہ خطبہ کی کتاب ہو اور نہ زبانی یاد ہو تو کیا کرے

سوال (۲۴۰۳) اگر کسی مسجد میں خطبہ موجود نہ ہو اور نہ زبانی یاد نہ ہو تو بغیر خطبہ نماز جمعہ پڑھی جاوے یا نماز ظہر پڑھی جاوے۔

الجواب: خطبہ جو فرض ہے وہ ایک دفعہ سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہنے سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بقدر تین آیت یا بقدر تشہد سے خطبہ ادا ہوجاتا ہے پس اگر خطبہ معروفہ یاد نہ ہو تو قدر مذکور پر اکتفا کر کے جمعہ کی نماز ادا کی جائے[3] اور جس جگہ واجب ہے یعنی شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ چھوڑا نہ جاوے[4] فقط

---

[1] واذا صعد الامام المنبر وجلس اذن المؤذنون بين يدى المنبر بذالك جرى التوارث (ہدایہ باب الجمعہ ص ۱۵۴ ج ۱ ظفیر) ويؤذن ثانيا بين يدى الخطيب اى على السبيل السنية كما يظهر من كلام ملهم رملى (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۷ ج ۱ ظفیر)

[2] وكذا اهل مصر فاتتهم الجمعة فانهم يصلون الظهر بغير اذان ولا اقامة ولا جماعة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۴ ج ۱)

[3] الشرط الرابع الخطبة وعليه الجمهور وركنها مطلق ذكر الله تعالى بنيتها عند ابى حنيفة وعندهما ذكر طويل يسمى خطبة وسنتها كونها خطبتين بجلسة بينهما تشتمل كل منهما على التحميد والتشهد والصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم والاولى تلاوة اية وعلى الوعظ ايضا الخ (غنية المستملى ص ۵۵۵)

[4] ظفیر ان صلوة الجمعة فرض عين على كل من استكمل شرائط وجوبها (غنية المستملى ص ۵۰۸ ظفیر)

مسجد پہونچتے ہی سنت پڑھی جائے

سوال (۲۴۰۴) جمعہ میں اگر کوئی شخص مسجد جاوے تو پہلے کچھ دیر بیٹھکر سنت وغیرہ پڑھنا چاہیئے یا فوراً جانے کے ساتھ ہی سنت وغیرہ پڑھنا چاہیئے۔

الجواب: - حدیث شریف میں ہے اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس[1]۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے اور یہ دو رکعت تحیۃ المسجد ہیں جو کہ مستحب ہیں بہر حال اس سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں جاکر بیٹھنے سے پہلے نوافل یا سنتیں پڑھنی چاہئیں وہذا مذہب الفقہاء۔ فقط۔

قصبات میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۰۵) ایک مقام پر مسلمانوں کی آبادی اتنی ہے کہ وہ جب وہاں کی مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو سب نہیں آسکتے۔ کل آبادی میں دوسو پچاس مکانات ہیں جن میں ۵۹ گھر مسلمانوں کے ہیں اور سترہ دکان ہیں جس میں کپڑے برتن مٹھائیاں وضروری اشیاء میسر ہوسکتی ہیں آیا اس آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - شامی میں ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں جس میں بازار ہو ادا ہوتا ہے۔ پس اگر آبادی اس قریہ کی مثل چھوٹے قصبہ کے مثلاً تین چار ہزار آدمیوں کی ہے اور اس میں بازار بھی ہے تو جمعہ وہاں واجب اور ادا ہوتا ہے ورنہ نہیں اور ما لا یسع اکبر مساجدہ المکلفین الخ یہ تعریف حقیقی اور کلی نہیں ہے کہ جس جگہ یہ تعریف پائی جائے وہاں جمعہ واجب ہو جاوے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا سواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ[2]۔ فقط۔

جہاں جمعہ جائز ہے وہاں مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۰۶) ایک شہر کی چند مساجد میں جمعہ جائز ہے پس علاوہ مسجد کے کسی کارخانہ یا مکان میں مثل مسجد کے جمع ہوکر جمعہ پڑھیں تو کیسا ہے۔ کیا جمعہ کے لئے مسجد ضروری ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ فصل اول ص ۶۸۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

الجواب:۔ امصار و قصبات میں جمعہ کے ادا ہونے کے لئے مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔ علاوہ مساجد کے دوسرے مکانات اور کارخانوں میں اور میدانوں میں بھی جمعہ صحیح ہے۔ کما فی الدر المختار۔ وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذہب و علیہ الفتوی[1]۔ فقط۔

خطبہ کے وقت زور سے دعائیں اور درود نہ پڑھا جائے

سوال (۲۴۰۷) خطبہ میں آیت ان اللہ وملئکۃ یصلون علی النبی الآیہ سن کر مقتدی درود شریف پڑھتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق کا نام سن کر رضی اللہ عنہ زور سے یا آہستہ پکارنا اور اللھم ایدا الاسلام الخ اور دیگر ادعیہ سن کر آمین جلی و خفی کہنا جائز ہے یا نہیں، اور سرخ رومال ریشمی ہو یا غیر ریشمی دستار باندھکر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقہاء نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت خطیب آیۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الآیہ پڑھے تو سامعین اپنے دل میں درود شریف پڑھیں زبان سے اور آواز سے نہ پڑھیں۔ شامی میں ہے وکذا لک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز ان یصلی علیہ بالجہر بل بالقلب وعلیہ الفتوی[2] الخ اور درمختار میں ہے والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ[3] الخ

پس سوائے درود شریف بکیفیت مذکورہ کے اور کچھ پڑھنا سامعین کو نہ چاہئے ۔۔ نہ رضی اللہ عنہ زور سے کہیں اور نہ آمین جہر سے کہیں اور نہ زبان سے کہیں۔ اگر دل میں کہہ لیں بلا زبان کے، تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور ریشمی دستار و رومال سے نماز پڑھنا یا پڑھانا مکروہ ہے[4]۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۵/۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۸/۱ ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۸/۱ ۱۲ ظفیر۔ [4] لان الصلوٰۃ فی الحریر ۔۔۔۔ مکروھۃ للرجال (شرح حموی علی الاشباہ والنظائر ص ۱۹۷) ظفیر۔

فنا کی تعریف میں اختلاف اور راجح قول

سوال (۲۴۰۸) مولوی عبدالجبار مرحوم اپنے فتاویٰ ۱۱۶ میں جمعہ فی القریٰ کی نسبت حنفیہ کا مذہب تحریر فرماتے ہیں اور وہ موضع کہ مسافت میں ۴۸ میل سے کم ہو اگرچہ وہ قریہ چھوٹا ہی ہو وہ بھی مصر کا حکم رکھتا ہے۔

مواہب الرحمٰن اور اس کی شرح برہان میں لکھا ہے دیوجبہا ابویوسف علی من کان داخل حد الاقامۃ الذی من فارقہ یصیر مسافرا ومن وصل الیہا یصیر مقیما وھوالاصح اور عمدہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے قال فی معراج الدرایۃ انہ اصح ما قیل فیہ۔ کیا اس روایت کا بھی معنی ومطلب یہی ہے جو مولوی صاحب مرحوم نے تحریر کیا ہے یا کچھ اور۔ اور اس کا معنی ومطلب واضح طور پر لکھیں۔

الجواب:- یہ روایت عند المحققین من الحنفیہ صحیح ومختار نہیں ہے جیسا کہ شامی نے کہا ان بعض المحققین اھل الترجیح اطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا محرر المذھب الامام محمد رحمہ اللہ وبعضھم قدرہ بہا وجملۃ اقوالھم فی تقدیرہ ثمانیۃ اقوال او تسعۃ غلوۃ، میل، میلان، ثلثۃ، فرسخ، فرسخان، ثلثۃ، سماع الصوت، سماع الاذان والتعریف احسن من التحدید[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ محققین نے تقدیر بالمسافت نہیں کی اور تحدید سے تعریف عمدہ ہے اور تعریف فنا مصر کی یہ ہے کہ جو مصالح مصر مثل دفن موتی ورکض خیل وغیرہ کے لئے مہیا ہو۔ فقط۔

ہندوستان میں دار الحرب ہونے کی صورت میں بھی جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۰۹) اگر ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا جاوے تو جمعہ فرض ہے یا نہیں۔ اور بادشاہ مسلم ہونے کی شرط کا کیا جواب ہوگا۔

الجواب:- جمعہ پھر بھی فرض ہے اور بادشاہ مسلمان کا ہونا اس کیلئے شرط نہیں ہے

---

[1] رد المحتار۔ باب الجمعہ ص ۷۶۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

شامی میں ہے فلو الولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین الخ[۵] ص۵۴۰

جو قلعہ فنار مصر میں ہے اس میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۱۰) ایک قلعہ جس میں ۵۰۰ آدمی رہتے ہیں اور ایک دوکان بھی ہے، سب اشیاء نہیں مل سکتیں، وہ سرکاری ہسپتال بھی ہے، ڈیڑھ میل کے قریب ایک بڑا قصبہ ہے وہاں سب اشیاء ملتی ہیں۔ قصبہ کے اندر جاکر نماز جمعہ پڑھنے کا پلٹن کو حکم نہیں تو قلعہ میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ظاہر یہ ہے کہ وہ قلعہ فنار قصبہ مذکورہ میں داخل ہے اور نماز جمعہ اس میں صحیح ہے۔ کما فی عامۃ کتب الفقہ من جواز الجمعۃ فی المصر وفنار المصر[۱]۔ فقط۔

شہر میں تعدد جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۱۱) ایک شہر کی جامع مسجد میں ایک عالم صاحب امام اور حافظ قرآن موجود ہیں، زید ایک حافظ کو لڑکوں کی تعلیم کے لئے مقرر کرے اور مسجد سے علیحدہ ہوکر اور اہل برادری کو علیحدہ کر کے حافظ مذکور کے پیچھے دوسری مسجد میں جو ایک فاحشہ کی بنوائی ہوئی ہے جمعہ وتراویح کراوے اور جامع مسجد کی جماعت سے کہے کہ تم کو اس مسجد میں آنا چاہئے۔ اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- حنفیہ کا صحیح ومفتی بہ مذہب یہ ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ صحیح ہے۔ کما فی الدر المختار وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذہب وعلیہ الفتوی[۲] اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ جو مسجد قائم ہوگئی اور وقف ہوگئی اس کا آباد کرنا اور آباد رکھنا مسلمانوں کو لازم ہے[۴]۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ مال غیر طیب مسجد میں لگانا مکروہ ہے[۵]۔ لیکن اس کا گناہ

---

[۱] رد المحتار باب الجمعۃ ص۷۴۱ ج۱ ظفیر۔ [۲] ویشترط لصحتہا المصر او فناءہ وہو ما حولہ اتصل بہ اولا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص۷۴۹ ج۱) ظفیر۔ [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص۷۵۵ ج۱ ظفیر۔ [۴] ولو لم یکن لمسجد منزلہ موذن فانہ یذہب الیہ ویؤذن فیہ ویصلی ولو کان وحدہ لان لہ حقا علیہ فیؤدیہ (رد المحتار مطلب فی احکام المسجد ص۶۱۶) ظفیر۔ [۵] قال تاج الشریعۃ اما لو انفق فی ذالک مالا خبیثا او مالا (بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷ پر)

مال غیر طیب لگانے والے پر ہوگا اس سے اس مسجد کی مسجدیت باطل نہ ہوگی۔ پس ایسی صورت کرنی چاہیئے کہ مال غیر طیب جو اس مسجد میں لگایا گیا ہے اس کا معاوضہ حلال آمدنی سے اس مال غیر طیب لگانے والے کو دیدیا جاوے تاکہ وہ مسجد مال غیر طیب سے پاک ہو جاوے اور جو مسجد مسلمانوں کی بنا کردہ ہے اس کو مسجد ضرار نہ کہنا چاہیئے کیونکہ مسجد ضرار منافقین کفار کی بنائی ہوئی تھی اور نیت ان کی خراب تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے حسن ظن کرنا چاہیئے اور بدظنی نہ کرنی چاہیئے۔ قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[۱]۔ الآیۃ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو بچو بہت سے گمانوں سے، بے شک بعض گمان گناہ ہیں وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام فان الظن اکذب الحدیث[۲] (ترجمہ) بے شک بدگمانی جھوٹی بات ہے۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات ولکل امرء ما نوی[۳]۔ الحدیث (ترجمہ) مدار اعمال کا نیت پر ہے اور ہر ایک شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔ پس اگر دونوں مسجدوں میں جمعہ ہو تو دونوں جگہ صحیح ہے کسی پر طعن اور بدظنی نہ کرنی چاہیئے اور مسلمانوں کو باہم اتفاق سے رہنا چاہیئے اور جماعت پنجگانہ دونوں مسجدوں میں کرنا ضروری ہے کیونکہ کسی مسجد کو غیر آباد رکھنا نہ چاہیئے اور جماعت تراویح بھی دونوں مسجدوں میں اولیٰ معمول ہے، لیکن یہ برا ہے کہ دوسری مسجد کے نمازیوں کو اس غرض سے توڑا جاوے کہ پہلی مسجد ویران ہو جاوے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے مسلمانوں سے کہ دونوں مسجدوں کو آباد رکھو۔ کچھ یہاں نماز پڑھو اور کچھ وہاں۔ الغرض اتفاق اور اتحاد محمود ہے اور اختلاف و افتراق قبیح و مذموم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا[۴] الآیۃ۔ فقط۔

بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) سببہ الخبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۶)

[۱] سورۃ الحجرات [۲] مشکوٰۃ [۳] مشکوٰۃ قبیل کتاب الایمان [۴] ظفیر النساء۔

عصا کے سہارے خطبہ مسکروہ نہیں ہے

سوال (۲۴۱۲) خطیب کو بوقت خطبہ پڑھنے کے عصا لینا مسنون ہے یا مکروہ۔ درمختار میں مکروہ لکھتے ہیں۔ حدیث شریف سے سنت ہونا معلوم ہوتا ہے تطبیق کی کیا صورت ہے۔

الجواب :- درمختار میں خلاصہ سے کراھة اتکاء علی القوس والعصا نقل کی ہے لیکن غنیہ میں اس کو بوجہ مخالفت حدیث رد کر دیا ہے اور قہستانی نے محیط سے نقل کیا ہے ان اخذ العصا سنة کالقیام۔[1]

پس شامی وغیرہ کی تحقیق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اخذ عصا کو مکروہ نہ کہنا چاہئے اور تطبیق کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے جو علامہ مجد الدین فیروز آبادی سے سوال میں منقول ہے کہ منبر بننے سے پہلے عصا کا لینا ثابت ہے پھر بعد منبر بننے کے متروک ہو گیا۔ بعض فقہاء نے اسی بنا پر مکروہ کہا ہوگا۔

جہاں گائے کی قربانی نہ ہوتی ہو وہاں بھی نماز جمعہ وعید درست ہے

سوال (۲۴۱۳) ریاست نیپال میں جب کہ گائے کی قربانی مہاراجہ کے حکم سے بند ہے نماز جمعہ وعیدین ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- نماز جمعہ وعیدین وہاں صحیح ہے اور ادا ہو جاتی ہے۔[2] فقط

سنت بوقت خطبہ درست نہیں

سوال (۲۴۱۴) ایک شخص جمعہ کے خطبہ کے وقت دو رکعت سنت پڑھ لیتا ہے اور دوسرا شخص اس کو منع کرتا ہے۔ سنت پڑھنے والا حدیث صحیحین پیش کرتا ہے۔ ایک حدیث ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو خطبہ کے وقت آیا تھا کہ اٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ لے۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایسے وقت آوے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کو چاہئے کہ دو رکعت

---

[1] دیکھئے ردالمحتار، باب الجمعہ ص ۲، ظفیر۔ [2] تقع فرضًا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیہا اسواق (ردالمحتار باب الجمعہ ص ۲۳۲ ج ۱، ظفیر۔

پڑھ لے وہ پیش کرنے والا آیۃ کریمہ واذا قرء القرآن الآیۃ پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خطبہ سننا فرض ہے۔ پس بوقت خطبہ سنت پڑھنا درست نہیں ہے۔

الجواب: امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہی ہے کہ خطبہ کا سننا فرض ہے اور اس وقت نماز وغیرہ پڑھنا ممنوع ہے۔ لقولہ تعالیٰ واذا قرء القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا[1]۔ اور نزول اس آیت کا نماز کے بارہ میں ہے یا خطبہ کے بارہ میں، ان دونوں قول کو مفسرین اور محققین نے نقل فرمایا ہے۔ صاحب جلالین نے خطبہ میں اس کا نزول لکھا ہے اور صاحب کمالین نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کو مسند کیا ہے اور دیگر روایات دربارہ نزول فی صلوٰۃ بھی نقل فرمائی ہیں۔ بہرحال خطبہ بھی اس حکم میں داخل ہے اور صاحب کبیری نے خطبہ کے وقت نماز کی ممانعت روایات حدیث و آثار سے ثابت فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں ولابی حنیفۃ ما ذکر ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن علی وابن عباس وابن عمر کانوا یکرھون الصلوٰۃ والکلام بعد خروج الامام الی ان قال، اخرج الستۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت فقد لغوت وھذا یفید بعبارتہ منع الامر بالمعروف مع انہ واجب وبدلالتہ منع صلوٰۃ النفل والفرائض والاذکار لانہ اذا منع الواجب فالنفل اولی بالمنع ویرجح علی سائر الاحادیث الدالۃ علی جواز تحیۃ المسجد اواباحۃ الکلام لانہ محرم والمحرم مرجح علی المبیح[2] الی آخر ما قال، رحمہ اللہ تعالیٰ

پس دیکھئے اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ حدیث منع کو ترجیح ہے۔ حدیث جواز پر اس وجہ سے کہ وہ یعنی حدیث منع محرم ہے اور حدیث جواز مبیح۔ اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے۔ اور

---

[1] - الاعراف - ۲۰۴ -

[2] غنیۃ المتملی المعروف بالکبیری ص ۵۵۳ باب الجمعۃ، ظفیر -

نیز علمائے محققین نے حدیث جواز کا یہ بھی جواب دیا ہے کہ وہ واقعہ خاص ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ نے خاص شخص کو کسی خاص وجہ سے اجازت دیدی حکم عام وہی ہے جو دیگر احادیث و نصوص سے ثابت ہے یعنی ممنوع ہونا نماز وغیرہ کا بوقت خطبہ۔ فقط۔

دوسری زبان غیر عربی میں خطبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک

سوال (۲۴۱۵) امام اعظم رحمہ اللہ جو بلا عذر زبان عربی کے سوا دوسری زبان میں خطبہ پڑھنے کو جائز فرماتے ہیں، یہ حدیث کے مخالف ہے، اس سے کیا مراد ہے۔

الجواب:۔ امام صاحب کی مراد ادا مع الکراہت ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء[1] فقط

رمضان کے آخری جمعہ میں الوداع الفراق ثابت نہیں

سوال (۲۴۱۶) خطبہ جمعہ اخیرہ رمضان المبارک میں جو کلمات حسرت و افسوس الوداع الوداع اور الفراق الفراق پر مشتمل ہے یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ثابت نہیں ہے۔ فقط

اس قلعہ میں جمعہ درست نہیں جہیں آمد و رفت کی عام اجازت نہیں

سوال (۲۴۱۷) ایک قلعہ میں آمد و رفت کے لئے عام اجازت نہیں ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس قلعہ میں جمعہ جائز نہیں ہے، باہر جائز ہے جہاں عام لوگ شریک ہو جائیں۔

الجواب:۔ اذن عام بے شک صحت جمعہ کے لئے شرط ہے، پس جب کہ اس قلعہ میں عام نمازیوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے تو وہاں جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما[2]۔ فقط۔

---

[1] وعلی هذا الخلاف الخطبة وجميع اذكار الصلاة (در مختار) لكن سیاتی کراهة الدعاء بالاعجمية (رد المحتار باب صفة الصلاة فصل ص ۳۵۱ ج ۱ ظفیر)

[2] والسابع الاذن العام من الامام وهو يحصل بفتح ابواب الجامع للواردين الخ فلو دخل امیر حصنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

جمعہ کے لئے کتنے نمازیوں کی موجودگی ضروری ہے

سوال (۲۴۱۸) جمعہ کی نماز ایک مسجد میں دوازدہ ماہی دو بجے ہوتی ہے اور اکثر کثیر تعداد میں نمازی ہوتے ہیں لیکن گذشتہ جمعہ میں نماز کا وقت ہو گیا اور نمازی مع امام کے چار تھے، ایسی حالت میں جمعہ کی نماز شروع کرنی چاہیئے یا کوئی خاص تعداد ہے کہ جس کا انتظار جمعہ کے لئے کرنا چاہیئے، یعنی چار آدمیوں کی موجودگی میں خطیب خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جاوے یا نہیں یا سات آدمیوں کا لازمی طور پر انتظار کرنا چاہیئے۔

الجواب:۔ جمعہ کی جماعت کے لئے تین مقتدی کا ہونا ضروری ہے۔ پس اگر صرف تین آدمی علاوہ امام کے موجود ہوں تو امام خطبہ شروع کر دیوے اور نماز جمعہ کی ادا کرے، نماز جمعہ صحیح ہوگی۔ کما فی الدر المختار والسادس الجماعة واقلها ثلثة رجال ولو غیر الثلثة الذین حضروا الخطبة سوی الامام[1] درمختار وکذا فی الشامی۔ فقط۔

گاؤں و جنگل میں جمعہ درست نہیں

سوال (۲۴۱۹) دس بیس آدمی کہیں سفر کر رہے ہیں لیکن سفر شرعی نہیں ہے یا دس بارہ کوس پر کوئی بارات جا رہی ہے تو راستہ میں ان لوگوں کو جمعہ پڑھنا چاہیئے یا گاؤں میں جا کر مسجد ہی میں پڑھیں جس میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔

الجواب:۔ گاؤں اور جنگل میں جمعہ درست نہیں ہے۔ جمعہ اسی جگہ صحیح ہوتا ہے جس جگہ شرط صحت پائی جاوے یعنی وہ بستی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ ہو۔ کما فی الشامی تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة الخ[2]۔ فقط۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (۱) وقصره واغلق بابه وصلی باصحابه لم تنعقد ولو فتحه واذن للناس بالدخول جاز۔ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص [illegible] ظفیر۔ (۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار
باب الجمعة ص [illegible] و ص [illegible] ۱۲ ظفیر۔ (۲) رد المحتار باب الجمعة ص [illegible] ظفیر۔

جمعہ میں خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قرأت مسنون

سوال (۲۴۲۰) جمعہ میں قرارت طویل ہونی چاہئے یا خطبہ۔

الجواب:۔ خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قرارت موافق سنت کے ہونی چاہئے جیسے سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ وغیرہ[1]۔ فقط۔

ترک جمعہ گناہ ہے

سوال (۲۴۲۱) اگر کوئی شخص ڈاکخانہ کا ملازم ہو اور بوجہ ملازمت جمعہ نہ پڑھ سکتا ہو تو اس موقعہ پر جمعہ ترک کرنے سے کچھ گناہ تو نہیں ہوگا اگرچہ مسجد بالکل قریب ہو۔

الجواب:۔ ایسی حالت میں کہ جمعہ فرض ہو جمعہ کا ترک کرنا سخت گناہ ہے اور کبیرہ گناہ ہے اور ترک جمعہ پر حدیثوں میں وعید شدید وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں یہ مضمون ہے کہ جو لوگ جمعہ ترک کرتے ہیں چاہئے کہ وہ ترک جمعہ سے باز آویں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ غافلین میں سے ہو جاویں گے[2]۔ پس حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ شہر اور قصبہ میں رہتے ہوئے جمعہ ترک نہ ہو اور اگر کبھی اتفاق سے بمجبوری ترک ہو گیا تو ظہر کی نماز ادا کرلینی چاہئے اور ترک جمعہ سے توبہ کرلینی چاہئے[3]۔ فقط

امام جمعہ کے لئے باہر جائے یا ظہر کی امامت کرے

سوال (۲۴۲۲) گاؤں کے امام جمعہ کے دن دوسرے قصبہ یا شہر وغیرہ میں جمعہ پڑھنے کے واسطے چلے جاتے ہیں تو امام کو اپنے گاؤں میں جماعت ظہر کرانی بہتر ہے یا دوسری جگہ جا کر جمعہ پڑھنا۔ دیہات کی کتابوں میں

---

[1] ویسن خطبتان خفیفتان وتکرہ زیادتہما علی قدر سورۃ من طوال المفصل۔ (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الجمعة ص ۷۵۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] عن ابن عمر وابی هریرۃ انهما قالا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی اعواد منبرہ لینتهین اقوام عن ودعهم الجمعات اولیختمن اللہ علی قلوبهم ثم لیکونن من الغافلین رواہ مسلم (باب وجوبها فصل اول ص ۱۲۱) ظفیر۔

[3] قال تعالیٰ: یایها الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (سورۃ الجمعة - ۲) ظفیر۔

یہ لکھا دیکھا ہے کہ جس نے تین یا چار جمعہ ترک کئے گویا اس نے اسلام کو پیٹھ دی۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

الجواب:۔ یہ حدیث شریف میں وعید ترک جمعہ پر آئی ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جس جگہ جمعہ فرض ہو اور پھر کوئی شخص بلا عذر جس پر کہ جمعہ فرض ہے جمعہ ترک کرے تو اس کے لئے یہ وعید ہے۔ اور قریہ صغیرہ جہاں جمعہ فرض نہیں ہے اور جمعہ وہاں ادا نہیں ہوتا وہاں یہ وعید اور یہ حکم نہیں ہے بلکہ ان کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کو گاؤں میں ظہر با جماعت پڑھنی چاہیئے لیکن اگر کوئی شخص قصبہ یا شہر میں جا کر جمعہ پڑھے تو یہ بہت ثواب کی بات ہے اور جو شخص قصبہ یا شہر میں نہ جاوے اور گاؤں میں ظہر کی نماز پڑھے اس کو اس قصبہ وغیرہ میں جا کر جمعہ نہ پڑھنے سے کچھ گناہ نہ ہوگا[1]۔ فقط۔

خطبہ میں کیا کیا پڑھا جائے

سوال (۲۴۲۳) خطبہ نماز جمعہ میں بعد جلسہ استراحت درمیانی کس نیت سے خطبہ پڑھنا چاہیئے اور اس میں کیا کیا مضامین ہوں، کیا صرف چند کلمات حمد اور ایک آیت قرآنی سے خطبۂ ثانیہ پورا ہو جائے گا اور کیا نعت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف و ذکر خلفاء کبار و اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و دعاء مؤمنین کے ترک سے کچھ نقصان واقع نہ ہوگا۔

الجواب:۔ شامی میں ہے کہ خطبہ اولیٰ میں اللہ کی حمد و ثنا اور شہادتین اور درود شریف اور وعظ و نصیحت وغیرہ کے مضامین ہونے چاہئیں۔ پھر لکھا ہے والثانیة کالاولیٰ یعنی دوسرا خطبہ بھی مانند پہلے خطبہ کے ہے۔ یعنی وہی امور اس میں بھی ہونے چاہئیں لیکن بجائے وعظ و تذکیر کے دعاء مسلمانوں کے لئے کی جاوے اور ذکر خلفائے راشدین

---

[1] ومن لا تجب علیهم الجمعة من اهل القری والبوادی لهم ان یصلوا الظهر بجماعة یوم الجمعة باذان واقامة (عالمگیری مصری۔ الباب السادس عشر فی الجمعة ص ۱۳۶ ج ۱) ظفیر۔

وغیرہم کا بھی مستحب ہے۔[1] فقط

امام نے حالت خطبہ میں کسی کی تعظیم کی اور اسے منبر پرسے آیا تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۴۲۴) امام نے بحالت خطبہ بند کر کے کسی کی تعظیم کی اور اس کو منبر پر چڑھا دیا۔ پھر خطبہ ما بقی ادا نہیں کیا، نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- نماز ہو گئی[2] مگر آئندہ ایسا کرنا نہ چاہیے۔

سلطان المعظم کا نام خطبہ میں لینا اور دعاء کرنا کیسا ہے

سوال (۲۴۲۵) سلطان المعظم کا نام لیکر خطبہ جمعہ و عیدین میں اصلاح و ترقی و نصرت علی الاعداء کی دعاء کرنا جائز ہے یا نہ

الجواب:- در مختار میں ہے ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القھستانی ویکرہ تحریماً وصفہ بما لیس فیہ الخ اور شامی میں ہے بل لا مانع من استحبابہ فیہا کما یدعی لعموم المسلمین فان فی صلاحہ صلاح العالم[3] الخ اس سے معلوم ہوا کہ دعاء مذکورہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ فقط۔

کالا پانی میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۲۶) میں آجکل بسلسلۂ ملازمت اس مقام میں ہوں جو ہندوستان میں کالا پانی کہا جاتا ہے۔ یہاں تقریباً ۱۲ ہزار قیدی ہیں اور دو ہزار

---

[1] ویسن خطبتان خفیفتان الخ ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین در مختار، ویبدأ ای قبل الخطبة الاولی بالتعوذ سرا ثم بحمد اللہ تعالی والثناء علیہ والشہادتین والصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والعظۃ والتذکیر والقراءۃ قال فی التجنیس والثانیۃ کالاولی الا انہ یدعو للمسلمین مکان الوعظ رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۸ ج ۱ ظفیر۔

[2] کفت تحمیدۃ او تہلیلۃ او تسبیحۃ للخطبۃ المفروضۃ مع الکراہۃ وقالا لابد من ذکر طویل الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۸ ج ۱ ظفیر

[3] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

آزادی میں کل تعداد آزاد مسلمانوں کی پانچسو سے کم ہے۔ یہاں بازار ہے کل اشیاء ضروری خوردنی و پوشیدنی میسر آتی ہیں۔ آیا یہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

یہاں کی بعض مساجد میں امام قیدی ہیں، کیا آزاد لوگوں کی نماز ان کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز جمعہ مقام مذکور میں جائز ہے[1] وہاں نماز جمعہ ادا کرنا چاہیئے اور امام قیدی کے پیچھے غیر قیدی کی نماز صحیح ہے[2]۔ فقط

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ مصلحت ہی کیوں نہ ہو

سوال (۲۴۴۷) ایک گاؤں میں جماعت احمدی کا بہت زور تھا، بندہ نے وہاں اشاعت اسلام کی، ایک برس میں وہ تمام اہل گاؤں راہ راست پر آگئے درمیان سات آٹھ آدمیوں کے کہ وہ اس راہ پر پختہ ہیں اور مسجد میں بار داخل ہو گیا ہے، ان کو جگہ نہیں دیتے چونکہ گاؤں مذکور چھوٹا ہے شرائط جمعہ کی نہیں پائی جاتیں صرف مقابل کے دور کرنے کی غرض چند عرصہ مصلحتاً جمعہ پڑھا جاوے تو شرعاً کیا حکم ہے اور آپ کوئی جائز طریقہ تحریر فرماویں جس سے ان کی سمجھ میں آجاوے۔

الجواب:۔ چھوٹے گاؤں میں حنفیہ کے مذہب میں جمعہ قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جمعہ ادا نہیں ہوتا بلکہ مکروہ تحریمی ہوتا ہے[3] تو کسی رعایت کی وجہ سے فعل مکروہ کو اختیار کرنا اور جماعت فرض ظہر کو ترک کرنا لائق نہیں ہے۔ پس ان لوگوں کو دوسرے طریق سے سمجھا دیجئے

---

[1] وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۳۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] وشرط لافتراضہا اقامۃ الخ بمصر الخ وعدم حبس الخ ان اختار العزیمۃ وصلاہا وھو مکلف الخ وقعت فرضاً عن الوقت الخ ویصلح للامامۃ فیہا من صلح لغیرہا فجازت لمسافر وعبد ومریض الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۲ و ص ۷۶۴ ج ۱) ظفیر۔

[3] صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً (درمختار) ومثلہ الجمعۃ (ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر

اور کبھی کبھی جمع کر کے یا بروز جمعہ جمع کر کے ظہر کی نماز پڑھ کر ان کو بطریق وعظ سمجھا دیا کیجئے۔ اور مسائل بتلا دیجئے۔ فقط

الوداع وغیرہ پڑھنا شعار روافض سے ہے

سوال (۲۴۲۸) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو ایک خطبہ پڑھنا جس میں الفاظ الفراق یا الوداع یا شہر رمضان جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ایسا خطبہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ علماء نے اس سے منع فرمایا ہے، اور اس کو شعار روافض کا لکھا ہے[1]۔ فقط

گاؤں والوں کو شہر میں جاکر جمعہ ادا کرنا فرض نہیں

سوال (۲۴۲۹) آیا حدیث میں یہ حکم آیا ہے کہ گاؤں والے اتنی دور جاکر جمعہ پڑھیں کہ شام تک گھر لوٹ آویں ورنہ گنہگار رہیں گے ہم لوگ کاشتکار ہیں، ہم کو کبھی فرصت ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔ ہم گنہگار ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ گاؤں والوں کو شہر میں جاکر جمعہ پڑھنا ضروری نہیں ہے چاہے شہر کتنا ہی نزدیک ہو۔ ہاں اگر بسہولت کوئی شخص جاسکے تو شہر میں جمعہ پاکر پڑھنا ثواب کا کام ہے اور اگر نہ جاوے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مدینہ طیبہ کے قرب وجوار میں جو دیہات تھے وہاں سب لوگ ہمیشہ مسجد نبوی میں جمعہ پڑھنے نہ آتے تھے بلکہ کبھی کوئی اور کبھی کوئی آدمی جس کو فرصت ہوتی، وہاں چاہا وہ آجاتا تھا اور جس کو موقع نہ ہوتا نہ آتا تھا۔ پس اب بھی یہی حکم ہے[2]۔ فقط

کارخانہ میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۳۰) میں کارخانہ موٹر کمپنی میں ملازم ہوں۔ دوپہر کو صرف ایک گھنٹہ کی اجازت خورد و نوش کے لئے ملتی ہے ایسی صورت میں جب کہ مسجد جامع سے بہت فاصلہ پر ہے خورد و نوش اور جمعہ کی نماز سے فراغت دشوار ہے تو اگر اسی کارخانہ

---

[1] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا ما لیس منه فهو رد رواه مسلم، مشکوٰۃ ص۲۷۔

[2] اخبرنا ومن لا تجب علیهم جمعة من اهل القری والبوادی لهم ان یصلوا الظهر بجماعة یوم الجمعة باذان واقامة. عالمگیری مصری الباب السادس عشر فی الجمعة ص۱۳۶۔ ظفیر۔

بجائے ملازمت پر نماز جمعہ ادا کی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ کارخانہ موٹر کا اس شہر کے متعلقات سے ہے جس میں جامع مسجد ہے یعنی فنائے شہر میں واقع ہے جیسا کہ شہر سے باہر کوٹھیاں اور کارخانے اسی شہر کے متعلقات ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں چند آدمی مل کر نماز جمعہ اسی کارخانہ میں ادا کر سکتے ہیں کیونکہ نماز جمعہ جیسا کہ شہر میں صحیح ہوتی ہے اسی طرح شہر کے متعلقات بیرون شہر میں بھی صحیح ہے[1]۔ فقط

آیت جمعہ قطعی الدلالۃ ہے

سوال (۲۴۳۱) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلوٰۃِ۔ الآیۃ۔ آیت کریمہ مطلق ہے یا مقید قطعی ہے یا ظنی۔

الجواب:۔ فرضیت جمعہ کے بارہ میں آیت قطعی الدلالۃ ہے[2]۔ لیکن باتفاق ائمہ و مجتہدین عام اور مطلق نہیں بلکہ مخصوص و مقید ہے اور مشروط ہے ساتھ شرائط کے جن کی تفصیل کتب فقہ ہدایہ درمختار وغیرہ میں درج ہے[3]۔ فقط۔

نیت جمعہ

سوال (۲۴۳۲) نماز جمعہ کی نیت اس طور سے درست ہے یا نہیں نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتی الجمعۃ فرض اللہ تعالیٰ متوجہا الی جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔

الجواب:۔ نیت نماز جمعہ بکیفیت مذکورہ صحیح ہے۔ فقط۔

احاطہ مکان کی مسجد میں جمعہ

سوال (۲۴۳۳) اس طرف اکثر لوگ احاطہ مکان میں ایک چار پانچ ہاتھ مربع مکان دیوار یا ٹی کا بنام اللہ گھر یا مسجد کے بلا لحاظ پابندی نماز بناتے ہیں

---

[1] وکما یجوز اداء الجمعۃ فی المصر یجوز اداء ھا فی فناء المصر وھو الموضع المعد لحوائج المصر متصلا بالمصر (عالمگیری مصری باب الجمعہ ص ۱۳۵ ج ۱) ظفیر۔

[2] ھی (ای الجمعۃ) فرض عین یکفر جاحدھا لثبوتھا بالدلیل القطعی (درمختار) وھو قولہ تعالیٰ یٰایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الخ (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۳ ج ۱)

[3] ویشترط لصحتھا سبعۃ اشیاء المصر الخ (ایضاً ص ۷۴۶ ج ۱) ظفیر۔

یہ مکان ضرورۃً ادھر ادھر بھی ہٹا لیا جاتا ہے اور کبھی کھود بھی ڈالتے ہیں۔ غرض ایسی عرفی مسجد دل میں جو بڑی سے بڑی مسجد تھی اس میں لوگوں سے جمعہ کی جماعت تیار کر لی اور واعظ لوگ آئے انھوں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جمعہ پڑھا اور پڑھتے ہیں ایسی حالت میں عند الاحناف جمعہ پڑھنے والے مصیب ٹھیریں گے یا خاطی۔

الجواب:۔ اگر وہ بستی جس میں مکان واحاطہ مذکورہ دمسجد مذکور واقع ہے شہر یا قصبہ ہے جس میں عند الاحناف جمعہ واجب وادا ہوتا ہے اور بوقت نماز جمعہ دروازہ احاطہ کا کھلا ہوا ہے اور اذن عام ہے تو صحت صلوٰۃ جمعہ میں کچھ شبہ وتردد نہیں ہے[1]۔ فقط۔

قبل خطبہ وعظ درست ہے

سوال (۲۴۳۴) گاؤں میں جامع مسجد میں قبل نماز جمعہ وعظ کہنا مکروہ ہے یا نہ اور دان لا یتحلق الناس یوم الجمعۃ قبل الصلوٰۃ فی المسجد کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اگر وقت میں گنجائش ہے اور کچھ ضرورت ہے تو قبل نماز جمعہ وعظ کہنا مکروہ نہیں ہے اور اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے مسجد میں نمازی حلقہ باندھ کر نہ بیٹھیں اور جس وقت خطبہ شروع ہو اس وقت خطبہ سنیں۔ فقط۔

جہاں شوافع کے نزدیک جمعہ جائز ہے کیا حنفی امام شافعی کے مذہب پر عمل کر سکتا ہے

سوال (۲۴۳۵) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے جس میں ۴۰ نمازی ہوں۔ ایسے گاؤں میں حنفیہ کو امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حنفیہ کو اس صورت میں امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حنفیہ نے اسکی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ وعیدین کی جائز نہیں ہے

---

[1] وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار باب جمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱)
والسابع الاذن العام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۱ ج ۱) ظفیر

ہے۔ در مختار و شامی میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ گاؤں میں جمعہ و عیدین کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی[1] ہے۔ فقط۔

دروازہ میں کھڑے ہو کر خطبہ خلاف سنت ہے۔

سوال (۲۴۳۶) اگر خطیب دروازۂ مسجد میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے کہ مقتدی اور سامعین امام کی پشت کی طرف بھی ہوں تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ خلاف سنت ہے۔ حکم یہ ہے کہ بوقت خطبہ مقتدیان خطیب کے سامنے ہوں[2]۔ فقط۔

شہر کے قریب کاشت کا کام کرنا ترک جمعہ کیلئے عذر نہیں

سوال (۲۴۳۷) اگر کاشتکاران وغیرہ آبادی سے ایک ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر قلبہ رانی وچاہ سے آبپاشی کرتے ہیں اور نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ جنگل سے آبادی میں آنے اور نماز جمعہ میں شریک ہونے سے ہمارا کام بند ہوجاتا ہے۔ یہ عذر ان کا معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ عذر ترک جمعہ کا شہر کے رہنے والے کاشتکاران وغیرہ کو جو کہ شہر میں جنگل میں کار زراعت میں مشغول ہیں نہیں ہوسکتا[3]۔ فقط۔

---

[1] صلوٰۃ العید في القری تکرہ تحریماً (در مختار) ومثله الجمعة (رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر۔

[2] عن ابن عمر قال کان النبي صلی الله علیه وسلم یخطب خطبتین کان یجلس إذا صعد المنبر وعن عبد الله بن مسعود قال کان النبي صلی الله علیه وسلم إذا استوی علی المنبر استقبلناه بوجوهنا رواه الترمذي (مشکوٰۃ باب الخطبة ص ۱۲۳) ظفیر۔

[3] بأن وجوبها مختص بأهل المصر والخارج عن هذا الحد لیس أهله فلا تجب علیه وهو ظاهر المتون وفي المعراج أنه أصح ما قیل (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۲ ج ۱) ظفیر والأصح وجوبها علی مکاتب ومبعض وأجیر ویسقط من الأجر بحسابه لو بعید وإلا لا (در مختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۳ ج ۱) ظفیر۔

جامع مسجد میں گنجائش نہ رہے تو کیا عیدگاہ میں جمعہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے

سوال (۲۴۳۸) کثرت نمازیان سے مسجد جامع میں اس قدر وسعت نہیں ہے جو کل نمازیان کے لئے کافی ہو سکے ایسی حالت میں اگر عیدگاہ میں نماز جمعہ پڑھی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بصورت موجودہ نماز عیدگاہ میں درست ہے اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ ایک شہر میں چند مسجدوں میں جمعہ صحیح ہے[1]۔ فقط۔

بیک وقت کئی مسجد میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۳۹) شہر کی جامع مسجد میں جس وقت نماز جمعہ ہوتی ہے ٹھیک اسی وقت دیگر مساجد میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: مفتی بہ مذہب کے موافق دوسری مساجد میں بھی جمعہ اس وقت صحیح ہے[2]۔ فقط

منبر کا درمیان صف میں رکھنا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۴۴۰) یہاں پر نمازیوں کی کثرت اور مسجد کی تنگی کی غرض سے اور آواز دور پہنچانے کی غرض سے ممبر دیوار قبلہ سے ہٹا کر رکھا جاتا ہے جس صورت میں بعض صفوف خطیب کے پس پشت ہو جاتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: سنت یہ ہے کہ روز جمعہ منبر محراب کے پاس ہو اور خطیب اس پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور مقتدیان اس کے سامنے ہوں۔ کمافی البدائع من السنة ان یستقبل الناس بوجہہ ویستدبر القبلة[3]۔ انتہیٰ۔ پس بوجہ ضرورت سنانے لوگوں کے اس سنت کو ترک نہ کرنا چاہئے کہ سب کا سننا ضروری نہیں ہے۔ اور کثرت نمازیان کی صورت میں سب کو

[1] وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتوی (الدرمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص۵۵ ج۱) ظفیر۔ [2] وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتوی (ایضاً) [3] دیکھئے بدائع الصنائع فصل فی الجمعۃ ص۲۶۳ ج۱۔ ۱۲- اذا جلس علی المنبر (درمختار) ومن السنۃ ان یخطب علیہ اقتداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم وان یکون علی یسار المحراب قہستانی (باب الجمعۃ ص۸۲ ج۱) ظفیر۔

سنانا دشوار ہے۔ فقط۔

مصر کی تعریف میں اختلاف

سوال (۲۴۴۱) مولوی عبدالشکور صاحب اپنے رسالہ علم الفقہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مقامات معروفہ ذیل مصر ہیں (۱) جو مقام کسی مصر مقام سے اتنا فاصلہ پر ہو کہ وہاں سے کوئی شخص نماز جمعہ پڑھنے کے لئے مصر مقام میں جاوے اور نماز پڑھکر دن ہی دن میں اپنے گھر واپس آجاوے تو یہ مقام بھی مصر ہے۔ از شرح سفر السعادۃ (۲) وہ مقام مصر ہے کہ جہاں مرد مسلمان مکلف اس قدر آباد ہوں کہ اس مقام کی بڑی مسجد میں نہ سما سکیں از بحر الرائق۔ یہ تعریف صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب :- یہ حنفیہ کا مذہب مفتی بہ نہیں ہے، گویا مؤلف نے بعض اقوال نقل کر دیئے ہیں کہ ایسا بھی بعض کا قول ہے اور شاید صاحب سفر السعادۃ کے نزدیک یہی راجح ہو مگر حنفیہ کا مذہب معتمد یہ نہیں ہے۔ کما یظہر من کتب الفقہ (۲) یہ تعریف مصر کی منقوض ہے۔ کما صرح بہ فی شرح المنیہ یہاں بھی مؤلف صاحب نے مذہب راجح کو چھوڑ کر بعض روایات کو اختیار کیا ہے۔ فقط۔

لہ والفصل فی ذالک ان مکۃ والمدینۃ مصران، تقام بھما الجمعۃ من زمنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی الیوم فکل موضع کان مثل احدھما فھو مصر (غنیۃ المستملی ص ۵۱۱) آگے بعض لوگوں نے بڑی مسجد کے ساتھ مصر کی جو تعریف کی ہے اس کا رد کرتے ہیں. فکل تفسیر لا یصدق علی احدھما فھو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایہ وغیرھما وھو مالو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ کل مسجد منھما یسع اھلہ وزیادۃ (ایضًا) مصر کی تعریف جو صاحب ہدایہ نے کی اسکی صحت کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں والحد الصحیح ما اختار صاحب الھدایۃ انہ الذی لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود الخ (ایضًا) تحفۃ الفقہاء میں امام صاحبؒ سے تعریف نقل کی ہے۔ عن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک واسواق ولھا رساتیق وفیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث ھذا ھو الاصح (ایضًا) ظفیر۔

بوقت خطبہ جمعہ پنکھا کرنا اور ننگے سر بیٹھنا کیسا ہے

سوال (۲۴۴۲) بوقت خطبہ جمعہ پنکھا ہلانا اور ننگے سر بیٹھنا درست ہے یا نہ۔

الجواب:- یہ اچھا نہیں ہے[1]۔ فقط۔

فنائے مصر میں جو گاؤں ہو اس میں جمعہ

سوال (۲۴۴۳) شہر سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا گاؤں واقع ہے اور شہر و گاؤں کے درمیان باغیچہ اور نہر اور احاطہ گھوڑوں کے رہنے کا ہے۔ اس چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ مصر اور فنائے مصر کی صحیح تعریف کیا ہے۔ گھوڑوں کے احاطے سے متعلق ملازموں کے مکانات ہیں، ان مکانات میں مسجد ہے اس مسجد میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- مصر کی تعریف میں اختلاف ہے لیکن بظاہر مدار عرف پر ہے، عرفاً جو شہر اور قصبہ ہو اور آبادی اسکی زیادہ ہو اور بازار و گلیاں اس میں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ شہر ہے[2] اور فنائے مصر وہ جگہ ہے جو شہر کے متصل شہر کی ضروریات مثل رکض خیل وغیرہ کے لئے ہو[3]۔ وہ چھوٹا گاؤں جس کا ذکر سوال میں ہے اس میں عند الحنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے اور احاطہ گھوڑوں کا اگر متعلق شہر ہے تو فنائے مصر ہے اور اس کے پاس جو ملازموں کے مکانات ہیں

---

[1] وکل ما حرم فی الصلاۃ حرم فیہا ای فی الخطبۃ خلاصہ وغیرہا فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا او رد سلام او امرا بمعروف بل یجب علیہ ان یستمع ویسکت بلا فرق بین قریب وبعید (الدر المختار) الظاہر انہ یکرہ الاشتغال بما یفوت السماع وان لم یکن کلاما (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] فی التحفۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک واسواق ولہا رساتیق وفیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث وہذا ہو الاصح (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸ ج ۱) ظفیر۔

[3] او فناءہ وہو ما حولہ اتصل بہ او لا لاجل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۹ ج ۱) ظفیر۔

وہاں جمعہ صحیح ہے۔ فقط۔

خطبہ میں سلطان معظم کا نام لینا درست ہے

سوال (۲۴۴۴) ایک امام مسجد خطبۂ ثانی جمعہ میں خلیفہ کا نام نہیں لیتا۔ ہمارے ساتھ ناحق جھگڑا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس وقت کوئی خلیفہ نہیں ہے، اس صورت میں جو حکم شرعاً ہو اس سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ خلیفۃ المسلمین یعنی سلطان المعظم کا نام خطبہ میں لینا چاہئے اور ان کے لئے دعاء نصرت وفتح کرنی چاہئے یہ عین اسلامی خدمت ہے اور تمام عساکر اسلامیہ کیلئے فتح و نصرت کی دعا کرنی چاہئے اور مسلمانوں کو حضرت سلطان المعظم کو اپنا خلیفہ سمجھنا ضروری ہے[1]۔ اور یہ کہنا کہ اس وقت کوئی خلیفہ نہیں ہے غلط ہے، ایسی باتیں مسلمانوں کو کہنا اور افعال خلاف اسلام کرنا اور کفار و نصاریٰ سے اختلاط و موالات رکھنا حرام ہے اور ترک موالات ضروری اور لازمی اور فرض مذہبی ہے[2]۔ فقط۔

نماز جمعہ میں خطبہ کی حیثیت

سوال (۲۴۴۵) نماز جمعہ میں خطبہ فرض ہے یا واجب یا سنت۔

خطبہ کی غلطی سے نماز میں نقص نہیں آتا

سوال (۲۴۴۶) اور خطبہ میں غلطی ہو جانے سے نماز میں تو کچھ نقص نہیں ہوتا۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور خطبہ کی غلطی ہو جانے سے

---

[1] ما ما اعتید فی زماننا من الدعاء للسلاطین العثمانیۃ ایدھم اللہ تعالیٰ کسلطان البرین والبحرین وخادم الحرمین الشریفین فلا مانع منہ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۲ ج ۱) ظفیر۔ [2] یہ ۱۳۴۰ھ کی بات ہے اس زمانہ میں خلیفۃ المسلمین ٹرکی میں تھے۔ اب ۱۳۹۶ھ ہے۔ اب خلیفۃ المسلمین باقی نہ رہے۔ سلطان عبد الحمیدؒ کے بعد پھر کوئی ان کی جگہ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے نہ بیٹھا، اس لئے ہمارے اس دور میں کسی کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جب بھی کوئی خلیفۃ المسلمین منتخب کر لیا جائیگا اس کا نام خطبہ میں لیا جا سکے گا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

فرضیت جمعہ کا منکر کافر ہے

سوال (۲۴۴۷) زید کہتا ہے کہ آیت جمعہ ظنی ہے اس لئے نماز جمعہ فرض نہیں۔ منکر فرضیت جمعہ پر کیا حکم ہے۔

جمعہ کی فرضیت میں تاویل غلط ہے

سوال (۲۴۴۸) زید کہتا ہے کہ قرآن میں ظن باقی ہے اور نماز جمعہ سے مراد قرون اولیٰ میں صرف جہاد کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا تھا پس یہ نماز فرض نہیں ہے۔

الجواب:۔ منکر فرضیت جمعہ کافر ہے اور آیۃ فرضیت جمعہ قطعی ہے اور ظنیت شرائط میں سے ہے نہ کہ اصل نماز جمعہ میں[۲]۔

(۲) زید کا قول غلط ہے اور پہلے لکھا گیا کہ فرضیت جمعہ کا منکر کافر ہے۔ البتہ جمعہ مصار و قصبات و قریہ کبیرہ میں فرض ہوتا ہے دیہات صغیرہ میں فرض نہیں ہے اور ادا نہیں ہوتا۔ کما فصل فی کتب الفقہ[۳]۔ فقط۔

قلعہ جس میں عام داخلہ کی اجازت نہیں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۴۴۹) قلعہ میگزین میں جمعہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس دلیل سے۔ اس قلعہ میں بلا ٹکٹ کے

---

[۱] ویشترط لصحتها سبعة اشیاء الاول المصر والرابع الخطبة فیه الا بالمثال علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۷ ج ۱ ظفیر۔ [۲] هی فرض عین یکفر جاحدها لثبوتها بالدلیل القطعی کما حققه الکمال وهی فرض مستقل آکد من الظهر ولیست بدلا عنه (در مختار) قوله بالدلیل القطعی وهو قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الآیة وبالسنة وبالاجماع (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱ ظفیر)
[۳] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الی لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر الخ وبصحو فی القری لزمه اداء الظهر (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ ظفیر)۔

کوئی بھی نہیں جا سکتا۔ نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے جو حکم ہو اس سے مطلع فرمائیں اور جگہ کے علماء
عدم جواز پر ہیں۔

الجواب:۔ اقول و باللہ التوفیق۔ اس مسئلہ کے متعلق روایۃ درمختار و ردالمحتار
یہ ہے۔ والسابع الاذن العام من الامام وھو یحصل بفتح ابواب الجامع للواردین
کافی ولا یضر غلق باب القلعۃ لعدو او لعادۃ قدیمۃ لان الاذن العام
مقرر لاھلہ وغلقہ لمنع العدو لا المصلی نعم لو لم یغلق لکان احسن
کما فی مجمع الانہر معزیا لشرح عیون المذاہب قال وھذا اولی مما
فی البحر والمنح فلیحفظ۔ فلو دخل امیر حصنا او قصرہ واغلق بابہ وصلی
باصحابہ لم تنعقد ولو فتحہ واذن للناس بالدخول جاز وکرہ الخ (درمختار)
قولہ الاذن العام ای ان یاذن للناس اذنا عاما بان لا یمنع احدا ممن تصح
منہ الجمعۃ عن دخول الموضع الذی تصلی فیہ وھذا مراد من فسر الاذن
العام بالاشتہار (الی ان قال) واعلم ان ھذا الشرط لم یذکر فی ظاہر
الروایۃ ولذا لم یذکرہ فی الہدایۃ بل ھو مذکور فی النوادر ومشی
علیہ فی الکنز والوقایۃ والنقایۃ والملتقی وکثیر من المعتبرات قولہ
وھذا اولی مما فی البحر والمنح۔ ما فی البحر والمنح ھو ما فرعہ فی المتن
بقولہ فلو دخل امیر حصنا ای انہ اولی من الجزم بعدم الانعقاد۔ قولہ
او قصرہ۔ قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل
واحد اما لو تعددت فلا لانہ لا یتحقق التفویت کما افادہ التعلیل
تامل وقال قبیلہ وفی الکافی التعبیر بالدار حیث قال والاذن العام
وھو ان تفتح ابواب الجامع ویؤذن للناس حتی لو اجتمعت جماعۃ فی الجامع
واغلقوا الابواب وجمعوا لم یجز وکذا السلطان اذا اراد ان یصلی بحشمہ

فی دارہ فان فتح بابہا واذن للناس اذنا عاما جازت صلوٰتہ شہدتہا العامۃ اولا۔ وان لم یفتح ابواب الدار واغلق الابواب واجلس ابوابین لیمنعوا عن الدخول لم تجز لان اشتراط السلطان للتحرز عن تفویتہا علی الناس وذا لا یحصل الا بالاذن العام۔ قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد الخ۔ شامی۔[1]

پس روایت مذکورہ سے صاحب بصیرت کو اتنی بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر قلعہ کا دروازہ بسبب عادۃ مستمرہ کے بند رہتا ہے اور قلعہ کے اندر رہنے والوں کو شرکت جمعہ کی اجازت ہے تو قلعہ کے اندر جمعہ صحیح ہے خصوصاً جب کہ علت عدم جواز جمعہ فی الحصن جو کہ تفویت جمعہ قلعہ سے باہر والوں کے لئے ہے پائی نہیں جاتی کیونکہ قلعہ سے باہر شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہے۔ کما صرح فی السوال السابق۔ اور حسب روایت مفتی بہا ایک شہر میں چند جگہ جمعہ درست ہے کما فی الدر المختار وغیرہ۔ وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذہب وعلیہ الفتوٰی۔[2] پس جب کہ علت عدم جواز صورت موجودہ مذکورہ میں موجود نہیں ہے اور جواز جمعہ کا حکم کرنے میں قلعہ کے اندر کام کرنے والوں کو بھی جمعہ کی نماز اور فضیلت جمعہ حاصل ہو سکتی ہے اور اس میں یسر اور سہولت بھی ہے اور یہ مندوب فی الدین ہے، کما قال تعالیٰ یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔[3] وفی الحدیث الدین یسر۔ او کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ تو اگر حسب تصریح درمختار وشامی قلعہ مذکورہ میں جواز جمعہ کا فتویٰ دیا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اذن عام کے اشتراط کی روایات اس کے منافی نہیں ہیں۔ کیونکہ شرط مذکور کی وجہ یہی ہے کہ لوگوں کو جمعہ سے روکا نہ جائے اور ان کا جمعہ فوت نہ ہو۔ پس جب

---

[1] رد المحتار علی ہامش الدر المختار ص ۷۶۱ و ص ۷۶۲ ج ۱ باب الجمعۃ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] سورۃ البقرہ رکوع ۲۳۔ ۱۲ ظفیر۔ [4] بخاری۔ باب الدین یسر ص ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

یہ وجہ موجود نہ ہو تو پھر صحت جمعہ میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔ اور اس جزئیہ سے فلو دخل امیر حصناً وقلعۃ الخ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ وجہ عدم جواز تفویت جمعہ عن الناس ہے کیونکہ اقامت موجودگی میں یہ ظاہر ہے کہ سوائے امیر کے کوئی نہ کرے گا اور جب اس نے دروازہ بند کر لیا اور باہر سے آنے والوں کو اجازت شرکت جمعہ نہ دے تو اس صورت میں باہر والوں کا جمعہ بالکل فوت ہوگا۔ وھو المانع عن الجواز۔ اور جب کہ یہ خوف باقی نہ ہوا اور تفویت جمعہ عن الناس قلعہ میں جمعہ پڑھنے کی صورت میں متصور نہ ہو تو پھر حسب تصریح علامہ شامی جواز جمعہ فی قلعہ میں تردد نہیں ہو سکتا قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لاتقام الا فی محل واحد اما لو تعددت فلا لانہ لا یتحقق التفویت کما افادہ التعلیل تأمل[1]۔ قولہ لم تنعقد۔ یحمل علی ما اذا منع الناس فلا یضر اغلاقہ لمنع عدو اولعادۃ کما مر۔ قلت ویؤیدہ قول الکافی والجلس البوابین الخ[2]۔ فتأمل۔ اور اس میں چونکہ دقت نظر اور غور و فکر کی ضرورت تھی اس لئے تامل کا امر کیا۔ اور فقہاء حنفیہ یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ قوۃ دلیل مرجح قوی ہے۔ بایں ہمہ بند نہ کرنا دروازہ کا احسن ہے اور احوط ہے۔ کما فی الدر المختار نعم لو لم یغلق لکان احسن الخ لکونہ ابعد عن الخلاف۔ لیکن کلام جواز جمعہ میں نہیں جو کہ حسب روایات مذکورہ و تعلیل مذکور ثابت ہے[3]۔ فقط

[1] دیکھئے رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۳ / ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] ایضاً۔

[3] تین سال ہوئے کلکتہ سے ایک دن اسی طرح کا آیا تھا، اور پوچھا تھا کہ کارخانوں کے اندر جہاں اذن عام نہیں ہے جمعہ جائز ہے یا نہیں، بعض علماء ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ عرصہ سے ہم لوگ پڑھتے آ رہے تھے۔ پھر کارخانہ میں جمعہ کے سلسلہ میں کوئی مجبوری نہیں تھی کہ اس کے بغیر چارہ کار نہیں تھا اس لئے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ یہاں دارالافتاء میں اور لوگوں کو تذبذب تھا اور ان کا رجحان کچھ کم ناجواز کا تھا، مگر میں نے اسی انداز دلائل سے جواز ثابت کیا تھا اور بحث و تمحیص کے بعد صدر مفتی صاحب نے بھی تصویب کی تھی، الحمد للہ کہ آج اس کی تائید حضرت مفتی العلامؒ سے میسر آئی ۱۲ ظفیر۔

یہ کہنا غلط ہے کہ صحابہ نے نماز جمعہ سے روکا

سوال (۲۴۵۰) چند لوگ جہالت سے بیان کرتے ہیں کہ نماز جمعہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے، آپ کے اصحاب نے نہیں پڑھی بلکہ بعض صحابہ نے لوگوں کو اس نماز سے روکا ہے۔ ایسا کہنے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ یہ قول ان لوگوں کا غلط ہے۔ نماز جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی ہے اور صحابہ کرام نے بھی پڑھی ہے اور فرضیت نماز جمعہ کی مسلمانوں پر نص قطعی سے ثابت ہے اور شرائط فرضیت نماز جمعہ کی کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ فقط۔

اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جیل میں جمعہ

سوال (۲۴۵۱) مذہب اور اعلاء کلمۃ اللہ کی وجہ سے خالصۃً للہ مسلم کی اسیری داخل جہاد ہے یا نہیں۔ اور کیا نماز جمعہ جیل میں بھی فرض ہوگی، اگر نہیں تو جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوشش کرنا اور اس پر اسیر ہونا داخل ثواب ہے اور خلافت اسلامیہ کے لئے کوشش کرنا ایک قسم کا جہاد ہے اور قیدی واسیر پر جمعہ فرض نہیں ہے لیکن اگر موقع جمعہ میں شامل ہونے کا اس کو مل جاوے تو نماز ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور جمعہ کی فرضیت کے لئے اور جمعہ کے شرائط میں سے ہے وعاقل بالغ ہونا اور تندرست وآزاد ہونا اور بینا ہونا اور قید میں نہ ہونا وغیرہ ... پس اگر کوئی شخص اسیر ہے اور جمعہ سے روکا جاتا ہے تو اس پر جمعہ فرض نہیں ہے[1]۔ فقط

بعد نماز جمعہ دعاء مختصر مانگی جائے یا طویل

سوال (۲۴۵۲) امام کو بعد نماز جمعہ دعاء مختصر مانگنی چاہئے یا مطول۔

---

[1] وشرط لافتراضہا تسعۃ تختص بہا اقامۃ بمصر الخ وصحۃ الخ وحریۃ الخ وذکورۃ الخ ووجود بصارۃ الخ وعدم حبس الخ ان اختار العزیمۃ وصلاہا وہو مکلف بالغ عاقل وقعت فرضا عن الوقت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۲ ج ۱ وص ۷۶۳ ج ۱ وص ۷۶۶ ج ۱) ظفیر۔

الجواب :- زیادہ طول نہ دینا چاہئیے۔ فقط۔

جمعہ میں نابینا کی امامت

سوال (۲۴۵۳) نابینا کے پیچھے جمعہ صحیح ہے یا نہیں اور چونکہ اس پر جمعہ فرض نہیں تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- نابینا کے پیچھے جمعہ صحیح ہے۔ ہدایہ میں ہے لا تجب الجمعة على المسافر ولا اعمى فان حضروا فصلوا مع الناس اجزاهم عن فرض الوقت ويجوز للمسافر ان يؤم في الجمعة[2] ۔ فقط۔

بڑی آبادی میں مسلمان تھوڑے بھی ہوں تو جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۵۴) جہاں ہم لوگ رہتے ہیں اس ملک کا نام بسوٹھولینڈ ہے اور اس ملک کے باشندے کرسٹان ہیں، مسلمان صرف ساٹھ آدمی ہیں اور جنگل میں ایک مسجد بنائی ہے تو یہاں پر جمعہ و عیدین کی نماز درست ہے یا نہیں۔ جمعہ میں دس بارہ آدمی ہوتے ہیں۔

الجواب :- جب کہ وہ بستی بڑی ہے اور بمنزلہ شہر یا قصبہ کے ہے اگرچہ آبادی مسلمانوں کی نہ ہو تو وہاں جمعہ و عیدین کی نماز صحیح ہے اور فرض ہے اور ادا ہو جاتی ہے اگرچہ جماعت جمعہ وغیرہ میں دس بارہ آدمی ہوں اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر جمعہ کی نماز میں امام کے سوائے تین آدمی بھی ہوں تو جمعہ ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں جمعہ وغیرہ پڑھا جاوے بڑی بستی ہو، یا اس کے متعلقات میں سے ہو کیونکہ بڑی بستی کے جنگل میں بھی نماز جمعہ و عیدین صحیح ہے[3] ۔ فقط۔

کسی ریاست کے رئیس کے لئے جمعہ کے خطبہ میں دعا درست نہیں

سوال (۲۴۵۵) کسی ریاست کا رئیس جو صوم و صلوٰۃ و احکام شریعت کا پابند نہ ہو وہ بروز جمعہ خطبہ میں بجائے نام

---

[1] ویکرہ تاخیرا لسنۃ الا بقدر اللہم انت السلام الخ الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ ص ۴۹۴ / ج ۱ ظفیر۔ [2] ہدایہ باب الجمعۃ ص ۱۵۲ / ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] وتقع فرضا فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ / ج ۱) ظفیر۔

خلیفۃ المسلمین کے اپنا نام پڑھوائے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ خطبہ میں سلطان اسلام وخلیفۃ المسلمین کے لئے دعا کرنا فقہاء نے لکھا ہے اور یہ طریق جو سوال میں درج ہے کہ رئیس کے لئے دعا کرنا یہ جائز نہیں ہے[1]، باقی نماز وخطبہ ہو جاتا ہے۔ فقط۔

کارخانہ کے اندر جہاں عام اجازت نہیں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۵۶) ایک کارخانہ ریل کا بمقام ہوڑہ (مضافات ہوڑہ) ہوڑہ سے دو میل ہے، تقریباً اسی نوے ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ وہاں کوئی مسجد نہیں۔ ہاں نماز کے لئے ہر شخص جہاں چاہتا ہے پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے لیکن جمعہ ایک کثیر جماعت سے جس جگہ ایک خالی میدان پایا پڑھ لیا جاتا ہے۔ حکام کارخانہ سے روک ٹوک نہیں بلکہ درخواست دیکر اذن حاصل کیا گیا ہے، ایسے مقام پر جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ جائز نہیں اس لئے کہ اذن عام نہیں بلکہ کارخانہ والوں کو اجازت ہے کارخانہ والوں کو صرف ظہر کی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ کیونکہ صبح سات بجے سے ساڑھے چار بجے تک کام کا وقت ہوتا ہے تو اس صورت میں ظہر کی نماز وہاں ادا ہوتی ہے یا نہ اور جمعہ کی نماز کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ جمعہ وہاں درست ہے اور کارخانہ والوں کو اذن ہونا کافی ہے اور کارخانہ والوں کی جماعت وہاں جمعہ کر سکتی ہے[2]۔ اور پنجگانہ نمازوں کے لئے تو کسی حاکم کے اذن کی ضرورت ہی نہیں ہے، لہٰذا ظہر وہاں پر ہر ایک شخص کی ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

---

[1] ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی ویکرہ تحریما وصفہ بما لیس فیہ (در مختار، قولہ وجوزہ القہستانی الخ وعبارتہ ثم یدعو لسلطان الزمان بالعدل والاحسان (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۹/۱) ظفیر۔ [2] فثبت ینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد اما لو تعددت فلا لانہ لا یتحقق التفویت کما افادہ التعلیل (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۲/۱) ظفیر۔

فسادی امام کے پیچھے جمعہ

سوال (۲۴۵۷) ایک امام مسجد نے مطلقہ ثلثہ کا نکاح مطلق بلا حلالہ کے کر دیا اور کہا کہ میرے نزدیک یہ واحدہ رجعیہ ہے۔ اس کو سمجھانے کے لئے شرح وقایہ دکھلایا گیا تو اس نے شرح وقایہ صحن مسجد میں پھینک دیا اور خطبہ میں اخباری تقریریں پڑھتا ہے تو دوسری مسجد میں علیحدہ جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگ امام اول ہی کے پیچھے پڑھنا چاہتے ہیں۔

الجواب:۔ علیحدہ بھی جمعہ پڑھنا جائز اور درست ہے۔ اور اگر امام اول کے پیچھے مسجد اولیٰ میں پڑھیں تو یہ بھی درست ہے۔ غرض یہ کہ امام اول اگر فسادی شخص ہے اور اس کے علیحدہ کرنے میں فتنہ ہے تو اسی کے پیچھے نماز پڑھ لیں ہر طرح درست ہے۔ اور اگر امام اول کے علیحدہ کرنے میں کچھ فتنہ نہیں ہے اور وہ صاف طور سے توبہ نہ کرے تو اس کو علیحدہ کر کے امام ثانی مقرر کیا جاوے[1]۔ فقط

امیر اگر کسی آبادی کو مصر بنادے تو وہاں جُمعہ درست ہے

سوال (۲۴۵۸) ربذہ گاؤں تھا یا کیا، یہاں حضرت ابوذر کا جمعہ پڑھنا خلیفہ ثالث اور اکثر جلیل القدر صحابہ کا اس پر نکیر نہ فرمانا ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ربذہ کے متعلق شرح منیہ میں منقول ہے وعن محمد ان کل موضع مصرہ الامام فهو مصر حتى لو انه بعث الى قرية نائبا لاقامة الحدود والقصاص تصير مصرًا فاذا عزل لد تلحق بالقرى ووجه ذلك ما صح انه كان لعثمان عبد اسود امير على الربذة يصلى خلفه ابوذر وعشرة من الصحابة الجمعة وغيرها ذكره ابن حزم فی المحلی[2]۔ فقط۔

---

[1] قال اصحابنا لا ينبغی ان يقتدی بالفاسق الا فی الجمعة لانه فی غيرها يجد اماما غيره قال فی الفتح وعليه فيكره فی الجمعة اذا تعددت اقامتها فی المصر على قول محمد المفتی به لانه بسبيل الى التحول رد المحتار باب الامامة ص ۵۲۳ ج ۱ ظفير۔
[2] غنية المستملی بحث شروط جمعہ ص ۵۱۲ ظفير

جمعہ کے دن بھی زوال کے وقت نماز درست نہیں

سوال (۲۴۵۹) بعض لوگ جمعہ کے دن عین دوپہر کے وقت قبل اذان دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز دوپہر کے وقت یہ دو رکعت مکروہ نہیں۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: صحیح یہ ہے کہ زوال کے وقت کوئی نماز درست نہیں ہے، سب نمازیں فرض و واجب و سنت و نفل اس وقت مکروہ تحریمی ہیں، البتہ امام ابو یوسفؒ سے مثل امام شافعیؒ کے روایت جواز کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایسے مواقع میں حرمت کو ترجیح ہوتی ہے لان المحرم مقدم علی المبیح[1]۔ فقط۔

خطبہ جمعہ و عیدین کے شروع میں بسم اللہ جہر کے ساتھ نہ پڑھی جائے

سوال (۲۴۶۰) خطبہ جمعہ یا عید کے شروع میں بسم اللہ باواز بلند پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب: کسی خطبہ سے پہلے بسم اللہ جہر نہ پڑھے بلکہ آہستہ پڑھے عند الحنفیہ یہی سنت ہے اور جہر کرنا خلاف سنت ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] وكره تحريماً ... صلاة مطلقاً ولو قضاء أو واجبة أو نفلاً ... مع شروق إلا ... واستواء إلا يوم الجمعة على قول الثاني المصحح المعتمد كذا في الأشباه ونقل الحلبي عن الحاوي أن عليه الفتوى (در مختار) لكن لم يعول عليه في شرح المنية والأمداد لأن هذا ليس من المواضع التي يحمل فيها المطلق على المقيد كما يعلم من كتب الأصول وأيضاً فإن حديث النهي صحيح رواه مسلم وغيره فيقدم بصحته واتفاق الأئمة على العمل به وكونه حاظراً ولذا منع علماؤنا عن سنة الوضوء وتحية المسجد وركعتي الطواف ونحو ذلك فإن الحاظر مقدم على المبيح (رد المحتار، كتاب الصلوة ص ۳۴۳ ج ۱ و ص ۳۴۴ ج ۱) ظفير

[2] ويبدأ بالتعوذ سراً (در مختار) أي قبل الخطبة الأولى بالتعوذ ثم الحمد لله تعالى (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۵۵ ج ۱) ظفير۔

خطبہ جمعہ وعیدین میں مصطفےٰ کمال اور امیر امان اللہ کیلئے دعا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۴۶۱) خطبہ جمعہ یا عیدین میں امیر کابل اور کمال پاشا وغیرہ کا نام لیکر دعا کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ خطبہ میں سلطان المعظم اور مصطفےٰ کمال پاشا اور امیر امان اللہ صاحب کے لئے دعائیہ کلمات کہنا اور نام لینا درست اور مستحب ہے[1]۔ فقط۔

فنائے مصر سے باہر جمعہ درست نہیں

سوال (۲۴۶۲) ایک آبادی قصبہ سیوہارہ سے سوا سو قدم آگے ہے اور عیدگاہ اس قصبہ کی دو جانب اس آبادی سے آگے ہے لیکن چوکیدار اور چوکیدارہ علیحدہ ہے۔ اس آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ وہ علیحدہ گاؤں شمار ہوتا ہے اور نام بھی جدا ہے اور چوکیدار وغیرہ اس کا علیحدہ ہے تو وہ فنائے مصر میں شمار نہ ہوگا اور جمعہ وہاں صحیح نہیں ہے[2]۔ فقط

اذان جمعہ کے پہلے الصلوٰۃ والسلام پکارنا درست نہیں

سوال (۲۴۶۳) اذان جمعہ سے پہلے کانوں پر ہاتھ رکھ کر الصلوٰۃ والسلام علیکم یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا آدم صفی اللہ بآواز بلند پکارنا اور ضروری جاننا اس کا کیسا ہے۔

الجواب:۔ اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے پس التزام کرنا اس کا اور ضروری جاننا حسب قواعد فقہ ناجائز ہے[3]۔

---

[1] ويندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين والدعاء للسلطان يجوز ه القهستانی ويكره تحريما وصفه بما ليس فيه (ردالمحتار) قوله وجوزه القهستانی عبارته ثم يدعو لسلطان الزمان بالعدل والاحسان متجنبا فی مدحه عما قالوا الخ (ردالمحتار باب الجمعة ص ۷۵۹ ج ۱) ظفير [2] لا تجوز فی الصغيرة التی ليس فيها قاض ومنبر الخ ولو صلوا فی القرى لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار - باب الجمعة ص ۷۴۰) ظفير [3] قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (مشكوة باب الاعتصام ص ۲۷) ظفير

اذان ثانی جمعہ میں حی علی الفلاح میں پورا بدن شمال کی طرف پھیر دینا ثابت نہیں

سوال (۲۴۶۴) اذان ثانی جمعہ کے وقت جس وقت حی علی الصلوٰۃ کہے بایاں پیر آگے کو بڑھا کر کل بدن جانب شمال پھیر دینا، اسی طرح حی علی الفلاح کے وقت کہنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- اس کا کچھ ثبوت احادیث و فقہ سے نہیں ہے[۱]۔ فقط۔

کیا جمعہ میں منبر پر ہی خطبہ ضروری ہے

سوال (۲۴۶۵) بوجہ ازدہام اور مجمع کے اگر اصل منبر پر خطبہ جمعہ کا نہ پڑھا جاوے بلکہ لکڑی کے منبر پر یا کبرہ پر امام خطبہ جمعہ اور عیدین کا پڑھے تو جائز بلاکراہت ہے یا نہیں۔

الجواب:- شامی میں قول درمختار واذا جلس علی المنبر الخ کی شرح میں لکھا ہے ومن السنة ان یخطب علیه اقتداءً به صلی الله علیه وسلم بحر. وان یکون علی یسار المحراب[۲] الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جو منبر عادةً یسار محراب ہوتا ہے اسی پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اگر کبرہ وغیرہ پر پڑھے گا تو خلاف سنت ہوگا اور ہجوم کی رعایت کہاں تک ہو سکتی ہے کیونکہ سب کا سننا دشوار ہے۔ فقط

جمعہ کی اذان ثانی ثابت ہے

سوال (۲۴۶۶) اذان ثانی جو خطبہ کے وقت خطیب کے روبرو ہوتی ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء رضی اللہ عنہم کے عہد میں یہی طریقہ تھا یا کیا۔

الجواب:- اسی طرح سے کہ ثانی تھی ویؤذن ثانیاً بین یدیه (درمختار) ای علی

---

[۱] لہٰذا اس رسم سے بچنا ضروری ہے۔ اذان میں منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔ ویستقبل بهما (ای الاذان والاقامة) القبلة ولو ترک الاستقبال جاز ویکره واذا انتهی الی الصلوٰة والفلاح حول وجهه یمینا وشمالا وقدماه مکانهما (عالمگیری کشوری باب الاذان ص۵۴ ج۱) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ پاؤں اٹھا کر پھیرنا خلاف سنت ہے۔

[۲] ردالمحتار باب الجمعة ص۷۶۲ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

سبیل السنة۔ شامی۔ پس لفظ علیٰ سبیل السنة سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق سنت کے موافق ہے اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ فقط

عورتوں کی شرکت نماز جمعہ میں مکروہ ہے

سوال (۲۴۶۷) عورتیں شہر کی جامع مسجد میں پردہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر سکتی ہیں یا نہیں۔ جمعہ کے بہانے سے وعظ و نصیحت بھی سن لیتی ہیں۔

الجواب:- عورتوں کے لئے احتیاط اور پردہ کی زیادہ ضرورت ہے اور جلب نفع سے دفع مضرت مقدم ہے، اسی لئے فقہاء نے عورتوں کو جماعت و جمعہ و عیدین و وعظ کی مجالس میں شامل ہونے کو مکروہ فرمایا ہے۔ درمختار میں ہے ویکرہ حضورھن الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ مطلقا ولو عجوزا على المذهب[۲] المفتى به لفساد الزمان الخ۔ فقط۔

ایک سلام پھیر دینے کے بعد جمعہ میں شرکت درست نہیں

سوال (۲۴۶۸) امام کے ایک سلام پھیرنے کے بعد نماز جمعہ میں شریک ہونے سے جمعہ ادا ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی۔ وہ شخص ظہر کی نماز پڑھے[۳]۔ فقط۔

خطبہ کے وقت کوئی نفل و سنت نماز نہ پڑھی جائے

سوال (۲۴۶۹) امام کے خطبہ پڑھتے ہوئے اگر کوئی آوے تو خطیب کا اس کو یہ کہنا کہ دو رکعت پڑھ لیجئے جائز ہے یا نہیں۔

خطیب منبر پر پہونچ کر لوگوں کو اندر بیٹھنے کو کہہ سکتا ہے

سوال (۲۴۷۰) خطیب کا خطبہ شروع کرنے سے پہلے منبر پر سے لوگوں کو یہ کہنا کہ پہلی صف میں آجائیے جائز ہے یا نہیں

---

[۱] ردالمحتار باب الجمعة ص ۷۷۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامة ص ۵۲۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۳] وتنقطع التحريمة بتسليمة واحدة برهان وقدمه (درمختار) اى في الواجبات حيث قال وتنقضى قدوة بالاول قبل عليكم على المشهور عندنا خلافا للتكملة اھ فلا يصح الاقتداء به بعدها لانقضاء حكم الصلاة (ردالمحتار باب صفة الصلاة ذيل الفصل ص ۴۷۹ ج ۱) ظفیر الدین غفرلہ۔

الجواب:- (۱) خطبہ کے وقت کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیئے اور نہ خطیب کسی کو حکم کرے دو رکعت نماز کے پڑھنے کا۔ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔ یعنی جس وقت امام خطبہ پڑھنے کو اٹھے اور منبر پر بیٹھے اس وقت سے نماز اور کلام سب ممنوع ہے۔[۱]
(۲) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کذا فی الشامی۔[۲] فقط۔

منبر کے جس زینہ سے چاہے خطیب خطبہ دے سکتا ہے

سوال (۲۴۷۱) خطیب منبر کے کونسے زینہ پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے۔ کسی درجہ پر کھڑے ہونے میں کسی کی بے ادبی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں ہے جونسے درجہ پر کھڑا ہو جاوے جائز ہے اور سنت صعود علی المنبر ادا ہو جاوے گی۔ شامی میں ہے ومن السنۃ ان یخطب علیہ اقتداءً بہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ وبحث بعضہم ان ما اعتید الآن من النزول فی الخطبۃ الثانیۃ الی درجۃ مصلی ثم العود بدعۃ قبیحۃ شنیعۃ الخ[۳] پس اس سے زیادہ اس میں کچھ قید شرعاً نہیں ہے، دوسرے یا تیسرے جس درجہ پر کھڑا ہو جاوے درست ہے اور اس میں کچھ سوء ادبی کسی کی نہیں ہے۔ فقط

ملازمان کمپنی کارخانہ کے کسی کمرہ میں جمع ہو کر جمعہ پڑھ سکتے ہیں

سوال (۲۴۷۲) ہم لوگ ملازمان کمپنی کارخانہ، کارخانہ کے ایک کمرہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ چونکہ جامع مسجد تقریباً ایک میل کے

---

[۱] اذا خرج الامام من الحجرۃ ان کان والا فقیامہ للصعود فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامہا (درمختار) قولہ فلا صلاۃ شمل السنۃ وتحیۃ المسجد بحر (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۲ ج ۱ ظفیر)

[۲] وکل ما حرم فی الصلاۃ حرم فی الخطبۃ الخ فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا اورد سلام او امر بمعروف (درمختار) الا اذا کان من الخطیب کما قدمہ الشارح (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸ ج ۱) ویکرہ تکلمہ فیہا الا لامر بمعروف لانہ منہا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۹ ج ۱ ظفیر)

[۳] ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۷۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

فاصلہ پر ہے اور ہم لوگ نوکری کی وجہ سے وہاں نہیں جا سکتے لہٰذا اس کمرہ میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں

سوال (۲۴۷۳/۲) نماز جمعہ کے لئے مسجد شرط ہے یا نہیں اور وہ کمرہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱ و ۲) وہ کمرہ مسجد کا حکم نہیں رکھتا اور مسجد شرعی وہ نہیں ہے لیکن جمعہ او جماعت اس میں درست ہے کیونکہ جماعت اور جمعہ کے لئے مسجد ہونا شرط نہیں۔[1]

جمعہ میں اذان ثانی کا ثبوت

سوال (۲۴۷۴) اذان دوم جو خطیب کے روبرو مسجد میں کہی جاتی ہے اس کی کیا سند ہے۔ ابوداؤد سے ثابت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ اذان دروازہ مسجد پر ہوتی تھی۔

الجواب:- ہدایہ میں ہے واذا صعد الامام المنبر جلس واذن المؤذن بین یدی المنبر بذلك جری التوارث۔[2] وعن السائب بن یزید قال کان النداء یوم الجمعة اوله اذا جلس الامام علی المنبر علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر رض وعمر رض فلما کان عثمان وکثر الناس زاد النداء الثالث علی الزوراء۔ رواه البخاری[3] اور دروازہ مسجد میں ہونے سے مراد قریب دروازہ کے بھی ہو سکتی ہے جو کہ منافی مسجد میں ہونے اور سامنے منبر کے ہونے کے نہیں ہے۔ وتحقیقه فی المطولات۔ فقط۔

وجوب جمعہ کے باوجود جمعہ چھوڑنا حرام ہے

سوال (۲۴۷۵) جس شہر میں اسی ہزار لوگ بستے ہوں اور چار پانچ بازار موجود ہوں اشیاء ضروریہ ملتی ہیں اگر وہاں کوئی

---

[1] ویشترط لصحتها سبعة اشیاء الاول المصر الخ (رد المحتار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ۱/۱۵۴) ان میں مسجد کو شرائط میں شمار نہیں کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔ [2] ہدایہ باب الجمعة ۱/۱۵۴
[2] ظفیر۔ [3] دیکھئے حاشیہ ہدایہ باب الجمعة ۱/۱۵۴ ۱۲ مولانا عبدالحی صاحب (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

قصداً جمعہ ترک کرے تو وہ فاسق ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ ایک بستی ایسی ہے کہ اس میں اسی ہزار آدمی آباد ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ایک بہت بڑا شہر ہے کیونکہ اس قدر آبادی بڑے بڑے شہروں میں ہوتی ہے پس وہاں جمعہ کے فرض ہونے میں کچھ تردد نہیں ہے اور جمعہ کا چھوڑنا وہاں حرام ہے لہذا تارک جمعہ اس جگہ فاسق ہوگا[1]۔

جمعہ کی فرض و سنت نمازیں

سوال (۲۴۷۶) نماز جمعہ کی مع فرائض وسنن کے کتنی رکعت ہیں اور جمعہ کے چار فرض ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ جمعہ کی نماز کی کیفیت اس طرح ہے اول چار رکعت سنت پھر دو فرض جمعہ کے امام کے ساتھ پھر چار رکعت سنت بعد جمعہ کے پڑھے اور اگر دو رکعت بعد چار سنت کے پڑھے یعنی کل چھ رکعت سنت بعد جمعہ کے پڑھے تو یہ اچھا ہے۔ کما فی بعض الروایات۔ اور جمعہ کے بعد ظہر کے چار فرض نہیں ہیں۔ وہ نہ پڑھے۔ کذا فی الدر المختار ناقلاً عن البحر[2]۔ فقط۔

بنگلہ زبان میں خطبہ مکروہ ہے

سوال (۲۴۷۷) بعض مسلمان حاکموں کی طرف سے بنگلہ زبان میں خطبہ شائع ہوا ہے جس کو کہیں بزور حکومت دباؤ ڈال کر جاری کر رہے ہیں اور کبھی خطیب کو ہٹا کر خود امام بن جاتے ہیں تو ایسی صورت میں خلاف سنت ہونیکے سوا

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) لکھنوی لکھتے ہیں وفی روایۃ البخاری، النداء الثانی وزاد ابن ماجۃ علی دار فی السوق یقال لہ الزوراء وسمیت ثالثاً لان الاقامۃ تسمی اذاناً کذا فی فتح القدیر (ایضاً) ظفیر۔

(۱) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔

(۲) وفی البحر وقد افتیت مراراً بعدم صلاۃ الاربع بعدہا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱) ظفیر۔

مصالح دینیہ کے لحاظ سے کیا خرابی ہوگی۔

الجواب :۔ اگر تمام خطبہ بنگلہ زبان میں ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبینؒ کی روایت میں بلا عجز عن العربی خطبہ صحیح نہ ہوگا اور جبکہ خطبہ صحیح نہ ہوگا تو نماز جمعہ نہ ہوگی کیونکہ خطبہ شرائط نماز جمعہ میں سے ہے اور اگر اصل خطبہ عربی میں رہے اور اس کو پڑھ کر بنگلہ میں ترجمہ کیا جاوے تو یہ بھی خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ کما حققہ الشیخ ولی اللہ الدہلویؒ فی المسوّٰی والمصفّٰی شرح الموطا۔ درمختار میں ہے۔ وشرطا عجزہ وعلی ھذا الخلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلوٰۃ وفی ردالمحتار وعلی ھذہ الخلاف تسبیح بالفارسیۃ فی الصلوٰۃ او دعاء الخ ای بصح عندہ لکن سیاتی کراھۃ الدعاء بالاعجمیۃ الخ[1] ص ۳۲۵/ج ۱ فقط۔

شرائط جمعہ

سوال (۲۴۷۸) ایک اشتہار میں لکھا ہے کہ شرائط صحت جمعہ چھ ہیں ان میں چار فرض ہیں۔ وقت ظہر۔ جماعت۔ خطبہ۔ اذن عام اور دو واجب ہیں مصر اور سلطان۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ عالمگیری کا حوالہ دیا ہے۔

الجواب :۔ شرائط جمعہ میں یہ تفریق غلط ہے کہ چار شرطیں فرض ہیں اور دو واجب شرائط سب موقوف علیہ ہوتی ہیں اور سب فرض ہیں۔ چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں کہ فرض داخل کو رکن کہتے ہیں اور فرض خارجی کو شرط، لہٰذا یہ تفصیل کرنا کہ بعض شرائط فرض ہیں اور بعض واجب ہیں بالکل بے اصل اور غلط ہے۔ اور عالمگیریہ میں ایسا نہیں ہے اور کسی کتاب میں نہیں ہے اور ایسا ہو نہیں سکتا[2] فقط۔

---

[1] دیکھئے ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل (فی تالیف الصلوٰۃ) ص ۴۵۱/ج ۱ ۱۲ ظفیر [2] ویشترط لصحتھا سبعۃ اشیاء المصر الخ والثانی السلطان الخ والثالث وقت الظھر الخ والرابع الخطبۃ فیہ الخ والخامس کونھا قبلھا الخ والسادس الجماعۃ الخ والسابع الاذن العام (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۷/ج ۱) الشرط لغۃ العلامۃ اللازمۃ وشرعا ما یتوقف علیہ الشیئ ولا یدخل فیہ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہئے

سوال (۲۴۷۹) تمام بلاد ہند میں اذان ثانی جمعہ مسجد کے اندر قریب منبر ہوا کرتی ہے عرب کے متعلق علم نہیں۔ قاضی خان میں اذان داخل مسجد کو مکروہ لکھا ہے اور اندرون مسجد اذان کہنے کا ثبوت صریح الفاظ میں کچھ نظر نہیں آتا۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویؤذن ثانیا بین یدیہ[1] الخ وھکذا فی الھدایۃ وغیرھا من کتب الفقہ اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے قولہ ویؤذن ثانیا بین یدیہ) ای علی سبیل السنیۃ[2]۔ پس معلوم ہوا کہ سنت اذان ثانی جمعہ میں یہ ہے کہ خطیب کے سامنے منبر کے قریب مسجد میں ہو اور یہی عامہ بلاد عرب و عجم میں سلفاً و خلفاً معمول بہ ہے وما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ اور اذان اولی جمعہ اور اذان صلوات خمسہ کو جو مسجد سے باہر کہنا مستحب لکھا ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ بلند جگہ اذان ہو تاکہ آواز دور تک پہنچے ورنہ کراہت کلمات اذان کی مسجد میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ جو کلمات اذان کے ہیں وہ سب اقامت میں مع شیئ زائد ہیں۔ پس جب کہ اقامت کسی کے نزدیک مسجد میں مکروہ نہیں ہے تو اذان کیسے مکروہ ہو سکتی ہے اور نیز اذان کے کلمات ذکر اللہ ہے اور مساجد نماز اور ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہے۔ کما ورد فی الحدیث پس اذان خطبہ میں جو کہ صرف اعلام حاضرین مقصود ہوتا ہے کیونکہ اعلام عام تو پہلی اذان سے ہو چکا ہے بلند مکان کی حاجت نہیں بلکہ بین یدی الخطیب مسجد میں ہونا انسب اور احب ہے اور شامی کی تصریح سے اس کا سنت ہونا معلوم ہوا اور ثابت ہو گیا کہ یہ سنت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (درمختار) [illegible] متعلق الشیئ اما ان یکون داخلا فی ماھیتہ فیسمی رکنا الخ او خارجا عنہ فما ان یؤثر فیہ فیسمی علۃ او لا یؤثر فاما ان یکون موصلا الیہ فی الجملۃ کالوقت فیسمی سببا او لا یوصل الیہ فان توقف الشیئ علیہ الخ فیسمی شرطا او لا یتوقف کالاذان فیسمی علامۃ ھکذا فی رد المحتار باب شروط الصلوۃ ص ۳۷۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔
[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص [illegible] ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

یہی ہے کہ خطیب کے سامنے اور اس سے قریب ہو۔ فقط۔

بوقت خطبہ چندہ درست نہیں

سوال (۲۴۸۰) خطبہ کے وقت ٹین کا ڈبہ لیکر مسجد کے مصارف کے لئے پیسے جمع کرنا اور ٹین کے ڈبہ کی آواز سے نمازیوں کا خیال منتشر ہوتا ہے یہ شرعاً کیسا ہے۔

الجواب:۔ خطبہ کے وقت جب کہ نماز اور درود شریف پڑھنے کی بھی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے تو اس وقت چندہ جمع کرنا اور ڈبہ لئے پھرنا اور نمازیوں کو مشغول کرنا بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہے[1]۔ فقط۔

جمعہ فرض عین ہے

سوال (۲۴۸۱) جمعہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ۔

الجواب:۔ جمعہ فرض عین ہے۔ کما ورد فی الحدیث۔ الجمعة واجبة علی کل محتلم[2]۔ فقط

بڑے قصبہ کے پاس گاؤں ہو تو اس میں جمعہ درست نہیں

سوال (۲۴۸۲) قصبہ رضا گنج کے متصل ایک موضع حسن گنج واقع ہے جس کی حدود قصبہ مذکورہ سے علیحدہ ہیں اور مستقل موضع ہے لیکن رضا گنج کا ڈاکخانہ و تحصیل خانہ اندر حدود حسن گنج کے ہے۔ آیا باوجود علیحدہ ہونے حدود آبادی حسن گنج کے حسن گنج کو رضا گنج کا فنا قرار دیکر جمعہ حسن گنج میں ہو سکتا ہے یا نہیں

الجواب:۔ جب کہ موضع حسن گنج مستقل اور جداگانہ قریہ ہے اور وہ قریہ صغیرہ ہے

---

[1] اذا خرج الامام الخ فلا صلاة ولا کلام الی تمامها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص۷۶۸ ج۱. ظفیر [2] عن طارق بن شهاب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة رواه ابوداؤد (مشکوٰة باب وجوبها ص۱۲۱) هی (ای الجمعة) فرض عین یکفر جاحدها لثبوتها بالدلیل القطعی کما حققه الکمال (در مختار) قوله بالدلیل القطعی وهو قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوا الآیة وبالسنة والاجماع (رد المحتار باب الجمعة ص۷۴۷ ج۱) ظفیر

تو اس میں موافق تصریحات فقہاء کے جمعہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ شامی میں تصریح ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ[1] الخ و فی باب العیدین من الدر المختار وتکرہ صلوٰۃ العیدین فی القری تحریماً وقال فی الشامی ومثلہ الجمعۃ[2] الخ. اور عبارت سوال سے ظاہر ہے کہ موضع حسن گنج قنار رضا گنج سے نہیں ہے تاکہ موضع مذکورہ میں بوجہ فناء مصر ہونے کے جمعہ صحیح ہو۔ فقط

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

سوال (۲۴۸۳) جمعہ کے متعلق جو مصر کی تعریفیں فقہاء نے بیان فرمائی ہیں ان میں سے کس کے مطابق ہندوستان میں جمعہ فرض ہے۔ یہاں جس جگہ جمعہ پڑھتے ہیں بعد میں ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں۔

الجواب: ہندوستان میں جمعہ پڑھنے کی وجہ اور وجوب کی دلیل فقہاء کی وہ عبارتیں ہیں جو فرضیت جمعہ فی بلاد الحرب میں صریح ہیں فی الشامی فلو ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین[3] الخ وفیہ قبیلہ و بہذا ظہر جہل من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انہا تصح فی البلاد التی استولی علیہا الکفار[4] الخ وعبارۃ القہستانی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ[5] الخ. شامی۔ پس معلوم ہوا کہ بناء وجوب وصحت وعدم صحت جمعہ بڑا ہونا اور چھوٹا ہونا آبادی کا ہے اور جس کو عرف میں شہر اور قصبہ کہتے ہیں وہی مصر ہے اور تعریفیں سب لوازمات شہر کے بیان میں ہیں کہ عرفاً شہر میں یہ امور لازم ہوتے ہیں۔ اصل بناء

[1] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔
[3] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۴ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [4] ایضاً ص ۷۴۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔
[5] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

شہرت پر ہے۔ اور جب کہ قصبات اور قری کبیرہ اور شہروں میں جمعہ بلاشبہ درست و صحیح ہے تو بموجب روایت بحر و فی البحر وقد افتیت مراراً بعدم صلوٰۃ الاربع بعدھا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا[1] الخ احتیاط الظہر پڑھنا خلاف احتیاط ہے۔ فقط۔

اخیر جمعہ دہلی کی جامع مسجد میں ایک رسم ہے کا ثواب نہیں

سوال (۲۴۸۴) ہم لوگ اپنے گاؤں کی مساجد کو چھوڑ کر آخری جمعہ میں جامع مسجد دہلی میں جاتے ہیں کیا انہیں زیادہ ثواب ملتا ہے۔

الجواب:۔ اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے جامع مسجد میں اگرچہ ثواب زیادہ ہے لیکن اپنے محلہ اور گاؤں کی مسجد کا بھی حق ہے اس کو نہ چھوڑنا چاہیئے[2]۔ فقط۔

بوقت خطبہ سامعین کی توجہ

سوال (۲۴۸۵) خطبہ جمعہ کے وقت سامعین کو چار زانو بیٹھنا یا پنکھے سے ہوا کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ خطبہ کے وقت سوائے سننے خطبہ کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہونا چاہیئے[3]۔ فقط۔

فنا شہر میں کھیت کے اندر بھی جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۸۶) شہر کے کھیت وغیرہ میں تین اشخاص کی موجودگی میں جمعہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ شہر سے متصل باہر جنگل میں اگر جمعہ کی نماز پڑھیں اور امام کے سوا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۲ ج ۱ ظفیر۔ [2] ومسجد حیہ وان قل جمعہ افضل من الجامع وان کثر جمعہ اھ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ص ۱۱۶ ج ۱ ظفیر۔) [3] واذا خرج الامام الخ فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامہا الخ وکل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیہا ای فی الخطبۃ خلاصہ وغیرہا فیحرم اکل وشرب وکلام الخ (ایضاً باب الجمعہ ص ۷۶۸ ج ۱ ظفیر۔)

تین مقتدی ہوں تو عند الحنفیہ جمعہ صحیح ہے[1]۔ فقط۔

دو مستقل گاؤں ایک کے حکم میں نہیں

سوال (۲۴۸۷) ضلع کمرلا میں ایک بڑی بستی ہے جس کے دو حصہ ہیں اور ہر حصہ علیحدہ نام سے مشہور ہے اور دونوں باہم متصل ہیں دونوں میں بجز راستہ کوئی حد فاصل نہیں ہے اور دونوں بستیوں کی آبادی مجموعی طور پر چار پانچ ہزار آدمی ہے اور ان میں عام مفتی مولوی سرکاری ملازم و شریف و رذیل ہر قسم کے آدمی رہتے ہیں اور باہم مکانات بھی ایسے متصل ہیں کہ بلا دقت پیدل جا سکتے ہیں اور اس میں گلی و کوچہ و صدر راستے بھی ہیں اور احکام شرع کا اجراء بھی ماتحتی گورنمنٹ رہ کر ہوتا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء بھی ہر وقت ملتی ہیں اور اس بستی کے قریب پاؤ میل پر ایک بڑا بازار ہے اس میں بھی ہر وقت ہر قسم کی ضروریات ملتی ہیں اور اس بازار میں سرکاری پولیس تھانہ، قاضی خانہ، شفاخانہ، ڈاکخانہ و اسٹیشن جہاز وغیرہ سب موجود ہیں اور ان دونوں بستیوں میں علاوہ اور مساجد کے سات مساجد ایسی ہیں کہ ان میں جمعہ ہوتا ہے اور جمعہ کے وقت ہر مسجد نمازیوں سے بھر جاتی ہے اور بستی ہذا میں جمعہ قدیم سے ہوتا ہے۔ ایک مولوی صاحب بستی ہذا کے یہ کہتے ہیں کہ اس بستی میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا تو تحریر فرما دیں کہ بستی ہذا میں جمعہ درست ہے یا نہ۔ بحوالہ کتب تحریر فرمادیں۔

الجواب:- یہ تو ظاہر ہے کہ جمعہ کی صحت و عدم صحت کا مدار استجماع شرائط و عدم پر ہے۔ پس صورت مسئولہ میں جب کہ دو گاؤں علیحدہ علیحدہ نام کے ساتھ مشہور و موسوم ہیں اور انفرادی طور پر کسی ایک میں صحت جمعہ کی صلاحیت نہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دونوں کو ایک فرض کر کے لزوم جمعہ کا حکم لگا دیا جائے کیونکہ اس میں کوئی خفا نہیں کہ حضرات فقہاء نے دو مستقل مستقل بستیوں میں جمعہ کے صحیح ہونے اور نہ ہونے کا مدار

---

[1] ویشترط لصحتها المصر او فناءہ وهو ما حوله (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۲۷ و ص ۲۹، ج ۱) ظفیر۔

فصل اور عدم فصل پر نہیں رکھا بلکہ حقیقی مدار ہر ایک بستی کی صلاحیت وعدم صلاحیت پر ہے یعنی اگر ہر بستی میں صحت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہیں تو جمعہ صحیح ہے ورنہ نہیں حقیقت میں یہ بڑی اصولی غلطی ہے کہ صرف جمعہ کے شوق میں دو مستقل آبادیوں کو ایک بنانے میں پیمائش شروع ہو جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ جب کہ یہ دو گاؤں مستقل ناموں کے ساتھ موسوم ہیں تو پھر احکام شرعیہ میں بھی اس کے استقلال کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ البتہ اگر واقعی دو بستیاں نہیں بلکہ محلے ہیں اور دونوں محلوں کا بحیثیت مجموعی کوئی دوسرا نام ہے تو پھر یہ صرف راستوں کا فاصلہ بھی صحت جمعہ کے لئے مخل نہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور بظاہر نہیں ہے تو یقیناً ایسی بستیوں میں جمعہ صحیح نہیں۔ فرضیت جمعہ کے حامیوں کو اس بے محل اور غیر شرعی اصرار کی ضرورت نہیں۔ کتبہ عتیق الرحمٰن عثمانی۔

الجواب از حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب۔ اصل یہ ہے کہ عند الحنفیہ جمعہ وعیدین کی نماز شہر یا قریہ ایسے بڑے میں فرض اور صحیح ہوتی ہے جس میں بازار ہو یا قصبہ میں صحیح ہوتی ہے اور اس بڑے قریہ میں ضروریات کی اشیاء مل سکتی ہوں۔ قال فی رد المحتار نقلاً عن القهستانی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارة الی انها لا تجوز فی الصغیرة[۱] الخ وفی الدر المختار صلٰوة العید فی القری تکره تحریماً الخ ومثله الجمعة۔ شامی[۲]۔ پس جب کہ ہر دو مذکورہ بستیوں میں سے ایسی بڑی نہیں ہے کہ اس میں شرط صحت جمعہ پائی جائے تو دونوں بستیوں کو ایک سمجھ کر جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ پس جواب مذکورہ بالا صحیح ہے۔ فقط عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم۔

قیام جمعہ کے لئے کتنی آبادی ہونی چاہئے	**سوال** (۲۴۸۸) جس گاؤں میں احناف کے نزدیک جمعہ جائز ہے تو اس میں کم از کم کتنی آبادی ہونی چاہئے۔

الجواب:۔ تین چار ہزار آدمی کی آبادی ہونی چاہئے۔ فقط۔

ف: [۱] رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

تیرہ سو آبادی جہاں تمام اشیاء ملتی ہوں جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۸۹) موضع فخن پور جس کی کل آبادی تیرہ سو کی ہے اور ضروریات کی کل اشیاء مل جاتی ہیں۔ دو مسجدیں ہیں اس موضع میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اس موضع میں جب کہ وہ قریہ کبیرہ کی حد میں آتا ہے اور دوکانیں اور بازار اس میں ہے جمعہ پڑھنا صحیح معلوم ہوتا ہے[1]۔ فقط۔

خطبہ کے شروع میں بسم اللہ

سوال (۲۴۹۰) جمعہ کے روز خطبہ کے اوّل آواز بلند اعوذ اور بسم اللہ منبر پر پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب: خطبہ سے پہلے جہراً اعوذ اور بسم اللہ نہ پڑھے۔ یہ منقول اور معمول نہیں ہے درمختار میں ہے ویبدأ بالتعوذ سرًّا الخ فقط۔

منبر پر خطبہ ہونا سنت ہے

سوال (۲۴۹۱) خطبہ منبر پر پڑھنا ضروری ہے یا نہیں (۲) اگر ضروری ہے تو خلاف کرنے سے خطبہ یا نماز میں کچھ نقصان آوے گا یا نہیں (۳) اور خلاف کرنے والے پر کچھ اعتراض ہو سکتا ہے یا نہیں (۴) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں منبر بن جانے کے بعد کبھی منبر سے علیحدہ خطبہ پڑھا ہے یا نہیں۔

الجواب (۱ تا ۴) خطبہ منبر پر پڑھنا سنت ہے فرض اور واجب نہیں ہے اگر بلا کسی عذر کے خطیب نے نیچے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا تو اس نے خلاف سنت کیا اور ترک سنت کی

---

[1] فقہاء نے مردم شماری کی کوئی تعداد بیان نہیں کی ہے بلکہ صرف یہ بتایا ہے کہ شہر یا بڑی آبادی ہو جہاں ضروریات سے متعلق چیزیں ملتی ہوں۔ وتقع فرضًا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعہ ص ۱۴۸/۱) آبادی کا اندازہ بعد میں لگایا گیا ہے۔ صرف آبادی کا اندازہ تین چار ہزار لکھا ہے جیسا کہ اس سے پہلے والے جواب میں موجود ہے۔ اور شہریت بھی ہو تو اس وقت آبادی بارہ تیرہ سو بھی کافی ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب الجمعۃ ص ۷۵۹/۱ ظفیر۔

وجہ سے مستحق ملامت ہوا کما قال فی الدر المختار وحکمہا ای السنۃ ما یوجر علی فعلہ ویلام علی ترکہ[1] اور خطبہ نماز صحیح ہو گئی۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے خطبہ منبر پر نہ پڑھا اور نیچے کھڑے ہو کر پڑھا تو اس پر کچھ ملامت بھی نہیں ہے۔ کما قال فی رد المختار وفی التحریر ان تارکہا یستوجب التضلیل واللوم اھ والمراد الترک بلا عذر علی سبیل الاصرار الخ[2] ص ۱ جلد اول شامی۔ ومن السنۃ ان یخطب علیہ اقتداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم بحر وان یکون علی یسار المحراب قہستانی ومنبرہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ثلث درج الخ۔ رد المختار شامی[3] جلد اول ص ۱۵۲۔ فقط۔

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

سوال (۲۴۹۲) قاضی خاں ص ۹۸ جلد اول مصطفائی واذا قال الخطیب فی الخطبۃ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ الآیۃ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ (۲) ہدایہ ص ۱۰۱ جلد اول مجتبائی الا ان یقرأ الخطیب قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ الآیۃ یصلی السامع فی نفسہ ۱ھ۔ مفتی بہ اور اصح قول کیا ہے۔ آیا خطیب یہ آیت پڑھے تو درود آہستہ پڑھا جائے یا دل میں اور آہستہ پڑھنا زبان سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زبان سے نہ پڑھا جاوے دل میں پڑھا جاوے یہی حق ہے۔ اور جملہ عبارات کا یہی مفاد ہے[4]۔

۱؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الطہارۃ مطلب فی السنۃ وتعریفہا ص ۹۶/۱ ۱۲ ظفیر
۲؎ رد المحتار، کتاب الطہارۃ مطلب فی السنۃ وتعریفہا ص ۹۶/۱ ۱۲ ظفیر۔ ۳؎ رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۱/۱ ۲ ظفیر۔ ۴؎ ونقل عنہ انہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ در مختار۔ ولکن لک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز ان یصلوا علیہ بالجہر بل بالقلب وعلیہ الفتوی رملی الخ قولہ فی نفسہ بان یسمع نفسہ او یصحح الحروف فانہم فسروہ بہ وعن ابی یوسف قلبا ائتنا الا ... الانصات والصلوٰۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کما فی البحر ... رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸/۱ ظفیر۔

خطبہ جمعہ سننا واجب ہے

سوال (۲۴۹۳) جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے یا واجب۔ زید خطبہ سننے نہیں پایا اور نماز جمعہ میں شامل ہوا۔ اسی طرح جواب اذان کا دینا واجب ہے۔ زید نے جواب اذان کا نہیں دیا تو اب کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ خطبہ جمعہ کا فرض ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ ضرور ہونا چاہئے اور سننا خطبہ کا ان لوگوں پر واجب ہے[1] جو کہ خطبہ کے وقت حاضر ہوں۔ پس اگر کوئی شخص خطبہ کے ختم ہونے کے بعد آیا اور جماعت جمعہ میں شامل ہوگیا اس کی نماز ہوگئی اور خطبہ میں حاضر نہ ہونے اور نہ سننے کی وجہ سے جو قصور ہوا اور تاخیر آنے میں ہوئی اس سے استغفار اور توبہ کرے اور آئندہ کو احتیاط رکھے۔ اور اذان کا جواب دینا صحیح قول پر مستحب ہے اور جو لوگ قائل بوجوب ہیں[2] ان کے قول کے موافق ترک اجابت سے جو گناہ ہوا اس کے لئے توبہ و استغفار کرے۔ فقط۔

جہاں عربی نہ سمجھتے ہوں اردو کی اجازت ہے یا نہیں،

سوال (۲۴۹۴) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمین عموماً چونکہ عربی زبان نہیں سمجھتے اس لئے خطبہ جمعہ اردو میں پڑھنا چاہئے اور نثر کی نسبت نظم زیادہ مؤثر ہوتی اس لئے نظم زیادہ مناسب ہے۔ شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] وکل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیہا ای فی الخطبۃ الخ بل یجب علیہ ان یستمع و یسکت و کذا یجب الاستماع لسائر الخطب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۱ ج ۱) ظفیر

[2] اما الاجابۃ فظاہر الخلاصۃ وفتاوی قاضی خاں والتحفۃ وجوبہا وقول الحلوانی الاجابۃ بالقدم فلو اجابہ بلسانہ ولم یمش لا یکون مجیبا، ولو کان فی المسجد لیس علیہ ان یجیب باللسان۔ وجہ حاصلہ نفی وجوب الاجابۃ باللسان وبہ صرح جماعۃ وانہا مستحبۃ حتی قالوا نال الثواب والا فلا اثم ولا کراھۃ (غنیۃ المستملی فصل فی الاذان ص ۳۶۳) ظفیر۔

الجواب: ۔ جمعہ کا خطبہ نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ اس کے خاص خاص کلمات، خاص خاص دعائیں اور مخصوص شرطیں ہیں، وہ عام وعظوں اور تقریروں کی طرح کوئی نہیں کہ ہر زبان میں جس طریق سے چاہے کہہ دیا جائے۔ اس کی خصوصیت کے متعلق شریعت کے قطعی ہدایات موجود ہیں۔ حضرات فقہاء کا فیصلہ ہے کہ جو افعال و حرکات بحالت نماز ممنوع ہیں خطبہ میں بھی حرام ہیں۔ سامعین خطبہ کے لئے اس وقت کھانا، پینا، بولنا، یہاں تک کہ سلام کا جواب دینا اور ذکر و تسبیح پڑھنا بھی جائز نہیں وكل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیہا ای فی الخطبۃ (خلاصہ وغیرہا) فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا او رد سلام الخ اس طرح کی تصریحات بتا رہی ہیں کہ خطبہ کی مجلس صرف وعظ و تذکیر کی مجلس نہیں بلکہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے نماز کی طرح ہے۔ پس یہ نہیں ہو سکتا کہ شرط صلوٰۃ کسی محدث طریقے غیر عربی زبان میں ادا کی جائے۔ حضور کے مخاطب عربی تھے اس لئے خطبہ سے وعظ و تذکیر کا بھی کام لیا جاتا تھا لیکن غیر عرب اگر عربی نہیں سمجھ سکتے تو ان کی خاطر خطبہ کی شرعی زبان نہیں چھوڑی جا سکتی۔ وعظ و نصیحت اور تفہیم خطبہ کے سوائے دوسرے وقتوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ صحابہ کرام بلاد عجم میں وارد ہوئے مگر کسی ایک واقعہ سے بھی یہ ثابت نہیں کہ ان عجمیوں کی خاطر جمعہ کے خطبہ کی زبان بدل گئی ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ اسی حقیقت کو سمجھ کر فرماتے ہیں کہ عربی بودن نیز بجہت عمل مستمر در مشارق و مغارب باوجود آنکہ در بسیارے از اقالیم مخاطبان عجمی بودند۔ مسوی شرح موطا امام مالکؒ اسی خصوصیت کے سلسلہ میں خطبہ کا اختصار بھی ہے۔ مختلف احادیث میں صراحت موجود ہے کہ جہاں تک بھی ہو خطبہ کو مختصر کرنا چاہئے اگر موجودہ وسعت نظم و نثر و تقریر کر دی جائے تو اس شرط صلوٰۃ کی حقیقت ایک دو گھنٹہ کی گرم مجلس کے سوا کچھ بھی نہ رہے گی لہٰذا جمعہ کا خطبہ خالص عربی اور مختصر و جامع الفاظ میں ہونا چاہئے۔ اردو یا کسی دوسری زبان میں اگر کہنا ہو تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے۔ نماز اور خطبہ کے درمیان کوئی تقریر یا ہر تکبیر فصل کا باعث

۔ در مختار باب الجمعۃ ص ۷۶۱ ۔ ظفیر ؎ مسوی شرح موطا ص ۱۵۴/۱ ۔ ظفیر

اور سنت کے خلاف ہے۔ فقط۔

یہ غلط ہے کہ غیر تنخواہ دار کی امامت درست نہیں

سوال (۲۴۹۵) ہم لوگ اپنے قصبہ میں حافظ قرآن کے پیچھے نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ امسال ایک مولوی صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ نماز جمعہ ادا ہونے کا مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان اپنا امام جمعہ مقرر کرلیویں جب جمعہ ادا ہوتا ہے۔ امام مذکور بلا تنخواہ نماز جمعہ و پنجوقتی پڑھاتے تھے۔ اب ایک ماہ سے مولوی مذکور نے جمعہ بند کرایا اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک مسجد میں امام تنخواہ دار مقرر نہ ہو جمعہ ادا نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ امام مذکور کے پیچھے جو بلا تنخواہ نماز پڑھاتے ہیں نماز ادا ہوتی ہے اور صحیح ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ امام کے مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس کو کہہ دیا جاوے کہ نماز جمعہ پڑھا دو وہ جمعہ پڑھا سکتا ہے اور نماز جمعہ اس کے پیچھے صحیح ہے پس جو حافظ صاحب نماز پنجوقتہ اور جمعہ پڑھاتے تھے ان کے پیچھے جمعہ کی نماز صحیح ہے تنخواہ دار ہونا امام کا ضروری نہیں ہے بلکہ بلا تنخواہ والا امام زیادہ مستحق امامت کا ہے اس کے پیچھے بلاشبہ نماز جمعہ وغیرہ صحیح ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسا اور نمازوں کا حکم ہے کہ جو شخص لائق امام ہونے کے ہو وہ امام ہو جاوے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط۔

خطبہ جمعہ سے پہلے سورہ کہف

سوال (۲۴۹۶) جمعہ کے خطبہ سے پہلے مسجد میں سورہ کہف بآواز بلند پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ سورہ کہف کا پڑھنا جمعہ کے روز مستحب ہے لیکن ایسا جہر نہ کرے کہ دوسرے پڑھنے والوں کے ساتھ تزاحم ہو، اسی وجہ سے فقہاء نے چند لوگوں کو ایک جگہ قرآن شریف جہر پڑھنے سے منع کیا ہے کہ یہ آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا[1] کے منافی ہے فقط۔

[1] یکرہ للقوم ان یقرؤا القرآن جملۃ لتضمنہا ترک الاستماع والانصات المأمور بهما كذا في القنية (عالمگیری مصری کتاب الکراہیۃ باب رابع ص ۳۲۹ ج ۵) ظفیر۔

[2] ہ

نوکری کی وجہ سے ترک جمعہ درست نہیں

سوال (۲۴۹۷) ملازم پوسٹ آفس اگر تنہا ہے اور وہ کسی کی سپردگی کے آفس چھوڑ کر نہیں جا سکتا تو وہ جمعہ کس طرح پڑھے یا ظہر ادا کرے۔

الجواب: جمعہ کا چھوڑنا نوکری کی مجبوری کی وجہ سے جائز نہیں ہے[1]۔ باقی اگر جمعہ نہ پڑھ سکے تو پھر اس کو ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے[2]۔

خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۴۹۸) اللّٰھم اعز الاسلام الخ پڑھتے وقت منبر سے اترنا اور اللّٰھم انصر الخ پڑھتے وقت منبر پر چڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اس عمل کی کچھ اصل نہیں ہے۔ فقط۔

نماز جمعہ میں جب خطیب و امام نہ آئے تو دوسرے کا امام بنانا درست ہے

سوال (۲۴۹۹) نماز خطبہ میں وقت مقررہ پر نہ خطیب صاحب حاضر ہوئے نہ نائب خطیب۔ آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد متولی صاحب دوسرے شخص کو خطبہ اور نماز پڑھانے کا حکم دے سکتے ہیں یا نہیں۔

(۲) دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں، وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(۳) خطیب صاحب ہمیشہ پنجگانہ نماز میں غیر حاضر رہتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں ان کے پیچھے اقتداء کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱ و ۲) دے سکتے ہیں اور دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے اور وہ نماز صحیح ہے۔ (۳) نماز درست ہے۔ فقط۔

---

[1] هي فرض عين يكفر جاحدها لثبوتها بالدليل القطعي كما حققه الكمال (الدر المختار) بالدليل القطعي وهو قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا اذا نودي للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا الآية وبالسنة وبالاجماع الخ قوله القدوري ومن صلى الظهر يوم الجمعة في منزله

ولا عذر له كره وجازت صلاته ——— (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۴ ظفير)[2] وحرم لمن لا عذر له صلاة الظهر قبلها اما بعدها فلا يكره في يومها لكونه سببا لتفويت الجمعة وهو حرام (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الجمعة ص ... ظفير)۔

تارکین جمعہ کے لئے ظہر کی جماعت جائز نہیں

سوال (۲۵۰۰) چند اشخاص صلوٰۃ جمعہ میں شریک نہیں ہو سکے، اس مسجد میں صلوٰۃ وقتی کی جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے وکذا اھل مصر فاتتھم الجمعۃ فانھم یصلون الظھر بغیر اذان ولا اقامۃ ولا جماعۃ الخ وفی الشامی فقال فی الولوالجیۃ ولا یصلی یوم الجمعۃ جماعۃ بمصر الخ شامی۔ پس معلوم ہوا کہ جن لوگوں کا جمعہ فوت ہو جاوے وہ لوگ ظہر کی جماعت نہ کریں تنہا تنہا پڑھیں۔

ایک مسجد میں دو بار جمعہ مکروہ ہے

سوال (۲۵۰۱) امام نے یا غیر امام نے جمعہ کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھی، اس کے بعد پانچ چھ آدمی آئے۔ اب یہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھیں یا ظہر کی۔ اگر ظہر کی پڑھیں تو اسی مسجد میں یا دوسری مسجد میں یا علیحدہ علیحدہ پڑھیں اور اگر یہ بقیہ لوگ جمعہ کی نماز کسی مکان میں یا میدان میں پڑھیں تو درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ یوم جمعہ میں ادائے ظہر بجماعت مکروہ تحریمی ہے[2] اور اس مسجد میں جس میں جمعہ ہو چکا ہے جمعہ بھی دوبارہ نہ پڑھیں[3] بلکہ اگر کسی دوسری جگہ جماعت جمعہ ہوتی ہو تو وہاں جمعہ ادا کریں ورنہ ظہر تنہا تنہا ادا کریں اور جمعہ کے لئے مسجد ہونا شرط نہیں ہے کسی مکان میں اور میدان شہر میں بھی جمعہ ادا ہو سکتا ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۶/۱ ظفیر۔ [2] وکرہ تحریما لمعذور ومسجون ومسافر اداء ظھر بجماعۃ فی مصر قبل الجمعۃ وبعدھا الخ وکذا اھل مصر فاتتھم الجمعۃ فانھم یصلون الظھر بغیر اذان ولا اقامۃ ولا جماعۃ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۶/۱) ظفیر۔ [3] والظاھر انہ یغلق ایضا بعد اقامۃ الجمعۃ لئلا یجتمع فیہ احد بعدھا (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۶/۱) ظفیر۔ [4] وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتوی (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۵/۱) ظفیر۔

جمعہ میں بھی لقمہ دینا لینا درست ہے

سوال (۲۵۰۲) امام پہلی رکعت میں تین آیات کے اندر بھول گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا امام نے لقمہ لے لیا اور سجدہ سہو کر لیا، نماز کو دہرانا چاہیے یا نہیں۔

الجواب:- نماز صحیح ہو گی دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ لقمہ دینا اور لقمہ لینا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔[1]

تشہد میں جو شریک ہو جائے وہ جمعہ پڑھے

سوال (۲۵۰۳) جمعہ کے آخری قعدہ میں دو نمازی شریک ہوئے بعد سلام انھوں نے دو رکعت جمعہ کی پڑھ لی یہ صحیح ہے یا ان کو ظہر پڑھنی چاہیے تھی۔

الجواب:- صحیح یہی ہے کہ جو لوگ جمعہ کی نماز کے تشہد میں شریک ہوں وہ جمعہ کی نماز ہی پوری کریں ظہر نہ پڑھیں پس نماز ان لوگوں کی صحیح ہو گئی[2] فقط۔

جمعہ میں لاحق نماز کیسے پوری کرے

سوال (۲۵۰۴) ایک شخص جمعہ کی نماز میں دوسری رکعت میں شامل ہوا اس کا وضو ٹوٹ گیا، وہ وضو کرنے گیا واپس آیا تو امام نے سلام پھیر دیا وہ اپنی نماز کس طرح پوری کرے۔

الجواب:- وہ شخص واپس آکر ایک رکعت باقی ماندہ جمعہ کی پوری کرکے قعدہ کرکے سلام پھیر دے۔ نماز جمعہ اس کی ادا ہو جاوے گی۔ کذا فی الدر المختار والشامی[3]

---

[1] بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح واخذ بکل حال الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۸۲/۱ ظفیر۔

[2] ومن ادرکہا فی التشہد او سجود سہو علی القول بہ فیہا یتمہا جمعۃ الخ کما یتم فی العید الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۷/۱ ظفیر

[3] ومن سبقہ الحدث فی الصلوٰۃ انصرف الخ وتوضأ وبنی الخ ہدایہ باب الحدث فی الصلوٰۃ ص ۱۱۵/۱ ظفیر۔

آداب خطبہ پنکھے کا حکم

سوال (۲۵۰۵) جمعہ کا خطبہ شروع ہو جانے کے بعد پنکھا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: خطبہ کی حالت میں چپ چاپ ساکت رہنا اور سننا خطبہ کا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے من مس الحصا فقد لغا کہ جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا اس نے بھی لغو کیا اور ثواب سے محروم رہا پس حالت خطبہ میں پنکھا کرنا اسی وجہ سے منع کیا گیا ہے اور در مختار میں ہے وکل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیہا۔ اور جو چیز حرام ہے نماز میں حرام ہے خطبہ میں۔ فقط۔

ایک شہر میں تین مسجدوں میں جمعہ

سوال (۲۵۰۶) ایک شہر میں تین مسجدیں ہیں، ایک ایک میل کے فاصلہ پر اور تینوں میں جمعہ ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

جامع مسجد مختصر تھی اس وجہ سے اس کو شہید کرا کر جامع مسجد وسیع تیار کرائی ہے، بعض کہتے ہیں کہ جمعہ ایک مسجد میں ہو اور اکثر کہتے ہیں کہ تینوں مسجدوں میں جمعہ ہونا چاہئے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

جامع مسجد میں تمام آدمی نہیں آسکتے تو کیا کرے

سوال (۲۵۰۷) جامع مسجد میں تمام آدمی نہیں آسکتے کیا کرنا چاہئے۔

ملازم جو جامع مسجد نہیں جا سکتے نزدیک والی مسجد میں جمعہ پڑھ سکتے ہیں

سوال (۲۵۰۸) اکثر لوگ ملازم ہیں جامع مسجد تک نہیں پہنچ سکتے نزدیک کی مسجد میں فراہم ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کے واسطے کیا ارشاد ہے۔

الجواب: (۱) جمعہ ہر جگہ درست ہے، تینوں مسجدوں میں جمعہ ہو جاتا ہے۔[1]

(۲) بہتر یہ ہے کہ جمعہ ایک جگہ جامع مسجد یعنی بڑی مسجد میں ہو۔

---

[1] وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً اھ (الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۷۵۵ ج ۱) شامی میں ہے دفعاً للحرج ای لان فی الزام اتحاد الموضع حرجا بیناً لاستدعائہ تطویل امسافۃ (رد المختار ص ۷۵۵ ج ۱) ظفیر۔

(۳) اگر ایک مسجد میں سب نمازی جمعہ کے نہ آسکیں دوسری مسجد میں جمعہ کرلیں۔
(۴) ایسے لوگ قریب کی مسجد میں جمعہ پڑھ لیں، الغرض جمعہ ایک شہر وقصبہ میں چند جگہ جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ اگر کچھ دقت نہ ہو تو ایک جگہ پڑھیں۔ فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں جمعہ

سوال (۲۵۰۹) موضع پلواڑہ میں دو ہزار آدمی ہیں اور موضع محمد پور میں جو پلواڑہ کے متصل ہے ایک ہزار آدمی ہیں اور کپڑے وعطار کی دوکان دونوں جگہ ہے اس صورت میں دونوں جگہ جمعہ ہو سکتا ہے یا ایک جگہ؟۔

الجواب:۔ معلوم ہوتا ہے کہ موضع پلواڑہ بڑا گاؤں ہے محمد پور ایسا نہیں ہے۔ پس اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف پلواڑہ میں جمعہ پڑھ لیا کریں البتہ یہ دونوں گاؤں ایک ہی سمجھے جاتے ہیں تو دونوں جگہ جمعہ صحیح ہے[۱]۔ فقط۔

بحالت خطبہ میں امام کو پیسے دینا اور اس کی طرف پیسے پھینکنا درست نہیں

سوال (۲۵۱۰) جب امام خطبہ پڑھتا ہے تو بعض آدمی ممبر پر امام کے لئے دوآنہ یا چارآنہ یا روپیہ وغیرہ پھینکتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور امام کو اس کا لینا جائز ہے یا کیا؟۔

الجواب:۔ خطبہ کی حالت میں یہ فعل ناجائز ہے۔ ور روکنا ان لوگوں کو اس حرکت سے لازم ہے[۲]۔ باقی امام کے حق میں اس کا لینا جائز ہے۔ فقط۔

ا۔ ولاجل ان الجمعة جامعة للجماعات قال الامام ابو یوسف لایجوز تعدد الجمعة فی مصر واحد الی قوله وقال الامام محمد ورواه عن الامام ابی حنیفه وهذه الرواية هی المختارة وعليه الفتوى انه يجوز تعدد الجمعة مطلقاً نماز مسنون روکان صا۱۱۸ ظفیر۔ ۲۔ وتقع فرضا فی القصبات والقرى الكبيرة التی فيها اسواق رد المحتار ص۷۴۸ ج۱ ظفیر۔ ۳۔ حدیث میں ہے من مس الحصا فقد لغا درمختار میں ہے وکل ما حرم فی الصلوٰة حرم فیها ای فی الخطبة (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص۷۶۸ ج۱) ظفیر۔

تین ہزار کی آبادی میں جمعہ | **سوال** (۲۵۱۱) دو گاؤں کے درمیان ایک کوس کا فاصلہ ہے اور پہلے گاؤں کی آبادی تین ہزار کی ہے اور دوسرے گاؤں میں تین مسجدیں ہیں اور جمعہ ہوتا ہے پہلے گاؤں اور دوسرے گاؤں میں جمعہ فرض ہے یا نہیں؟ -

سنتیں بعد الجمعہ | **سوال** (۲۵۱۲) جمعہ کے بعد جو چھ سنتیں ہیں یہ ظہر کی سنتیں ہیں یا جمعہ کی؟

الجواب:- (۱) پہلا گاؤں بڑا ہے اس میں جمعہ فرض ہے اور دوسرا گاؤں بھی اگر ایسا ہی بڑا ہے تو وہاں بھی فرض ہے[1]۔

(۲) یہ جمعہ کی سنتیں ہیں[2]۔ فقط۔

خطبہ جمعہ وعیدین میں تسمیہ | **سوال** (۲۵۱۳) خطبہ جمعہ یا عیدین کے افتتاح میں بسم اللہ جہراً پڑھی جاوے یا سراً؟

الجواب:- درمختار میں ہے ویبدأ بالتعوذ سراً شامی[3] میں ہے ای قبل الخطبة الاولی بالتعوذ سراً ثم بحمد الله والثناء علیه الخ جہر بسم اللہ کا ثبوت نہیں ہے۔ لہذا جہراً بسم اللہ نہ پڑھی جاوے۔

یوم جمعہ میں جمعہ فرض ہے یا ظہر | **سوال** (۲۵۱۴) جمعہ کے روز فرض وقت جمعہ ہے یا ظہر؟ اور جمعہ قصر ظہر ہے یا کیا؟

جمعہ کے لئے شرائط ہیں | **سوال** (۲۵۱۵) جمعہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً ہر جگہ فرض ہے یا خصوص بالشرائط؟ -

---

[1] وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (رد المحتار ص ۵۳۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] والسنة قبل الجمعة اربع وبعدها اربع وعند ابی یوسف السنة بعد الجمعة ست رکعات والافضل ان یصلی اربعاً ثم رکعتین للخروج عن الخلاف (غنیة المستملی ص ۳۷۲) ظفیر۔

[3] دیکھئے رد المحتار ص ۷۵۹ ج ۱ ظفیر۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہوگی یا نہیں

سوال (۲۵۱۶) ایسی بستی میں جہاں کوئی تعریف مصر کی صادق نہ آتی ہو امام صاحبؒ کے نزدیک جمعہ پڑھنا مسقط ظہر ہے یا نہیں؟

جمعہ کے لئے شرط سلطان

سوال (۲۵۱۷) جمعہ کے لئے شرط سلطان جو اصحاب متون لکھتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ کا مذہب ہے یا نہ؟

سلطان نہ ہو تو جمعہ کا حکم

سوال (۲۵۱۸) امام صاحب سے کوئی تصریح ہے کہ جہاں شرط سلطان نہ ہو وہاں بھی جمعہ پڑھو اور ظہر چھوڑ دو؟

متاخرین کے قول پر عمل

سوال (۲۵۱۹) متاخرین کے قول پر عمل کرنے والا امام ابو حنیفہ رحمہ کا مقلد رہے گا یا نہیں؟

نمبردار قاضی کے قائم مقام ہے یا نہیں

سوال (۲۵۲۰) نمبرداران وچودھریان وامامان مساجد کا ہونا شرط مصر یا سلطان کے پائے جانے میں کافی ہے یا نہیں؟ یعنی امیر یا قاضی جو حدود مصر میں ملحوظ ہیں ان کی بجائے نمبردار یا پیش امام ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

احتیاط الظہر

سوال (۲۵۲۱) اگر کوئی حنفی بوجہ تعدد جمعہ یا اشتباہ فی المصر کے بعد جمعہ ظہر پڑھے تو کیا وہ مذہب سے خارج ہو جاتا ہے؟

ظہر بعد جمعہ

سوال (۲۵۲۲) کسی فقہ کی معتبر کتاب میں بوقت اشتباہ فی المصر بھی ظہر بعد جمعہ پڑھنا منع لکھا ہے؟

الجواب:- (۱) صحیح یہ ہے کہ فرض وقت ظہر ہے اور جمعہ بدل ہے لان فرض الوقت عندنا الظہر لا الجمعۃ الخ شامی جلد اول فی بحث النیۃ۔ جمعہ قصر ظہر نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے فرض مستقل ہے کہ اس سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے۔

(۲) معتبر با شرائط ہے[1]۔ (۳) نہیں[2]۔

---

[1] ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء الاول المصر الخ (درمختار باب الجمعۃ) ظفیر۔ [2] ولو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (رد المحتار ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔

(۴) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ہو تو اس کا اذن ضروری ہے اور اگر نہ ہو تو جس کو امام مقرر کر لیا جاوے وہ امام جمعہ ہو سکتا ہے اور جمعہ صحیح ہے[۱]

(۵) بعد اس کے کہ فقہاء کسی امر کو مفتی بہ مذہب میں قرار دیں تو ہمیں اس کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ امام صاحب سے یہ قول صراحۃً منقول ہے یا نہیں۔ اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ الخ (درمختار) قال فی الشامی قولہ واما نحن یعنی اہل الطبقۃ السابعۃ وھذا مع السوال والجواب ماخوذ من تصحیح الشیخ قاسم قولہ کما لو افتوا فی حیاتہم ای کما نتبعہم لو کانوا احیاء وافتونا بذلک فانہ لا یسعنا مخالفتہم الخ[۲] اور معراج الدرایہ میں مبسوط سے منقول ہے فلو الولاۃ کفار ایجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیا مسلما۔ انتہی[۳]۔ وفی الدر المختار ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمہم فیجوز للضرورۃ درمختار[۴]۔

(۶) ضروری ہے گا۔

(۷) محض یہ امور کافی نہیں بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ بستی یا شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہو کہ اس میں بازار و دکانیں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں کما صرح فی الشامی وغیرہ

---

[۱] واذن السلطان او مامورہ باقامتہا (درمختار) واما فی بلاد علیہا ولاۃ کفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم طلب وال مسلم اھ (ردالمحتار باب القضا ص ۳۵۰ / ج ۴) ظفیر [۲] ردالمحتار مقدمہ مطلب فی طبقات الفقہاء ص ۷۲ / ج ۱ ۱۲ ظفیر [۳] ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۵۴ / ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[۴] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۵۷ / ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

(۸) مذہب سے خارج نہیں ہوتا۔

(۹) جب کوئی جگہ مفتیٰ بہ قول کے موافق محل جمعہ قرار پاگئی تو پھر وہاں ظہر بعد جمعہ پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تعدد جمعہ کے خلاف کی وجہ سے کوئی شخص ظہر احتیاطی پڑھے، اور جب یہ منع تو وہ بھی منع ہوگا۔ فقط۔

خطبات جمعہ ہر ماہ کا علیحدہ ہونا ضروری نہیں

سوال (۲۵۲۳) خطبہ جمعہ ہر ماہ علیحدہ بودن ضرور است یا نہ؟

الجواب: خطبہ ہر ماہ علیحدہ بودن ضروری نیست۔ فقط

جمعہ کی اذان ثانی

سوال (۲۵۲۴) جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر کہنے کا کیا حکم ہے؟ کیا مکروہ ہے؟ بریلی کے فتوی میں اس کی ممانعت کی گئی ہے اور حدیث ابی داؤد سے استدلال کیا گیا ہے۔

الجواب: بریلی کے اس فتوی کے متعدد جوابات شائع ہو چکے ہیں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے مفصل جواب طبع ہو کر شائع ہوا ہے وہاں سے طلب کر کے اس کو دیکھ لیں۔ تحقیق یہ ہے کہ اذان ثانی جمعہ مسجد میں ہونا مکروہ نہیں ہے اور عبارت کتب فقہ لا یؤذن فی المسجد اذان ثانی یوم جمعہ کے بارہ میں نہیں ہے۔ نیز غرض اس عبارت سے یہ ہے کہ اذان نماز پنجگانہ میں غرض اعلام ہے اس لئے بلند جگہ منارہ وغیرہ اس کے لئے مسنون ہے اور مراد اس عبارت سے یہ ہے کہ اذان پنجگانہ مسجد میں اس طرح کہنا کہ اس میں اعلام نہ ہو، مثلاً اندر کے درجہ مسجد میں اذان کہنا خلاف سنت ہے۔ بہرحال اذان جمعہ اس میں داخل نہیں ہے۔ لتصریح الفقہاء بخلافہ[۲]۔ اور

---

[۱] کانت ام ہشام اخذت ق والقرآن المجید من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرؤہا کل جمعۃ رواہ مسلم قال شارح الحدیث کان سورۃ ق فی هذه کانت ام ہشام حافظۃ ولکن [illegible] رسائل [illegible] ص [illegible]

[۲] ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای الخطیب (الی قولہ) اذا جلس علی المنبر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار [illegible]) ثم یؤذن ثانیا بین یدیہ ای علی سبیل السنیۃ کما جری علیہ [illegible] (رد المحتار [illegible]) ظفیر

حدیث ابوداؤد خارج عن المسجد ہونے میں نص نہیں ہے کیونکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ علی قرب باب المسجد مراد لیا جاوے اور اس کے ثبوت میں بھی کلام کیا گیا ہے۔ فقط۔

حدیث لاصلوٰۃ ولا کلام

سوال ۱۵۲۵۲) حدیث اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام سے اس کلام سے مراد مطلق کلام ہے یا کلام دنیاوی؟ فقہاء کی عبارات سے کلام دنیاوی مراد معلوم ہوتی ہے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام دنیاوی منع ہے۔ تسبیح اذکار وغیرہا منع نہیں۔ اب اس بنا پر خطبہ کی اذان کا جواب دینا یا دعاء وسیلہ پڑھنا جائز ہوگا چنانچہ بعض عبارات سے صاف ظاہر ہے واما الکلام فانما یکرہ منہ قبل شروع الخطبۃ الدنیوی لا الذی کالاذکار والتسبیح وبعد الشروع فیہا یکرہ مطلقا ھذا ھو الاصح کما فی النہایۃ وغیرہ فلا تکرہ اجابۃ الاذان الذی یوذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلک من فعل معاویۃ رضی اللہ عنہ فی صحیح البخاری ولا دعاء الوسیلۃ الماثورۃ بعد ذلک الاذان ھذا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وعندھما لاباس بالکلام ای الدنیوی اذا خرج الامام قبل ان یشرع فی الخطبۃ فاذا نزل قبل یکبر لان الکراھۃ للاخلال بالاستماع ولا استماع ھھنا بخلاف الصلوٰۃ فانہا قد تمتد کذا فی الھدایۃ۔ اس میں قول مفتی بہ اور صحیح کیا ہے۔ جائز ہے یا مکروہ؟۔

الجواب :- حدیث اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام، میں ہمارے حضرات کا مسلک کلام کو عام رکھنا ہے جیسا کہ اطلاق حدیث سے ظاہر ہے اور صلاۃ کے ساتھ اس کا منضم فرمانا اور بھی اس کا مؤید ہے اور خلاف صاحبین کا قبل شروع فی الخطبہ میں مشہور ہے اور امام صاحب کے نزدیک بھی بعض فقہاء نے کلام دینی کو بعد خروج امام قبل خطبہ جائز نقل کیا ہے لیکن مذہب مشہور امام صاحب کا یہی ہے کہ بعد خروج امام کلام مطلقاً ممنوع ہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی اور نصوص فقہاء بہت سی اس پر دال ہیں کہ امام صاحب کلام کو عام لیتے ہیں لیکن اگر بعض فقہاء نے قبل خطبہ کلام دینی کو جائز رکھا ہے اور اس کو اصح فرمایا ہے جیسا کہ عنایہ وبنایہ سے منقول ہے تو انہوں نے

مذہب صاحبین رحمہما اللہ کو اختیار فرمایا ہے۔ باقی مذہب امام اعظم رحمہ کا یہی ہے کہ کلام مطلقاً مکروہ ہی ور اجابت اذان بین یدی الخطیب مکروہ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے جو تخطیہ صاحب درمختار کا کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور آپ نے جو عبارت مولانا موصوف کی نقل فرمائی ہے اور اس کے آخر میں کذا فی الہدایہ ہے۔ ہدایہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حوالہ بجنسہا صحیح نہیں ہے کما لایخفی علی من طالع الہدایۃ۔ اب احقر بعض وہ عبارات لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے امام صاحب کا خلاف مطلق کلام میں ہے دنیاوی ہو یا دینی اور امام صاحب مطلق کلام کو بعد خروج امام منع فرماتے ہیں اور نیز یہ کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ ہے۔ درمختار باب الجمعہ میں ہے: وقالا لاباس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدھا واذا جلس عند الثانی والخلاف فی الکلام یتعلق بالاخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعا۔ وعلی ھذا فالترقیۃ المتعارفۃ فی زماننا تکرہ عندہ لاعندھما واما ما یفعلہ المؤذنون حال الخطبۃ من الترضی ونحوہ فمکروہ اتفاقا وتمامہ فی البحر والعجب ان المرقی ینھی عن المعروف بمقتضی حدیثہ ثم یقول انصتوا رحمکم اللہ قلت الا ان یحمل علی قولھما فتنبہ[۱] (درمختار) قولہ الا ان یحمل علی قولھما لانہ یقول ذلک قبل الخطبۃ وھما یحملان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم والامام یخطب علی الشروع فیھا حقیقۃ فحینئذ لایکون المرقی مخالفا الحدیثہ بقولہ انصتوا۔ اما علی قول الامام من حمل قولہ یخطب علی الخروج للخطبۃ بقرینۃ ماروی اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولاکلام فیکون مخالفا لحدیثہ الذی یرویہ ویکرہ الخ۔ ردالمحتار۔ شامی۔ وفی الشامی ایضا قبیلہ والظاہر ان مثل ذلک یقال ایضا فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن والظاہر ان یکون الکراھۃ علی المؤذن دون المرقی لان سنۃ الاذان الذی بین یدی الخطیب تحصل باذان المرقی فیکون المؤذن مجیبا لاذان المرقی

[۱] درمختار علی ہامش ردالمحتار ص ۷۶۹ ج ۱ ردالمحتار ص ۷۶۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر

واجابۃ الاذان حینئذٍ مکروھۃ الخ۔[1]

شامی کے اس قول "واجابۃ الاذان حینئذٍ مکروھۃ" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کراہۃ حنفیہ کے نزدیک ایسی مسلم ہے اور معروف ہے کہ اس میں کسی کو کچھ تأمل اور خلاف نہیں اور پس اس سے صحت اس قول صاحب درمختار کی جو باب الاذان میں ہے واضح ہوتی ہے وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب۔ البتہ اتفاقاً کے لفظ سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ کراہۃ امام صاحب کے قاعدہ کے موافق ہے نہ صاحبین کے قول کے۔ مگر جواب اس کا یہ ہے کہ غرض صاحب درمختار کی یہ ہے کہ مشائخ نے بالاتفاق اس بارہ میں قول امام صاحب کو اختیار فرمایا ہے اور بالاتفاق فتویٰ کراہۃ اجابت اذان ثانی جمعہ کا دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگرچہ قاعدہ صاحبین کا اس کے جواز کو مقتضی ہو مگر ان سے تصریح اس کے جواز کی منقول نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ اگر کراہۃ منقول ہو اور اسی قول صاحب درمختار کو اس بارہ میں حجت سمجھا جاوے کہ ہم اعلم بمذہب الاصحاب اس صورت میں اتفاق کے معنی امام صاحب اور صاحبین کے اتفاق کے ہوں گے۔ اور جب کہ ایسا بڑا شخص اس اتفاق کو نقل فرماتا ہے تو ہم کو محض اس بنا پر کہ صاحبین کا مذہب اس کو مقتضی نہیں انکار شایاں نہیں ہے۔ احقر کہتا ہے کہ مقتضی قول صاحبین بھی اس اجابت کی کراہت کو ہے کیونکہ آخر کلمہ اذان کی اجابت بعد ختم اذان کے ہے جو وقت شروع فی الخطبہ کا ہے۔ نیز اجابت کے ساتھ دعا وسیلہ بھی ہوتی ہے جو بعد اذان اور اجابت اذان کے ہے اور وہ وقت شروع فی الخطبہ کا ہے اور وہ بالاتفاق وقت کراہت کلام دینی و دنیاوی کا ہے اور اس میں بحث کرنا کہ امام بھی اجابت کرے گا اور دعا وسیلہ پڑھے گا تو شروع فی الخطبہ نہ ہوا جو صاحبین کے نزدیک اجابت کو مکروہ کہا جاوے محل تأمل ہے کیونکہ اذان کے ختم ہونے کے بعد خطبہ کا شروع ہونا متوارث ہے اور دعویٰ امام کی اجابت کا کرنا محتاج ثبوت کی ہے اور تصریحات فقہاء کی اس کے خلاف ہے۔ الحاصل تخطیہ درمختار کے قول کا عجب در عجب ہے۔

اور علامہ شامی کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اجابت اذان بین یدی الخطیب ایک مستمر امر ہے جیسا کہ سیاق عبارت سے واضح ہے۔ آخر میں یہ عرض ہے کہ بصورت اختلاف احوط بھی یہی ہے کہ اجابت کو ترک کیا جاوے۔ فقط۔

تیرہ سو آبادی میں جمعہ

سوال (۲۵۲۶) ایک موضع کی آبادی بارہ سو تیرہ سو کی ہے اور اکثر دوکانیں بھی ہیں اور ضروریات بھی دستیاب ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے یہاں جمعہ وعیدین ہوتے ہیں، اس قریہ میں جمعہ وعیدین کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - قریہ مذکورہ بڑا قریہ ہے اس میں جمعہ واجب وادا ہو جاتا ہے۔ شامی میں ہے: وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق قال ابوالقاسم ھذا بلا خلاف اذا اذن الوالی والقاضی ببناء المسجد الجامع واداء الجمعۃ[۱] الخ فقط۔

خطبہ غیر عربی زبان میں خلاف سنت ہے

سوال (۲۵۲۷) خطبہ میں نظم یا نثر زبان غیر عربی میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ با دلائل تحریر فرماویں۔

الجواب: - چونکہ مقصود خطبہ سے ذکر اللہ ہے نہ کہ وعظ بلکہ یہ ضمنی شے ہے اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ اگر فقط خطبہ میں ذکر اللہ ہو اور پند وغیرہ کا ذکر نہ ہو تو بھی جائز ہے: ولنا ان الخطبۃ ذکر والمحدث والجنب لا یمنعان الخ۔ مبسوط[۲]۔

قال صاحب الھدایۃ فان اقتصر علی ذکر اللہ تعالیٰ جاز عند ابی حنیفۃ[۳] وفی بعض کتب الفقہ یصح الاقتصار فی الخطبۃ علی ذکر خالص للہ تعالیٰ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ۔ ان عبارات سے مضمون بالا کا ثبوت ہوتا ہے پس جب خطبہ اصل میں نفس ذکر کا نام ہے تو اس کی ضرورت نہیں رہی کہ خطیب بعض سامعین کی وجہ سے قرآن اور رسول رحمت کی زبان کو چھوڑ کر اردو انگریزی جاپانی فارسی پشتو زبان میں خطبہ پڑھے

---

[۱] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱۔ ۲ ظفیر۔ [۲] مبسوط ص ۲۶ ج ۲۔ [۳] ہدایہ ص ۱۵۱ ج ۱۔ ۱۲

سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ کا تعامل باوجودیکہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ملک فارس میں تشریف فرما ہوئے مگر فارسی میں خطبہ نہ پڑھا بلکہ عربی میں پڑھا۔ کما نقلہ شاہ ولی اللہ الدہلوی[1] دلالت کرتا ہے کہ خطبہ عربی میں ہونا چاہیئے اور غیر عربی مثلاً اردو وغیرہ میں جائز مگر خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعامل صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدینؒ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب رحمہ لکھنوی نے عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں باب الجمعہ میں تحریر فرمایا ہے کہ خطبہ اردو نظم و نثر میں جائز ہے مگر مکروہ تحریمی ہے[2]۔ فقط۔

عید و جمعہ کا اجتماع

سوال (۲۵۲۸) عید اور جمعہ اگر ایک دن میں جمع ہو جاویں تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ نہ پڑھا جاوے اور صحیح مسلم کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ اور نماز جمعہ پڑھنی چاہیئے یا نہ؟۔

الجواب:۔ اس حدیث کی تفتیش مسلم شریف میں کی گئی مگر پتہ نہیں چلا بے شک ابو داؤد شریف میں عبداللہ بن الزبیر کا فعل نقل کیا گیا ہے۔ مگر ذرا غور کرنا چاہیئے کہ ایک صحابی کے فعل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کو چھوڑ دینا خلاف انصاف ہے حضرت کے زمانہ میں بھی یہ اتفاق پیش آیا مگر آپ نے جمعہ ادا کیا اور آپ نے گاؤں کے لوگوں کو کہدیا کہ تم جانا چاہو تو چلے جاؤ ہم جمعہ ادا کریں گے۔ ابو داؤد وغیرہ میں موجود ہے اور عبداللہ بن زبیر کے فعل کی علماء نے تاویل کی ہے لہذا جمعہ ضرور ادا کرنا چاہیئے۔ دوسری بات یہ ہو کہ

[1] دیکھئے مصفی مسوی ص $\frac{153}{1ج}$ [2] فلو خطب بالفارسیۃ او بغیرہا جاز کذا قالوا والمراد بالجواز ھو الجواز فی حق الصلوٰۃ بمعنی انہ یکفی لاداء الشرطیۃ وتصح بہ الصلوٰۃ لا الجواز بمعنی الاباحۃ المطلقۃ فانہ لاشک فی ان الخطبۃ بغیر العربیۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی والصحابۃ فیکون مکروھا تحریما وکذا قراءۃ الاشعار الفارسیۃ والہندیۃ فیہا (حاشیہ شرح وقایہ ص $\frac{242}{1ج}$) ظفیر۔

جمعہ کی نماز نص قرآن شریف سے ثابت ہے اس کو ایک فعل صحابی سے ترک کر دینا یا تخصیص کرنا شخص سنیمہ کا کام نہیں ہے۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ

سوال (۲۵۲۹) گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہ؟ اور حدیث جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "لا جمعۃ ولا تشریق" الخ اس پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہ؟

الجواب:۔ چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے اور حضرت علیؓ کی حدیث پر عمل کرنا عند الحنفیہ لازم ہے۔ مصر شرط وجوب وادار جمعہ ہے[۱]۔ فقط۔

بعد اذان ثانی مناجات

سوال (۲۵۳۰) جمعہ کے روز بعد اذان ثانی مناجات کرنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مکروہ ہے اور ممنوع ہے۔ درمختار میں ہے وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب باب الاذان[۲] وفی الشامی واجابۃ الاذان حینئذٍ مکروھۃ[۳]۔ اور حدیث شریف میں ہے اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام[۴] الخ پس معلوم ہوا کہ بعد ثانی جمعہ دعاء و مناجات زبان سے نہ کرے فقط

خطبہ کی حالت میں دوسرا کام

سوال (۲۵۳۱) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی حالت میں امام حسنؓ و امام حسینؓ کو گرتے دیکھ کر خطبہ قطع کر کے ان کو اٹھایا، اب ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ خصوصیت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یا یہ کہ ایسی حالت ہو کہ اندیشہ ہے بچہ کے چوٹ لگنے کا تو ایسی حالت میں اب[۵] بھی خطیب کو ایسا کرنا درست ہے جیسا کہ درمختار میں بعض مواقع میں نماز قطع کر دینے کا حکم ہے ویجب القطع لنحو انجاء غریق او حریق[۶]۔ فقط۔

---

[۱] ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء الاول المصر (درمختار باب الجمعۃ) ظفیر۔ [۲] الدرالمختار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲۔ ظفیر۔ [۳] رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۶۹ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ۱۲ ظفیر۔ [۴] دیکھئے رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۵۸ ۱۲ ظفیر۔ [۵] ویباح قطعہا لنحو قتل حیۃ الی قولہ، ویجب لاغاثۃ ملہوف و غریق و حریق ۱۲ الدرالمختار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۹۳ ج ۱) ظفیر

بادشاہ اسلام نہ ہونیکی صورت میں جمعہ

سوال (۲۵۳۲) جس جگہ بادشاہ اسلام نہ ہو وہاں جمعہ نہیں ہوتا یہ صحیح ہے یا نہ؟

الجواب:- یہ غلط خیال ہے کہ جہاں بادشاہ اسلام نہیں وہاں جمعہ نہیں ہوتا بلکہ جمعہ ہو جاتا ہے۔ شامی میں اس کی تصریح موجود ہے[1]۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ

سوال (۲۵۳۳) ایک گاؤں میں باوجود عدم جواز جمعہ اکثر لوگ اس وجہ سے جمعہ پڑھتے ہیں کہ ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اس صورت جمعہ کے حامی شرعاً ماخوذ ہیں یا نہیں؟

(۲) ایک شخص بوجہ عدم جواز جمعہ فی القری نماز جمعہ پڑھنے کے لئے چار میل مسافت طے کر کے ایک قصبہ میں جمعہ پڑھتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:- (۱) جس گاؤں میں بوجہ اس کے چھوٹا ہونے کے عند الحنفیہ درست نہیں ہے اس میں کسی خیال سے بھی جمعہ نہ پڑھنا چاہئے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسی جگہ جمعہ پڑھنے سے گنہگار ہوتے ہیں اور ظہر کی جماعت کے ترک کا گناہ بھی ان پر ہے[2]

---

[1] (والسلطان الى قوله) والاطلاق مشعر بان الاسلام ليس بشرط وهذا اذا امكن استيذانه والا فالسلطان ليس بشرط فلو اجتمعوا على رجل وصلوا جاز (جامع الرموز باب الجمعه ص ۱۱۲ ج ۱) مع انها تصح (الجمعة) في البلاد التي استولى عليها الكفار كما سنذكره (رد المحتار باب الجمعه) فلو الولاة كفار ايجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين ويجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما (ايضا ص ۷۵۴ ج ۱) ظفير

[2] وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز (اى الجمعة) في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر انه اريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة الا ترى ان في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (رد المحتار باب الجمعه ص ۷۴۸ ج ۱) ظفير۔

(۲) یہ اچھا ہے کہ جمعہ دوسرے قصبہ میں جا کر ادا کرے اس میں ثواب ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ دیہات کے لوگ مدینہ شریف میں جمعہ پڑھنے آتے تھے۔ فقط۔

مولانا نانوتویؒ کی نماز جمعہ دیہات میں

سوال (۲۵۳۴) اکثر لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا مولوی محمد قاسم رحمہ اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے نماز جمعہ دیہات میں ادا کی ہے اگر یہ بات خلاف ہوتی تو وہ کیوں کرتے؟

الجواب:- اصل یہ ہے کہ فقہ کی معتبر کتابوں مثل ہدایہ و شرح وقایہ و درمختار و شامی سے یہ ثابت ہے کہ ادائے جمعہ اور وجوب جمعہ کے لئے مصر شرط ہے اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قصبہ قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی حکم میں شہر اور مصر کے ہے[۱] اور درمختار اور شامی میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ درست نہیں ہے اور اس میں کراہت تحریمیہ ہے[۲]۔ پس حضرت حاجی شاہ امداد اللہ قدس سرہ یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ نے اگر دیہات میں جمعہ پڑھا ہوگا تو وہ بڑا گاؤں ہوگا اور حضرت مولانا گنگوہی خلیفہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے اپنے پیر اور پیر بھائی کے حالات سے زیادہ واقف تھے ان کا فتویٰ آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ کیسے تشدد سے چھوٹے دیہات میں جمعہ کو منع فرماتے تھے اور اس بارہ میں کتاب بھی لکھی ہے۔ اگر بالفرض اختلاف علماء بھی اس میں تسلیم کیا جاوے تو پھر بھی احتیاط ترک جمعہ فی القریٰ میں ہے کیونکہ مکروہ امر سے بچنا سنت اور مستحب کے کرنے سے مقدم ہوتا ہے۔ فقط

جمعہ کے لئے جامع مسجد ہونا شرط نہیں

سوال (۲۵۳۵) ایک شخص نے اپنی تصنیف میں

---

[۱] تقع فرضًا فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۳۶ ج ۱)

[۲] وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ والظاہر انہ ارید بہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القریٰ لزمہم اداء الظہر (ایضاً ص ۷۳۸ ج ۱) ظفیر

لکھا ہے۔ کہ :-

ادائے جمعہ کے لئے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔

الجواب:- ..... کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ بے شک جمعہ کے لئے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔ شہر کی دوسری مسجد میں یا شہر کے میدان میں بھی جمعہ ہو سکتا ہے مگر جمعہ کے لئے یہ شرط ہے کہ شہر یا قصبہ ہونا چاہئے اور بڑا گاؤں جو مثل قصبہ کے ہو وہ بھی اس حکم میں ہے۔ چھوٹے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ درست نہیں ہے[1]۔ حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ میں ہے۔ لا جمعة ولا تشریق الخ الا فی مصر جامع الحدیث۔ فقط۔

کمزور پر جمعہ

سوال (۲۵۳۶) جو آدمی ضعیف ہو اور اس قدر فاصلہ یا بلند جگہ پر جہاں جامع مسجد واقع ہو نہ جا سکتا ہو، وہ نماز جمعہ کہاں ادا کرے

الجواب:- جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو جمعہ ادا کر لیوے جامع مسجد میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اوقات خطبہ میں سنن

سوال (۲۵۳۷) جمعہ کے خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:- خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا درست نہیں ہے۔ جس وقت سے امام منبر پر جاوے اور خطبہ شروع کرے اس وقت سے نماز وغیرہ سب ممنوع ہو جاتی ہے لقولہ علیہ السلام اذا خرج الامام فلا صلاة ولا کلام[2]۔ فقط۔

ایک شہر میں کئی جگہ جمعہ درست ہے یا نہیں اور چند دوسرے سوالات

سوال (۲۵۳۸) چند جگہ بستی میں جمعہ ہونے سے ثواب میں تو کچھ کمی نہیں آتی۔؟ اکیلے امر دکو جماعت میں

---

[1] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (الی قوله) وفیما ذکرنا اشارة انه لا تجوز فی الصغيرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب الخ (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ ظفیر) [2] واذ خرج الامام (الی قوله) فلا صلاة ولا کلام الی تمامها (الدر المختار۔ باب الجمعہ ص ۱۱۳ ج ۱ ظفیر)

شریک کرنے سے نقصان تو نہیں آتا؟ تعلیم خاوندی میں تقلید مثل آجکل مدارس کے درست ہے یا نہیں؟ مدرسین پر جرمانوں کا قاعدہ قانون سے مدلل شرح فرمائیے۔ مدرسین کا ماہوار بینا درست ہے یا نہیں؟۔

متعصب عالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ درست ہے اس سے ثواب جمعہ میں کچھ کمی نہیں آتی۔ در مختار میں ہے وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب وعلیه الفتوی الخ درمختار[1]۔ امرد کا جماعت میں شریک ہونا درست ہے اور امرد اگر نابالغ ہو اور تنہا ہو تو اس کو بھی شریک جماعت کر لینا جائز ہے۔ کذا فی الشامی[2]۔ دینی مدارس میں اگر انتظام و پابندی اوقات وغیرہ مثل انگریزی مدارس کے کیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے۔ جرمانہ مالی شریعت میں درست نہیں ہے البتہ مدرسین و ملازمین کی تنخواہ حسب قاعدہ وضع ہو سکتی ہے اور مدرسین کو عیدی وغیرہ لینا اطفال سے حسب عرف درست ہے عالم کے پیچھے نماز افضل ہے اور عالم کو دین میں متعصب ہونا ہی چاہئے تعصب کے معنی پختگی فی الدین کے ہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۲۵۳۹) جمعہ یا عیدین کی نماز میں بلا اجازت امام کے از خود تکبیر پکار کر رکوع سجدہ میں کہنا تاکہ اور نمازیوں کو سہولت ہو،	کیا مکبر کے لئے امام کی اجازت ضروری ہے

جائز ہے یا نہیں؟ ایک عالم امام کہتے تھے کہ بلا اذن امام کے تکبیر پکارنے سے مکبر کی نماز نہیں ہوتی یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب:۔ نمازیوں کی سہولت اور اطلاع کی وجہ سے تکبیر پکار کر کہنا درست ہے

---

[1] درمختار علی ہامش ردالمحتار ص۷۵۵ ج۱ ۱۲ [2] ویصف الخ الرجال الخ ثم الصبیان ظاہرہ تعددهم فلو واحد دخل الصف (درمختار مختصر) وکذا لو کان المقتدی رجلا وصبیا بصفهما خلفه لحدیث انس الخ ردالمحتار ص۵۳۴ ج۱ ظفیر۔

امام کے اجازت کی ضرورت نہیں ہے یہ قول کسی عالم کا کہ بدون اجازت امام تکبیر پکار کر کہنا مقتدی کو جائز نہیں ہے اور اس کی نماز اس سے فاسد ہو جاتی ہے الخ غلط ہے۔ فقط

جس قصبہ کی مردم شماری پچیس سو ہو، اس میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۴۰) ایک جگہ جس کی آبادی زمانہ غدر سے پہلے آٹھ نو ہزار تھی اور ایک صوبہ دار بھی رہتا تھا، تحصیل بھی تھی۔ بعد غدر تحصیل بھی موقوف ہوگئی اور صوبہ دار کا رہنا بھی موقوف ہوگیا اور رفتہ رفتہ حوادثات زمانہ سے پچیس سو آدمی رہ گئے ہیں اور اشیاء ضروری معمولی اب بھی بہم پہنچتی ہیں اور گیارہ مسجدیں وہاں پر موجود ہیں اور ہفتہ میں ایک روز بازار بھی لگتا ہے اور جامع مسجد طیار ہو رہی ہے، اس صورت میں وہاں پر جمعہ ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس بستی میں جس کا ذکر سوال میں ہے جمعہ واجب الادا ہوتا ہے وہاں جمعہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ درحقیقت وہ آبادی قصبہ ہے اگرچہ حوادثات زمانہ سے آبادی اب کم ہوگئی ہے اور قریہ کبیرہ کی برابر اب بھی ہے وہاں آبادی موجود ہے۔ شامی میں ہے کہ قصبات اور قریہ کبیرہ میں عند الحنفیہ جمعہ ادا ہوتا ہے[1] بنا بر علیہ اس آبادی میں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

جمعہ کا وقت

سوال (۲۵۴۱) درمختار میں منقول ہے کہ نماز جمعہ کے وقت سے کسی کو آگاہی نہیں، علماء کا اتفاق اس بات پر ہو چکا ہے کہ بوقت ظہر نماز جمعہ ادا کی جائے نماز جمعہ کا کونسا وقت ہے؟

الجواب:۔ درمختار کی عبارت یہ ہے وجمعته کظهر اصلا و استحبابا[2] اس کا حاصل یہ ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے، سائل نے جو یہ لکھا ہے کہ درمختار میں لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے وقت سے کسی کو آگاہی نہیں ہے تو یہ بالکل غلط ہے، درمختار

---

[1] وتقع الجمعة فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۵۳ ج ۱)

[2] الثالث وقت الظهر فتبطل الجمعة بخروجه مطلقا الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۵۷ ج ۱ ظفیر

میں کہیں ایسا نہیں ہے۔

جمعہ کہاں جائز ہے

سوال (۲۵۴۲) دس پانچ آدمی مل کر دس بارہ کوس کے فاصلہ پر کسی کام کو گئے اور اس عرصہ میں جمعہ کا دن آگیا وہاں پر ان کو جمعہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ نماز جمعہ کے وجوب و ادا کے لئے مصر یا فناء مصر شرط ہے[1] یعنی شہر یا قصبہ یا بڑے قریہ میں جمعہ ہو سکتا ہے چھوٹے گاؤں اور جنگل میں جہاں کچھ آبادی نہ ہو جمعہ نہیں ہوتا البتہ وہ جنگل قریب شہر یا قصبہ سے ہو کہ وہ فناء مصر میں داخل ہو اس میں جمعہ ہو سکتا ہے! فقط۔

جمعہ بعد کتنی سنتیں ہیں اور کس ترتیب سے

سوال (۲۵۴۳) نماز جمعہ میں فرضوں کے بعد چار سنتیں پڑھے پیچھے اگر چھ پڑھے تو پہلے دو پڑھے یا چار؟

الجواب:۔ چھ بہتر ہیں۔ چار پہلے اور دو پیچھے[2] ! فقط

گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی

سوال (۲۵۴۴) اگر کوئی شخص گاؤں میں نماز جمعہ ادا کرے تو اس کے ذمہ سے ظہر ساقط ہو جائے گی یا نہیں اور ایسا کرنے والا گنہ گار ہو گا یا نہیں؟

الجواب: چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ ادا کرنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی اور ایسا

---

[1] ویشترط بصحتها المصر الخ او فناءه (در مختار) وتقع (الجمعة) فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انه لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب (رد المحتار ص ۷۴۸ باب الجمعہ) ظفیر

[2] وسن مؤکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعدها بتسلیمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار۔ باب النوافل ص ۶۳۰ ج ۱) وذکر فی الاصل واربع قبل الجمعة واربع بعدها وذکر الطحاوی عن ابی یوسف انه قال یصلی بعدها ستا وینبغی ان یصلی اربعا ثم رکعتین (بدائع الصنائع ص ۲۸۵ ج ۱) ظفیر۔

کرنا درمختار میں مکروہ تحریمی لکھا ہے[۱]! فقط۔

آبادی کے بڑے ہونے میں جملہ اقوام کا اعتبار

سوال (۲۵۴۵) قریہ سرسولی شہر سے سترہ میل کے فاصلہ پر ہے اور مسلمانان کی مردم شماری مع مرد و زن ۲۰۰ کی ہے اس قریہ میں ہمیشہ سے نماز جمعہ و عیدین ہمیشہ سے ہوتی ہے مدرسہ سرکاری وڈاک خانہ بھی ہے. ہفتہ میں دو بازار ہوتے ہیں دس بیس دوکانیں بھی ہیں اور بارہ قریہ اس قریہ کے متعلق ہیں جن کی مردم شماری ...۳ ہے اور خاص قریہ کی مردم شماری ہر قوم ۱۵۰۰ کی ہے جمعہ وہاں درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ قریہ کے بڑے چھوٹے میں جملہ اقوام کی مردم شماری کا اعتبار ہوتا ہے جس قریہ کی مردم شماری باعتبار جملہ اقوام کے کثیر ہے وہ قریہ کبیرہ ہے جمعہ واجب الاداء ہوتا ہے جیسا کہ شامی میں اس کی تصریح ہے۔ پس اگر وہ قریہ بڑا شمار ہوتا ہے تو حسب تصریح فقہاء اس میں جمعہ و عیدین کی نماز درست ہے[۲]۔ فقط

دو ہزار سے زیادہ آبادی میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۵۴۶) قصبہ سلیم پور بستی متصل قصبہ بھنسپور قریب ایک میل جس میں جمعہ واجب ہے اور اس کے متصل گڑھی ہے کہ ہر دو بستیاں کے درمیان ایک باغ ہے اور پانچ وقت اذان کی آواز آتی ہے اور دونوں جگہ کی مردم شماری چار ہزار پانچسو کی ہے. سلیم پور کی مردم شماری دو ہزار تین سو ہے اور گڑھی کی

---

[۱] وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری الصغیرۃ لزمہم الظہر (رد المحتار باب الجمعہ ص۴۸ ج۱) وفی القنیۃ صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریما لانہ اشتغال بما لا یصح (در مختار) قولہ صلاۃ العید ومثلہ الجمعۃ (رد المحتار باب العیدین ص۲۰۲ ج۱) ظفیر۔

[۲] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعہ ص۴۲ ج۱) ظفیر۔

دو ہزار دو سو ہے۔ سلیم پور میں غدر سے پہلے تخمینی تھی اور مردم شماری بھی قریب سات ہزار کی تھی لیکن حوادث و انقلاب کی وجہ سے آبادی کم ہو گئی ہے تاہم ہر قسم کی ضروریات دستیاب ہوتی ہیں لہٰذا جمعہ و عیدین واجب ہیں یا نہیں۔

الجواب: سلیم پور اب بھی قریہ کبیرہ ہے اور قریہ کبیرہ میں جمعہ واجب الادا ہوتا ہے کما صرح بہ الشامی۔[۱] پس سلیم پور میں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ اور اسی طرح گڑھی میں جمعہ ہو سکتا ہے فقط

تیرہ سو آبادی جس میں بازار ہو جمعہ جائز ہے

سوال ([illegible]) بندہ جس جگہ اب تعینات ہوا ہے وہ پہلے کوئی گاؤں یا شہر نہیں تھا بلکہ بوجہ ریل کے اسٹیشن کے یہاں گودام ہے اور گاڑیاں ریل کی تین طرف کی یہاں آتی جاتی رہتی ہیں۔ بیس بائیس سال سے اسٹیشن کے سامنے سڑک نانوتہ پیش در کے اوپر دوکانات آباد ہوئی تھی پھر یہاں منڈی اس قسم کی ہو گئی کہ دور دور یہاں سے سوداگری کا مال مثل گھی، چاول، گندم وغیرہ جاتا ہے، اب اس جگہ مکانات تمام پختہ بن گئے اور آبادی بھی ۱۳۰۰ سو کی ہو گئی، تمام قسم کی ضروریات یہاں سے مل سکتی ہیں اور شفاخانہ و مدرسہ سرکاری بھی موجود ہے، اور آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ جمعہ میں کثیر تعداد آدمی ہو جاتے ہیں۔ جمعہ یہاں پڑھا جاوے یا نہ؟

آبادی سے تھوڑی دور پر گھر میں جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں

سوال ([illegible]) اور جو لوگ مسجد سے زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں مثلاً ۴۰۰ گز یا ۵۰۰ گز کہ اذان کی آواز وہاں نہیں پہنچ سکتی وہ گر مسجد کی جگہ گھر میں مخصوص کر لیں اور ۶-۷ آدمی جماعت سے نماز پڑھیں تو کیا وہ مخصوص جگہ گھر میں مسجد کا حکم رکھے گی یا کیا؟

الجواب: (۱) جمعہ اس بستی میں جس کا ذکر سوال میں ہے واجب ہے، ادا ہو جاتا ہے، پس وہاں جمعہ پڑھنا چاہئے[۲] (۲) وہ مخصوص جگہ گھر کی مسجد کا حکم نہ رکھے گی۔[۳] لیکن نماز اگر جماعت سے وہاں

---

[۱] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعۃ ص [illegible]) ظفیر

[۲] وتقع الجمعۃ فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق (رد المحتار ص [illegible]) ظفیر

[۳] ولا یکرہ ما ذکر فوق بیت جعل فیه مسجد بل ولا فیه لأنه لیس بمسجد شرعا (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۵ ج ۱) ظفیر

پڑھی جاوے گی جماعت کا ثواب حاصل ہوگا۔ فقط۔

پہلے شہر تھا اب دو، ڈیڑھ ہزار آبادی ہے کیا جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۴۹) جو جگہ پہلے شہر ہو اور اب آبادی کم ہو کر دو ڈیڑھ ہزار آدمی رہ گئے ہوں اس میں جمعہ جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو موجودہ حالت کے لحاظ سے یا قدیمہ حالت کے۔

الجواب:۔ قریہ کبیرہ جس میں بازار ہوں وہ مثل قصبہ کے ہوتا ہے اور مصریۃ کی شان اس میں پائی جاتی ہے۔ پس جو بستی پہلے بڑا شہر ہو اور اب اس میں دو ڈیڑھ ہزار آدمی رہ گئے ہوں اور بازار و دوکانیں وغیرہ اس میں ہوں اس میں جمعہ واجب ہے وہ درحقیقت مصر ہے اس میں جمعہ ہونے میں کچھ تردد معلوم نہیں ہوتا اور قریہ کبیرہ کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مثل قصبہ کے معلوم ہوتا ہے[1]

خطبہ جمعہ فرض ہے یا سنت

سوال (۲۵۵۰) خطبہ جمعہ فرض ہے یا سنت۔

بوقت خطبہ کسی قسم کا ذکر جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۵۱/۲) بوقت خطبہ کس قسم کا ذکر جائز ہے یا خاموش رہنا چاہیے۔

جمعہ سے پہلے کی سنت خطبہ سے پہلے نہ پڑھ سکا اب کب کرے

سوال (۲۵۵۲/۳) نماز جمعہ سے پہلے جو چار سنت ہیں وہ رہ گئیں اور نماز جمعہ کا خطبہ شروع ہو گیا۔ ان چار رکعت کو کس وقت پڑھے؟۔

الجواب:۔ (۱) خطبہ میں فرض[2] مطلق ذکر ہے یہاں تک کہ اگر بقدر الحمد للہ۔ یا سبحان اللہ کہہ لیا فرض خطبہ ادا ہو جاوے گا مگر سنت یوں ہے کہ دو خطبہ ہوں۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ وکفت تحمیدۃ او تہلیلۃ او تسبیحۃ للخطبۃ المفروضۃ مع الکراہۃ الخ ویسن خطبتان[3]۔ الخ

---

[1] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ (رد المحتار ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔ [2] خطبہ ادائے جمعہ کی صحت شرط ہے۔ ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء الاول المصر الخ والرابع الخطب فیہ (الدر المختار باب الجمعۃ) [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۷۵۸ ج ۱، ظفیر۔

(۲) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خاموش ہو کر سننا چاہیئے۔ کسی قسم کا ذکر و تسبیح و نماز وغیرہ اس وقت نہ چاہیئے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔[1]

(۳) خطبہ شروع ہونے کے بعد سنت نہ پڑھے بعد نماز جمعہ کے پڑھے، دوسرے خطبہ کے وقت بھی نہ پڑھے۔

شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک احاطہ ہے اس میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۵۳) ایک احاطہ بارہ میل ہے اور اس سے ایک میل کے فاصلہ پر شہر آباد ہے تو اس احاطہ میں جمعہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر وہ احاطہ شہر کے فنار میں سے شمار ہے تو جمعہ وہاں صحیح ہے۔[2]

صوبہ بنگال کے دیہاتوں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۵۴) اقول کم رحمہم اللہ۔ دریں مسئلہ کہ فی اعمال در صوبہ بنگال جم غفیر در دیہات نماز جمعہ ادا می کنند صرف بایں وجہ کہ از ایام ماضیہ ہر خاص و عام نماز جمعہ را بہ جنیں قریہ ادا کردہ می آیند۔ و گروہ از علماء حنفیہ آں دیار میگویند کہ نزد امام ابو حنیفہؒ اگرچہ در دیہات نماز جمعہ روا نیست مگر ایں مسئلہ تبقلید امام شافعیؒ در قریہ نماز جمعہ می گذاریم پس قول ایشاں چگونہ است و نماز جمعہ ہر خاص و عام و گروہے موصوفاں قد علماء کرام ادا شود یا نہ۔ بر مسلک حنفیہ جواب مدلل تحریر فرمایند۔

---

[1] اذا خرج الامام من الحجرة ان كان والا فقيامه للصعود فلا صلاة ولا كلام الى تمامها (در مختار) قوله فلا صلاة شمل السنة وتحية المسجد الخ قوله لا كلام اى من جنس كلام الناس اما التسبيح ونحوه فلا يكره وهو الاصح كما فى النهاية والعناية وذكر الزيلعى ان الاحوط الانصات ومحل الخلاف قبل الشروع اما بعده فالكلام مكروه تحريما باقسامه كما فى البدائع وقال البقالى فى مختصره واذا شرع فى الدعاء لا يجوز للقوم رفع اليدين ولا تامين باللسان جهرا فان فعلوا ذلك اثموا وقيل اساءوا ولا اثم عليهم والصحيح هو الاول وعليه الفتوى (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۸/۱) ظفير۔

[2] ويشترط لصحتها المصر او فناءه (در مختار باب الجمعة) ظفير

الجواب: جمعہ باتفاق حنفیہ خصوص بمعہ است در قریٰ جائز نیست کذا فی الہدایہ صلوٰۃ الجمعۃ لاتصح الا فی مصر جامع او مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ[1] ومنقول از امام ابو حنیفہ در بیان مصر این ست کہ بازار و کوچہا و حاکم نافذ کنندہ حدود داشتہ باشد۔ کذا فی المواہب للطرابلسی۔ مگر چون تسلط کفار غالب شد حاکم اسلام مفقود شد پس تحقق شرط حاکم نافذ کنندہ مفقود شد۔ پس اگر قریٰ مسئول عنہا بازار و کوچہا میدارند پس بموجب روایت مذکورہ جمعہ و اعیاد آنجا بوجود شرائط دیگر انہا بلا شبہ رواست والا لما فی الشمنی فلا یؤدی فی مفازۃ لما روی البیہقی فی المعرفۃ وعبد الرزاق وابن ابی شیبۃ فی مصنفیہما عن علی انہ قال لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ الفطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ ولانہ کان المدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کثیرۃ ولم ینقل عنہ علیہ السلام انہ امر باقامۃ الجمعۃ فیہا انتہی۔ وظاہر است کسانیکہ نماز جمعہ در دیہات بتقلید شافعیہ ادا می کنند در نماز پنجگانہ وشرائط تعداد و دیگر مسائل بمسلک شافعیہ عمل نمیکنند این را تلفیق میگویند و تلفیق نزد فقہاء باطل است۔ پس قول بعض علماء حنفیہ در بارہ جواز صلوٰۃ جمعہ در دیہات بتقلید شافعی ہرگز صحیح و درست نیست ونماز جمعہ ایشان نزد حنفیہ صحیح نمی شود و نہ نزد شافعیہ۔ پس گناہ ترک نماز ظہر و قیام جمعہ بصورت عدم جواز او بر ذمہ لازم می آید فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بنگال میں جہاں آبادیاں ملی ہوئی ہیں جمعہ جائز نہیں

سوال (۲۵۵۱) بملک بنگال موضعات متصل واقع اند واز قدیم الایام دران مواضع جمعہ نمی خوانند اکنوں بعض ملایان بنگال گویند کہ درین دیار بلا شک جمعہ جائز است۔ مردمان منتظر فتویٰ ہستند۔

الجواب: در قریہ صغیرہ عند الحنفیہ جمعہ واجب نیست وادا نمی شود۔ کما فی الدر المختار المعروف بالشامی۔ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا

---

[1] ہدایہ باب صلوٰۃ الجمعۃ ص ۱۵۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

فاقد ومنبر وخطيب كما فى المضمرات والظاهر انه اريد به الكراهة لفوات الجماعة الاترى ان فى الجواهر لو صلوا فى القرى لزمهم اداء الظهر ۱ھ شامی ص ۵۳۶ وفى باب العيدين من الدر المختار وفى القنية صلاة العيد فى القرى تكره تحريما قال فى الشامى قوله صلاة العيد ومثله الجمعة ۲ھ

ازیں روایات معلوم شد کہ در قری صغیرہ جمعہ صحیح نیست و ادائے ظہر لازم است وجمعہ ادا کردن در قریہ مکروہ تحریمی است، در دیہات بنگال چنانچہ حال آنہا معلوم شدہ قریہ صغیرہ است بہیچ وجہ جمعہ در آنہا صحیح نیست۔ فقط۔

دونوں خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے

سوال (۲۵۵۶) دونوں خطبے جمعہ کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ دونوں خطبوں کے درمیان اگر دعا مانگے دل سے مانگے، زبان سے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اس حالت میں درست نہیں ہے۔[۳]

خطبہ سے پہلے وعظ کہنا کیسا ہے

سوال (۲۵۵۷) ایک مولوی صاحب قبل از نماز جمعہ بوقت ادائیگی سنت وعظ فرمایا کرتے ہیں جس سے سنت پڑھنے والوں کو دقت ہوتی ہے ایسی حالت میں سنت ادا کریں یا وعظ سنیں۔

الجواب:۔ ایسے وقت کہ نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو اور بعض سنتوں سے رہ جاویں وعظ کہنا ہی نہ چاہئے۔ کیونکہ فقہاء یہ تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر بالجہر یا تلاوت آیات بالجہر سے اگر نمازیوں کی نماز میں کچھ خلل واقع ہو تو اس طرح ذکر تلاوت وغیرہ نہ کرنا چاہئے۔ فما ظنک بالوعظ ...... اول تو ایسے وقت میں واعظ کو وعظ ہی نہ کہنا چاہئے اور اگر وہ وعظ کو نہ چھوڑے تو سنت قبل جمعہ کو چھوڑ کر

---

۱ ردالمحتار باب الجمعة ص ۷۴۸ ج ۱۔ ۲ ظفیر ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱۔ ۳ ظفیر واخرجه [illegible] الکلام الی تمام [illegible] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ص ۷۶۰ ج ۱۔ ظفیر

جو کہ سنت مؤکدہ ہیں[1] نہ چھوڑیں ضرور پڑھیں۔

جمعہ کی نماز فرض ہے یا نہیں اور خطبہ اس کا سننا کیسا ہے

سوال (۲۵۵۸) دو رکعت جمعہ فرض ہے یا کیا اور خطبہ اول وثانی فرض ہیں یا کیا اور سننا واجب ہے یا نہ اور خطبہ کے وقت باتیں کرنا اور نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب: جمعہ دو رکعت فرض ہے[2] اور خطبہ مطلقاً فرض ہے[3] اور دو ہونا خطبہ کا یعنی دو خطبے پڑھنا سنت ہے[4] اور تمام خطبہ کا سننا فرض ہے[5]۔ خطبہ پڑھنے کی حالت میں باتیں کرنا اور نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامہا[6]

اذان ثانی منبر کے سامنے مسجد میں ہو یا باہر

سوال (۲۵۵۹) اذان ثانی جمعہ منبر کے قریب مسجد میں ہونا افضل ہے یا مسجد سے باہر دروازہ مسجد پر اور سنن ابی داؤد کے لفظ علی باب المسجد سے کیا مراد ہے۔

الجواب: اذان ثانی جمعہ کی منبر کے سامنے مسجد میں مسنون ہے[7] اور تفصیل اس کی اور تاویل حدیث ابوداؤد کی رسائل میں جو اس بارہ میں شائع ہوئے ہیں موجود ہے ان کو دیکھ لیا جاوے۔

نماز جمعہ کی یہ ترتیب صحیح ہے یا نہیں

سوال (۲۵۶۰) نماز جمعہ دارالحرب میں جائز سمجھنے پر بندہ اس طرح پڑھتا ہے۔ اول خطبہ سے چار رکعت سنت بعد خطبہ با جماعت دو رکعت فرض

---

[1] وسن مؤکدا اربع قبل الظہر واربع قبل الجمعۃ (درمختار) ولہذا کانت السنۃ المؤکدۃ قریبۃ من الواجب فی لحوق الاثم ویستوجب تارکہا التضلیل واللوم (رد المحتار مطلب فی السنن والنوافل ص ۶۳۴ ج ۱) ظفیر [2] ہی فرض عین یکفر جاحدہا لثبوتہا بالدلیل القطعی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۴ ج ۱) [3] ویشترط لصحتہا الخ الخطبۃ فیہ (ایضاً ص ۷۵۸ ج ۱) باب الجمعۃ [4] ویسن خطبتان بجلسۃ بینہما (ایضاً ص ۷۵۸ ج ۱) [5] یجب علیہ ان یستمع ویسکت ... حیث قال اذ الاستماع فرض کما فی المحیط او واجب الخ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۹ ج ۱) ظفیر [6] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸۔ ظفیر مفتی محمد [7] ویؤذن ثانیاً بین یدیہ ای الخطیب الخ اذا جلس علی المنبر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۷۷۰ ج ۱ باب الجمعۃ) ظفیر۔

پھر چار رکعت سنت لیکن اگر مسجد میں ایسے وقت داخل ہوں کہ خطبہ شروع ہے تو خطبہ سنا جاتا ہے اور اور پھر دو فرض اس کے بعد پہلی والی چار رکعت سنت اور بعد فرض کے چار رکعت سنت ادا کرتا ہوں بس۔ جائز ہے۔ اسی طرح ہے اگر نہیں تو کیوں۔

الجواب:۔ اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ یہ ٹھیک ہے اور اگر جمعہ کے بعد چھ سنت بھی پڑھ لیا کرے تو بہتر ہے۔

مصر کی صحیح تعریف کیا ہے

سوال (۲۵۶۱) عند الاحناف وجوب جمعہ کے لئے مصر تو یقیناً شرط ہے لیکن چونکہ تعریف مصر میں اختلاف عظیم ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ تعریف معتبر و مفتی بہ کونسی ہے اور اس کا ماخذ کیا ہے مدلل بیان فرماویں۔ وہ قریہ جس کی آبادی "۱۲۰۰" بخیف ہے اور پانچ مساجد بھی ہیں اور تمام حوائج اہل قریہ بھی دستیاب ہوتی ہیں اور صاحب ہدایہ کی تعریف ہذا وعنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم کا بعینہ مصداق ہے اور صاحب شرح وقایہ کی عبارت ھذا ولایسع اکبر مساجدہ اھلہ مصر ایہ بھی انطباق ہے علاوہ بریں چونکہ قریہ مذکورہ میں شریف اہل علم آباد ہیں ان کی وجہ سے گردونواح کے اہل دیہات برائے شرکت جمعہ جمع ہوتے ہیں اور خوب مجمع ہو جاتا ہے لہذا بیان فرمایئے کہ قریہ مذکورہ میں بنا بر تعریف صاحب ہدایہ و شرح وقایہ جمعہ جائز ہے یا نہ۔ ناجائز ہونے کی صورت میں دلیل معارض عن التعریفین و ماخذ قول مفتی بہ تحریر فرما کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں

الجواب:۔ مصر کی تعریف وھو ما لایسع اکبر مساجدہ اھل المکلفین بہا منقوض ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عرفاً وہ بستی شہر یا قصبہ کہلائی جانے کی مستحق ہو اور قریہ کبیرہ جو مثل قصبہ کے ہو اور ضروریات مردماں وہاں ملتی ہوں وہ بھی بحکم مصر ہے۔ شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال فیہا وذکر اشارۃ الی انہ لاتجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض و منبر وخطیب[۱] الخ۔ وفی باب العیدین من الدر المختار عن القنیہ صلوۃ العید

---

[۱] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ ۔ ۱۲

فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ[1] و قد
شامی میں ہے و مثلہ الجمعۃ[2] - الخ

پس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے حالانکہ تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ
بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے اس لئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں نقل فرمایا ہے
قولہ و مالا یسع ھذا یصدق علی کثیر من القریٰ الخ اور اس تعریف پر یہ بھی نقض
کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجد حرام اور مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہوئی جاتی ہیں کیونکہ
وہاں مالا یسع صادق نہیں آتا بلکہ ان مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ
وسعت ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ[3] - الخ

حضرت قاسم العلوم اور مسئلہ جمعہ

سوال (۲۶۲۱) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
قیام صلوٰۃ جمعہ فی القریٰ کو جائز ہونے کا محقق و مصدق ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ ہو وگر
کسی در دیہی جمعہ قائم کند درست گر بیا لش نزنند کہ اول ایں شرط مصر بودن ظنی و دوم ...
یہ جمہور کے خلاف ہے تطبیق کی کیا صورت ہے۔

الجواب: - حنفیہ کا مذہب معروف و مشہور ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں
ہوتا کیونکہ ان کے نزدیک جمعہ کے لئے مصر شرط ہے اور تحقیق اس کی اور دلائل توبہ اولتی و
واحسن القریٰ میں . . . . . موجود ہیں ان کتابوں کو دیکھا جاوے ۔ باقی حضرت مولانا نانوتوی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ - [2] رد المحتار ص ۷۷۵ ج ۱ ظفیر۔

[3] والفصل فی ذالک ان مکۃ والمدینۃ مصران تقام بہما الجمعۃ من
زمنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی الیوم فکل موضع کان مثل احدھما فہو مصر
حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار و
الوقایۃ وغیرہما وھو ما اجتمع فی اکبر مساجدہ لا یسعہم فانہ منقوض بہما
اذ کل مسجد منہما یسع اھلہ وزیادۃ الخ غنیۃ المستملی ص ۵۱۱ ظفیر۔

بہ فرمانا درست وگریبانش نہ زند الخ اس وجہ سے ہے چونکہ یہ مسئلہ ما بین الائمہ مختلف فیہا ہے اور دلائل ظنیہ پر مبنی ہے اس لئے جمعہ فی القریٰ قائم کرنے والے سے لڑائی جھگڑا اور طعن و تشنیع نہ کریں کہ فروعی اختلافات میں محققین کا یہی مسلک ہوتا ہے کہ نزاع و جدال اس میں مناسب نہیں ہے۔

چار ہزار کی آبادی میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۶۳) جس کی آبادی چار ہزار آدمیوں کی ہو اور ایک میل کے فاصلہ پر اسٹیشن ہے اور اس کی وجہ سے بازار بھی قائم ہو گیا ہے بھتانہ اور مدرسہ بھی ہے اور بازار کی آبادی تین ہزار کی ہو گئی ہے مجموعہ آبادی موضع اور اسٹیشن و بازار کی سات ہزار ہے اس صورت میں اس موضع میں جمعہ و عیدین پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

الجواب:۔ ایسی بستی میں نماز جمعہ و عیدین واجب ہے اور ادا ہو جاتی ہے کیونکہ شامی نے تصریح کی ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جمعہ فرض ہوتا ہے[1] اور یہ ظاہر ہے کہ بستی مذکورہ بڑا قریہ ہے۔

چھوٹی آبادی میں جمعہ جائز نہیں

سوال (۲۵۶۴) در قریہ میناوڑہ کل نود مکان از قوم ہنود واقع است در چنیں قریہ جمعہ ممنوع است یا نہ۔

الجواب:۔ در شامی از قہستانی آوردہ وتقع فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الیٰ ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الیٰ انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب[2] الخ ازیں عبارت واضح گردیدہ کہ در قریہ مذکورہ کہ کل نود مکان دراں است جمعہ ادا نمی شود کہ ایں چنیں قریہ، قریہ صغیرہ است نہ قریہ کبیرہ و نہ قصبہ۔ ہذا ما فیہ المحققون۔

قصبہ میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۶۵) ضلع ہزارہ میں ایک موضع موسوم بہ شنکیاری ہے

---

[1] وتقع فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ شامی باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ ظفیر

[2] ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر

جس میں چار مسجدیں ہیں اور بازار ہیں تقریباً اسی دوکانیں ہیں اور تھانہ ڈاکخانہ وغیرہ معمولی محکمات بھی ہیں بڑے بڑے حکام کے اترنے کی جگہ ہے اور یہاں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ ایک صاحب موضع مذکورہ میں نماز ادا کرنے سے مانع ہیں۔ ایسے قریہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قصبات اور قریہ کبیرہ میں نماز جمعہ فرض ہے اور ادا ہوتی ہے اور یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے قریہ میں باتفاق علماء حنفیہ جمعہ نہیں ہوتا بلکہ چھوٹے قریہ میں جمعہ پڑھنا گویا نفل کو جماعت کثیرہ کے ساتھ تداعی ادا کرنا ہے جو باتفاق فقہاء مکروہ ہے اور قریہ کا چھوٹا بڑا ہونا مشاہدہ سے اور کثرت وقلت آبادی سے معلوم ہوتا ہے جس قریہ میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں گے ظاہراً وہ قریہ کبیرہ بحکم قصبہ ہو سکتا ہے، اور اس سے کم آبادی ہو تو وہ قریہ صغیرہ کہلائے گا۔ شامی میں قہستانی سے منقول ہے۔

وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض ومنبر وخطیب الخ شامی باب الجمعۃ۔[1]

وفی باب العیدین من الدر المختار۔ صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریما ای لانہ اشتغال بما لا یصح۔ قال فی الشامی قولہ۔ صلاۃ العید ومثلہ الجمعۃ۔[2]

سوال (۲۵۶۶) بعض لوگ جامع مسجد کو چھوڑ کر محلہ کی مسجد میں جمعہ پڑھتے ہیں کیا حکم ہے۔	جامع مسجد کی بجائے محلہ کی مسجد میں جمعہ پڑھنا کیسا ہے

الجواب:- ایک شہر میں جمعہ چند جگہ بھی صحیح مذہب کے موافق صحیح ہے کذا فی الدر المختار[3]

---

[1] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۲ ج ۱ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب عیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ظفیر۔ [3] وتؤدی الجمعۃ فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتوی (الدر المختار) لان جواز التعدد وان کان ارجح واقوی دلیلا لکن فیہ شبھۃ قویۃ لانہ خلافہ مرویۃ عن ابی حنیفۃ ایضا واختارہ الطحاوی (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۵ ج ۱) ظفیر

وغیرہ۔ لیکن بلا وجہ جامع مسجد کو چھوڑنا اچھا نہیں ہے البتہ اگر کوئی فتنہ وغیرہ کا اندیشہ ہو تو خیر ورنہ حتی الوسع جمعہ ایک جگہ جامع مسجد میں ہونا اچھا ہے اور موجب ثواب عظیم ہے۔

قریہ میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہوگا یا نہیں

سوال (۲۵۶۷) قریہ میں عند الحنفیہ جمعہ جائز ہے یا نہ اور گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا یا نہ۔

الجواب: قال فی رد المحتار وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا یجوز فی الصغیرۃ[1] التی لیس فیہا قاض ومنبر الخ والظاہر انہ ارید بہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر الخ شامی ص[illegible] باب الجمعۃ، وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ۔ شامی۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ قریۂ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور ادا نہیں ہوتا اور اگر پڑھیں تو ظہر ساقط نہ ہوگی۔

موضع بڑی آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۶۸) موضع رکھیڑہ میں مسلمانوں کی آبادی ڈھائی ہزار کی ہے، چار مسجدیں ہیں اور بزازوں و عطاروں کی بہت دوکانیں ہیں اور ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے۔ اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا کیا۔

الجواب: یہ بڑا گاؤں ہے اور بڑے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ واجب و ادا ہوتا ہے۔ کما فی الشامی۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الخ[2]

بازار والے گاؤں سے متصل گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۶۹) موضع چھوٹا متصل بازار کمیتا کے واقع ہے اور بازار کی آبادی تین چار ہزار سے کم نہیں ہے ضرورت کی تمام چیزیں ملتی ہیں۔ یہ موضع مذکور قصبہ قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ قریب و جوار کے مسلمان وہاں جاکر جمعہ ادا کریں یا اپنے اپنے موضع میں پڑھیں اور اہل قریہ اپنے موضع میں جمعہ قائم

---

[1] رد المحتار باب العیدین ص۷۷۵ ج۱ ۔ [2] رد المحتار باب الجمعہ ص۷۴۸ ج۱ ۱۲ ظفیر

کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: جب کہ وہ موضع مستقل نام سے مشہور ہے اور شہر کے اغراض کے لئے نہیں ہے تو وہ فناء مصر نہیں ہے فالقول بالتحدید بمسافۃ یخالف التعریف المتفق علی ما صدق علیہ بانہ المعد لمصالح المصر فقد نص الائمۃ علی ان الفناء ما اعد لدفن الموتیٰ لحوائج المصر برکض الخیل والدواب وجمع العساکر والخروج للرمی وغیر ذلک[1] الخ (رد المحتار)

قرب وجوار میں جو دیہات صغیرہ ہیں وہاں کے باشندے اپنے اپنے دیہات میں ظہر پڑھیں وہاں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے[2]۔ البتہ اگر شہر میں جائیں تو وہاں جمعہ پڑھیں[3]۔

کیا دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر آنا ضروری ہے

سوال (۲۵۷۰) دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر میں آنا ضروری ہے یا نہیں اور اگر نہ آویں تو آثم ہوں گے یا نہ۔

الجواب: شہر کے قرب وجوار کے دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر میں آنا ضروری نہیں ہے اور نہ آنے سے وہ آثم نہ ہوں گے[4] فقط۔

---

[1] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۹ ج ۱ ظفیر۔ [2] وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر الخ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القریٰ لزمہم اداء الظہر (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۷ ج ۱ وص ۷۴۸ ج ۱) وفی الخانیۃ المقیم فی موضع من اطراف المصر ان کان بینہ وبین عمران المصر فرجۃ من مزارع لا جمعۃ علیہ وان بلغہ النداء (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۲ ج ۱ ظفیر) [3] وشرط لافتراضہا ای الجمعۃ اقامۃ بمصر (در مختار) (قولہ اقامۃ) خرج بہ المسافر وقولہ بمصر اخرج الاقامۃ فی غیرہ الا ما استثنی بقولہ فان کان یسمع النداء الخ ثم ظاہر روایۃ اصحابنا لا تجب الا علی من یسکن المصر او ما یتصل بہ فلا تجب علی اہل السواد ولو قریبا وہذا اصح ما قیل فیہ (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۲ ج ۱) ظفیر۔

ان عبارتوں کا مطلب کیا ہے

سوال (۱۷۲۵) اختلفوا فی تفسیر المصر قال فی النہایہ۔ اختلفوا فیہ فعن ابی حنیفہؒ ھو ما یجتمع فیہ مرافق اھلہ۔ اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ وعن ابی حنیفہؒ ھو بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک و اسواق ولہا رساتیق۔ ان عبارات کا مطلب تحریر فرمائیں۔

الجواب :۔ جو کچھ عبارات مختلفہ مصر کی تعریف میں وارد ہیں حاصل ان کا ایک ہے، وہ یہ کہ مصر بڑے شہر کو کہا جاتا ہے جس میں بازار و دکانیں ہوں اور ضروریات ملتی ہوں۔ وغیرہ۔

چھوٹی بستی میں کسی مصلحت کی وجہ سے بھی جمعہ جائز نہیں ہے

سوال (۲۷۲۵) ایک بستی میں لوگ جمعہ کا شوق رکھتے ہیں مگر مذہب امام اعظم کی وجہ سے نماز ظہر ہی مثل دیگر ایام کے فرض عین تصور کر کے باجماعت ادا کرتے ہیں، اب تذکرہ یہ ہو رہا ہے کہ آٹھویں دن لوگ جمعہ کے خیال سے جمع ہو جاتے ہیں اور مسائل وغیرہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔ آیا اگر اس لحاظ و مفاد دینی کو مدنظر رکھ کر جمعہ ادا کریں تو ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاوے گی اس موضع کی آبادی چار سو کی ہے اور اس کے متصل دوسرا قریہ ہے جس کی آبادی دو ہزار کی ہے۔

الجواب :۔ حنفیہ کو امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنی چاہئے۔ اپنے امام کے مذہب کے موافق قریہ صغیرہ میں جمعہ نہ پڑھنا چاہئے۔ ظہر باجماعت ادا کرنی چاہئے، اور وہ قریہ جس میں چار سو آدمی آباد ہیں قریہ صغیرہ ہے اور دوسری بستی جو اس کے قریب ہے جس میں دو ہزار آدمی آباد ہیں اس کی وجہ سے وہ قریہ صغیرہ قریہ کبیرہ نہ ہوگا۔ شامی جلد اول باب الجمعہ میں ہے۔ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات[1] ۔ رد المحتار۔ شامی جلد اول ص ۵۳۷۔

---

[1] رد المحتار، باب الجمعہ ص ۷۴۶ / ۱ مطبوعہ دار سعادت ۱۲ ظفیر۔

مصر کی مفتی بہ تعریف کیا ہے اور ہندوستان میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۷۳) جمعہ اور عیدین کی نماز گاؤں میں جائز ہے یا نہیں اور مصر کی تعریف کونسی مفتی بہ ہے اور سلطان قاضی یا والی کی شرط کے متعلق کیا فتویٰ ہے اور بلاد ہند میں جمعہ واجب ہے یا نہیں۔ جس بستی میں آٹھ ہزار گھر ہوں وہ گاؤں ہے یا شہر۔ بر تقدیر جواز جمعہ احتیاط الظہر کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ گاؤں اگر بڑا ہو مثل قصبہ کے اور اس میں بازار اور دوکانیں ہوں تو اس میں عند الحنفیہ جمعہ و عیدین کی نماز درست ہے اور فرض ہے اور اگر چھوٹا ہے تو اس میں جمعہ و عیدین کی نماز درست نہیں ہے۔ کما فی الشامی باب الجمعة و تقع فرضاً فی القصبات و القری الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال و فیما ذکرنا اشارة الی انها لا تجوز فی الصغیرة۔ اور مصر کی تعریف میں اختلاف ہے جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ اس کا فیصلہ بھی شامی کی عبارت مذکورہ سے ہو گیا ہے کہ قصبہ اور بڑا قریہ شرعاً مصر ہے اور چھوٹا گاؤں مصر نہیں ہے زیادہ تفصیل مصر کے بارے میں کتب فقہ میں ملاحظہ فرماویں۔ اور شامی میں یہ تصریح ہے کہ جن بلاد میں کفار کا تسلط ہے ان میں جمعہ صحیح ہے اور امام مسلمین کا نہ ہونا باعث عدم جواز جمعہ نہیں ہے، بلکہ مسلمانان اپنا امام مقرر کر لیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کذا فی الشامی اور جس بستی میں آٹھ ہزار گھر ہیں یا آٹھ سات ہزار آدمی آباد ہیں وہ قصبہ اور شہر ہے اور وہاں بلا شبہ نماز جمعہ ادا ہوتی ہے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔

(مصر کی جو تعریف شرح وقایہ وغیرہ میں نقل کی گئی ہے المصر ما لا یسع اکبر مساجدہ اهله المکلفین بها … یہ صحیح نہیں ہے علامہ شامی نے صراحت کی ہے قوله ما لا یسع اکبر مساجده … هذا یصدق علی کثیر من القری …)

ل: رد المحتار للشامی باب الجمعة ص … ٢: فی نور … لو … کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمعة و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین و یجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما۔ رد المحتار باب الجمعة ص ۷۵۴ ج ۱ ظفیر ۳: رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۷ ۱۲ ظفیر۔

اگر اس تعریف کو صحیح مان لیا جائے تو بہت سے چھوٹے دیہاتوں اور گاؤں پر بھی یہ تعریف صادق آئے گی، حالانکہ ان میں جمعہ درست نہیں ہے، پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس تعریف کی بنا پر حرمین شریفین کی مسجد حرام اور مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہو جاتی ہے، کیونکہ وہاں مالا یسع (جس میں سارا شہر نہ سما سکے) صادق نہیں آتا، اس لئے کہ ان مسجدوں میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ گنجائش ہے۔ چنانچہ شرح المنیہ میں ہے حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایہ وغیرہما وھو ما لو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ مسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ — غنیۃ المستملی ص ۵۱۱۔ اس لئے متاخرین کی تعریف صحیح نہیں کہی جا سکتی، تعریف[1] ایسی جامع ہو جو ہر طرح درست رہے۔ ظفیر)

موضع جس کی آبادی بارہ سو ہے اس میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۷۴) یہاں ایک موضع سمریا ہے جس کی آبادی قریب بارہ سو کے ہے اس میں سے مسلمان قریب بارہ سو کے نہیں ہیں بلکہ کل مسلمان آٹھ سو نو سو ہوں گے اور یہاں نہ کوئی بازار ہے نہ ڈاکخانہ نہ کچہری بلکہ بوقت ہر قسم کی ضرورتیں بھی یہاں پوری نہیں ہو سکتیں ہاں چھ سات معمولی معمولی دوکانیں ہیں۔ ایک دوکان کپڑے کی ہے اس میں محض معمولی کچھ کپڑا مارکین ململ وغیرہ ملتا ہے اس دوکان میں قریب پچاس روپے کے مال ہے اور ایک دوکان حلوائی کی ہے اور یہاں صرف ایک ہی مسجد ہے جس میں جمعہ کے روز ساٹھ ستر نمازی جمع ہو جاتے ہیں اور اس موضع میں مدرسہ بھی ہے جس میں اسی پچاسی طالب علم رہتے ہیں تو اس وقت موضع سمریا میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، زید کہتا ہے کہ یہاں برابر پہلے سے جمعہ کی نماز ہوتی رہی ہے اب کس طرح

---

[1] صاحب درمختار نے متاخرین کی تعریف نقل کرنے کے بعد لکھا ہے وظاھر المذھب انہ کل موضع لہ امیر وقاض یقدر علی اقامۃ الحدود کما حررناہ فیما علقناہ علی الملتقی (درمختار) قولہ ظاھر المذھب قال فی شرح المنیۃ والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الہدایۃ انہ الذی لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۶) ظفیر

ترک کر دیں۔

الجواب:۔ یہ ظاہر ہے کہ موضع مذکور جس کی آبادی قریب بارہ سو کے ہے قریہ کبیرہ نہیں ہے بلکہ قریہ صغیرہ ہے جس کو فقہاء نے بحکم قصبہ لکھا ہے۔ لہٰذا حسب قواعد فقہیت و تصریح فقہاء موضع مذکور میں ظہر با جماعت ہونا چاہئے جمعہ پڑھنا اس میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ رد المحتار شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ[1]

دو ہزار آٹھ سو کی آبادی میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۷۵) موضع رادھنہ میں دو ہزار آٹھ سو آبادی ہے اور یہاں پر پیٹھ لگتی ہے یعنی کل چیزیں تو فروخت نہیں ہوتیں ہاں نمک مرچ ترکاری بکتی ہے۔ سولہ دکانیں نمک مرچ گڑ چاول والوں کی کہیں آبادی یک جگہ پر بازار کی شکل میں نہیں، چار مسجدیں اس جگہ ہیں اور دو مسجدوں میں جمعہ ہوتا ہے۔ اب فرمائیے کہ یہ قصبہ کا حکم رکھتا ہے یا گاؤں کا۔ اور حنفیوں کی نماز غیر مقلدین کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ آپ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ موضع رادھنہ میں قریب تین ہزار آدمیوں کے آباد ہیں، بندہ کے خیال میں وہ بڑا قریہ ہے اور شامی میں لکھا ہے کہ بڑے قریہ میں جمعہ واجب وادا ہوتا ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ[2] اگرچہ موضع مذکور میں بازار نہیں ہے مگر باعتبار آبادی کے اس کو ملحق بالقصبہ کر سکتے ہیں اور حنفیوں کی نماز غیر مقلدوں کے پیچھے ہو جاتی ہے مگر احتیاط بہتر ہے فی الواقع جہاں تک ہو سکے ان لوگوں کو امام نہ بنایا جاوے۔[3] فقط واللہ اعلم۔

---

[1] رد المحتار، باب الجمعہ ص ۴۴۸ ج ۱۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۴۴۸ ج ۱۔ [3] ظفیر۔ وهذا كله فی غير المخالف لكن فی وتر البحر ان تيقن المراعاة لم يكره او عدمها لم يصح وان شك كره (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الامامة ص ۵۲۶ ج ۱) ظفیر۔

ڈیڑھ ہزار آبادی میں جمعہ کا کیا حکم ہے

سوال (۲۵۷۶) جس کسی بستی میں تقریباً مسلمان وہندو کل ڈیڑھ ہزار ہوں اور تین مسجدیں اور پختہ عمارتیں بھی ہوں اور ہفتہ میں بازار بھی لگتا ہو اور دس پانچ معمولی دوکانیں ہوں اور اکثر اشیاء مثل غلہ اور کپڑا اور دوا وغیرہ مل سکتی ہوں تو ایسے قریہ میں نماز جمعہ ادا ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- مدار جمعہ کے وجوب وعدم وجوب کا قریہ کا بڑا چھوٹا ہونا فقہاء نے لکھا ہے اور قریہ کبیرہ وہ ہے جو مثل قصبہ کے ہو کہ آبادی اس کی تین چار ہزار ہو اور بازار ہو۔ پس قریہ مذکورہ باعتبار آبادی قریہ کبیرہ معلوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا ضرور ہے کہ وہاں ظہر باجماعت پڑھیں[1]۔

بعد جمعہ سنت کتنی رکعت ہیں

سوال (۲۵۷۷) نماز جمعہ کے بعد کتنی سنت ہیں۔

الجواب:- فقہاء حنفیہ جمعہ کے بعد چار سنت مؤکدہ لکھتے ہیں اور بعض روایات میں چھ رکعت آتی ہیں۔ لہٰذا احتیاط یہ ہے کہ چھ رکعت پڑھیں ورنہ چار ضرور پڑھیں[2]۔

قریہ کبیرہ کے لئے آبادی سے کیا مراد ہے

سوال (۲۵۷۸) قریہ کبیرہ چار ہزار آدمی کی آبادی کو لکھا ہے۔ مراد خانہ شماری ہے یا مردم شماری ہے۔

الجواب:- مراد مردم شماری ہے یعنی سب آدمی رہنے والے اس گاؤں کے چھوٹے بڑے، مرد عورت، ہندو مسلمان تین چار ہزار ہوں۔ پس جو ایسا گاؤں ہوگا وہ بڑا گاؤں ہے اور بڑے گاؤں میں فقہاء نے جمعہ فرض لکھا ہے۔ کما فی الشامی۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الخ[3] فقط

[1] وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (الی قولہ) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ (ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸) ظفیر۔

[2] وسن اربع قبل الظہر والجمعۃ وبعدہا اربعۃ بتسلیمۃ شرح وقایہ باب الوتر والنوافل ص ۱/۳۰۱ ظفیر۔

[3] ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ۱۲ ظفیر

خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود پڑھیں یا نہیں

سوال (۲۵۷۹) خطبہ میں جب نام نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آوے تو سامعین درود پڑھیں یا نہیں؟ خفیہ پڑھیں، جہر سے، یا قطعی نہ پڑھیں؟

دونوں خطبوں کے درمیان مقتدی دعا مانگے

سوال (۲۵۸۰) اور ایک خطبہ پڑھ کر امام جب بیٹھے اس وقت مقتدی دعا ہاتھ اٹھا کر مانگیں یا دل میں یا قطعی نہ مانگیں؟

الجواب (۱) در مختار میں لکھا ہے والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ وقال فی الشامی وکذا اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجوز ان یصلوا علیہ بالجہر بل بالقلب وعلیہ الفتوی الخ دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جس وقت خطبہ میں سنے دل میں درود شریف پڑھے جہراً نہ پڑھے اور زبان سے بھی نہ پڑھے دل میں خیال کر لیوے۔ فقط

(۲) اور جس وقت خطیب جلسہ درمیانی کرے اس وقت سامعین کچھ دعا زبان سے نہ مانگیں، اگر مانگیں دل میں مانگیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

وبتوفیق اللہ اقول[1] حاشیہ شامی کی عبارت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ اگر دعا مانگے تو دل سے مانگے زبان سے نہیں۔ بیّن شرح منیہ میں ہے اذا قرء الامام ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الآیۃ فعن ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ انہ ینصت وعن ابی یوسف رحمہ اللہ انہ یصلی سرا وبہ اخذ بعض المشائخ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طرفین کا مسلک یہ ہے کہ خاموش رہے اور امام ابو یوسف کا قول ہے کہ آہستہ

---

[1] امام ابو یوسف کی روایت ہے اور طرفین کے مسلک کے سلسلہ میں الصواب در مختار کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عبادات میں زیادہ اتفاق فتوی امام کے قول پر ہوتا ہے، مگر جماعت کی پیروی پر عمل ہوگا۔ اس تفصیل رجعت کی ضرورت نہیں۔

درود پڑھے اور شامی نے معراج سے نقل کرتے ہیں کہ قلب سے دعا مانگے جس کا حاصل سکوت ہی ہے۔ اس لئے کہ منہ میں دعا کے لفظ زبان سے کہنا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر کوئی آہستہ زبان سے بھی درود پڑھ دے تو اس پر نکیر نہیں کی جاسکتی کہ امام ابو یوسفؒ اور بعض مشائخ اس کی اجازت دیتے ہیں لیکن عبادات میں مسلک امامؒ کی رعایت رکھتے ہوئے سکوت ہی کو ترجیح ہے۔ فقط

جمعہ کی دوسری اذان کے متعلق بحث

سوال (۲۵۸۱) تمام مساجد میں بروز جمعہ قبل خطبہ اذان دوم دی جاتی ہے سو یہ اذان ثانی مکروہ و بدعت ہوتی ہے۔ کتاب المدخل میں بڑی شدومد سے مکروہ لکھا ہے اور چہاں ان نے بھی فقہاء کے قول پر خاص ممبر کے قریب دینا تک لکھا نہیں پایا۔ بین یدیہ کا لفظ ملتا ہے۔ اس کا مطلب سامنے مسجد کے منارہ پر یا مسجد کے احاطہ میں اذان دی جائے تو کیا حرج ہے؟

الجواب: کتب فقہ میں اس طرح رقم فرماتے ہیں ویؤذن ثانیاً بین یدیہ ای الخطیب درمختار شامی میں ہے قولہ ویؤذن ثانیاً بین یدیہ ای علی سبیل السنیة کما یظہر من کلامہم۔ پس جب کہ فقہاء حنفیہ خطیب کے سامنے اذان کو سنت فرماتے ہیں تو غیر اہل مذاہب کی تحریر کی وجہ سے اس میں تذبذب کرنا درست نہیں ہے۔ اور بین یدیہ کا لفظ اسی وقت صادق آتا ہے کہ امام کے سامنے مؤذن اذان کہے۔ وہذا ہو المتوارث۔ فقط۔

جمعہ کے متعلق دو گروہ اور اس کا تصفیہ

سوال (۲۵۸۲) جمعہ کے بعد احتیاط الظہر پڑھنے والوں کے دو فریق ہیں ایک جمعہ کو فرض ہی کہتا نہیں، تو وہ جمعہ کو نفل شمار کر کے پڑھتا ہے دوسرا فریق جمعہ کو فرض کہتا ہے اور احتیاط الظہر بھی پڑھتا ہے اب یہ امر قابل استفسار ہے کہ ان دونوں فریق کے پیچھے اس شخص کی نماز جو جمعہ کو فرض کہتا ہے اور احتیاط الظہر نہیں پڑھتا، ہو جاوے گی یا نہیں؟ یا کس فریق کے پیچھے ہوگی اور کس کے پیچھے نہ ہوگی؟ اقتداء اولیٰ

بالضعیف دونوں فریق کے پیچھے لازم آتی ہے یا ایک فریق کے پیچھے۔ فقط۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ جو فریق جمعہ کو فرض نہیں مانتا وہ صریح غلطی پر ہے اور خاطی ہے۔ درمختار میں ہے فرض عین یکفر جاحدھا لثبوتھا بالدلیل القطعی کما حققہ الکمال الخ۔ یعنی جمعہ فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے کیونکہ جمعہ کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین ابن ہمامؒ نے اس کی تحقیق کی ہے۔ اور شامی نے ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے جمعہ کی فرضیت ثابت کرنے میں تطویل اس لئے کی کہ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ مذہب حنفیہ عدم فرضیت جمعہ کا ہے اھ۔

دیکھئے علامہ موصوف نے اس شخص کو جو فرضیت جمعہ کا قائل نہ ہو جاہل فرمایا۔ اور منکر فرضیت جمعہ کا یہ قول کہ بادشاہ اسلام نہیں ہے اس لئے فرض نہیں ہے۔ یہ بھی اسکی مذہب حنفیہ سے جہالت ہے۔ کیونکہ درمختار میں تصریح ہے کہ بادشاہ اسلام کے نہ ہونے کی صورت میں جس کو عام اہل اسلام جمعہ وغیرہ کے لئے متعین و مقرر کرلیں کافی ہے، عبارت اس کی یہ ہے اما مع عدمھم فیجوز للضرورۃ اور شامی میں ہے ظولولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین الخ شامی ص ۷۵۴ ج ۱۔

الغرض جو شخص فرضیت جمعہ کا قائل نہیں ہے اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ اور جو شخص فرضیت جمعہ کا قائل ہے اور احتیاط الظہر پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ اگرچہ حق یہ ہے کہ شہر اور قصبوں اور ہر بڑے قریہ میں جمعہ ہوتا ہے وہاں احتیاط الظہر کی حاجت نہیں ہے بلکہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسے موقع میں (جہاں جمعہ جائز ہے) احتیاط الظہر نہ پڑھیں تاکہ کسی کو عدم فرضیت جمعہ کا شبہ و خیال نہ جاوے۔ درمختار میں صاحب بحر کا فتویٰ اس طرح نقل کیا ہے وفی البحر قد افتیت مراراً بعدم صلوٰۃ اربع بعدھا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیت الجمعۃ وھو الاحتیاط

فی زماننا۔ الخ۔ لیکن بایں ہمہ اگر کوئی شخص فرضیت جمعہ کا قائل ہے اور احتیاط الظہر پڑھتا ہے تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں | **سوال** (۲۵۸۳) جمعہ گاؤں میں جائز ہے یا نہیں، شرائط جواز و عدم جواز کیا ہیں؟ جس گاؤں میں عید ہوتی ہو وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ جمعہ اور عید کی شرطوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں، اگر ہے تو کیا ہے؟ جس گاؤں کی آبادی ساڑھے چار سو کے قریب ہو اور مالیت لاکھ کے قریب ہو اور کل مذاہب کے باشندے ہوں مگر مسلمان زیادہ ہوں، خانگی ضروریات کی چیزیں سب مل سکتی ہوں ایسے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ آیت و حدیث کے مطابق مطلع فرمائیں۔ مصر کا حال اور یہ کہ مصر کتنی آبادی کو کہتے ہیں مصر کی شرطیں کیا کیا ہیں، مفصل تحریر فرمائیں؟۔

الجواب: ۔ چھوٹے گاؤں میں جس کی آبادی ایک دو ہزار آدمیوں کی بھی نہ ہو عند الحنفیہ جمعہ جائز نہیں ہے۔ جمعہ کی ادا اور وجوب کے لئے عند الحنفیہ مصر کی شرط ہے اور مصر شہر اور قصبہ کو کہتے ہیں جہاں بازار اور کوچے ہوں اور ہر قسم کی دوکانیں ہوں۔ اور بڑے قریہ کو بھی حکم مصر کا دیا گیا ہے۔ مگر صورت مسئولہ میں جس گاؤں کا ذکر ہے کہ اس میں صرف ساڑھے چار سو آدمی کی آبادی ہے وہ چھوٹا گاؤں ہے اس میں جمعہ درست نہیں ہے اور جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں وہاں عید بھی درست نہیں ہے۔ شرائط وجوب و ادا جمعہ اور عید کے ایک ہیں کچھ فرق نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ۔ پس وہاں عید کی نماز بھی نہ پڑھنی چاہئے اور نہ جمعہ پڑھنا چاہئے۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھنی چاہئے۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے جیسا کہ جملہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فقط۔

قال العلامة الشامی ناقلاً عن القهستانی وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (الى ان قال) وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة[1]

---

[1] ردالمحتار علی ہامش۔ رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۲/۱ ۱۲ ظفیر۔

شامی جلد اول۔ وقال فی الدر المختار۔ تجب صلوٰتهما فی الاصح بشرائطهما متقدمة الخ (در مختار علی هامش شامی۔ جلد اول ص ۷۷۴)

جمعه در قریه

سوال (۲۵۸۴)

در قریهٔ صغیره نماز جمعه جائز است یا نه؟ و دراں جا که سلطان یا نائب سلطان نباشد جمعه رواست یا نه؟ و تعریف قریه بیان فرمایند۔

الجواب: در قریهٔ صغیره بمذهب امام ابو حنیفه اقامت جمعه درست نیست وتحقیق وتفصیل آں در کتب فقه وغیره مبسوط است از آنجا دریابند و در قریهٔ کبیره که سوق وکوچها دراں باشند جمعه ادا می شود۔ کما صرح به الشامی۔ و در تعریف همان قول معتبر است که سوق وکوچها دراں باشند و حاکم مقام حکام باشد۔ و در حقیقت تعریف شهر وقریه حاجت بیان ندارد آنچه عرفاً آنرا شهر نامند شهر است و آنچه آنرا قریه دانند قریه است الا ایں قدر هست که قصبه وقریهٔ کبیره هم حکم مصر دارد واقامت جمعه دراں جائز است۔ اگر سلطان یا نائب سلطان نباشد در امصار جمعه واجب است۔ کما صرح به الشامی۔ ودرآنجا تسمیه امامے معین ومقرر نمایند هم کافی است۔ شامی جلد اول باب جمعه را باید دید۔ و در امصار وقصبات وقریهٔ کبیره که اقامت جمعه دراں واجب است حاجت احتیاط الظهر نیست و صاحب در مختار از بحر فتوی عدم جواز احتیاط الظهر نقل فرموده است بهماں حد است۔ فقط والله تعالیٰ اعلم۔ مفتی مدرسه۔

بحث جمعه در مواضع مجموعه

سوال (۲۵۸۵)

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ضلع ارکان میں جانب غربی جنوبی میں ایک محلہ ہے اور شرقی شمالی جانب میں ایک بند بنا ہے ورنہ دو بستیاں تو ظاہراً ہوتی ہیں کہ یہ ایک بستی دوسری بستی سے علیحدہ ہے۔ بستیوں کے درمیان نصف کوس پون کوس ایک کوس ڈیڑھ کوس کا فاصلہ ہے، اور کہیں باغات کا فاصلہ ہے ہر ایک بستی میں مردم شماری دو ہزار ڈیڑھ ہزار اور اس سے کم وبیش ہوگی اور اس محلہ کے بعض حصوں میں شفاخانہ، ڈاکخانہ، بازار، مدرسہ بھی ہے۔ اسکول سرکاری ہوتے ہیں مگر بازار دائمی نہیں ہے۔ اب گذارش یہ ہے کہ حد منتظمی کی وجہ سے کل محلہ متحد کہلا سکتا ہے یا نہیں؟

گزشتہ ہے تو بستی میں جمعہ جائز ہے یا کسی ایک خاص حصہ میں جائز ہوگا؟ اگر جائز نہ ہو تو کیوں نہ ہو جب کہ صاحب درمختار نے مصر کی جو تعریف کی ہے وہ تعریف یقیناً صادق آتی ہے، اور اگر اس تعریف کو تسلیم نہ کیا جائے تو شامی وغیرہ نے جو تعریف کی ہے وہ تعریف کیوں قابل تسلیم ہو اور ائمہ ثلثہ کے مذہب کے مطابق جواز جمعہ کا فتویٰ حنفی المذہب ضرورت کی وجہ سے دے سکتا ہے یا نہیں؟۔

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق۔ مذہب حنفی جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ مصر یعنی شہر میں واجب ہوتا ہے قریہ صغیرہ میں واجب نہیں ہوتا اور قصبہ اور قریہ کبیرہ بھی جس میں بازار و دکانیں وغیرہ ہوں مصر کے حکم میں ہے وہاں بھی جمعہ درست ہے۔ کما صرح بہ الشامی۔ پس علیحدہ علیحدہ بستیاں جن کے درمیان باغات وغیرہ کا فاصلہ ہے اور ان کے نام علیحدہ علیحدہ ہیں وہ سب قریہ صغیرہ ہیں ان میں جمعہ درست نہیں ہے اور مسجد کے اتحاد کی وجہ سے یہ سب قریے ایک بستی کے حکم میں نہیں ہو سکتے لبتہ ان میں جو جگہ اور بستی ایسی ہو کہ اس میں آبادی کم از کم دو ہزار آدمیوں کی ہو اور اس میں بازار و دکانیں ہوں وغیرہ وہ شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں سمجھا جاتا ہو اس میں جمعہ صحیح ہے۔ صاحب درمختار کی تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ اہل المکلفین بہا، بے شک اوسع ہے اور اس کی نسبت شامی نے لکھا ہے ہذا صدق علیٰ کثیر من القریٰ۔ مگر یہ تعریف ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے۔ نیز یہ مخدوش ہے اس لئے کہ چھوٹی سے چھوٹی بستی اور قریہ صغیرہ پر بھی صادق آسکتی ہے اور کبھی بڑے شہر پر بھی صادق نہیں آتی جیسا کہ صاحب شرح منیہ نے فرمایا کہ حرمین شریفین پر یہ تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ وہاں لا یسع کا اطلاق نہیں آسکتا بلکہ ہمیشہ مسجدیں خالی وفارغ رہ جاتی ہیں۔ بہرحال باایں ہمہ جس جگہ درمختار کی یہ تعریف صادق آجائے وہ بہت سے فقہاء کے فتویٰ کی بناء پر اس جگہ جمعہ کر لیا جائے تو گنجائش ہے۔ کما فی الدر المختار علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء۔ فقط۔

سوال (۲۵۸۶) خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھی جائیں یا نہیں

خطبہ شروع ہونے کے بعد

پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:- خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں نہ پڑھیں نہ اول خطبہ کے وقت نہ دوسرے خطبہ کے وقت کما جاء فی الروایات اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام[1]۔ فقط (رواہ الطبرانی فی معجمہ عن ابن عمر مرفوعاً کما فی فتح الباری۔

آیت صلوا علیہ وسلموا پر باواز درود پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۵۸۷) یہاں کے مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ خطبہ میں جب امام آیت یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما الآیۃ پڑھتا ہے تو سب مقتدی درود شریف زور سے پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

اذان خطبہ کا جواب اور اس کے بعد دعا

سوال (۲۵۸۸) خطبہ کی اذان کا جواب دیتے ہیں اور بعد ختم اذان کے دعا پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

ختم سنت کے بعد اجتماعی دعا بدعت ہے

سوال (۲۵۸۹) نماز ختم ہونے کے بعد جب امام سنتوں سے فارغ ہو جاتا ہے تو زور زور سے دعا مانگتا ہے اور جو مقتدی فارغ ہو چکے ہوتے ہیں وہ اس کے ساتھ دعا میں شریک ہوتے ہیں یہ دعا لمبی چوڑی ہوتی ہے اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ان امور متذکرہ بالا کا کیا حکم ہے؟

الجواب:- (۱) یہ جائز نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اس وقت درود شریف دل سے پڑھے زبان سے نہ پڑھے[1]۔ (لا یصلوا علیہ بالجہر بل بالقلب۔ شامی ص ۷۶۵

(۲) یہ بھی جائز نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار۔ وینبغی[2] ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب ص ۷۶۱ ج ۱ ۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۶ ج ۱ ۔ [2] خیر ص وکذالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز ان یصلی علیہ بالجہر بل بالقلب وعلیہ الفتوی رملی ، رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۷۶۸ ۔
[3] ولا تلتفت لما فی باب الجمعۃ من عمدۃ الرعایۃ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۲) یہ امر بھی سنت سے ثابت نہیں لہٰذا بدعت ہے اس کو ترک کیا جاوے۔ بدعت کی
مذمت میں احادیث بکثرت وارد ہیں اور قبح اس کا ظاہر ہے اور جس امر سے نمازیوں کی نماز میں
خلل ہو اس کو فقہاء منع لکھتے ہیں پس اس امر کرنا ایک امر بدعت پر نہایت مذموم ہے قال علیہ
الصلوٰۃ والسلام کل بدعۃ ضلالۃ الحدیث وقال علیہ السلام من احدث
فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیہاتوں میں جمعہ

سوال (۲۵۹۰) اکثر مسلمانان ایں دیار بقریٰ سکونت می دارند ہر
قریہ دو سہ ہزار مردمان می باشند مگر در ہر مسجد جامع تا بیاز بست وبست وپنج حاضر نمی شوند
چہ در یں دیار مسجد جامع در یک قریہ متعدد است. در چنیں قریہ نماز جمعہ گذاردن باید یا نہ؟ احتیاطاً
ظہر خواند یا نہ؟ اگر قریہ با متصل است اگر بنام فرق نگشتے یک قریہ گفتہ می شد در چنیں حال ایں
چنیں قریٰ متصل ایک موضع شمار یا متعدد؟

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) وحاشیۃ الہدایۃ للفاضل اللکھنوی من قولہ
فلا تکرہ اجابۃ الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلک
من فعل معاویۃ رضی فی صحیح البخاری الخ فان الطبرانی فی معجمہ کما فی فتح
الباری روی عن ابن عمر رضی مرفوعاً اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام الحدیث
والکلام بعمومہ لکونہ نکرۃ واقعۃ تحت النفی شامل لاجابۃ الاذان بین
یدی الخطیب ایضاً ولا یعارضہ فعل معاویۃ رضی اللہ عنہ لانہ کان اماما
کما فی البخاری ایضاً وجاز للامام ان یجیب بلسانہ وحدیث ابن عمر رضی
ورد فی حق المؤتمین ومنعھم عن الکلام عند خروج الامام من امتناع
مقتدیہ فخروجہ مانع للسامعین عن الکلام لا للامام فانہ المتکلم علی
منبرہ وھو خارج عن حدیث ابن عمر رضی وداخل فی حکم حدیث معاویۃ رضی اللہ عنہ
فلا تعارض کما لا یخفی والفرق بین ابن عمر رضی وبین معاویۃ رضی معلوم مثبت فی موضعہ ھذا
وللتفصیل موضع آخر ۱۲۔

الجواب: - اگر قریہ کبیرہ ہو تو نماز جمعہ اس میں درست ہے۔ شامی میں قہستانی سے منقول ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ۔ اور احتیاط الظہر وہاں جائز نہیں ہے اور اگر قریہ صغیرہ ہے تو جمعہ وہاں نہ پڑھیں ظہر باجماعت ادا کریں۔ نام کے بدلنے سے قریہ علیحدہ ہو جاتا ہے۔ فقط کتبہ رشید احمد عفی عنہ۔
الجواب صحیح۔ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

> عصا کے سہارے خطبہ بر منبر مسنون کیوں ہے

سوال (۲۵۹۱) جب بعد بن جانے منبر کے لاٹھی پر سہارا دے کر خطبہ پڑھنا منقول نہیں تو یہ سنت کیوں ہے؟۔

الجواب: - جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی پر سہارا دے کر خطبہ پڑھا تو سنت ہو گیا۔ کسی چیز کے سنت ہونے کے لئے مواظبت شرط نہیں۔ اور جس سنت پر ہمیشگی ہو وہ سنت مؤکدہ ہو جاتی ہے۔ کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

> بوقت خطبہ اذان سے پہلے یہ کلمات کہنے کیسے ہیں

سوال (۲۵۹۲) وقت خطبہ کے اذان سے پہلے اسنوا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے؟

الجواب: - وقت خطبہ جو اذان خطیب کے سامنے ہو اس کے شروع میں اس لفظ کے کہنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر امام بوقت تکبیر تحریمہ ایسا کہے تو مضائقہ نہیں۔ فقط۔

لے قال فی رد المحتار - فی روایۃ ابی داؤد۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام ای فی الخطبۃ متوکئاً علی عصا او قوس اھ ونقل القہستانی عن عبد المحیط ان اخذ العصا سنۃ کالقیام ص۲/۷۶۶ نفقہ ــــــ (اور مسلم جلد ۲ ص۲۰۵ پر حدیث ذکر کی جاتی ہے) فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰتہ قعد علی منبرا ہی وبعض نقص تہ فی المنبر ھذہ خطبۃ ھذہ خطبۃ الحدیث۔ اس حدیث سے منبر بننے کے بعد دست مبارک میں عصا لے کر منبر پر خطبہ فرمانا ثابت ہے۔

جمعہ کہاں جائز ہے مصر کی تعریف کیا اور سرہند میں جمعہ کا کیا حکم ہے

سوال (۲۵۹۳) مذہب حنفیہ کے نزدیک جمعہ کہاں پر جائز ہے؟ مصر کس کو کہتے ہیں اور کیا شرائط ہیں؟ مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) جہاں پر مدفون ہیں وہاں پر جمعہ پڑھا جاتا ہے آیا جمعہ وہاں پر جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- مذہب حنفیہ کا جو تمام کتب فقہ حنفیہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ جمعہ کے ادا ہونے اور واجب ہونے کے لئے مصر شرط ہے اور مصر کہتے ہیں شہر کو اور قصبہ اور بڑا قریہ بھی حکم شہر میں ہے۔ کذا فی الشامی۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ نہیں ہوتا وہاں ظہر با جماعت پڑھنی چاہئے اور بڑے قریہ اور قصبہ اور شہر یا متعلقات شہر میں جمعہ پڑھنا چاہئے وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔

جس جگہ مزار حضرت مجدد الف ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ متعلق شہر سرہند کے ہے لہٰذا وہاں جمعہ درست ہے۔ اگر گاؤں چھوٹا ہو اور دکانیں وغیرہ وہاں نہ ہوں تو جمعہ نہ پڑھنا چاہئے اور اگر دوکانیں بازار وہاں موجود ہیں تو جمعہ پڑھنا چاہئے۔

علاوہ آنکہ اگر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بالتصریح و بالتخصیص موضع مذکور میں جمعہ جائز فرمایا ہے تو وہاں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ ضرور ہے کہ اس وقت وہاں شرائط جمعہ پائی گئی ہوں گی، اب جمعہ چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

بوقت خطبہ تعوذ و تسمیہ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں

سوال (۲۵۹۴) خطبہ کے شروع میں اعوذ بسم اللہ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں؟

الجواب:- جہراً اعوذ باللہ و بسم اللہ کا پڑھنا اس جگہ ثابت نہیں ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

---

[1] ویبدأ بالتعوذ سراً قال الشامی ای قبل الخطبة الاولیٰ الخ شامی ص ۸۴۷ ج ۱۔ جمیل الرحمٰن۔

بحث احتیاط الظہر | سوال (۲۵۹۵) احتیاط الظہر پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں ہے تو مولانا اشرف علی صاحب نے بہشتی گوہر صفحہ ۱۰۳ میں جو یہ مسئلہ لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

مسئلہ:۔ بعض لوگ جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا عقیدہ اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلق منع کرنا چاہئے البتہ اگر کوئی ذی علم پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

الجواب:۔ مسئلہ دربارہ احتیاط الظہر یہی ہے جو کہ مولانا اشرف علی صاحب نے بہشتی گوہر میں لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بوقت سنت وعظ | سوال (۲۵۹۶) قبل نماز جمعہ و خطبہ ایک واعظ جامع مسجد میں ہمیشہ وعظ کہتا ہے اور سنت پڑھنے والے ہمیشہ سنت پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی لڑکے نابالغوں سے قرآن شریف پڑھوایا جاتا ہے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے ایسے موقع میں وعظ اور قرآن شریف پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ رفع الصوت بالذکر جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو یا نائمین کو ایذا ہو ممنوع ہے۔ فی الشامی ولا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانہ حیث خیف الریاء او تاذی المصلین او النیام فان خلا مما ذکر فقال بعض اہل العلم ان الجہر افضل (شامی ص ۶۹۱) پس ہرگاہ ذکراللہ کے ساتھ جہر کرنے کو منع کیا گیا ہے۔ نمازیوں کی تکلیف کی وجہ سے پس وعظ کو منع کرنا بدرجہ اولیٰ ہے۔ اسی طرح قرآن شریف جہر سے پڑھوانا اور اس موقع پر کہ نمازی نماز پڑھ رہے ہیں

لے نعم ان ادّی الی مفسدۃ لا تفعل جہاراً والکلام عند عدمہ وہذا قول المقدسی نحن لا نامر بذلک ولا نقال ہذہ العوام بل ندلّ علیہ الخواص الشامی جلد اول ص۷۵۰ باب الجمعہ۔ تحت قول صاحب الدر المختار فصلی بعدہا آخر ظہر الخ۔

وقت اذان شریف پکار کر پڑھنے سے ان کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے ممنوع ہے۔ فقط

بین خطبتین دعا

سوال (۲۵۹۷) ماقولکم دام فضلکم فی الدعاء برفع الیدین فی الجلسة الخفیفة بین الخطبتین لیوم الجمعة هل له ثبوت عنه صلی الله علیه وسلم فالاتباع فی فعله ثم فی ترکه وعلی الثانی فهل هو جائز ام مکروه وعلی الثانی فهل کراهیة تنزیهیة ام تحریمیة افیدونا بالنقل الصریح رحمکم الله۔

الجواب:۔ نفس الدعاء مع قطع النظر عن رفع الیدین فی هذه الجلسة مما لم یثبت عنه صلی الله علیه وسلم کما صرح به المحدث الدهلوی فی شرح سفر السعادت وشرح المشکوٰة حیث قال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان دو خطبہ نشستے وخاموش بودے ودعا از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریں وقت بثبوت نرسیدہ قال فی غایۃ الاوطار طحطاوی فرماتے ہیں کہ اس جلسہ میں کوئی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نفس دعا منقول نہیں ہے چہ جائیکہ رفع الیدین الخ فالاتباع ترکہ غایۃ الاوطار۔ شرح درمختار میں ہے کہ ہاتھ اٹھانا بھی درمیان خطبتین کے دعا کے واسطے غیر مشروع ہے۔ اور جامع نقیب میں ہے کہ ہاتھ اٹھانا درمیان خطبتین کے دعا کیواسطے مکروہ تحریمی ہے۔ فنعلم من هذه النقول ان الدعاء برفع الیدین فی الجلسة المذکورة غیر مشروع ومکروه تحریمی وعلینا اتباع ما صرحوا به کما افتوا ولعل الاصل فی ذلک ما رواه الترمذی فی صحیحه حدثنا احمد بن منیع حدثنا حصین قال سمعت عمارة بن رویبة وبشر بن مروان یخطب فرفع یدیه فی الدعاء فقال عمارة قبح الله هاتین الیدین القصیرتین لقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وما یزید علی ان یقول هکذا واشار هشیم بالسبابة

قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح قال ابو الطیب فی شرح هذا الحدیث واشارته صلی اللہ علیه وسلم لعلها کانت وقت التشهد ای التوجه الله تعالی اعلم وقال النووی فیه ان السنة ان لا ترفع الید فی الخطبة وهو قول مالک رح واصحابنا وغیرهم وحکی القاضی عن بعض السلف و بعض المالکیة اباحته لان النبی صلی اللہ علیه وسلم رفع یدیه فی خطبة الجمعة حین استسقی واجاب الاولون بان هذا الرفع کان لعارض ففی التحریر المختار لرد المحتار علی قوله قلت قد صرح به فی الدر ایضاً من کتاب صفة الصلوٰة بعد کلام ان ترک السنة المؤکدة قریبٌ من الحرام وان تارکها یستوجب التضلیل واللوم اه فکما ان بشیر بن مروان ارتکب امراً مکروها تحریما حتی استحق اللوم والدعاء علیه بقوله قبح اللہ هاتین الیدین القصیرتین بسبب اتیانه فعلا فی الخطبة لم یفعله صلی اللہ علیه وسلم وترک السنة النبوی صلی اللہ علیه وسلم کذلک من یرفع یدیه فی الجلسة الخفیفة بین الخطبتین للدعاء یستحق ان یدعی علیه ویقال فی حقه قبح اللہ هاتین الیدین اه لانه صلی اللہ علیه وسلم لم یفعله فهو تارک للسنة النبویة صلی اللہ علی صاحبها وسلم۔ ومرتکب امرًا مکروهاً تحریما اذ لا لوم علی الفعل المباح والمکروه تنزیها الذی مرجعه خلاف الاولیٰ۔ فقط۔

الباب السادس عشر
فی
صلوٰۃ العیدین

عیدگاہ میں باآواز تکبیر نہ کہی جائے

سوال (۲۵۹۸) اکثر جگہ عیدگاہ میں نماز سے پہلے بار بار تکبیر باآواز بلند پڑھا کرتے ہیں تاکہ لوگ دور سے سن کر جلدی چلے آویں، اس طرح سے پکار کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- قال عطاء اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلوٰۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئ لا نداء یومئذ ولا اقامۃ۔ رواہ مسلم[1]۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین کے دن عیدگاہ میں کوئی آواز اور تکبیر وغیرہ بغرض بلانے لوگوں کے نہ کہی جاوے۔

جماعت میں تفریق کرنے والے کی نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۵۹۹) ایک شخص کو یہاں کے لوگوں نے برائے عید و جمعہ خطیب و امام مقرر کر رکھا ہے۔ سب لوگ اس امام سے خوش ہیں۔ اب کی ایک شخص نے بوجہ فساد مچانے کے دعویٰ کیا کہ میں نماز پڑھاؤں گا۔ لوگوں نے روکا۔ جب کچھ نہ چل سکی تو اس مفسد نے دو چار آدمی ساتھ لیکر تھوڑے سے فاصلے سے جماعت شروع ہوتے ہی ان آدمیوں کے ساتھ اپنی علیحدہ جماعت کرلی۔ اب یہ تحریر فرمایئے کہ ان مفسدوں کی نماز ہوئی کہ نہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ۔ باب العیدین فصل ثالث ص ۱۲۷ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: نماز اس مدعیٔ امامت اور مقتدیوں کی ہوگئی[1]، مگر وہ گنہگار ہوئے اس تفریق وفساد کی وجہ سے۔

عید کا خطبہ کسی نے دیا اور نماز کسی نے پڑھائی تو بھی نماز ہوگئی

سوال (۲۶۰۰) نماز عید ایک شخص نے پڑھائی اور خطبہ دوسرے شخص نے پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں ہوئی۔

الجواب: نماز ہو جاتی ہے مگر بہتر ومناسب یہ ہے کہ خطبہ و نماز ایک شخص پڑھاوے۔ فی الدر المختار۔ لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب فان فعل و جاز[2] اونفق

عید فطر کے دن بوجہ بارش نماز عید نہ ہوسکے تو دوسرے دن پڑھی جائے

سوال (۲۶۰۱) نماز عید الفطر اس روز بوجہ بارش نہ ہو تو دوسرے روز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: جائز ہے[3]۔

دو فریق نے دو جگہ نماز عید ادا کی تو بھی درست ہوگئی

سوال (۲۶۰۲) نماز عید کی ایک فریق عید گاہ میں پڑھتا ہے اور دوسرا فریق بوجہ عذر کے شہر سے باہر علیحدہ پڑھتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: نماز عید شہر سے باہر عید گاہ میں پڑھنا مستحب ہے[4] اگر دو فریق نے دو جگہ نماز عید پڑھی تو دونوں کی نماز ہوگئی[5]۔ فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد

سوال (۲۶۰۳) عیدین کی نماز بارہ تکبیر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں

---

[1] تودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ العیدین ص ۷۸۳ ج ۱) ظفیر۔
[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۷۱ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔
[3] وتؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ العیدین ص ۷۸۳ ج ۱) ظفیر
[4] ثم خروجه الی الجبانة ای وخروج لیدی الی الجبانة لصلاۃ العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع۔
[5] وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ العیدین ص ۷۷۶ ج ۱ وص ۷۸۳ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: - درمختار میں ہے ویصلی بهم الامام رکعتین مثنیا قبل الزوائد وهی ثلث تکبیرات فی کل رکعة الخ وفی الشامی هذا العمل الآن بما هو المذهب عندنا کذا فی شرح المنیة۔ شامی۔ جلد اول۔ باب العیدین۔ اس سے معلوم ہوا کہ حنفی نے مذہب کے موافق ہر رکعت میں تین تکبیرات زوائد پر اکتفا کرے زیادہ نہ کہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز کے لئے باہر نکلنا سنت ہے

سوال (۲۶۰۴) ما قولکم ایها العلماء الکرام رحمکم اللہ ودام فضلکم فی ان الخروج الی المصلی یوم العیدین لصلوتهما مستحب ام سنة مؤکدة وان ما تعریف المصلی وما حکمه وما شرائط وجوها واداءهما واین یصلی النبی صلی اللہ علیه وسلم صلوة العیدین مدة عمره الشریف بینوا المسائل الخمسة بعبارة واضحة بحوالة الکتاب فتصیبوا اجرا جزیلا من اللہ العزیز الوهاب۔

الجواب: - وهو الملهم للصواب الخروج الی المصلی یوم العیدین للصلوٰة بهما بالقول المعتبر والصحیح عند عامة الفقهاء سنة مؤکدة لا مستحب وان کان بعضهم قائلین باستحبابه لکن الصحیح والمعتبر عندهم کونه ای کون الخروج الی المصلی یوم العیدین سنة مؤکدة[2] کما حققه العلامة مولانا عبدالحی رحمه اللہ فی کتابه المسمی بمجموعة الفتاوی تحت جواب السوال المهندس بهندسة ۱۸۴ علی الصفحة المهندسة بهندسة ۲۷۵ و ۳۷۲ بهذه العبارة هو المصوب بعض فقہاء، قائل باستحباب شدہ اند لیکن صحیح و معتبر نزد ایشاں بودنش سنت مؤکدہ است در بحر الرائق از تجنیس

---

[1] درمختار۔ باب صلوٰۃ العیدین مطبوعہ عثمانیہ ص ۲ ج ۱ ظفیر۔ [2] والخروج الیها ای الجبانة لصلوٰۃ العید سنة الخ هو الصحیح (درمختار) قال فی الظهیریة وقال بعضهم لیس بسنة الخ والصحیح هو الاول (ردالمحتار، باب العیدین ص ۷۶۶ ج ۱ و ص ۷۷۷ ج ۱) ظفیر۔

نقل می سازد و الخروج الی الجبانة سنة الصلوٰة العیدین وان کان یسعهم المسجد الجامع عند عامة
المشائخ هو الصحیح انتهیٰ۔ وہمچنیں است در بزازیہ و جامع الرموز و منح الغفار شرح تنویر الابصار
وغیرہ و از کتب احادیث و سیر ثابت است کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائماً برائے نماز عیدین
بصحرا تشریف می بردند و فی عمرہ بجز یک مرتبہ بعذر بارش گاہے در مسجد نخواندہ کہ از جملہ اماکن مسجد ما
افضل است نماز عیدین ادا نفرمودہ اند و خلفائے راشدین ہم بریں مواظبت فرمودہ اند و ایں
مواظبت نہ بر سبیل عادت بودہ نہ بوجہ ضرورت بلکہ بر سبیل عبادت تا بوجہ کثرت جمعیت زیادہ ثواب
گردد و شوکت اسلام ظاہر گردد وهذا آیة للسنة علی سبیل التاکید وفی موضع
آخر من هذا الکتاب تحت جواب السوال المهندس بهذه سنة صـ ۱۹۴ وصـ ۳۸۵
وصـ ۳۸۶ هکذا الجواب خروج الی الجبانة برائے نماز عیدین سنت مؤکدہ است
چنانچہ محشی شرح وقایہ مولوی عبدالحی دام فضلہ بر حاشیہ شرح وقایہ عمدۃ الرعایۃ تحریر فرمودہ اند
قال فی شرح الوقایہ ندب یوم الفطر ان یاکل قبل صلوٰته ویستاك ویغتسل
ویتطیب ویلبس احسن ثیابه ویؤدی فطرته ویخرج الی المصلی غیر مکبر
جهراً فی طریقه۔ انتهیٰ۔ قوله ندب بصیغة المجهول من التندیب والمراد به
اعم من السنة المؤکدة والمستحب فان بعض الامور المذکورة عدة من السنن
المؤکدة وغیر قوله یستاك هذا من السنن التی عند کل وضوء وتستحب عند کل صلوٰة فیکون مستحباً او سنة
ایضاً فی العیدین بالطریق الاولیٰ قوله ویؤدی فطرته بالکسر ای صدقة
الفطر وهو ان کان اداؤها واجباً لکن اداؤها قبل الخروج الی المصلی مسنون
هو المنقول عن ابن عمر قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بیوم الفطر ان
تؤدیها قبل خروج الناس الی الصلوٰة اخرجه البخاری ومسلم قوله ویخرج
الی المصلی بصیغة المفعول هو موضع فی الصحراء یصلی فیه صلوٰة العیدین یقال
له الجبانة ومطلق الخروج من بیته الی الصلوٰة وان کان واجباً بناءً علی ان

ما يتم به الواجب واجب لكن الخروج الى الجبانة سنة مؤكدة وان وسعهم المسجد الجامع فان صلوا في مساجد المصر من غير عذر جازت صلوتهم وتركوا السنة هذا هو الصحيح كما في الظهيرية وفي الخلاصة والخانية السنة ان يخرج الامام الى الجبانة ويستخلف غيره ليصلي في المصر بالضعفاء بناء على ان صلوة العيدين في موضعين جائزة بالاتفاق انتهى والاصل فيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يخرج الى المصلى ولم يصل صلوة العيدين في المسجد الا مرة بعذر المطر كما بسطه ابن القيم في زاد المعاد والقسطلاني في مواهب اللدنية وغيرهما والاحاديث في هذا الباب مخرجة في كتب السنن وغيرها وقد وقع النزاع بين العلماء في عصرنا في ان الخروج الى المصلى سنة ام مستحب فاتفق اكثرهم بانه سنة مؤكدة وهذا هو القول المنصور الموافق لكتب الاصول والفروع المطابق لما عليه الجمهور وقيل انه مستحب وهو قول باطل لا وجه له وافرط بعضهم فقال انه واجب وهو قول مردود لا عبرة به وللتفصيل مقام آخر انتهى و قال في الدر المختار وندب يوم الفطر اكله الى قوله واداء فطرته صح عطفه على اكله لان الكلام كله قبل الخروج ومن ثم اتى بكلمة ثم خروجه ليفيد تراخيه عن جميع ما مر ماشيا الى الجبانة وهي المصلى العام والواجب مطلق التوجه والخروج اليها اي الى الجبانة لصلوة العيد سنة وان يسعهم المسجد الجامع وهو الصحيح۔

والمجيب مصيب فيما اجاب محمد عباس على هذا الجواب موافق للسنة والكتاب حرره العبد محمد محسن الجونفوري الجواب صحيح والرأي نجيح لا شبهة في ان مقتضى الادلة الشرعية هو كون الخروج الى المصلى

سنۃ مؤکدۃ والقول بالاستحباب لیس بمعتبر عند اولی الالباب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

واما تعریف المصلی قدمر فی ضمن ھذا الجواب واما حکمہ ای حکم المصلی کحکم سائر المساجد واما شرائط ادائہما و وجوبہما ھی شرائط الجمعۃ وجوبا واداءً سوی الخطبۃ کما قال فی شرح الوقایۃ شرائطہا شرائط الجمعۃ وجوبا واداءً الا الخطبۃ واما المواضع الذی کان یصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ صلوٰۃ العیدین ھو موضع فی الصحراء خارج المدینۃ المنورۃ فی جانب الغربی من المسجد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم وبینہ وبین المسجد الشریف الف اذرع کما قال مولانا محمد عبدالحی فی کتابہ المذکور ص ۲ جلد ۳ بہذہ العبارۃ قولہ از عادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آں بودہ کہ بطرف مصلیٰ تشریف می بردند وآں مکانیست بیرون مدینہ منورہ جانب غربی مسجد شریف ومیان وے ومسجد شریف ہزار ذراع است۔ کما قال ابن حجر۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عیدین کی نماز کے بعد دعا

سوال (۲۶۰۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عیدین دعا مانگتے تھے یا نہیں۔

الجواب:۔ عام طور سے نماز کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے لہٰذا عیدین کی نماز کے بعد بھی دعا مانگنا مسنون ومستحب ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ عیدین میں سجدہ سہو کا حکم اور فرض سے واجب کی طرف واپسی

سوال (۲۶۰۶) صلوٰۃ عید میں امام سہواً بعض تکبیرات واجبہ چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا بعدہ رکوع سے لوٹ کر قومہ میں آکر تکبیر کہی اور پھر رکوع میں گیا۔ تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی یا اعادہ واجب ہے یا سجدۂ سہو لازم ہے۔ اور اگر تکبیر چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے اور سجدہ سہو عیدین میں

درجمعہ میں کرنے نہ کرنے کے بارہ میں معمول بہ کیا ہے۔ اور عود من الفرض الی الواجب مفسد صلوٰۃ ہے یا کیا۔ اور سجدہ سہو لازم نہیں تھا مگر شبہۃً کرلیا کہ شاید کوئی موجب سہو واقع ہوا ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- صحیح یہ ہے کہ نماز ہوگئی مگر ایسا کرنا نہ چاہئے تھا۔ درمختار میں ہے کما لو رکع الامام قبل ان یکبر فان الامام یکبر فی الرکوع ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاہر الروایۃ فلو عاد ینبغی الفساد۔ شامی میں اس پر کہا ہے وقد علمت ان لعود روایۃ النوادر علی انہ یقال علیہ ما قالہ ابن الہمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الاول بعد ما استتم قائما بان فیہ رفض الفرض لاجل الواجب وھو وان لم یحل فھو بالصحۃ لا یخل[۱]۔ شامی ص $\frac{561}{ج۱}$۔ اور تکبیرات کا بالکل چھوڑ دینا یا بطریق مذکور قومہ میں ادا کرنا باعتبار ترک واجب برابر ہے اور نماز دونوں صورت میں ہو جاتی ہے۔ ایسے امور کے ترک پر دراصل سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور سجدۂ سہو سے اس کا انجبار ہوتا ہے لیکن جمعہ اور عیدین میں فقہاء نے ترک سجدۂ سہو کو اختیار فرمایا ہے جیسا کہ درمختار میں والسہو فی صلوٰۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمہ فی الاولیین لدفع الفتنۃ[۲] اھ وھکذا فی الشامی۔ اور تحقیق ابن ہمامؒ سے یہ بھی واضح ہوا کہ ترک فرض الی الواجب مفسد صلوٰۃ نہیں ہے اور درصورتیکہ سجدہ سہو لازم نہ ہو اور غلطی اور شبہ سے کرلیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز دعا اور اس سلسلہ میں اکابر کا مسلک

سوال (۲۰۷) از رشید علی ماہ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ جلد چہارم میں اس طرح کا ایک مسئلہ ہے جواب میں لکھا ہے مع حوالہ

---

(۱) ردالمحتار، باب العیدین جلد اول ص $\frac{562}{ج۱}$ مطبوعہ دار سعادت ۱۲ ظفیر۔ (۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب سجدۃ السہو ص $\frac{705}{ج۱}$ ۱۲ ظفیر۔

عبارت شامی وحصن حصین وغیرہ کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدین کے بعد دعا کرنے میں ہے اس کے ترک میں نہیں اور خطبہ کے بعد اتباع سنت دعاء نہ کرنے میں ہے مجموعہ فتاوی مولوی عبدالحیؒ میں ایک استفتاء اسی مضمون کا ہے جس کے جواب میں مولانا نے خود لکھا ہے کہ روایات حدیث سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے فراغت کر کے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاودت فرماتے تھے۔ دعاء مانگنا بعد نماز یا بعد خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں ہے۔

ایسے ہی صحابہ کرام وتابعین عظام سے ثبوت اس کا نظر سے نہیں گذرا۔ بہشتی گوہر میں عیدین کی نماز کے بیان میں مرقوم ہے۔ مسئلہ۔ بعد نماز عیدین یا بعد خطبہ دعاء مانگنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے صحابہ وتابعین سے منقول نہیں، اور اگر ان حضرات نے کبھی دعاء مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی۔ لہذا بغرض اتباع دعاء نہ مانگنا دعاء مانگنے سے بہتر ہے۔ ایسی حالت میں ہم لوگوں کے لئے واجب العمل کیا ہے۔

الجواب:۔ ہمارے حضرات اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور دیگر حضرات اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس سابق مدرسہ ہذا دارالعلوم دیوبند، اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا (دارالعلوم دیوبند) وغیرہم کا یہی معمول رہا ہے کہ بعد عیدین کے بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگتے تھے اور احادیث سے بھی مطلقاً نمازوں کے بعد دعاء مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے لہذا راجح ہمارے نزدیک یہی ہے کہ دعاء بعد نماز عیدین بھی مستحب ہے۔ اور مولانا عبدالحی صاحب کا فتویٰ بندہ نے بھی دیکھا تھا۔ محض اس وجہ سے کہ عیدین کی نماز کے بعد دعاء کا ذکر نہیں ہے۔ دعاء کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیگر احادیث سے سب نمازوں کے بعد دعاء ہونا ثابت ہے پس اس کو بھی اس پر محمول کیا جاوے گا کیونکہ جب کلیۃً استحباب دعاء کا بعد صلوٰت ثابت ہو گیا

جواب یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ہر نماز کے بعد تصریح وارد ہو، کما ہو ظاہر۔ اور بہشتی گوہر میں بھی غالباً مولانا عبدالحی صاحب کے فتوے کے اتباع سے ایسا لکھا گیا ہے۔ بندہ کے نزدیک وہ مسلم نہیں ہے۔ فقط۔

خطبۂ عیدین کی ابتدا تکبیر سے مستحب ہے

سوال (۲۶۰۸) خطبۂ عیدین کے آغاز میں تکبیر کہہ کر شروع کرنا مسنون ہے۔ تکبیر خطبہ کے طور پر بالجہر کہے یا آہستہ اور پھر خطبہ شروع کرے۔

الجواب:- خطبہ عیدین میں یہ مستحب لکھا ہے کہ پہلے خطبہ کو شروع کرنے سے پہلے نو بار تکبیر بالجہر متواتر پڑھے اور دوسرے خطبہ کے اول سات دفعہ تکبیر بالجہر کہے۔ درمختار میں ہے: ویستحب ان یستفتح الاولی بتسع تکبیرات تتری ای متتابعات والثانیۃ بسبع ہوالسنۃ[1] الخ فقط۔

عادل گواہوں کی شہادت پر نماز عیدین

سوال (۲۶۰۹) بعض لوگوں نے جمعرات کو اور بعض نے جمعہ کو نماز عیدالضحیٰ پڑھی اور اس زمانہ میں کہ عادل کی صفت مفقود ہے شرائط عادل وغیرہ ہونا گواہان رویت ہلال کو ضروری ہے یا کلمہ شہادت پڑھ دینے کے بعد کافی شہادت متصور ہو گی اور جن لوگوں نے جمعرات کو نماز عیدالضحیٰ کی پڑھی وہ نماز ہوئی یا نہیں اور جنہوں نے جمعہ کو پڑھی وہ ہوئی یا نہ۔ اور کیا گیارہویں بارہویں تاریخ کو بھی نماز عیدالضحیٰ ہو سکتی ہے۔

الجواب:- عدالت گواہان کی ثبوت رویت ہلال کے لئے ضروری ہے اور جبکہ گواہ عادل نہ ہوں تو ان کی گواہی پر اعتماد کر کے پنجشنبہ کو نماز عیدالضحیٰ نہ پڑھنی چاہئے تھی اور وہ نماز نہیں ہوئی[2]۔ جن لوگوں نے جمعہ کو نماز پڑھی وہ حق پر ہیں۔ اور یہ صحیح ہے کہ عیدالضحیٰ کی

---

[1] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱۔ ظفیر۔ [2] للصوم مع علۃ دغبار خبر عدل و مستنیر ولو فاسق اتفاقا الدرالمختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۳ ج ۱۔ ظفیر۔

نماز عذر کی وجہ سے گیارہ بارہ تاریخ کو بھی ہو سکتی ہے[۱]۔ فقط۔

عیدین میں خطبہ کہاں سے دے

سوال (۲۶۱۰) عیدین کے خطبہ میں امام کس جگہ کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے، بعض مولوی کہتے ہیں کہ جس جگہ نماز پڑھے اسی جگہ خطبہ پڑھے دوسری جگہ خطبہ پڑھنا جائز نہیں۔

الجواب: بعد نماز عیدین کے امام منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے یہی سنت ہے، نماز اور خطبہ کی جگہ ایک نہیں ہوتی نماز پڑھانے کے لئے امام نیچے کھڑا ہوتا ہے اور خطبہ منبر پر جا کر پڑھتا ہے[۲]۔ فقط۔

دو عادل گواہ کی گواہی سے رویت ثابت ہو جاتی ہے

سوال (۲۶۱۱) زید و عمر نے جن میں بظاہر کوئی خرابی نہیں ہے عید الاضحی کا چاند انتیس[۲۹] کو دیکھا اور قاضی کے پاس شہادت دی، قاضی نے شہادت کو تسلیم کر کے حکم نہ دیا۔ ایک گروہ نے تیس کے چاند کے حساب سے عید کی اور ایک گروہ نے انتیس کے حساب سے اور ایک گروہ نے دونوں دن نماز پڑھی اس صورت میں قاضی اور گروہ مذکور کے لئے کیا حکم ہے اور شاہدین کے لئے کیا۔

الجواب: اگر دو گواہ عادل نے شہادت رویت ہلال کی دی تو رویت ثابت ہوگئی سب کو وہاں اسی کے موافق عید الاضحی کی نماز ادا کرنی چاہئے تھی، جنھوں نے باوجود عدالت شہود اس شہادت کے موافق عمل نہ کیا غلطی کی لیکن اگر شہود با قاعدہ شرعیہ عادل و متقی پرہیزگار نہ تھے تو پھر اس پر عمل نہ کرنے والے حق پر تھے۔ واضح ہو کہ قاضی شرعی اس زمانہ میں ایسا نہیں ہے جس کا حکم باوجود گواہوں کے عادل و ثقہ نہ ہونے کے

---

[۱] لکن هنا یجوز تاخیرها ای فی صلاة الاضحی الی آخر ثالث ایام النحر بلا عذر مع الکراهة وبه ای بالعذر بدونها الدر المختار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱ ظفیر۔

[۲] ومایسن فی الجمعة ویکره یسن فیها ویکره الخ وان یکبر قبل نزوله من منبره مختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱ ظفیر۔

نہ کھایا جائے۔ فقط۔

یوم النحر میں جملہ شرائط صوم کی رعایت مستحب ہے

سوال (۲۶۱۲) یوم النحر میں یعنی دسویں ذی الحجہ کو قبل نماز عید صرف نہ کھانا پینا مسنون ہے یا جملہ شرائط صوم رعایت رکھنا ضروری ہیں آیا جماع سے بھی احتراز چاہئے یا نہیں۔

الجواب:- جملہ شرائط صوم کا لحاظ قربانی سے پہلے مستحب ہے اور در مختار میں ہے کہ قربانی سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے اگرچہ وہ قربانی نہ کرے اور اگر کھا لیوے تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اور شامی میں ہے مندوب الامساك عما يفطر الصائم یعنی رکنا ان اشیاء سے مستحب ہے جن سے روزہ افطار ہو جاوے۔ فقط۔

عید کا خطبہ مختصر ہونا چاہئے / خطبہ سننا واجب ہے

سوال (۲۶۱۳) زید نے خطبہ مولانا عبدالحی لکھنوی عید میں پڑھا جس کے ہر دو خطبہ کی طوالت تخمیناً چھ صفحے ہوتی۔ اس پر عمرو اعتراض کرتا ہے کہ اتنے بڑے خطبے کے سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے فوراً چلا آنا چاہئے، کیا شرعاً اتنے بڑے خطبے کے سننے کا وہ حکم نہیں ہے جو ایک مختصر کے سننے کا ہے۔

الجواب:- درمختار میں ہے ويكره زيادتهما على قدر سورة من طوال المفصل وفي الشامي قوله ويكره زيادتهما عبارة القهستاني وزيادة التطويل مكروه وهذا الخ

---

۱ ولو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلين مع العلة للضرورة (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ص ۱۲۵/۲ ظفير) ۲ وندب تأخير الاكل عنها وان لم يضح في الاصح ولو اكل لم يكره اي تحريما (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة العيدين ص ۷۸۴/۱ ظفير) ۳ رد المحتار باب صلاة العيدين ص ۷۹۴/۱ ۱۲ ظفير ۴ رد المحتار باب الجمعة ص ۷۵۸/۱ ۱۲ ظفير۔

اور مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث مروی ہے وعن عمار قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان طول صلوٰۃ الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فاطیلوا الصلوٰۃ واقصروا الخطبة وان من البیان سحرًا، رواہ مسلم[1]۔ پس معلوم ہوا کہ زیادہ دراز کرنا خطبہ کا مکروہ ہے لیکن خطبہ جس قدر بھی ہو سننا اس کا ضروری ہے۔

کراہت خطبہ کے دراز کرنے والے کے حق میں ہے سننے والوں پر تمام خطبہ کا سننا واجب ہے۔ در مختار میں ہے وکذا یجب الاستماع لسائر الخطب کخطبة نکاح وخطبة عید وختم علی المعتمد[2] الخ۔ فقط

اچھا یہ ہے کہ خطیب امام ایک ہی شخص ہو

سوال (۲۶۱۴) عیدین میں امام وخطیب دو مختلف شخص مقرر ہوئے ہیں یعنی ایک شخص امامت کراتا ہے دوسرا شخص خطبہ پڑھتا ہے کیا یہ فعل جائز ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کے زمانے میں ایسی نظیر پائی جاتی ہے۔

الجواب:۔ یہ فعل جائز ہے کہ ایک شخص امام ہو اور خطیب دوسرا لیکن اولیٰ یہ ہے کہ جو امام ہو وہ ہی خطبہ پڑھے۔ کذا فی الدر المختار[3]۔ فقط۔

چھ زوائد تکبیرات کا عیدین میں ثبوت

سوال (۲۶۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عیدین کی نماز کو چھ تکبیروں کے ساتھ پڑھنا یا چھ تکبیروں کے ساتھ نماز ادا کرنے کا حکم دینا ثابت ہے یا نہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ باب الخطبة والصلوٰۃ فصل اول ص ۱۲۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعه ص ۷۶۹/۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لانهما کشئ واحد فان فعل بان خطب صبی باذن السلطان وصلی بالغ جاز هو المختار (در مختار) ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لان الجمعة مع الخطبة کشئ واحد فلا ینبغی ان یقیمها اثنان وان فعل جاز (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۵۱/۱) ظفیر۔

الجواب: ۔ شرح منیہ میں کہا کہ عیدین کی ہر ایک رکعت میں تین تکبیریں علاوہ تکبیر افتتاح کے بہت سے جلیل القدر صحابہؓ سے ثابت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ والتحقیق فی المطولات[1]۔ فقط۔

عیدگاہ آبادی کے بڑھنے سے آبادی کے اندر آگئی وہ صحرا کے حکم میں نہیں ہے

سوال (۲۶۱۶) عیدگاہ قدیم بوجہ بڑھنے آبادی کے اندر آگئی ہے اور اس میں نماز پنجگانہ باذان وجماعت ہوتی ہے، اب چند لوگ اتباعاً للسنت صحرا میں صلوٰۃ العیدین کے مجوز ہیں اس صورت میں کیا حکم شرعی ہے۔

الجواب: ۔ نماز عیدین کے لئے مسنون طریقہ یہی ہے کہ صحرا میں آبادی سے باہر پڑھیں لہٰذا جو لوگ اس کے مجوز ہیں کہ شہر کے آبادی سے باہر صحرا میں نماز عیدین ادا کی جاوے وہ حق پر ہیں، عیدگاہ قدیم جو کہ مسجد نماز پنجگانہ ہوگئی اور بستی کے اندر آگئی وہ حکم جبانہ یعنی صحرا نہیں رہی[2]۔ فقط۔

بچے جماعت عیدین میں کہاں کھڑے ہوں

سوال (۲۶۱۷) عیدگاہ میں بچوں کا جماعت کے اندر کھڑا ہونا یا نمازی کے سامنے بیٹھنا اور امام کے داہنے بائیں نابالغ بچوں کو کھڑا کرنے میں کیا خرابی ہے۔

الجواب: ۔ نابالغ بچوں کے لئے حکم تو یہ ہے کہ اگر جماعت میں شامل ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں خواہ عیدین کی جماعت ہو یا دیگر نمازوں کی۔ اگر بوجہ مجبوری جیسا کہ عیدگاہ میں پیش آتی ہے بچے جماعت کے اندر کھڑے ہو جاویں یا نمازی کے آگے بیٹھ جاویں یا دائیں بائیں کھڑے ہو جاویں تو نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن خلاف سنت ہے اور

---

[1] دیکھئے غنیۃ المستملی باب العیدین ۱۲ ظفیر۔

[2] والخروج الیھا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العید سنۃ وان وسعھم المسجد الجامع ھو الصحیح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۶) ظفیر۔

مکروہ تنزیہی ہے۔ فقط۔

نماز عیدین میں عورتوں کی جماعت مکروہ ہے

سوال (۲۶۱۸) عیدین کی نماز میں گوشہ نشین عورتوں کو مکان میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور عورتوں کو مردوں کی مانند جماعت سے نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو عورت امام ہو سکتی ہے یا نہیں گر ہو سکتی ہے تو عورت امام صف میں عورتوں کی برابر کھڑی ہو یا مردوں کے امام کے مانند۔

الجواب:- درمختار میں ہے ویکرہ تحریماً جماعۃ النساء[۱] الخ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ فرض و واجب میں ہو یا سنت و نفل میں، کذا فی الشامی، پھر اگر عورتیں جماعت کریں باوجود کراہت تحریمیہ کے تو امام ان کا وسط میں برابر عورتوں کے کھڑی ہو آگے نہ ہو۔ کما فی الدرالمختار فان فعلن تقف الامام وسطھن فلو تقدمت اثمت[۲] الخ پھر آگے یہ لکھا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں جمعہ و عیدین کے لئے آکر شریک ہونا بھی مکروہ ہے[۳]۔ فقط۔

قبرستان میں عید کی نماز جب کہ قبر سامنے نہ ہو

سوال (۲۶۱۹) ایک مقام میں نماز عید کی مقبرہ میں ہوتی ہے امام کے سامنے دیوار ہوتی ہے اور مقتدیوں کے سامنے نہیں ہے یا امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی سمجھا جائے گا جیسا کہ مرفد بین یدی المصلی کی صورت میں ہے یا نہیں۔

الجواب:- قبر اگر کسی مصلی کے سامنے بھی ہوں گی تو اس کی نماز میں کراہت

---

[۱] ویصف الرجال الخ ثم الصبیان ظاہرہ تعددھم فلو واحد دخل الصف (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ص ۵۳۴ ج ۱) [۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار۔ باب الامامۃ ص ۵۲۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر [۳] افاد ان الکراہۃ فی کل ما تشرع فیہ جماعۃ الرجال فرضا او نفلا (ردالمحتار باب الامامۃ ص ۵۲۸ ج ۱) ظفیر [۴] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ص ۵۲۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر [۵] ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ و عید (ایضاً) ظفیر

ہوگی۔ قال فی الشامی لا باس بالصلوٰۃ فیہا اذا کان فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ کما فی الخانیۃ ولا قبلۃ الی قبر[1] حلیہ۔ فقط۔

تکبیرات تشریق عورتوں کیلئے نہیں ہے

سوال (۲۶۲۰) تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے امام صاحب کے مذہب میں نہیں ہیں۔[2]

سوال: نماز عید کے بعد گھر پر آکر نوافل وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ گھر پر واپس آکر نوافل پڑھنا درست ہے کما فی الدر المختار وان تنفل بعدھا فی البیت جائز[3] الخ۔ فقط۔

رکوع سے اٹھ کر تکبیرات زوائد کہنا

سوال (۲۶۲۱) نماز عید الضحیٰ میں امام دوسری رکعت میں تکبیرات زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا پہلی دوسری صف والے رکوع میں شریک ہوئے، دوسرے درجہ والے اور مسجد کے جو ملحق مکان والے تھے بسبب بے خبری کے امام کی تکبیر رکوع وقیام کو تکبیرات زوائد سمجھ کر تکبیریں کہتے رہے امام نے رکوع سے سر اٹھا کر قیام میں تکبیرات زوائد کہی مقتدیوں نے بھی تکبیریں امام کے ساتھ کہیں، پھر امام نے رکوع دوبارہ کیا اس میں سب مقتدی شریک ہوئے امام نے موافق مذہب متاخرین سجدہ سہو نہ کیا تو اس صورت میں اگر یہ نماز دوبارہ پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت تو نہیں ہے۔

---

[1] رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵۳/ج۱ قبیل مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنیسۃ ۱۲ ظفیر

[2] وجب تکبیر التشریق الخ عقب کل فرض ادی بجماعۃ الخ مستحبۃ خرج جماعۃ النساء والعراۃ العلیل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین۔ مطلب فی تکبیر التشریق ص ۷۸۲ و ص ۷۸۶/ج۱ ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۹/ج۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: ۔ اس صورت میں علامہ شامی نے عدم فساد صلوٰۃ کی تصحیح و تصریح کی ہے بلکہ عود الی القیام روایت نوادر کی لکھی ہے اور بدائع میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ لیکن ظاہر الروایت یہ ہے کہ ایسی حالت میں امام قیام کی طرف عود نہ کرے بہرحال نماز اس صورت میں ہو گئی اور سجدہ سہو موافق فتویٰ متاخرین کے نماز عیدین میں نہیں ہے لہٰذا یہ حکم کیا جاوے گا کہ نماز ہو گئی اور اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور اعادہ میں تشویش جماعت و انتشار ہے اس لئے جس وجہ سے سجدہ ساقط ہو گیا اعادہ کا حکم بھی نہ کیا جاوے گا[1]۔ فقط۔

بلا عذر عید کی نماز درواز پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۶۲۲) نماز عید بلا عذر یا بسبب عذر بارش وغیرہ یا بر مدرسہ خانہ خود خواندن جائز دارند یا نہ۔ بر تقدیر ثانی مکروہ تحریمی یا تنزیہی بدلیل صریح و حوالہ کتب تحریر فرمایند۔

مکروہ تحریمی کے لئے دلیل کی ضرورت

سوال (۲۶۲۳) برائے اثبات مکروہ تحریمی نص صریح ضرور است یا نہ۔

الجواب: ۔ (۱) درمختار میں ہے والخروج الیہا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العید سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع ہو الصحیح[2] اھ وفی شرح المنیۃ الکبیر الخروج الی المصلی وہی الجبانۃ سنۃ وان کان یسعہم الجامع وعلیہ عامۃ المشائخ لما ثبت انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یخرج یوم الفطر ویوم الاضحیٰ الی المصلی[3] الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نماز عیدین کے لئے خروج الی المصلی سنت مؤکدہ ہے پس بلا عذر اس کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ اور شامی میں بحر سے نقل کیا کہ سنت مؤکدہ

[1] وقد علمت ان العود روایۃ النوادر علی انہ یقال علیہ ما قالہ ابن الہمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الاول بعد ما استتم قائما الخ (رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۲ تحت قول فلو عاد ینبغی الفساد) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۷ ج ۱ ظفیر۔ [3] غنیۃ المستملی باب العید ص ۵۲۹ ظفیر۔

چھوڑنا مکروہ تحریمی ہونا چاہیئے۔ الحاصل ان السنۃ ان کانت مؤکدۃ قویۃ لا یبعد کون ترکہا مکروہا تحریما وان کانت غیر مؤکدۃ فترکہا مکروہ تنزیہا الخ[1] ص ۴۳۹ ج ۱۔ فقط

(۲) مکروہ تحریمی بلکہ مکروہ تنزیہی کے اثبات کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہے، شامی میں ہے اقول لکن صرح فی البحر فی صلاۃ العید عند مسئلۃ الاکل بانہ لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذ لا بد لہا من دلیل خاص[2] الخ ص ۴۳۹۔ فقط۔

تاشا ونفیری بجاتے عیدگاہ جانا اور امام کے سر پر چتر کا سایہ کرنا کیسا ہے

سوال (۲۶۴۴) مصلیان عیدین کا امام کے ساتھ تاشا ونفیری وغیرہ بجواتے ہوئے جانا اور بین نماز عیدین بوقت خطبہ امام کے سر پر چتر کا سایہ کرنا شرعاً کیسا ہے۔

الجواب:۔ تاشا ونفیری وغیرہ بجانا حرام ہے ایسا کرنے والے خطاوار وگنہگار ہیں[3] اور بوقت خطبہ خطیب کے سر پر چتر کرنا بھی نہیں چاہیئے یہ امر خلاف آداب خطبہ واستماع خطبہ ہے۔ فقط۔

جو قربانی نہ کرنا چاہتا ہو وہ پہلے حجامت بنوا سکتا ہے

سوال (۲۶۴۵) جس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے اس کے لئے حجامت کرانا کس وقت مسنون ومستحب ہے بعد از نماز یا قبل از نماز۔

الجواب:۔ صحیح مسلم میں حدیث مروی ہے قال رسول[4] اللہ صلی اللہ

---

[1] ردالمحتار، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی بیان السنۃ والمستحب ص ۶۱۱ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی بیان السنۃ والمستحب والمندوب الخ ص ۶۱۱ ج ۱ ظفیر۔ [3] ولأن المسئلۃ ان الملاہی کلہا حرام الخ قال ابن مسعود صوت اللہو والغناء ینبت النفاق فی القلب الخ الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ ص ۳۴۲ ج ۵ ظفیر۔ [4] دیکھئے مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ ص ۱۲۷، ۱۲ ظفیر۔

علیہ وسلم اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی فلا یاخذن شعراً ولا یقلمن ظفراً فهذا محمول على الندب[۱]۔ شامی۔ وفی روایۃ من رای ھلال ذی الحجۃ واراد ان یضحی فلا یاخذ من شعرہ ولا من اظفارہ۔ رواہ مسلم[۲]

حاصل یہ ہے کہ جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ بعد نماز بقرعید کے قربانی کرکے ناخن اور بال کتروائے اور حجامت بنوائے اور جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب نہیں ہے وہ نماز سے پہلے بھی حجامت بنوا سکتا ہے۔ فقط

بازار صحرا کے حکم میں نہیں ہے

سوال (۲۶۲۶) بازار کو جبانہ قرار دے سکتے ہیں یا نہیں۔

بازار میں صلوۃ عید

سوال (۲۶۲۷) بازار میں صلوۃ عیدین بلا کراہت درست ہے یا نہ۔

بازار میں شارع عام کے سامنے نماز عید

سوال (۲۶۲۸) جس بازار میں صلوۃ عیدین ادا کی جاتی ہے اگر اس کے مقابل شارع عام ہو تو وہاں نماز جائز ہے یا نہیں۔

راستہ پر صلوۃ عید

سوال (۲۶۲۹) اگر بازار عین راستہ پر ہو تو اس بازار میں نماز صلوۃ عیدین درست ہے یا نہیں۔

دہلیز میں نماز عید

سوال (۲۶۳۰) اگر جبانہ نہ ملے تو دہلیز میں صاف چٹائی بچھا کر بلا کراہت نماز ہوگی یا نہ۔

فنا مسجد میں نماز عید

سوال (۲۶۳۱) اگر جبانہ نہ ملے تو فناء مسجد یا مسجد میں نماز عیدین پڑھنا بلا کراہت درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) ثم خروجہ ماشیاً الی الجبانۃ وھی المصلی العام الخ۔ درمختار ای فی الصحراء[۳]۔ معلوم ہوا کہ جبانہ مصلی عام ہے جو صحرا میں ہو پس بازار

۱؎ ردالمحتار باب العیدین ص ۲۶۴ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ ۲؎ مشکوۃ المصابیح باب فی الاضحیۃ ص ۱۲۷۔ ۱۲ ظفیر

۳؎ ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

جبانہ نہیں ہے۔

(۲) بازار میں اگر مسجد ہے یا کوئی جگہ ممر الناس سے علیحدہ ہے اور شور وشغب سے خالی تو وہاں نماز میں کچھ کراہت نہیں ہے۔

(۳) شارع عام کے سامنے اگر کوئی آڑ دیوار وغیرہ نہ ہو تو ایسی جگہ نماز مکروہ ہے وتکرہ الصلوٰۃ فی طریق العامۃ۔ شرح منیہ[1]۔ مگر نماز ہو جاتی ہے۔

(۴) قد مر حکمہ فی ع[3]۔

(۵) بلا کراہت درست ہے۔

(۶) بلا کراہت درست ہے[2]۔ فقط

عرفہ نویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں

سوال (۲۶۳۲) ایام عرفہ کتنے ہیں اور کس مہینہ اور تاریخ کو کہتے ہیں

الجواب: ـ عرفہ کا دن ایک ہے یعنی نویں تاریخ ذی الحجہ کی[3]۔ فقط۔

سورۂ فاتحہ کے بعد یاد دلانے پر تکبیرات زوائد پھر قرأت

سوال (۲۶۳۳) نماز عید میں امام نے تکبیر تحریمہ کے بعد سورۂ فاتحہ شروع کی، الحمد للہ رب العٰلمین کہنے کے بعد مقتدی کے یاد دلانے پر تکبیرات ثلاثہ کہیں اور پھر بعد تکبیرات ثلاثہ دوبارہ قرأت شروع کی اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔

---

[1] غنیۃ المستملی ص ۳۴۹ ۱۲ ظفیر [2] الخروج الی المصلی وھی الجبانۃ سنۃ الخ فان ضعف القوم عن الخروج امر الامام من یصلی بھم فی المسجد (غنیۃ المستملی ص ۵۳۹) ۱۲ ظفیر [3] خطب الامام سابع ذی الحجۃ الخ ثم التاسع بعرفات شرح وقایہ کتاب الحج ص ۳۳۳ قولہ ثم التاسع ای ثم یخطب فی یوم عرفۃ (عمدۃ الرعایہ فی حل شرح وقایہ ص ۳۳۳ کتاب الحج) ظفیر۔

الجواب:- اس صورت میں نماز ہوگئی۔ کذا فی الشامی۔ فقط

دعا بعد صلوٰۃ عید بدعت نہیں ہے

سوال (۲۶۳۴) دعا بعد صلوٰۃ عیدین را بعض مکروہ گویند و بعض بدعت و بعض گویند کہ مستحب است۔

الجواب:- دعا بعد الصلوٰت مسنون و مستحب است و در احادیث وارد شدہ است کما نقلها فی حصن الحصین وغیرہ۔ پس در صلوٰت صلوٰۃ عیدین ہم داخل و شامل است بدعت گفتن آنرا صحیح نیست و اکابر امت مثل حضرت مولانا رشید احمد محدث و فقیہ گنگوہی و از جمیع اکابر و اساتذہ ما بعد نماز عیدین مثل صلوات مکتوبات دعا می فرمودند پس ہر کہ آنرا بدعت گفت صحیح نیست۔ فقط۔

نماز عید کے پہلے یا بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۶۳۵) چہ می فرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ خواندن نماز نفل در عیدگاہ قبل یا بعد نزد علماء حنفیہ روا است یا نہ؟

الجواب:- درمختار میں ہے ولا یتنفل قبلها مطلقا وکذا لا یتنفل بعدها فی مصلاها[۳]۔ قال الشامی قوله وکذا لا یتنفل ای لما فی الکتب الستة عن ابن عب

---

[۱] کما لو رکع الامام قبل ان یکبر فان الامام یکبر فی الرکوع ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاهر الروایة فلو عاد ینبغی الفساد (در مختار) وقد علمت ان العود روایة النوادر على انه یقال علیه ما قاله ابن الهمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الاول بعد استتمامه قائما بان فیه رفض الفرض لاجل الواجب وهو لا یحل وفیه نظر فهو بالصحة ونحن (رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۲ ج ۱ ظفیر) [۲] وبه علم ... من یلك (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة ص ۴۹۵ ج ۱) عن ام عطیة قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشهدن جماعة المسلمین ودعوتهم وتعتزل الحیض (مشکوٰة باب صلوٰة العیدین ص ۱۲۵) ظفیر [۳] الدر المختار باب العیدین ص ۷۷۴ ج ۱۔ ظفیر۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج فصلی بہم العید لم یصل قبلہا ولا بعدہا وھذا النفی بعدہا محمول علیہ فی المصلّٰی الخ واللہ اعلم۔ فقط۔

مفسد صلوٰۃ قرأت کی صورت میں دوسری جماعت کر سکتا ہے

سوال (۲۶۳۶) اگر عیدین کا امام غلط خواں ہے تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں، اور دوسرا امام نہیں ہو سکتا کیونکہ عوام الناس نہیں چاہتے لہذا شہر کی مسجدوں میں نماز عیدین پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ عیدین کی نماز مسجدوں میں بھی صحیح ہے[۲]۔ اگر عیدین کا امام ایسی غلطی کرتا ہو جس سے فساد نماز ہو تو مسجد میں جدا جماعت کر لینا چاہیئے[۳] اور اگر ایسی غلطی نہیں کرتا جو مفسد صلوٰۃ ہو اور علیحدہ ہونے میں فتنہ ہو تو اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیں[۴]۔ فقط۔

تکبیرات تشریق فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ

سوال (۲۶۳۷) ایام تشریق میں تکبیر ہر نماز فریضہ کے بعد کہی جاتی ہے۔ زید کہتا ہے کہ ایک مرتبہ کہنا واجب ہے اور عمر کہتا ہے کہ تین مرتبہ کہنا چاہیئے، اس صورت میں حق پر کون ہے۔

الجواب:۔ تکبیر تشریق ایک دفعہ کہنا واجب ہے اس سے زیادہ واجب نہیں اور در مختار میں عینی سے نقل کیا ہے کہ زیادہ کہنے میں فضیلت اور ثواب ہے کچھ حرج نہیں ہے[۵]۔ لیکن

---

[۱] وتؤدی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱ ظفیر)

[۲] سئل شمس الائمۃ الحلوانی عن یؤم یوم الجمعۃ وعجز القوم عن منعہ قال بعضہم یقتدی فی الجمعۃ ولا تترک الجمعۃ بامامتہ وفی غیر الجمعۃ یجوز ان یتحول الی مسجد آخر ولا یأثم بہ (عالمگیری مصری فی الامامۃ ص ۱ ج ۱ ظفیر)

[۳] ولا یجوز امامۃ الالثغ الذی لا یقدر علی تکلم بعض الحروف الا لمثلہ اذا لم یکن من یقدر علی التکلم بتلک الحروف فاما اذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بہا فسدت صلاتہ وصلاۃ القوم الخ ایضاً ص ۸ ج ۱ ظفیر

[۴] رد المحتار باب العیدین ویجب تکبیر التشریق فی الاصح للامر بہ مرۃ وان زاد علیہ یکون فضلاً قالہ العینی وصفتہ اللہ اکبر اللہ اکبر الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین مطلب فی تکبیر التشریق ص ۷۸۴ ج ۱ وص ۷۸۵ ج ۱ ظفیر)

عید کی نماز کے لئے مقتدیوں کا انتظار

سوال (۲۶۴۰) عید کی نماز کے لئے مقتدیوں کا کس وقت تک انتظار کیا جاوے۔

الجواب:- وقت نماز عیدین کا زوال سے پہلے پہلے ہے پس اس وقت تک یعنی قبل زوال تک انتظار کرنے کا مضائقہ نہیں ہے اس کے بعد نہیں[1]۔ فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد عند الحنفیہ چھ ہیں

سوال (۲۶۴۱) چھاؤنی نا بوز میں سابق امام جامع مسجد فرماتے تھے کہ نماز عیدین کی صحیح بخاری میں بارہ[12] تکبیریں لکھی ہیں۔ فی رکعت چھ۔ اس صورت میں صحیح حکم کیا ہے۔

الجواب:- حنفیہ کے نزدیک نماز عیدین میں تکبیرات زوائد چھ ہیں۔ یعنی ہر ایک رکعت میں تین تین۔ اور حدیث ابوداؤد سے یہ ثابت ہے (عن سعید بن العاص قال سئلت ابا موسی وحذیفة کیف کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابوموسی کان یکبر اربعا (فی الرکعة الاولی مع تکبیرة الاحرام وفی الثانیة مع تکبیرة الرکوع) تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفة صدق رواہ ابوداؤد۔ پس مذہب حنفیہ موافق اس حدیث کے ہے۔ حنفی امام کو اس کے خلاف نہ کرنا چاہئے[2]۔ فقط۔

نماز عید کے لئے نقارہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۶۴۲) برائے نماز عید نقارہ کوبی جائز است یا نہ۔

الجواب:- اگر بقصد تفاخر و لہو است ممنوع است و اگر بہ نیت تنبیہ است

---

[1] ووقتہا من ارتفاع قدر رمح فلا تصح قبلہ الخ الی الزوال باسقاط الغایة ند المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۹ ج ۱ ظفیر۔

[2] دیکھئے مشکوٰة مع حاشیہ باب صلوٰة العیدین ص ۱۲۶ ، ۱۲ ظفیر۔ [3] تفصیل کے لئے دیکھئے غنیة المستملی باب العیدین ص ۵۲۷ ، ۱۲ ظفیر۔

بالاستہ ومن ذلک ضرب النوبۃ استفاخر فللتنبیہ فلا باس بہ[1] واللہ اعلم

عیدین میں تکبیرات زوائد کی بحث

سوال (۲۶۳) بخاری، ترمذی، مشکوۃ میں ثابت ہے کہ عیدین کی نماز میں بارہ تکبیرات ہیں یعنی رکعت اول میں سات قبل از قراءۃ اور رکعت اخری میں پانچ بعد از قراءۃ، نیز ترمذی میں ایک حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود سے نو تکبیرات کے ثبوت میں مروی ہے یعنی رکعت اول میں پانچ قبل از قراءۃ اور رکعت اخری میں چار بعد از قراءۃ مگر فی زمانہ ہمارے ہاں یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں چھ تکبیرات پڑھی جاتی ہیں جو مذکورہ احادیث کے سراسر خلاف ہے، ان احادیث سے بہتر اور افضل کونسی حدیث ہے جس سے چھ تکبیرات کا جواز ثابت ہوتا ہے اور احادیث مذکورہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے عن سعید بن العاص انہ سأل ابا موسی الاشعری وحذیفۃ بن الیمان کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسی کان یکبر اربعا فی الرکعۃ الاولی مع تکبیرۃ الاحرام وفی الثانیۃ مع تکبیرۃ الرکوع تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفۃ صدق۔ رواہ ابوداؤد[2] وللتفصیل فی کتب الفقہ۔ اور جس روایت میں نو تکبیر دونوں رکعت میں وارد ہیں اس سے مراد بھی چھ تکبیرات زوائد ہیں کیونکہ اول رکعت میں تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع داخل ہے اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع داخل ہے فقط۔

تکبیرات تشریق کی قضا نہیں

سوال (۲۶۴) اگر تکبیرات تشریق قضا ہوگئی ہوں تو کیا پھر ادا کرے یا نہ کرے، ترک پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔

---

(۱) رد المحتار حاشیہ در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس ص ۳۰۶ ج ۵ ۱۲ ظفیر۔

(۲) مشکوۃ شریف باب صلوۃ العیدین ص ۱۲۶ تفصیل کے لئے دیکھئے غنیۃ المستملی باب العیدین ص ۵۷۲ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: تکبیرات تشریق اگر اس وقت ترک ہوگئی تو پھر ان کی قضا نہیں ہے توبہ کرنے سے گناہ اس کے ترک کا معاف ہو جاوے گا[1]۔

عید گاہ میں غیر مقلد اگر پہلے نماز پڑھ لیں تو اس کا اعتبار نہیں

سوال (۲۶۶۵) امام حنفی کی بلا اجازت بطور ضد کے فرقہ غیر مقلدین حنفی پر ان کے امام سے پہلے نماز پڑھ کر چلے آویں تو امام مقررہ کی جماعت کی فضیلت میں کچھ کمی تو نہ ہوگی۔

الجواب: غیر مقلدین کو ایسا کرنا ناجائز ہے اور ان کی جماعت کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور حنفیوں کی جماعت جو بعد میں ہوتی وہ معتبر ہے اس کی فضیلت اور ثواب میں کچھ کمی نہ آوے گی۔

جدید عید گاہ بنانا

سوال (۲۶۶۶) عرصہ دراز سے موجودہ عید گاہ ایک ہندو کی ملکیت میں قائم ہے۔ حق ملکیت ترک کر دیا ہے مگر آبادی سے ایک میل زائد فاصلہ ہونے کے علاوہ موسم باراں میں راستہ ناقص ہوتا ہے۔ حسب منشاء مسلمانان قصبہ جدید عید گاہ مسلمانوں کی ملکیت میں بنانا ناجائز ہے یا نہیں۔ اور سابقہ عید گاہ شہید کر کے ملبہ جدید عید گاہ میں لگایا جائے یا نہیں۔ جدید عید گاہ تیار ہونے کے بعد سابقہ عید گاہ کی زمین مالک کے خواہش کے مطابق اس کو دیدی جائے یا مسلمان اپنے قبضہ میں رکھے۔

الجواب: اگر اس ہندو نے اپنی ملکیت ترک کر دی تھی اور مسلمانوں کو وہ زمین برائے عید گاہ دیدی تھی تو وہ زمین وقف ہوگئی اس کا ملبہ وغیرہ دوسری عید گاہ میں لگانا اور اس کو ہندو کو واپس دیدینا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

ایک شہر میں دو عید گاہ

سوال (۲۶۶۷) اگر ایک شہر میں دو عید گاہ ہوں اور دو جگہ نماز عیدین کی ہو تو کیا حکم ہے۔

---

[1] عقب کل فرض بلا فصل الخ (الدر المختار) فلو خرج من المسجد او تکلم عامدا او ساهيا او احدث عامدا سقط عنه التکبیر (رد المحتار، باب العیدین مطلب فی تکبیر التشریق ص ۷۸۶) ظفیر۔

آبادی سے باہر کی عیدگاہ میں نماز عید افضل ہے

سوال (۲۶۴۸) ایک مصر کی عیدگاہ بیرون شہر ہو اور دوسرے حصہ کی عیدگاہ شہر میں ہو تو کونسی عیدگاہ میں نماز پڑھنا افضل ہے؟

الجواب:- دو عیدگاہ ہونے میں اور دو جگہ نماز عیدین ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے[1]۔

(۲) سنت طریق کے موافق شہر سے باہر نماز عیدین ادا کرنا بہتر ہے اور اس میں فضیلت ہے بہ نسبت شہر میں ادا کرنے کے[2]۔ فقط

قصابوں کی بنائی ہوئی عیدگاہ میں نماز درست ہے

سوال (۲۶۴۹) یہاں پر قصابان نے عیدگاہ بنائی ہے اس میں غیر قصابان کی نماز عید صحیح ہے یا نہیں اور عیدگاہ آجکل میں بنی ہوئی ہے۔ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسا ہی تھا یا نہیں۔

الجواب:- غیر قصابان کی نماز عیدین اس عیدگاہ قوم قصابان میں صحیح ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز باہر جنگل میں عیدگاہ میں جاکر ادا فرماتے تھے اور یہی سنت ہے[3]۔ فقط۔

تکبیرات تشریق جماعت کے بعد ہے تنہا پڑھنے کے بعد نہیں

سوال (۲۶۵۰) زید ایام تشریق کی تکبیریں جو بعد نماز واجب ہیں ہر نماز میں بھول جاتا ہے اور زید تنہا نماز پڑھتا ہے۔ آیا تکبیر نہ کہنے سے نماز میں کچھ نقصان ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایام تشریق کی تکبیریں ان لوگوں پر واجب ہوتی جو جماعت سے نماز

---

[1] وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱) ظفیر۔

[2] ثم خروجه الخ ماشیا الی الجبانة وهی المصلی العام والخروج الیها الی الجبانة لصلاة العید سنة (در مختار) ای فی الصحراء (رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۶ ج ۱) ظفیر۔

[3] والخروج الیها ای الجبانة لصلاة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۶ ج ۱) ظفیر۔

ہو جاتی ہے مگر سنت یہ ہے کہ عیدین کی نماز باہر جنگل میں جا کر ادا کی جاوے۔ کما فی الدر المختار والخروج الیہا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العید سنۃٌ وان وسعھم المسجد الجامع۔ وفی الشامی تحت قولہ ای الجبانۃ وھو المصلی العام۔ ای فی الصحراء۔ بحر عن المغرب۔ شامی[1]۔ فقط۔

ہندو کی زمین عیدگاہ کیلئے قبول کرنے کی صورت

سوال (۲۶۵۳) قصبہ سیانہ کی عیدگاہ کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے، اس کے گرد ایک سیٹھ ہندو کی آراضی ہے انھوں نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے تو ان کے عطیہ اراضی میں تصرف کے جواز کی کیا صورت ہے۔

عیدگاہ وقف کا کوئی حصہ کسی کو نہیں دیا جا سکتا

سوال (۲۶۵۴/۲) جس جانب میں سیٹھ موصوف اپنی زمین صحن عیدگاہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں اس طرف کی دیوار رخ جب سے صحیح کرنے میں ایک مثلث شکل کا گوشہ عیدگاہ قدیم کے فرش کا علیحدہ ہو جاتا ہے اس کو سیٹھ صاحب اپنے کھیت میں شامل کرنا چاہتے ہیں لہذا یہ گوشہ ان کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) اس کے جواز کی صورت بلا اختلاف یہ ہے کہ سیٹھ صاحب اراضی مذکورہ بقدر حاجت علیحدہ کر کے نشان لگا کر کسی مسلمان کی ملک کر دیں۔ پھر وہ مسلمان اس آراضی کو وقف کر دے کیونکہ خود سیٹھ صاحب کے وقف کے جواز میں حسب روایات فقہیہ تردد ہے

(۲) دیدینا عیدگاہ موقوفہ کے کسی حصہ کا اور گوشہ کا درست نہیں ہے کیونکہ وقف میں کوئی ایسا تصرف ہبہ و بیع یا مبادلہ کا درست نہیں ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۶ ج ۱ مگر باجے کے ساتھ جانا گناہ ہے۔ اس سے ان لوگوں کو توبہ کرنا چاہیئے ۱۲ ظفیر۔ [2] فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملّک ولا یعار ولا یرھن لا یملک ای لا یکون مملوکا لصاحبہ ولا یملّک ای لا یقبل التملیک لغیرہ بالبیع ونحوہ (ردالمحتار کتاب الوقف ص ۵۰۷ ج ۳) ظفیر۔

عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے پیسے پھینکنا اور کرانا درست نہیں

سوال (۲۲۵۵) عیدگاہ میں برائے نماز عید سوار ہوکر جانا اور آنا اور اپنے اوپر سے پیسہ دونی وغیرہ پھنکوانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: سنت یہ ہے کہ عیدگاہ میں پیدل جاوے سوار ہوکر جانا خلاف سنت کے ہے۔ اور واپسی میں اگر سوار ہوکر آوے تو اس کو جائز لکھا ہے۔ کذا فی الدر المختار[1] اور پھینکنا اور کرنا بھی درست نہیں ہے۔ فقط۔

عید کی نماز جیل میں

سوال (۲۲۵۶) عیدین کی نماز جیل میں ہوگی یا نہیں۔

الجواب: جمعہ اور عیدین کی نماز جیل خانہ میں واجب نہیں ہے[2] اور ادا ہونے میں بھی کلام ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] ثم خروجہ الخ ماشیا الی الجبانۃ الخ ولا بأس بعودہ راکبا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۷ و ص ۷۷۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] وشرط لافتراضھا تسعۃ تختص بھا اقامۃ بمصر الخ وصحۃ الخ وعدم حبس الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۲ ج ۱)

[3] ظفیر[3]۔ اذن عام کی شرط چونکہ نہیں پائی جاتی ہے اس لئے بعض لوگوں کا رجحان عدم جواز ہے۔ لیکن خاکسار کا ذاتی رجحان جواز کی طرف ہے۔ موجودہ دور میں جب کہ ایک شہر میں تعدد جمعہ کے جواز پر فتویٰ اور عمل دونوں ہے "اذن عام" کی شرط محض لغو ہے۔ در مختار اور شامی میں جو بحث مذکور ہے اس سے بھی جواز ہی ثابت ہوتا ہے "اذن عام" کی بحث ختم کرتے ہوئے علامہ شامی رقمطراز ہیں: قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد۔ اما لو تعددت فلا، لانہ لا یتحقق التفویت کما افادہ التعلیل تأمل (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۲ ج ۱) خود مفتی علام نے باب الجمعۃ میں بنام قلعہ کے اندر جمعہ کا جواز ثابت کیا ہے اور پوری بحث کی ہے۔ جو بغور مطالعہ کرنا چاہئے ۱۲ ظفیر۔

بعد زوال عید کی نماز درست نہیں، عذر کی وجہ سے دوسرے دن پڑھنے کی اجازت

سوال (۲۶۵۷) کثرت بارش کی وجہ سے عید الضحیٰ کی نماز وقت معین پر نہیں پڑھی، پس اس صورت میں دوسرے یا تیسرے روز ادا کرنا چاہئے مگر جاہل اور ناواقف لوگوں نے اسی روز دو یا تین بجے نماز ادا کی، نماز ہوئی یا اعادہ کرنا چاہئے۔

الجواب: قال فی الدر المختار وتوخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط۔ فوقتہا من الثانی کالاول وتکون قضاءً لا اداءً۔[1] وفی الشامی قولہ فقط۔ راجع الی قولہ بعذر فلا توخر من غیر عذر والی قولہ الی الزوال فلا تصح بعدہ والی قولہ من الغد فلا تصح فیما بعد غد ولو بعذر الخ۔ شامی۔[1] پس واضح ہوا کہ بعد زوال کے جو نماز ضحی ہوئی وہ صحیح نہیں ہوئی اگلے دن .... قبل زوال قضاء کرنا چاہئے تھا اور بعد اس کے قضاء جائز نہیں ہے۔ فقط۔

نماز عیدین واجب ہے اور تکبیرات زوائد بھی

سوال (۲۶۵۸) عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں واجب ہیں یا نماز دوگانہ بھی واجب ہے اگر کوئی امام اس طرح نیت کرا دے کہ دو رکعت نماز نفل عید الضحیٰ مع چھ تکبیرات واجب کے۔ چونکہ نفل کا لفظ کہا گیا تو نماز درست ہوئی یا نہ۔

الجواب: نماز عیدین کی بھی واجب ہے اور تکبیرات عیدین بھی واجب ہیں۔[2] اس صورت میں نماز نفل نہ کہنا چاہئے بلکہ واجب کہنا چاہئے یا دل میں یہ خیال کرنا چاہئے۔ ورنہ نماز اس صورت میں بھی ہو گئی۔ اس لئے کہ نفل کا لفظ کہنے سے نماز میں فساد نہیں آیا۔ فقط۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱ ظفیر۔ [2] تجب صلوٰتہما فی الاصح علی من تجب علیہ الجمعۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۴ ظفیر۔ [3] لو عدد ولم یمیز فرض من غیرہ ان نوی الفرض فی الکل جاز (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۸۶ ظفیر

تکبیرات تشریق صرف یکمرتبہ کہنا سنت ہے

سوال (۲۶۵۹) تکبیرتشریق کا ایک مرتبہ سے زیادہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔ زیادہ کہنا خلاف سنت ہے۔

حدیث عید میں دعوت کا کیا مطلب ہے

سوال (۲۶۶۰) وعن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم وتعتزل الحیض عن المصلی۔ لفظ دعوتہم سے کیا مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے

الجواب:- لفظ دعوتہم عام ہے جو دعا بعد نماز ہوگی وہ بھی اس میں داخل ہے اور منسوخ کہنا اس کا غلط ہے۔

عید میں بعد خطبہ دعا نہیں

سوال (۲۶۶۱) بنگال میں دستور ہے کہ بعد نماز عیدین دعا کرکے خطبہ پڑھتے ہیں۔ خطبہ تمام کرکے پھر دعاء کرتے ہیں یہ تغیر سنت ہے یا نہیں

الجواب:- خطبہ کے بعد پھر دعا نہیں ہے۔ اس معمول کو چھوڑ دینا چاہئے۔ صرف نماز کے بعد دعا کریں کہ جو ثابت ہے۔

وقف عیدگاہ میں تصرف درست نہیں

سوال (۲۶۶۲) بادشاہی عیدگاہ جس کے تحت میں انعامی زمین ہے اور سرکار سے خطیب کے سوائے انعام زمین کے خلعت عیدین بھی ملتی ہے۔ آبادی شہر کی وجہ سے عیدگاہ مذکور آبادی میں آگئی ہے مگر اب تک اس عیدگاہ میں نماز عیدین پڑھی جاتی ہے۔ زمین عیدگاہ بالکل کھلی ہوئی ہے اس میں کسی قسم کی عمارت نہیں ہے اب اگر اس عیدگاہ میں کچھ عمارت کی جائے تو عیدگاہ کی حیثیت بگڑ جاتی ہے اور عیدگاہ نہیں رہتی تو اس میں عمارت بنانا جائز ہے یا نہ۔ عمارت بنانے سے انعام زمین کے ضبط ہونے کا اندیشہ ہے۔ فقط۔

الجواب:- وہ عیدگاہ وقف ہے اس میں کوئی تصرف تعمیر مکان وغیرہ

کا درست نہیں[1]۔ البتہ اگر نمازیوں کے آرام کے لئے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لئے کوئی درجہ مسقف کر دیا جائے مثل مسجد کے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

تعمیر عیدگاہ میں ہنود کا روپیہ لگانا جائز ہے

سوال (۲۶۶۳) تعمیر عیدگاہ میں ہنود کا روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جائز ہے۔ فقط۔

عیدگاہ کی زمین فروخت نہیں کی جا سکتی

سوال (۲۶۶۴) لکھنؤ میں عیدگاہ کے قریب پتھر کی کھدان ہے جو پہلے بہت فاصلہ پر تھی مگر اب اس قدر قریب ہو گئی ہے کہ جس وقت پتھر میں سرنگ لگایا جاتا ہے عیدگاہ کی دیواریں ہل جاتی ہیں جس سے اس کے گرنے کا احتمال ہے لہٰذا اگر سرکار زمین اور عمارت عیدگاہ کا معاوضہ دیوے تو دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جا سکتی ہے، موجودہ عیدگاہ کو سرکار اپنے کام میں لا سکتی ہے یا نہیں (۲) عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں۔

الجواب:- عیدگاہ وقف ہوتی ہے اور مسجد کے حکم میں ہے۔ یہ تصرف کرنا درست نہیں ہے[2]۔ فقط۔

عیدگاہ میں کھیل تماشا درست نہیں

سوال (۲۶۶۵) عیدگاہ کے اندر اعزاز و مراسم کے کھیل تماشوں اور کشتی کا کام کرنا یا بازو نیم بچہ کے متعلق بلا اجازت متولی عیدگاہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- عیدگاہ بہت سے امور میں بحکم مسجد ہے اس لئے عیدگاہ میں کھیل تماشہ

---

[1] فاذا تم الوقف ولزم لا یملک ولا یملّک ولا یعار ولا یرهن (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الوقف ص ۵۰۴ ج ۳ ظفیر)

[2] اذا تم الوقف ولزم لا یملک ولا یملّک ولا یعار ولا یرهن (در مختار علی هامش رد المحتار، کتاب الوقف ص ۵۰۴ ج ۳ ظفیر)۔

اور کشتی وغیرہ کا کرنا اور ہارمونیم باجا بجانا اور گانا یہ جملہ امور محرمہ حرام اور ناجائز ہیں متولی عیدگاہ ہرگز ان امور کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا اور بلا اجازت یا باجازت متولی بھی کسی کو ارتکاب ان امور کا کرنا عیدگاہ میں درست نہیں ہے۔ ہکذا فی الدرالمختار والشامی۔ فقط

عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد اور اس کی خلاف ورزی کا اثر

سوال (۲۶۶۶) عید کی نماز کے وقت امام صاحب نے بجائے چھ تکبیر کے نو تکبیر کی نیت بندھوائی اور نماز پڑھاتے وقت صرف سات تکبیریں پکاریں۔ یہ نماز درست ہوئی یا نہیں۔ افضل نماز عیدین میں چھ تکبیریں ہیں یا زائد۔

خطبہ عید میں نورنامہ وغیرہ درست نہیں

سوال (۲۶۶۷) امام نے نماز عید پڑھا کر خطبہ شروع کیا اور خطبہ طویل پڑھا اور مقتدی دھوپ میں رہتے ہیں اور امام نے خطبہ میں نورنامہ اور وفات نامہ پڑھا۔ یہ کیسا ہے۔

الجواب:- نماز ہوگئی اور تکبیرات زوائد ہر ایک رکعت میں تین تکبیریں ہیں یعنی کل چھ تکبیرات زوائد ہیں اس سے زیادہ مذہب حنفیہ کا نہیں ہے[2]۔

(۲) خطیب کو ایسا کرنا مکروہ و ممنوع ہے خطبہ میں اختصار کرنا چاہیے خصوصاً ایسے وقت میں بہت اختصار کرنا چاہیے[3] اور وفات نامہ اور نورنامہ وغیرہ پڑھنا درست

---

[1] اما المتخذ لصلاة جنازة او عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقا بالناس لا في حق غيره به يفتي نهاية، فحل دخوله لجنب وحائض كفناء مسجد الخ (الدر المختار) قال في البحر في شرحه انه يجوز الوطؤ والبول والتخلي فيه ولا يخفى ما فيه فان الباني لم يعدها لذلك فينبغي ان لا يجوز الخ (رد المحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في احكام المسجد ص ۶۱۶ ج ۱ ظفير) [2] وهي ثلاث تكبيرات في كل ركعة ولو زاد تابعه الى ستة عشر لانه ماثور (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العيدين ص ۷۸۲ ج ۱ ظفير) [3] عن جابر بن سمرة قال كانت للنبي صلى الله عليه وسلم (بقيه حاشيه صفحه آئنده)

نہیں ہے۔ فقط۔

جنھوں نے عید کی نماز میں رکوع نہیں کیا ان کی نماز نہیں ہوئی

سوال (۲۶۶۸) عید الفطر کی دوسری رکعت میں امام تکبیرات زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کھڑے رہے اور امام سجدہ میں چلا گیا پھر مقتدی بھی سجدے میں چلے گئے اور رکوع اکثر مقتدیوں کا نہیں ہوا۔ امام نے سجدہ سہو کر لیا تو نماز امام اور مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئی تو کس وقت قضا کر سکتے ہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں امام کی نماز اور ان مقتدیوں کی جنھوں نے رکوع کر لیا ہے ہوگئی اور ان لوگوں کی جنھوں نے رکوع نہیں کیا نماز نہیں ہوئی، وہ دو رکعت بعد میں پڑھ لیں۔ فقط۔

تکبیرات تشریق گاؤں میں کہی جائیں

سوال (۲۶۶۹) گاؤں میں تکبیرات تشریق پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ علمائے کشمیر میں اس بارہ میں اختلاف ہے، کس کا قول صحیح ہے

الجواب:۔ امام ابوحنیفہؒ اہل قریہ پر تکبیر تشریق واجب نہیں فرماتے اور صاحبینؒ واجب فرماتے ہیں۔ درمختار میں ہے ویجب تکبیر التشریق الخ علی امام مقیم بمصر وعلی مقتد مسافر او قروی الخ وقالا بوجوبه فور کل فرض مطلقاً ولو منفرداً او مسافراً او امرأة لانه تبع للمکتوبة الخ وعلیه الاعتماد والعمل

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) خطبتان یجلس بینهما یقرء القرآن ویذکر الناس فکانت صلوته قصداً وخطبته قصداً رواه مسلم وعن عمار قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فاطیلوا الصلوة واقصروا الخطبة رواه مسلم (مشکوة باب الخطبة والصلوة ص ۱۲۳) ظفیر۔ ۱؎ کما لو رکع امامه فرکع معه مقارنا او معاقبا وشارکه فیه فلو لم یرکع اصلا الخ بطلت صلوته (رد المحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ... م) ظفیر

والفتوی علی عادۃ الامصار وکافۃ الاعصار اھ (قولہ مقیم بمصر) فلا یجب علی اہل القری والمسافرین علی الاصح بحر عن البدائع ای الاصح علی قول الامام الخ قولہ وعلیہ الاعتماد اھ ھذا بناء علی انہ اذا اختلف الامام وصاحباہ فالعبرۃ لقوۃ الدلیل وھو الاصح. شامی۔[1] ان عبارات سے معلوم ہوا کہ معتمد اور احوط اس بارہ میں قول صاحبین ہے، کہ اہل قریہ پر واجب نہیں کہ تکبیر تشریق کہیں۔ فقط

عیدین کا خطبہ صفوں کے درمیان منبر رکھ کر درست ہے یا نہیں

سوال (۲۲۶۰/۱) خطبہ عیدین میں بوجہ کثرت آدمیوں کے امام اپنی جگہ سے صفوف کے درمیان کسی منبرہ پر جا کر خطبہ پڑھے تو یہ جائز ہے یا مکروہ۔

عیدگاہ میں آواز ملا کر تکبیر درست نہیں

سوال (۲۲۶۱/۲) عیدگاہ میں جا کر تو تکبیر کہنا کہ اول ایک شخص تکبیر کہے اس کے بعد اور لوگ آواز ملا کر متفقہ طور پر تکبیر کہیں، اسی طرح نماز تک یہ سلسلہ جاری رکھیں، یہ شرعاً جائز بلا کراہت ہے یا مع الکراہت۔

الجواب:- (۱) ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے بلا کراہت جب کہ اس کی ضرورت ہے[2]

(۲) یہ جائز نہیں ہے اور اس میں کراہت ہے۔ کذا ورد فی الاحادیث عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الاضحی ثم سألتہ یعنی عطاء بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلوٰۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ

---

(۱) رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۲/۱۔

(۲) باب عیدین میں کہیں کوئی صراحت نہیں ملی، مگر باب الجمعہ میں صراحت ہے اذا جلس علی المنبر فی الدر المختار، وفیہ قولہ علی المنبر ھو الارتفاع من السنۃ ان یخطب علیہ اقتداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم بحر وان یکون علی یسار المحراب قہستانی (رد المحتار باب الجمعہ)۔ اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت کہیں اور منبر رکھ کر خطبہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں، مگر سنت یہ ہے کہ محراب کے پاس ہی ہو۔ واللہ اعلم ظفیر۔

ولا نداء ولا شئی ولا نداء یومئذ ولا اقامۃ۔ رواہ مسلم[۱] ۔ فقط۔

عیدین کی تکبیرات زوائد میں اگر ارسال نہ کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۲-۲۶۶) امام در نماز عید الفطر پنج تکبیر زوائد خواندہ و بعد ہر تکبیر دست بر ناف بست یعنی ارسال نہ کردہ امام تنہا خطبہ و نماز در محراب خواندہ میان ہر دو تکبیر درود شریف خواندہ دعا خواست در خطبہ قرارت غلط کرد نمازش درست خواہد شد یا چہ۔

الجواب:۔ ایں امور کہ ازاں امام صادر شد موجب فساد صلوٰۃ نیست البتہ خلاف سنت است پس آئندہ او را تاکید کردہ شود کہ سہ تکبیرات زوائد در ہر رکعت بگوید و دست برداشتہ تکبیر گوید و ارسال یدین کند و آنچہ در کتب فقہ حنفیہ مذکور است موافق آں عمل کند[۲]۔ فقط

بعد نماز عید آں حضرت سے دعا ثابت ہے یا نہیں

سوال (۳-۲۶۷) بعد نماز عیدین یا بعد خطبہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں عن ام عطیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الابکار والعواتق الخ فی العیدین الحدیث۔ زید کہتا ہے کہ اس حدیث سے بعد نماز عیدین و خطبہ کے دعا مانگنا ثابت ہے، یہ صحیح ہے یا یا نہ۔

الجواب:۔ اس حدیث سے بعد خطبہ وغیرہ کے دعا مانگنا ثابت نہیں ہے کیونکہ مراد دعوۃ المسلمین سے اجتماع المسلمین ہے و خطبہ وغیرہ ہے البتہ بعد نماز عیدین دعا مانگنا ان احادیث کے عموم سے ثابت ہے جن میں بعد صلوٰۃ دعا مانگنا مستحب معلوم ہوتا ہے

---

[۱] مشکوٰۃ باب العیدین فصل ثالث ص ۱۲۷ ۔ ظفیر۔ [۲] و یرفع یدیہ فی الزوائد الخ ولیس بین تکبیراتہ ذکر مسنون ولذا یرسل یدیہ (در مختار) ای فی اثناء التکبیرات ویضعہما بعد الثالثۃ کما فی شرح المنیۃ لان الوضع سنۃ قیام طویل فیہ ذکر مسنون (رد المحتار باب العیدین ص ۷۹۲) ظفیر۔

ورنماز عیدین کے اس سے مستثنیٰ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ احادیث حصن حصین وغیرہ کتب احادیث میں مذکور ہیں[1]۔ البتہ خطبہ کے بعد دعا مانگنا وارد نہیں ہوا۔ نہ خصوصاً نہ عموماً

تکبیرات تشریق کے سلسلہ میں امام صاحبؒ کا قول احوط ہے یا صاحبینؒ کا

سوال (۲۶۷۴) تکبیرات تشریق کے بارہ میں امام صاحبؒ کا یہ مذہب ہے کہ مقیم ہو اور شہر میں ہو اور فرض نماز جماعت مستحبہ سے پڑھے اس پر تکبیر تشریق واجب ہے اور صاحبینؒ مطلقاً واجب فرماتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت یا منفرد یا مسافر۔ اس صورت میں احوط اور اولیٰ کیا ہے۔

الجواب:۔ یہ ظاہر ہے کہ صاحبین کا قول احوط ہے اور عمل کرنا اس پر مختار و احوط ہے مگر وجوب کے بارے میں اکثر علماء نے مذہب امام صاحبؒ کو اختیار فرمایا ہے یعنی وجوب انھیں شرائط کے ساتھ۔ باقی اگر منفرد و مسافر وغیرہ بھی تکبیر تشریق کہہ لیویں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس پر بھی فتویٰ دیا گیا ہے[2]۔ فقط۔

محض نیت سے بغیر عمل نماز نہیں ہوتی

سوال (۲۶۷۵) چند لوگ عیدگاہ اس وقت پہنچے

---

[1] عن ثوبان رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انصرف من صلاته استغفر ثلثا وقال اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام رواه مسلم (مشكوة ص۸۸ ظفير)

[2] ويجب تكبير التشريق على امام مقيم بمصر وعلى مقتد مسافر او قروى او امرأة بالتبعية الخ وقالا بوجوبه فور كل فرض مطلقا ولو منفردا او مسافرا او امرأة لانه تبع للمكتوبة الخ وعليه الاعتماد والعمل والفتوى فى عامة الامصار وكافة الاعصار (در مختار) قوله لانه تبع للمكتوبة فيجب على كل من تجب عليه الصلوٰة المكتوبة قوله وعليه الاعتماد الخ هذا بناءً على انه اذا اختلف الامام وصاحباه فالعبرة لقوة الدليل وهو الاصح (رد المحتار باب العيدين مطلب فى تكبير التشريق ص۷۸۴ ج۱) ظفير۔

کہ نماز ہو چکی تھی، امام صاحب نے کہا کہ چونکہ تم لوگ نماز پڑھنے کی نیت سے آئے تھے تمہاری نماز ہو چکی اور بعضوں نے نماز نہیں پڑھی۔ کیا نماز کی نیت کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے؟ عیدگاہ میں دوبارہ نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ مفتی بہ یہ قول ہے کہ تعدد نماز عیدین درست ہے۔ یعنی چند جگہ ایک قصبہ و شہر میں نماز عیدین ہو جاتی ہے پس جو لوگ بعد میں آئے ان کو یہ جائز تھا کہ علاوہ عیدگاہ کے دوسری جگہ کسی میدان یا کسی مسجد میں نماز عید ادا کر لیتے کیونکہ اس عیدگاہ میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے، اور یہ غلط ہے کہ محض نیت کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے پس جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی ان کی نماز نہیں ہوئی مگر اب اسکی قضاء بھی نہیں ہے امام صاحب سے یہ غلطی ہوئی کہ ان کو ایسا مسئلہ بتلایا[1]۔ فقط۔

عیدین میں تفریق جماعت امامت کی خاطر درست نہیں

سوال (۲۶۷۶) عیدین کا امام بننے کے لئے جماعت کو توڑ کر دوسری جماعت کرنا درست ہے یا نہ اور دونوں کی نماز ہوگی یا نہ۔

الجواب: ۔ تفریق جماعت کرنا اچھا نہیں ہے اگرچہ اس وجہ سے کہ تعدد جماعت عیدین جائز ہے یعنی ایک شہر میں کئی جگہ نماز عیدین ہو سکتی ہے، دونوں کی نماز ہوگئی[2]۔ فقط۔

عیدین کا وجوب و قضا نہ ہونے کی وجہ

سوال (۲۶۷۷) نماز عیدین واجب ہے یا نفل۔ وتر کی قضاء کیوں نہیں ہے حالانکہ وتر کی قضاء ہے۔

---

[1] ولا يصليها وحده ان فاتت مع الامام ولو امكنه الذهاب الى امام آخر فعل لانها تؤدى بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العيدين ص ۷۸۳ ج ۱) ظفير

[2] لانها تؤدى بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقا (ايضاً) ظفير

الجواب: عیدین کی نماز واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص سے جماعت عیدین فوت ہو جائے تو پھر اس کی قضا نہیں ہے کیونکہ اس میں جماعت شرط ہے، اور وتر میں جماعت شرط نہیں ہے اور اس میں تحدید وقت بھی نہیں ہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل نہیں

سوال (۲۶۷۸) عیدین کی نماز سے پہلے یا پیچھے نوافل پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: نہیں چاہئے۔ فقط

عید الفطر کی نماز عذر کی وجہ سے اگلے دن پڑھ سکتے ہیں

سوال (۲۶۷۹) عید الفطر کا چاند یوم جمعہ کو بوجہ ابر نظر نہیں آیا شنبہ کی صبح کو سات بجے تحقیق ہو گیا کہ آج عید ہے روزے افطار کر لئے گئے لیکن دیہات میں خبر نہ ہونے کی وجہ سے نماز عید یکشنبہ کو پڑھی، لہٰذا یہ نماز ہوئی یا نہ۔

الجواب: عید الفطر کی نماز عذر کی وجہ سے اگلے دن پڑھ سکتے ہیں، پس یکشنبہ کو بھی نماز عید ہو گئی۔ کما فی الدر المختار وتؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد الخ وفی الشامی قولہ کمطر ادخل فیہ ما اذا لم یخرج الامام وما اذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال او قبله بحیث لا یمکن جمع الناس

---

¹ تجب صلاتهما فی الاصح علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها المتقدمة سوی الخطبة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۴ ج ۱ ظفیر)

² ولا یصلیها وحده ان فاتت مع الامام الخ لو امکنه الذهاب الی امام آخر فعل لانها تؤدی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱) ظفیر

³ ولا یتنفل قبلها مطلقا الخ وکذا لا یتنفل بعدها فی مصلاها فانه مکروه عند العامة وان تنفل بعدها فی البیت جاز (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۷ و ص ۷۷۸ ج ۱) ظفیر۔

الخ شامی۔ فقط۔

نماز عیدین کی نیت میں لفظ سنت کہا تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۶۶۰) عید کی نماز اس طرح نیت کر کے پڑھی۔ نیت کرتا ہوں دو رکعت سنت عید الفطر مع زائد چھ تکبیروں کے۔ اس صورت میں نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس طرح نیت کرنے سے نماز صحیح ہے کیونکہ بعض فقہاء نے نماز عید کو سنت کہا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ واجب ہے[1]۔ اس لئے احوط یہ ہے کہ واجب کا لفظ کہے لیکن اگر نیت میں سنت کا لفظ کہہ دیا تب بھی نماز صحیح ہے۔ فقط۔

نماز عیدین کے لئے بھی فرش کا پاک ہونا ضروری ہے

سوال (۲۶۶۱) جو جگہ غیر محفوظ ہے اور پاک وصاف نہیں ہے وہاں عید کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جگہ کا پاک ہونا صحت نماز کے لئے شرط ہے۔ اگر ناپاک جگہ میں نماز عیدین وغیرہ پڑھی گئی تو وہ صحیح نہیں ہوئی۔ فقط

---

[1] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۳ ج ۱ ظفیر ۔ (تجب صلاتهما في الأصح (در مختار) قوله في الأصح مقابله القول بأنها سنة وصححه النسفي في المنافع لكن الأول قول الأكثرين كما في المجتبى ونص على تصحيحه في الخانية والبدائع والهداية والمحيط والمختار والكافي النسفي وفي الخلاصة هو المختار لأنه صلى الله عليه وسلم واظب عليها وسماها في الجامع الصغير سنة لأن وجوبها ثبت بالسنة حلية الخ (رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۴ ج ۱ ظفیر) ۔ والشرائط هي ما يتوقف عليه الشيء ولا يدخل فيه هي ستة طهارة بدنه أي من حدث بنوعيه وخبث مانع وثوبه الخ ومكانه أي موضع قدميه أو إحداهما الخ وموضع سجوده اتفاقا في الأصح الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب شروط الصلوة ص ۳۷۳ وص ۳۷۴ ج ۱ ظفیر)

عید کے بعد چار رکعت نفل جماعت سے پڑھنے کا رواج غلط ہے

سوال (۲۶۸۲) ہمارے یہاں عیدین کی نماز کے بعد چار رکعت نفل جماعت سے پڑھتے ہیں، آیا یہ نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: عیدین کی نماز کے بعد جماعت سے نوافل پڑھنا درست نہیں ہے فقط[1]

چھوٹے گاؤں میں عیدین درست نہیں

سوال (۲۶۸۳) ایک موضع جو کہ تقریباً چالیس پچاس گھر کی آبادی کا ہے، ایک مسجد پختہ قائم ہے اس میں ہمیشہ نماز پنجگانہ و عیدین ہوتی ہے اب اہل موضع کی خواہش ہے کہ عیدین کے لئے ایک عیدگاہ قائم کریں تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے موضع میں جمعہ و عیدین کی نماز صحیح نہیں ہوتی، در مختار و شامی[2]۔

عیدگاہ کے بہہ جانے کا خطرہ ہے تو کیا اس کا ملبہ اکھیڑا جا سکتا ہے

سوال (۲۶۸۴) ایک عیدگاہ متصل دریا واقع ہے اگر امسال سیلاب آیا تو عیدگاہ کے شہید ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے ہمیشہ زمین کٹتی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں عیدگاہ کی اینٹیں اکھیڑ کر دوسری جگہ انھیں اینٹوں سے عیدگاہ بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: جب کہ عیدگاہ کے معدوم ہو جانے کا یقین ہے تو مسلمانوں کے لئے گنجائش ہے کہ اس کا تمام سامان منتقل کر کے دوسری جگہ عیدگاہ تعمیر کریں۔ لیکن یہ پہلی

---

[1] ولا يتنفل فيها مطلقاً الخ وكذا لا يتنفل بعدها في مصلاها فانه مكروه عند العامة (ايضاً باب العيدين ص ۷۷۷ ج ۱ ظفير) [2] ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان اي يكره ذالك لو على سبيل التداعي (ايضاً باب الوتر والنوافل ص ۶۶۳ ج ۱) [2] وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر الخ ولو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۶ ج ۱ ظفير)۔

جگہ بھی اگر بچ گئی تو بدستور وقف رہیگی اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں[1] ۔ فقط ۔

قبرستان میں جو عیدگاہ بنی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۶۸۵) جو عیدگاہ قبرستان میں بنی ہوئی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں ؟ ۔

الجواب :۔ جائز ہے[2] ۔ فقط ۔

ضحیٰ صحیح ہے یا ضحی

سوال (۲۶۸۶) ضحٰی اور ضحی میں کونسا صحیح ہے ۔ اگر ضحی کہہ کر نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں ۔

الجواب :۔ بقرعید کے لئے عربی میں لفظ یوم الاضحٰی موضوع ہے[3] الاضحی قربانی کے معنی میں ہے ۔ الضحی کہنا یا ضحی کہنا بقرعید کو غلط ہے مگر نماز ہو جاتی ہے

ایک شخص نے دو جگہ عید کی امامت کی کونسی جگہ جائز ہوئی

سوال (۲۶۸۷) زید نے دو جگہ عید کی نماز پڑھائی تو ان دونوں میں سے کونسی ہوئی ۔

اجرت پر عیدین وجمعہ کی نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۶۸۸) عیدین یا جمعہ کی نماز کی اجرت لیکر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب :۔[1] زید عیدین یا جمعہ کی نماز دو دفعہ نہیں پڑھا سکتا اگر ایسا کیا پچھلے مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ امام کی دوسری نماز نفل ہوئی ۔ ومتنفل کے پیچھے مفترض یا

---

[1] کالمسجد اذا خرب واستغنی عنه اهل القرية فرفع ذالك الى القاضي فباع الخشب وصرف الثمن الى مسجد آخر جاز ، فمنهم من افتى بنقل بناء المسجد ومنهم من افتى بنقله ونقل ماله الى مسجد آخر الخ رد المحتار كتاب الوقف احكام المسجد مطلب في نقل انقاض المسجد ونحوه ص ۵۱۴/۳ ظفير ۔

[2] وكذا تكره في اماكن كفوق كعبة وحمام ومجزرة ومقبرة الخ الدر المختار ، ولا باس بالصلاة فيها اى مقبرة اذا كان فيها موضع اعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية رد المحتار ص ۳۵۳/۱ ظفير ۔

[3] ديكھئے الدر المختار مع هامش رد المحتار ص ۷۷۱/۱ ظفير ۔

مذہب پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔[1]

(۲) امامت پر اجرت لینا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔[2] فقط

عیدین میں دعا کس وقت جائز ہے بعد نماز یا بعد خطبہ

سوال (۲۶۸۹) عیدین میں دعا کس وقت مانگے آیا بعد نماز کے یا بعد خطبہ کے۔

الجواب:۔ عیدین کی نماز کے بعد مثل دیگر نمازوں کے دعا مانگنا مستحب ہے خطبہ کے بعد دعا مانگنے کا استحباب کسی روایت سے ثابت نہیں ہے اور عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا استحباب ان ہی حدیثوں و روایات سے معلوم ہوتا ہے جن میں عموماً نمازوں کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے اور دعا بعد الصلوٰۃ مقبول ہوتی ہے حصن حصین میں روایات مذکور ہیں اور ہمارے حضرات اکابر کا یہی معمول رہا ہے۔ بندہ کے نزدیک جو علماء عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنے کو بدعت یا غیر ثابت فرماتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عموماً نمازوں کے بعد دعا کا استحباب ثابت ہے۔[3] پھر عیدین کی نمازوں کا استثناء کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ احادیث معروف و مشہور مشکوٰۃ شریف و حصن حصین میں مذکور ہیں ان کی نقل کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز مسجد میں جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۶۹۰) جو لوگ عیدین کو جمعہ مسجد میں پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے۔

الجواب:۔ نماز ہو جاتی ہے مگر عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ عیدگاہ میں

---

[1] والا مفترض بمتنفل (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الامامۃ ص ۵۴۲ / ۱) ظفیر

[2] ویفتی الیوم بصحتہا لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الاجارہ جلد پنجم) ظفیر

[3] ویستحب ان یستغفر ثلاثا ... بعد عشر ویختم بسبحان ربك (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۹۵ / ۱) ظفیر۔

بلا عذر نماز عیدین نہ پڑھنا خلاف سنت ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ عیدین کا خطبہ منبر پر پڑھنا درست نہیں

سوال (۲۶۹۱) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ خطبہ عیدین منبر پر کھڑے ہوکر پڑھنا درست نہیں ہے بلکہ خطبہ عیدین زمین پر کھڑے ہوکر پڑھنا چاہیئے۔

الجواب: - حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز عیدین عیدگاہ اور صحرا میں پڑھنا افضل اور مستحب ہے[1] اور منبر کے وہاں لیجانے میں اختلاف نقل کیا ہے، علامہ شامی نے کہا کہ منبر لیجانا عیدگاہ میں مکروہ ہے۔ البتہ اگر وہاں عیدگاہ میں منبر بنا لیا جاوے اور تعمیر کر لیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے، غیر مقلدین کا یہ کہنا غلط ہے کہ خطبہ عیدین میں منبر پر کھڑا ہوکر پڑھنا ناجائز ہے[2]۔ فقط۔

عید کے دن نوافل

سوال (۲۶۹۲) عیدین کے روز نوافل پڑھنے کا کیا حکم ہے

الجواب: - عیدین کی نماز سے پہلے تو مطلقاً نوافل مکروہ ہیں اور بعد عیدین کے

---

[1] والخروج الیہا ای الجبانۃ لصلاۃ العید سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع ہو الصحیح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص۷۷۶ ج۱) ظفیر۔

[2] ولا باس باخراج منبر الیہا لکن فی الخلاصۃ لا بأس ببنائہ دون اخراجہ (در مختار) ومثلہ فی الخانیۃ فانہما قالا لا یخرج المنبر الی الجبانۃ یوم العید واختلف المشائخ فی بنائہ فی الجبانۃ قیل یکرہ وقیل لا فدل کلامہما علی انہ لا خلاف فی کراہۃ اخراجہ الیہا وانما الخلاف فی بنائہ فیہا ویمکن حمل الکراہۃ علی التنزیہیۃ وہی مرجع خلاف الاولیٰ المفاد من کلمۃ لا باس غالباً فلا مخالفۃ فافہم وفی الخلاصۃ عن خواہر زادہ ہذا بناءہ حسن فی زماننا۔

(رد المحتار باب العیدین ص۷۷۶ ج۱) ظفیر غفرلہ

نماز کا یہ حکم ہے کہ عیدگاہ میں نہ پڑھیں، اگر گھر میں آکر پڑھ لیں تو درست ہے۔ درمختار میں ہے ولا یتنفل قبلہا مطلقا الخ وکذا لا یتنفل بعدھا فی مصلاھا فانہ مکروہ عند العامۃ وان تنفل بعدھا فی البیت جاز ۱ھ[1]۔ فقط۔

عید پڑھنے کے بعد نفل کی نیت سے دوبارہ عید پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۶۹۳) زید ایک جگہ امامت عید اضحی کر کے اپنے کسی بڑے بزرگ کے یہاں گیا تھا، وہاں اس روز عید نہیں ہوئی، دوسرے روز نماز ہوئی تو زید عید کی نماز میں نفل نیت سے مقتدی ہوگیا۔ زید گنہگار ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہو جانے سے زید پر کچھ گناہ نہیں ہوا، کیونکہ شرعاً بعض مواضع میں ایسا کرنے کا حکم ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کہ جس نے ظہر اور عشاء پڑھی ہو اور بوقت اقامت جماعت وہ مسجد میں ہو تو وہ جماعت کو چھوڑ کر وہاں سے نہ نکلے اور بہ نیت نفل جماعت میں شامل ہو جائے[2]۔

عیدین مختلف مسجدوں میں

سوال (۲۶۹۴) جمعہ اور عیدین کی نماز مختلف مساجد میں ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟۔

الجواب:۔ پڑھ سکتے ہیں کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ جس بستی میں ایک جگہ جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں چند جگہ بھی جائز ہے[3]۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ جمعہ وعیدین پڑھیں

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۷ و ص ۷۷۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] واما من صلی الظہر والعشاء وحدہ مرۃ فلا یکرہ خروجہ الخ الا عند الشروع فی الاقامۃ فیکرہ لمخالفتہ الجماعۃ بلا عذر بل یقتدی متنفلا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ادراک الفریضہ ص ۶۶۳ ج ۱) ظفیر۔

[3] درمختار میں ہے وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا (برحاشیہ رد المحتار ص ۸۴۳ ج ۱) ظفیر۔

اور عیدین کی نماز باہر صحرا میں پڑھنا مسنون ہے[1]۔ فقط۔

تکبیرات زوائد میں ہاتھ باندھا نہ جائے

سوال (۲۶۹۵) تکبیرات زوائد عیدین میں ہاتھ باندھنا چاہیے یا نہ۔

الجواب:۔ تکبیرات زوائد عیدین میں ہاتھ نہ باندھا جاوے[2]۔ فقط۔

بعد نماز عید نوافل بدعت ہے

سوال (۲۶۹۶) نماز عید سے فراغت کے بعد جماعت سے یا تنہا نوافل پڑھنا شرعاً کیسا ہے۔

الجواب:۔ بعد ادائے نماز عید نوافل جماعت سے یا تنہا عیدگاہ میں پڑھنا بدعت و ناجائز و مکروہ تحریمی ہے[3]۔

رشوت کی آمدنی سے عیدگاہ بنانا کیسا ہے

سوال (۲۶۹۷) :۔ میرے خسر کے یہاں رشوت اور کاشت کی آمدنی مخلوط ہے، انھوں نے ایک عیدگاہ طیار کرائی ہے، اس عیدگاہ میں نماز پڑھنا اور ان کا کھانا کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس عیدگاہ میں نماز صحیح ہے اور ان کا کھانا کھانا اچھا نہیں[4]۔

---

[1] درمختار میں ہے والخروج الیہا ای الجبانۃ سنۃ وان وسعھم المسجد الجامع ہو الصحیح لھ علامہ شامی جبانۃ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ماشیا ای الجبانۃ وھی المصلی العام ای فی الصحراء (رد المحتار ص۷۷۶ ج ۱ طفیر ۔ [2] ثم یکبر ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بسکتۃ قدر ثلث تسبیحات (الیٰ قولہ) ویرفع یدیہ عند کل تکبیرۃ منھن و یرسلھما فی اثنائھن الخ فاذا قام الی الرکعۃ الثانیۃ یبتدئ بالقراءۃ ثم یکبر بعدھا ثلث تکبیرات علی ھیئۃ تکبیرۃ فی الاولیٰ (غنیۃ المستملی ص۵۲۵ ظفیر

[3] ولا یتنفل قبلہا مطلقا (الیٰ قولہ) وکذا یتنفل بعدھا فی مصلاھا فانہ مکروہ عند العامۃ (الدر المختار ص۷۷۶ ج ۱ باب العیدین ظفیر [4] اکل الربوا وکاسب الحرام اھدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام یقبل ولا یاکل ما لم یخبرہ ان ذالک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ (عالمگیری مصری ص۵۵۳ ج ۵) ظفیر۔

نماز عیدین جامع مسجد میں

سوال ۲۶۹۸- عیدین کی نماز جامع مسجد میں ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟ عیدگاہ میں امام بدعتی ہے۔

الجواب:- عیدین کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کرنا درست ہے، لیکن مسنون وافضل صحراء میں ادا کرنا ہے اگر عیدگاہ میں امام بدعتی ہے، دوسری جگہ صحراء میں اس سنت کو ادا کریں[۱]۔ فقط۔

نماز عیدین میں مقتدی زیادہ شافعی المذہب ہوں تو امام کس طرح نماز پڑھاوے

سوال (۲۶۹۹) عیدین میں امام حنفی ہے اور نصف مقتدی سے زائد شافعی ہیں اور نصف سے کم حنفی ہیں تو امام کو کس مذہب کے موافق نماز پڑھانی چاہیئے؟۔

الجواب:- عیدین کی نماز میں امام حنفی اپنے مذہب کے موافق تکبیرات زوائد کہے یعنی تین تکبیرات ہر ایک رکعت میں علاوہ تکبیر افتتاح ورکوع کے مقتدی جو شافعی المذہب ہیں وہ اپنے مذہب کے موافق تکبیرات پوری کرلیں اگر ان کے نزدیک یہ جائز ہو کہ امام حنفی کے پیچھے تکبیرات پوری کرلی جاویں۔ الغرض امام حنفی کو ان کے مذہب کا اتباع ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر امام ان کی رعایت سے ان کے مذہب کے موافق تکبیرات کہے گا تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ ویصلی الامام بھم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وھی ثلث تکبیرات[۲] فی کل رکعة ولو زاد تابعه الی ستة عشر لانه ماثور (درمختار) باب العیدین وکتاب الطہارۃ میں ہے۔ لکن یندب للخروج من الخلاف لاسیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذھبه[۳]۔ فقط۔

عیدگاہ آبادی سے باہر جس سمت میں بھی ہو کوئی مضائقہ نہیں

سوال (۲۷۰۰) نماز عیدین کی

---

[۱] والخروج الیھا ای الجبانة لصلاۃ العید سنة وان وسعھم المسجد الجامع ھو الصحیح (الدر المختار ص ۱۱۴ ج ۱ باب العیدین) ظفیر۔ [۲] الدر المختار۔ باب العیدین ص ۱۱۵ ج ۱ ظفیر۔ [۳] رد المحتار ص ۱ ج ۱۔

کس سمت میں پڑھنا اولیٰ ہے اور عیدگاہ بنا کر نمونہ قائم کرنا کیسا ہے کچھ حرج تو نہیں ہے۔

الجواب: شریعت میں عیدگاہ کے لئے تعیین کسی جانب کی نہیں ہے بلکہ مسنون صرف یہ ہے کہ شہر سے باہر جا کر نماز عیدین ادا کی جائے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ عیدگاہ بنائی جاوے اور نمونہ قائم کی جائے کہ اس جگہ نماز عید ادا کیا کریں گے[1]۔ فقط۔

عیدین کے لئے اذان وغیرہ نہیں ہے

سوال (۱۰۲۷) عیدین میں اذان و تکبیر یا الصلوٰۃ کہنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب: عن ابن جریج قال اخبرنی عطاء عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ ثم سألتہ یعنی عطاء بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلوٰۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شیٔ۔ لا نداء یومئذ ولا اقامۃ رواہ مسلم[2]۔ وفی الدر المختار، لا یسن لغیرھا کعید[3] الخ۔ اس حدیث و فقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان اور تکبیر اور نداء الصلوٰۃ الصلوٰۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے مسنون طریقہ یہی ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] عن ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلی (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵) بود آنحضرت کہ بیروں می آمد روز عید فطر و در عید قرباں بسوئے مصلی کہ جائے مشہور است در مدینہ بیروں شہر کہ آنجا عید می گزارند و اکنون گرد آں چہار دیواری کشیدہ اند۔ (اشعۃ اللمعات ص ۶۳۶ ج ۱ ظفیر) [2] مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۶ [3] الدر المختار ص ۳۶۲ ج ۱ باب الاذان [4] مذکورہ حدیث کے ترجمہ کے ضمن میں لکھا ہے، نہ بود اقامت و نہ آواز دادن چنانکہ گویند الصلوٰۃ الصلوٰۃ و مانند آں (اشعۃ اللمعات ص ۶۶۲ ج ۱) ظفیر

تکبیرات تشریق

سوال (۲۷۰۲) ما قولکم رحمکم اللہ فی تکبیرات ایام التشریق عقب المکتوبات وھو انہ اذا سلموا منھا یکبر الامام منھم وزمرۃ وجہ یستمع من خلفہ ساکتین واذا فرغ منہ فیشرعون فی التکبیر بالجھر بالاصوات المتحدۃ والاوزان الواحدۃ مرۃ ثم الامام ثم من خلفہ ثانیا وھکذا ثلاث مرات متعاقبۃ واھل العلم فی ھذہ البلاد فی ھذہ المسئلۃ فرقتان فرقۃ تقول ان ھذہ العادۃ ھی المشروعۃ وفرقۃ تقول ان ھذہ العادۃ لم تکن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فالکیفیۃ المشروعۃ فی ھذہ التکبیرات ان یکبر کل واحد من الامام والماموم لنفسہ علی وجہ الاستقلال من غیر اجتماع فی الاصوات فالحق فی ھذہ المسئلۃ فی ای الفریقین؟-

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق ان قول الفرقۃ الثانیۃ ھو الحق الثابت بالسنۃ والتوارث وان قال بعضھم بالاتیان بہ ثلث مرات قال فی الدر المختار نقلا عن الحموی ان الاتیان بہ مرتین خلاف السنۃ لان الاقتصار علی السنۃ ھو واجب وعن الحدث فی الدین ابعد الاقتدا[1]

بعد خطبہ دعا ثابت نہیں

سوال (۲۷۰۳) بعد نماز عیدین دعا مانگنا کیسا ہے؟ اور بعد خطبہ کے دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنا تو مثل تمام نمازوں کے مسنون و مستحب ہے مگر خطبہ کے بعد دعا مانگنا ثابت و ضروری نہیں ہے[2]۔ فقط

---

[1] رد مختار باب العیدین فی تکبیر التشریق ۲ ظفیر ۲؎ عن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم الی الحدیث متفق علیہ (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵) ظفیر۔

عورتوں کا عید گاہ جانا

سوال (۲۷۰۴) عورتوں کو مثل مردوں کے عید گاہ میں نماز کے لئے جانا درست ہے یا نہ؟

الجواب:۔ اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لئے مسجد و عید گاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں ہی یہ ممنوع ہو چکا تھا کما ورد فی الاحادیث۔ درمختار میں ہے ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقاً ولو عجوزا لیلا علی المذہب المفتی بہ لفساد الزمان واستثنی الکمال بحثا العجائز المتفانیۃ ا ھ[1] فقط۔

عیدین کی نماز واجب ہے یا نفل

سوال (۲۷۰۵) ایک امام صاحب عیدین کی نماز کو نفل نماز قرار دیتے ہیں اور لوگوں میں عید کی نماز کے قبل اعلان کیا کہ نفل نماز کی نیت کرو واجب کی نیت نہ کرنا اسی سال یہ مسئلہ ایجاد کیا ہے۔ پس صحیح کیا ہے؟

الجواب:۔ عید کی نماز کی نیت نماز واجب کی کرنی چاہئے نہ نفل کی کیونکہ نماز عید کی واجب ہے۔ قال فی الدر المختار۔ تجب صلوتھما فی الاصح قال الشامی وقد ذکرنا مرارا انھا بمنزلۃ الواجب ص ۷۷۴ الخ۔ پس امام صاحب مذکور کی یہ جہالت اور ہٹ دھرمی ہے کہ وہ لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ نفل نماز کی نیت کرو۔ حدود اللہ کے بدلنے کے درپے ہونا سخت جہالت ہے۔ نہ معلوم ہمیں ان کا کیا فائدہ ہے۔ اس سے احتراز کریں اور نماز واجب کی نیت کریں۔ فقط۔ کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عید گاہ کہاں ہونی چاہئے

سوال (۲۷۰۶) عید گاہ شہر کی بائیں جانب ہونی بہتر ہے یا کسی اور جانب؟

الجواب:۔ عید گاہ کے لئے کوئی جانب شہر کی مقرر نہیں ہے۔ جس طرف

---

[1] الدر المختار باب الامامۃ ص ۵۸۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

سہولت ہو اور موقع ہو سی طرف عیدگاہ ۔ (ذی الحجہ) ۔ فقط ۔

عید گاہ میں جہر سے تکبیر کہنا کیسا ہے

سوال (۲۷۰۸) عید کے دن عید کی نماز سے پہلے عید گاہ میں یا مسجد میں پکار پکار کر (جہر سے) تکبیر کہنا درست ہے یا نہیں؟ بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جب تک لوگ نماز عید کے لئے جمع ہوتے ہیں ایک شخص ان جمع شدہ اشخاص میں سے پکار کر تکبیر کہتا ہے پھر اس کے جواب میں سب مجمع کا مجمع تکبیر کہنے لگتا ہے۔ یہ عیدگاہ یا مسجد میں پکار کر تکبیر کہنے کی رسم جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے اور مکروہ ہے تو تکبیر کہنے والوں کو منع کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب :۔ عید الفطر میں فقہاء کرام عیدگاہ یا مسجد میں تکبیر کہنے کو منع فرماتے ہیں اور عید الاضحیٰ میں روایات مختلفہ ہیں بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ صرف راستہ میں کہے اور بعض فرماتے ہیں عیدگاہ میں بھی درست ہے۔ مگر نہ اس طرح کہ ایک آدمی اول پکار کر تکبیر کہے اور اس کے جواب میں سب مجمع تکبیر کہنے لگے۔ درمختار میں ہے ولا یکبر فی طریقہا اھ۔ شامی میں ہے۔ قولہ فی طریقہا لیس التقیید بہ للاحتراز عن البیت او المصلی وانما ھو لبیان المخالفۃ بین عید الفطر والاضحیٰ فان السنۃ فی الاضحی التکبیر فی الطریق کما سیأتی اھ

کبیری شرح منیہ میں اس بارہ میں آثار مختلفہ نقل کئے ہیں (حیث قال) نعم روی الدارقطنی موقوفا عن نافع ان ابن عمرؓ کان اذا غدا یوم الفطر و یوم الاضحیٰ یجھر بالتکبیر حتی یأتی المصلی ثم یکبر حتی یأتی الامام وقال البیھقی الصحیح وقفہ علی ابن عمر وھو قول صحابی قد عارضہ قول صحابی آخر روی ابن المنذر عن ابن عباسؓ انہ سمع الناس یکبرون فقال لقائدہ اکبر الامام قیل لا قال افجن الناس ادرکنا مثل ھذا الیوم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لے ردالمختار باب العیدین ص ۷۷۷ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

فما کان احد یکبر قبل الامام فیبقی مفاد الآیۃ بلا معارض الخ اور آیۃ سے مراد یہ آیۃ ہے واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر الآیۃ حیث قال قبیلہ ولابی حنیفۃ رحمۃ اللہ ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ مخالف للامر فی قولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر ...... الا ما خص بالاجماع الخ[۲]

ثم ذکر الجواب عن استدلال الصاحبین۔ اور در مختار میں ہے (وقال الجھریہ سنۃ کالاضحی وھی روایۃ عنہ ووجھہا ظاہر قولہ تعالیٰ ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم ووجہ الاولیٰ ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ فیقتصر علی مورد الشرع الخ (قال الشامی فیقتصر علی مورد الشرع ، وھو ما فی البحر عن القنیۃ التکبیر جھرًا فی غیر ایام التشریق لا یسن الا بازاء العدو واللصوص الخ[۳] غرض یہ صورت جو سوال میں ہے اختراع ہے اس کو ترک کرنا چاہئے اور روکنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

غیر مقلدوں کے متعلق سوال

سوال (۲۷۰۸) غیر مقلدوں کے اشتہار ان۔ نماز عیدین[۱] میں دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں کہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہیں نماز عید میں دونوں رکعتوں میں تکبیریں قبل قراءۃ کے کہنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے[۲] ثابت ہیں۔ قراءۃ[۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عیدین میں اور نماز جمعہ میں خاص تھی نہ کہ عام چہارم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز عید الفطر کا وقت بمقدار سورج کے دو نیزہ چڑھنے اور عید الاضحیٰ میں بقدر یک نیزہ کے ثابت ہے۔

اول و دوم کی دلیل عن عائشۃ رضی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان

---

[۱] غنیۃ المستملی ص ۵۲۵ ج ۲ ایضاً۔

[۳] دیکھئے رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر

یکبر فی الفطر والاضحیٰ فی الاولی سبعا وفی الثانیۃ خمسا وایضا روی ھذا الحدیث عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یکبر فی الفطر فی الاولی سبعا وفی الثانیۃ خمسا وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ وخمس الثانیۃ القراءۃ بعدھما کلتیھما وروی ھذا الحدیث ایضا عن عمرو بن شعیب الخ ان تینوں سے بارہ تکبیریں کہنا نماز عیدین کی دونوں رکعتوں میں قبل قراءۃ کے ثابت ہو گیا۔

سوم کی دلیل عن النعمان بن بشیرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی العیدین وفی الجمعۃ بسبح اسم ربک الاعلیٰ وھل اتاک حدیث الغاشیۃ۔

دعویٰ چہارم کی دلیل عن جندبؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا یوم الفطر والشمس علی قدر رمحین والاضحیٰ علی قید رمح الخ

الجواب :۔ کذب اور دروغ گوئی غیر مقلدین کا خاصہ ہے۔ بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ فلاں امر خلاف سنت ہے۔ گویا تمام کتب احادیث پر ان کو مہارت ہے ہم لوگوں کو غیر مقلدوں کے قصوں میں پڑنے کی فرصت نہیں ہے اور جواب ان کے اقوال کا دو اس وجہ سے لکھنا فضول ہے کہ اس گروہ کا حال مثل روافض کے ہے کہ اعتراضات کے جوابات بارہا ہو چکے ہیں انھیں اعتراضات کو وہ پھر نا واقفوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، پس حنفیان متبع سنت کو ضرور ہے کہ اس فرقہ اہل اہواء ضال ومضل سے پرہیز کریں اور ان کے شبہات واعتراضات واہیہ کو نہ سنیں اور بالاجمال یہ سمجھ لیں کہ جماعت کثیرہ حنفیوں کی جن میں بڑے بڑے فقہاء وعلماء واولیاء اللہ ہوئے ہیں، گمراہی پر اور خلاف سنت وخلاف حق نہیں ہو سکتے۔ ہو نہ ہو یہی فرقہ باطلہ مصداق من شذ شذ فی النار کا ہو تو ہو

مگر تعجب ہے ان حنفیوں سے کہ باوجود علم ایسے لوگوں سے ربط ضبط رکھیں اور ان ہی مسائل کی تحقیق کے درپے ہوں۔ جاننا چاہئے کہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے کسی مسئلہ میں خلاف نہیں ہے۔ مگر ہر شخص میں قابلیت اس کے سمجھنے اور معلوم کرنے کی نہیں ہے بڑے بڑے متبحر علماء اس پر آگاہ و مطلع ہوتے ہیں نہ عقل کے دشمن۔ پس احناف کو اس کے درپے ہونا نہ چاہئے۔ ان کا کام تقلید کا ہے جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کو کسی متدین عالم سے تحقیق کرلیں۔ بالاختصار جملہ سوالات کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱ تا ۲) چھ تکبیرات نماز عیدین میں موافق سنت نبوی کے ہیں، صرف ایک دلیل منجملہ بہت سے دلائل کے تحریر کی جاتی ہے اور اول رکعت میں تکبیر قبل قرارت کہنا اور رکعت ثانی میں بعد قرارت کے موافق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ قال صاحب فتح القدیر وفی ابی داؤد ما یعارضها وهو ان سعید بن العاص سأل ابا موسی الاشعری رضی اللہ عنہ وحذیفة بن الیمان رضی اللہ عنہ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسی رضی اللہ عنہ کان یکبر اربعًا تکبیره علی الجنائز فقال حذیفة رضی اللہ عنہ صدق فقال ابو موسی رضی اللہ عنہ کذالک کنت اکبر فی البصرة حیث کنت علیهم الخ سکت عنه ابو داؤد الخ قال الترمذی وقد روی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انه قال فی التکبیر فی العید تسع تکبیرات فی الاولی خمسًا قبل القراءة وفی الثانیة یبدأ بالقراءة ثم یکبر اربعًا مع تکبیرة الرکوع وقد روی عن غیر واحد من اصحابنا ثبتًا وهذا اثر صحیح قاله بحضرة جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم ومثل هذا یحمل علی الرفع لانه مثل نقل اعداد الرکعات۔ فتح القدیر ص ۲ اور مجیب کی تحریر سے استدلال نا اس کی کم فہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ عمدًا اس کے مذہب پر منطبق نہیں ہے اور اس سے قول رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفی نہیں ہوتی۔

وفی ابوداؤد ان عمر بن الخطابؓ سال ابا واقد اللیثی ماذا کان یقرأ به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الاضحیٰ والفطر قال کان یقرأ فیہما بقاف والقرآن المجید واقتربت الساعۃ وانشق القمر (ابوداؤد شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین میں سورۂ قاف و سورۂ قمر بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ نماز عیدین میں قرأت سبح اسم اور ہل اتاک کے ساتھ مخصوص تھی۔

اس پر اجماع منعقد ہے کہ وقت عیدین بلند ہونے آفتاب کے ایک یا دو نیزہ سے زوال تک ہے۔ قال صاحب الدر المختار ووقتہا من ارتفاع قدر رمح الی الزوال۔ فقط

کتبہ رشید احمد عفی عنہ۔ الجواب صحیح۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عیدین میں الصلاۃ الصلاۃ کہنا کیسا ہے

سوال (۲۷۰۹) عیدین میں اذان و تکبیر یا الصلاۃ کہنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:- عن ابن جریج قال اخبرنی عطاءؒ عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ ثم سألتہ یعنی عطاءً بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئی لا نداء یومئذ ولا اقامۃ۔ رواہ مسلمؒ وفی الدر المختار۔ لا یسن لغیرہا کعید[۲] الخ۔

اس حدیث اور فقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان تکبیر و ندا الصلاۃ الصلاۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہی ہے۔

---

[۱]

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاذان ص ۳۵۷/۱ ۱۲ ظفیر۔

الباب السابع عشر

فی الاستسقاء

بارش طلب کرنے کا طریقہ

کیا نماز استسقاء جماعت کے ساتھ مستحب ہے یا بغیر جماعت	**سوال** (۱۰۰۲) نماز استسقاء باجماعت سنت ومستحب ہے یا بلا جماعت۔

الجواب: قال فی ردالمحتار باب الاستسقاء ناقلاً عن شرح المنیہ فالحاصل ان الاحادیث لما اختلفت فی الصلوٰۃ بالجماعۃ وعدمها علی وجہ لا یصح بہ اثبات سنیۃ لم یقل ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ بسنیتها ولا یلزم منہ قولہ بانها بدعۃ کما نقلہ عنہ بعض المتعصبین بل هو قائل بالجواز اھ قلت والظاهر ان مرادہ بہ الندب[1] والمستحب لقولہ فی الهدایۃ قلنا انہ فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مرۃ وترکہ اخری فلم یکن سنۃ اھ. ای لان السنۃ ما واظب علیہ والفعل مرۃ مع الترک اخری یفید الندب[1] تامل ص ۵۶۷ شامی جلد اول۔ وفی الدر المختار وقالا تفعل کالعید الخ وعلیہ الفتویٰ۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ امام صاحب کے نزدیک بھی جماعت استسقاء مستحب ہے، اور صاحبین رحمہما اللہ قائل سنیت جماعت کے ہیں۔ لہٰذا نماز استسقاء باجماعت پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

---

[1] ردالمحتار باب الاستسقاء ص ۷۹۱ ج ۱۔ ظفیر

نماز استسقاء کا وقت

سوال (۲۷۱۱) زید کہتا ہے کہ جب عصر کا وقت ہو جائے تو صلوٰۃ استسقاء نہیں پڑھنی چاہیے۔

جب نماز استسقاء دعاء الٹے ہاتھوں سے مانگی جائے

سوال (۲۷۱۲) بعد نماز استسقاء دعاء الٹے ہاتھوں سے مانگی جاوے یا کیسے یا سیدھے ہاتھوں سے مانگے۔

(۲۷۱۳) کیا نماز استسقاء مسلمان حاکم یا خطیب یا قاضی کے سوا کوئی نہ پڑھے اور کیا ان کا شریک ہونا شرط ہے۔

الجواب: (۱) نماز استسقاء کا عمدہ وقت صبح کا وقت ہے بعد ارتفاع شمس نماز و خطبہ دعاء کی جاوے۔ حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے ہی وقت تشریف لیجانا نماز استسقاء کے لئے ثابت ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ قالت عائشة فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین بدء حاجب الشمس[1] الحدیث

(۲) عام دعاؤں میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ بطون کف کی طرف مواجہت ہو اور حدیث شریف میں حکم عام یہ ہے کما ورد اذا سئلتم اللہ فاسئلوا ببطون کفکم[2]۔ اسی لئے حنفیہ نے استسقاء کی دعاء کو بھی اسی قاعدہ عام کے تحت میں رکھا ہے لیکن اگر تفاؤلاً اس دعاء میں ظہر اکف اوپر کو اور بطون اکف نیچے کو ہوں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور حدیث میں دونوں طرح آیا ہے۔ ایک روایت میں ہے فاشار بظہر کفه الی السماء[3]۔ اور دوسری روایت میں ہے فانما یدعو یستسقی رافعا یدیه قبل وجهه۔ الحدیث[4]۔ پس حنفیہ نے اصل اسی ثانی حدیث کو رکھا ہے اور حدیث اول کو تفاؤل پر محمول کیا ہے لہٰذا تفاؤلاً ایسا جائز ہے اور اصل سنت وہی ہے جو ہر ایک دعاء میں

[1] مشکوٰۃ باب الاستسقاء فصل ثالث ص ۱۳۲ ۔ ۱۲ ظ

[3] مشکوٰۃ باب الاستسقاء عن مسلم ص ۱۳۱ ۱۲ ظفیر [4] مشکوٰۃ عن ابی داؤد والترمذی والنسائی ونحوہ باب الاستسقاء ص ۱۳۱ ۱۲ ظفیر۔

ثابت ہے

(۳) یہ شرط نہیں ہے بلکہ جس کو امام بنا دیویں جائز ہے مگر بہتر ہے کہ کسی عالم متقی عالم کو امام بنا دیں۔ فقط۔

نماز استسقاء میں جماعت و خطبہ اور قلب رداء کا کیا حکم ہے

سوال (۲۷۱۳) استسقاء میں جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور نماز کے بعد خطبہ اور قلب رداء کا کیا حکم ہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارہ میں کیا قول ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کا کیا اختلاف ہے اور فتویٰ کس قول پر ہے؟۔

الجواب:۔ استسقاء میں امام صاحب رحمہم اللہ جماعت مسنون نہیں فرماتے اور منع بھی نہیں فرماتے بلکہ ندب اور استحباب کے قائل ہیں کیونکہ امام صاحب سے جو جواز منقول ہے اس سے مراد ندب واستحباب ہے۔ کما فی الشامی۔ والظاھر ان المراد الندب والاستحباب لقوله فی الھدایة قلنا انه فعله علیه الصلوٰة والسلام مرة وترکه اخری فلم یکن سنة اھ ای لان السنة ما واظب علیه والفعل مرة مع الترک اخری یفید الندب تأمل شامی ص۷۹۱ ج۱۔ پس جب کہ جماعت نماز استسقاء کی امام صاحب کے نزدیک مندوب ومستحب ہے اور صاحبین کے نزدیک سنت ہے تو بہتر ہے کہ نماز استسقاء جماعت سے پڑھی جائے اور خطبہ بھی پڑھا جائے قال الشامی وقال محمدؒ یصلی الامام او نائبه رکعتین کما فی الجمعة ثم یخطب ای یسن له ذلک والاصح ان ابا یوسفؒ مع محمدؒ نہر۔ شامی ص۷۹۱ ج۱ الغرض خطبہ کی سنیت یا استحباب علی اختلاف القولین۔ جماعت استسقاء کی سنیت یا استحباب کے ساتھ متلازم ہے۔ امام صاحب کے نزدیک جماعت مستحب ومندوب ہے

لہ ھو دعاء واستغفار (درمختار) وذالک ان یدعو الامام قائماً مستقبل القبلة رافعاً یدیه والناس قعود مستقبلین (ردالمحتار باب الاستسقاء ص۷۹۰ ج۱) ظفیر۔

لا یقصر عن الاستدلال بفعله علیه الصلوٰۃ والسلام مرۃ وترکه اخری
اور صاحبین جب کہ جماعت کی سنیت کے قائل ہیں تو خطبہ کو بھی مسنون فرماتے ہیں اور جب کہ
معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول صاحبین ہے تو مسنون ہے کہ جماعت استسقاء کی مع خطبہ کے ادا کی جائے
جماعت سے استسقاء کی نماز پڑھنا اور خطبہ کو ترک کرنا یہ ایک نئی بات ہے جو کسی مذہب نہ
قریب پائی نہیں ہوتی اور قلب ردا بھی ثابت ہے، وقد نقل فی الشامی ان فی قلب
رداء الفتوی علی قول محمدؒ حیث قال واختار القدوری قول محمد
رحمہ اللہ لانه علیه الصلوٰۃ والسلام فعل ذلك۔ نهر۔ وعلیه الفتوی كما
فی شرح درر البحار وفی الدر المختار فی رسم المفتی واما نحن فعلینا
اتباع ما رجحوه وما صححوه كما لو افتوا فی حیاتهم مقدمة در مختار (علی الشامی)
ص۲ وفیه ایضاً واما العلامات للافتاء فقوله وعلیه الفتوی وبه یفتی
وبه ناخذ۔ مقدمہ درمختار شامی ص۶۲ وص۶۷ وفی الشامی وعن هذا تراهم
قد یرجحون قول بعض اصحابه علی قوله كما رجحوا قول زفر رحمه الله وحده فی
سبع عشرة مسئلة فنتبع ما رجحوه لانهم اهل النظر فی الدلیل فقط
فقط واللہ اعلم۔

~~~~~~~~ ∴ ~~~~~~~~
~~~~~~~~

کتاب الجنائز

فصل اوّل

موت کے وقت مرنے والوں سے سلوک

موت کے وقت چت لٹانا کیسا ہے

سوال (۲۷۰۲) حنفیہ کے بارہ میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں: واختار فی بلادنا الاستلقاء لانہ ایسر من خروج الروح کیا حدیث و تعامل صحابہؓ سے یہ ثابت ہے اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ تعامل سلف و توارث خلف یہی ہے جس کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے البتہ استلقاء کے ساتھ ساتھ چہرہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیئے کہ احادیث کی تصریحات اور علل فقہاء دونوں اسی کو مقتضی ہیں۔ شقِ ایمن کی قید کسی حدیث و اثر سے صراحۃً نہیں نکلتی پس اسلم طریقہ یہی ہے کہ توجہ قبلہ مع الاستلقاء ہو بہر کیف جس صورت میں سہولت ہو عمل کیا جاوے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی خلاف سنت نہیں کہا جا سکتا۔ نقل فی بحر عن المبتغی والاصح انہ یوضع کما تیسر لاختلاف المواضع والاماکن انتہی[1] وفیہ ایضاً وذکر فی المحیط واختیر الاستلقاء[2] وفی فتح القدیر اذا القی علی القفا یرفع رأسہ قلیلاً لیصیر وجہہ الی القبلۃ دون میتاً[3] وفیہ ایضاً

---

[1] البحر الرائق کتاب الجنائز ص ۱۷۰/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر [3] فتح القدیر باب الجنائز ص ۶۸/۲ ۱۲ ظفیر۔

تحت قوله والاول هو السنة اما توجيهه فلانه عليه الصلوٰة والسلام لما قدم المدينة سئل عن البراء بن معرور فقالوا توفى واوصى بثلث لك واوصى ان يوجه الى القبلة لما احتضر فقال عليه الصلوٰة والسلام اصاب الفطرة الخ واما ان السنة كونه على شقه الايمن فقيل يمكن الاستدلال عليه بحديث النوم ۔ فتح القدير جلد اول ۔ قلت فهذه دلالة صريحة ان التوجيه مع شقه الايمن لا نص فى الحديث عليه ۔ فقط ۔

غسل اور موت کے وقت قبلہ رو کرنے کی حدیث

سوال (۲۱۵/۲) کوئی حدیث اس مضمون کی جس سے یہ ثابت ہو کہ میت کو غسل دینے کے وقت روبقبلہ تختہ پر رکھنا چاہیے اور قریب المرگ شخص کو روبقبلہ کر دینا چاہیے بیان فرمائی جائے ۔

الجواب :۔ قریب المرگ شخص کو متوجہ الی القبلۃ کرنے کے بارہ میں شرح منیہ میں یہ حدیث منقول ہے ۔ براء بن معرور کی وصیت کے قصہ میں واوصى ان يوجهه الى القبلة لما احتضر فقال عليه الصلوٰة والسلام اصاب الفطرة الحديث رواه الحاكم وقال صحيح والسنة ان يكون على شقه الايمن كما هو السنة فى النوم الخ ص ۵۳۳ کبیری ۔ اور خاص غسل میت کے وقت روبقبلہ کرنا کسی حدیث میں منقول نہیں آیا اور فقہاء کرام بھی کوئی حدیث اس بارے میں نقل نہیں فرماتے اس ہی وجہ سے اختلاف بھی ہے ۔ درمختار اور شامی میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ جس طرف کو لٹانا سہل اور آسان ہو اس طرح غسل کے لئے لٹاویں اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ قبلہ کی طرف طولاً لٹا دیں اور بعض نے فرمایا کہ عرضاً لٹا دیں جیسے کہ قبر میں رکھتے ہیں ، درمختار میں ہے و يوضع كما تيسر فى الاصح على سرير الخ وقيل يوضع الى القبلة طولاً وقيل عرضاً كما فى القبر الخ شامى ص ۷۹۴ ، اور شرح منیہ میں ہے قال فى المبسوط والبدائع والمرغينانى يوضع على تخت

لـه فتح القدير باب الجنائز ص ۴۴۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر ۔

طولاً الی القبلة الخ وقال الاسبیجابی لا روایة فیه عن اصحابنا وعرف ان یوضع علی قفاہ طولاً نحو القبلة هذا ان اتسع المکان والا فالاصح ان یوضع کما تیسر قاله صاحب البدائع والمرغینانی الخ فقط۔

تلقین لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی بحث

سوال (۲۷۱۶) حدیث لقنوا موتٰکم لا الٰہ الا اللہ کا مطلب کیا ہے۔ آیا صرف لا الٰہ الا اللہ کی تلقین ہے یا محمد رسول اللہ کی بھی۔

الجواب: ۔ محمد رسول اللہ بھی کہہ دیوے تو کچھ حرج نہیں ہے اور اگر صرف لا الٰہ الا اللہ کی تلقین پر اکتفاء کرے تو یہ بھی جائز ہے[1]۔ فقط۔

تلقین کس وقت کی جائے

سوال (۲۷۱۷) تلقین مردہ بوقت نزع اولیٰ است یا بعد دفن؟ یا بہر دو وقت؟

الجواب: ۔ عند الحنفیہ تلقین مردہ بوقت نزع بست کما فی الدر المختار ویلقن ندباً وقیل وجوباً بذکر الشہادتین الخ قوله عنده قبل الغرغرة الخ ولیکن اگر بعد دفن ہم کند مضایقہ نیست قال فی الشامی وانما لا ینهی عن التلقین بعد الدفن لانه لا ضرر فیه بل فیه نفع لان المیت یستانس بالذکر علی

---

[1] ویلقن ندباً وقیل وجوباً بذکر الشہادتین لان الاولیٰ لا تقبل بدون الثانیة عنده قبل الغرغرة (درمختار) قال فی الامداد وانما اقتصرت علی ذکر الشہادة تبعاً للحدیث الصحیح الخ وان قال فی المستصفی وغیرہ ولقن الشہادتین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وتعلیله فی الدرر بان الاولیٰ بدون الثانیة لیس علی اطلاقه لان ذالك فی غیر مومن ولهذا قال ابن حجر من الشافعیة وقول جمع یلقن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ایضاً لان القصد موته علی الاسلام ولا یسمی مسلماً الا بهما مردود بانه مسلم وانما المراد ختم کلامه بلا الٰہ الا اللہ الخ (رد المحتار باب صلوٰة الجنائز ج ۱) ظفیر

ما ورد فی الآثار۔ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ ہذا۔

نزع کے وقت عورت کو مہندی لگانا ناجائز ہے

سوال (۲۷۱۸) عورت کو نزع کے وقت مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں۔

الجواب :- یہ نہ مسنون ہے اور نہ درست ہے بلکہ ناجائز ہے[1]۔

فصل ثانی

میّت کو غسل دینا

جنبی مرجائے تو ایک غسل کافی ہے یا نہیں اور لڑکی کو غسل کون دے

سوال (۲۷۱۹) جنابت کی حالت میں اگر کوئی شخص مرجائے تو اس کے لئے ایک غسل کافی ہے یا جنابت کا غسل دیکر دوبارہ غسل میت دیا جاوے گا۔ اگر نابالغہ لڑکی مرجائے اور وہاں کوئی غسالہ نہ ہو تو اس کا شوہر یا اور کوئی محرم اسے غسل دے سکتا ہے یا نہیں اور اگر اتفاق سے کوئی محرم بھی نہ ہو تو غیر محرم اسکے غسل کا مجاز ہے یا نہیں یا ایسی مجبوری کی صورت میں بلا غسل وکفن وغیرہ دفن کر دی جائیگی۔

الجواب :- ایک غسل کافی ہے لیکن میت اگر جنبی تھا تو اس کو مضمضہ استنشاق بھی کرایا جاوے۔ کما فی الدر المختار ولو کان جنباً اوحائضاً اونفساء فُعلا[2] ای امر المضمضۃ والاستنشاق، اتفاقاً۔ و شامی نے اس میں بحث کی ہے لیکن بہرحال احتیاط اسی میں ہے

[1] ولا یسرح شعرہ ای یکرہ تحریماً ولا یقص ظفرہ الا المکسور ولا شعرہ ولا یختن درمختار، کما فی القنیۃ ان التزیین بعد موتہا والامتشاط وقطع الشعر لا یجوز ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۲/۱ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۱/۱ ظفیر۔ [3] قولہ ولو کان جنباً الخ نقل ابوالسعود عن شرح الکنز للشلبی ان ما ذکرہ الخلخالی ای فی شرح القدوری من ان الجنب یمضمض (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اور نابالغہ لڑکی اگر غیر مراہقہ ہے تو اس کو ہر ایک مرد و عورت غسل دے سکتا ہے قال فی الدر الصغیر و الصغیرۃ اذا لم یبلغا حد الشہوۃ یغسلہما الرجال والنساء[1] و مراہقہ کا حکم اس بارہ میں مثل بالغہ کے ہے اور بالغہ عورت کو سوائے عورتوں کے اور کوئی غسل نہیں دے سکتا شوہر بھی غسل نہیں دے سکتا بلکہ اگر کوئی محرم موجود ہے تو وہ اس عورت کا تیمم کرادے اور غیر محرم کپڑا اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر تیمم کرادے اور کفن پہنا کر نماز پڑھ کر دفن کریں۔ در مختار میں ہے ماتت بین رجال او ہو بین نساء یممہ المحرم فان لم یکن فالاجنبی بخرقۃ الخ[2] وفیہ ایضاً ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا الخ[3] فقط

عورت کو شوہر غسل نہیں دے سکتا ہے البتہ دیکھ سکتا ہے

سوال (۲۷۲۰) زن متوفیہ را نظر کردن و غسل دادن برائے شوہر جائز ست یا نہ۔

الجواب:۔ نظر کردن شوہر زوجہ متوفیہ خود را جائز ست و غسل دادن جائز نیست ویمنع زوجہا من غسلہا لا من النظر الیہا علی الاصح۔ در مختار[4]۔ و آنچہ بر جواز غسل زوجہ از فعل حضرت علیؓ کہ حضرت فاطمہؓ را بعد وفات اوشان غسل دادہ استدلال کردہ میشود صاحب در مختار از ہر یا طور جواب دادہ است کہ فعل حضرت علیؓ مخصوص بایشان است

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) ویستنشق غریب مخالف لعامۃ الکتب اھ قلت وقال الرملی ایضاً فی حاشیۃ البحر اطلاق المتون والشروح والفتاوی یشمل من مات جنباً ولم ار من صرح بہ لکن الاطلاق یدخلہ والعلۃ تقتضیہ اھ وما نقلہ ابو السعود عن الزیلعی من قولہ بلا مضمضۃ واستنشاق ولو جنباً صریح فی ذلک لکنی لم ارہ فی الزیلعی (رد المختار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۰۰ ج ۱) ظفیر۔

(۱) رد المختار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی الکفن ص ۸۰۶ ج ۱ ظفیر (۲) الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی الکفن ص ۸۰۶ ج ۱ ظفیر (۳) ایضاً ص ۸۰۳ ج ۱ ظفیر (۴) الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱ ظفیر۔

زن و شوہر چونکہ زوجیت اوشاں بعد وفات باقی است لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کل سبب ونسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی[1] ۔ ودر شامی از شرح مجمع نقل کردہ کہ حضرت فاطمہؓ را ام ایمن غسل دادہ است نہ حضرت علیؓ پس ایں جواب ثانی است از استدلال مذکور[2] ۔ فقط

حالت جنابت میں ایک عورت مرگئی، غسل کا طریقہ کیا ہے

سوال (۲۱۷۲) ایک عورت بحالت جنابت مرگئی غسل کا کیا طریقہ ہے ۔

الجواب :۔ حالت جنابت میں مرجانے سے اس کے غسل میں کچھ تفاوت نہ ہوگا جیسے کہ دیگر اموات کو غسل دیا جاتا ہے اسی طرح میت جنبی کو غسل دیا جاوے گا ۔ البتہ در مختار میں امداد الفتاح سے نقل کیا ہے کہ میت جنبی کے غسل میں مضمضہ و استنشاق بھی کرایا جاوے لیکن شامی نے اس کو رد کیا ہے اور زیلعی سے نقل کیا ہے کہ غسل میت بلا مضمضہ و استنشاق ہے[3]

[1] قلت هذا محمول على بقاء الزوجية لقوله عليه السلام كل سبب و نسب ينقطع بالموت الا سببي ونسبي (ايضاً ص ۸۰۳ ج ۱) ظفیر ۔

[2] قال في شرح المجمع لمصنفه فاطمة رضي الله عنها غسلتها ام ايمن حاضنته صلى الله عليه وسلم ورضي عنها فتحمل رواية الغسل لعلي رضي الله عنه على معنى التهيئة والقيام التام بأسبابه (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱) ظفیر ۔

[3] ويوضأ من يؤمر بالصلاة بلا مضمضة واستنشاق وقيل يفعلان بخرقة وعليه العمل اليوم ولو كان جنباً او حائضاً او نفساء فعلا اتفاقاً تتميماً للطهارة كما في امداد الفتاح (در مختار) نقل ابو السعود عن شرح الكنز للشلبي ان ما ذكره الخلخالي اي في شرح القدوري من ان الجنب يمضمض ويستنشق غريب مخالف لعامة الكتب (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۰ ج ۱) ظفیر ۔

میت کے سرمہ لگانا اور کنگھی کرنا کیسا ہے

سوال (۲۷۲۲) میت کی آنکھوں میں سرمہ لگانا و سر میں کنگھی کرنا بعد کفنانے کے درست ہے یا نہیں۔

الجواب: درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے ولا یسرح شعرہ ای یکرہ تحریماً وفی الشامی عن القنیۃ ان التزیین بعد الموت والامتشاط وقطع الشعر لا یجوز الخ[1] فقط۔

عورت خاوند کو اور خاوند بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۲۳) عورت اپنے خاوند کو اور خاوند اپنی عورت کو غسل دے سکتے ہیں؟ احسن طریقہ بلا ضرورت کیا ہے؟

محرم عورتوں کو مرنے کے بعد غسل دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۲۴) علاوہ منکوحہ کے مرد دیگر محرم عورتوں کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو غسل نہیں دے سکتا البتہ دیکھنے کی اجازت ہے[2]۔

(۲) غسل نہیں دے سکتا بلکہ ایسی عورت پر تیمم کرانے کا حکم ہے[3]۔ فقط۔

خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے

سوال (۲۷۲۵) خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے سکتا ہے۔

الجواب: خنثیٰ مشکل کو غسل کوئی نہیں دے سکتا، نہ مرد اور نہ عورت بلکہ اس کو تیمم کرایا جاویگا۔ ویمم الخنثی المشکل لو مراهقاً۔ درمختار[4]۔ فقط۔

---

[1] ردالمختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱ ظفیر۔ [2] ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر الیها علی الاصح وهی لا تمنع من ذالك (الدرالمختار علی ہامش ردالمختار ص ۸۰۳ ج ۱ ظفیر) [3] واذا کان للمرأۃ محرم یممها بیده واما الاجنبی فبخرقۃ علی یده ویغض بصره (ردالمختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱ ظفیر) [4] الدرالمختار علی ہامش ردالمختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

جسے غسل دینا نہ آئے اگر وہ غسل دیدے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۷۲۶) جس شخص کو میت کو غسل دینا نہ آتا ہو اور وہ میت کو غسل دیدے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس پر کچھ گناہ شرعاً نہیں ہے لیکن حتی الوسع غسل میت اس شخص سے کرانا چاہئے جو طریق سنت کے موافق میت کو غسل دے۔ فقط

میت کے غسل کے لئے گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا اور غسل دینا درست ہے

سوال (۲۷۲۷) آج کل کے لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ میت کے غسل دینے کیلئے اپنے گھر کے پاک برتن مستعمل نہیں کرتے، یہ رسم کیسی ہے؟

الجواب:۔ گھر کے پاک برتنوں میں پانی گرم کرنے اور اور غسل دینے میں کچھ حرج نہیں ہے فقط

اگر عورت مردوں میں یا مرد عورتوں میں مرجائے تو غسل کی کیا صورت ہوگی

سوال (۲۷۲۸) اگر عورت مردوں میں مرجاوے اور کوئی عورت نہ ہو۔ یا مرد عورتوں میں مرجاوے اور کوئی مرد نہ ہو تو غسل اور تجہیز و تکفین کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب:۔ درمختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے ماتت بین رجال او ھو بین نساء یممہ المحرم فان لم یکن فالاجنبی بخرقۃ الخ[1] یعنی کوئی عورت مردوں میں مرگئی یا مرد عورتوں میں مرگیا تو اگر کوئی محرم موجود ہے تو وہ بلا خرقہ کے تیمم کرادے اور اگر محرم نہیں ہے تو اجنبی شخص خرقہ کے ساتھ تیمم کردے۔ فقط۔

شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۲۹) فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ شوہر اپنی بیوی متوفیہ کو غسل نہیں دے سکتا ہے لیکن بلوغ المرام میں بحوالہ نسائی و ابن ماجہ میں لکھا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عائشہ اگر تم پہلے میرے انتقال کر جاؤ گی تو میں خود اپنے ہاتھ سے تم کو غسل دوں گا۔ یہ فرمانا کیسا ہے۔ عالمگیری کا لکھنا صحیح ہے یا کیا۔

الجواب:۔ جیسا کہ عالمگیری میں ہے ایسا ہی درمختار شامی وغیرہ کتب فقہ میں ہے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب صلوٰۃ الجنازۃ ج ۱ ص ۸۰۶ ۱۲ ظفیر

اور حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا آپ کی خصوصیات میں سے ہے اسی طرح حضرت علی کا غسل دینا حضرت فاطمہؓ کو ان کی خصوصیت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہی جواب دیا۔ کذا فی الشامی۔[1]

غسل دینے کے لئے مردہ کو کیسے لٹائیں

سوال (۳۰ ۲۷) میت کو غسل دیتے وقت اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس کو روبقبلہ ہونے کے لئے مشرق مغرب لٹاتے ہیں، اسی طرح بہتر ہے یا شمال جنوب، کونسا طریقہ مسنون ہے۔

الجواب:۔ دونوں طرح درست ہے اور دونوں طریق موافق شریعت کے ہیں کذا فی الشامی۔[2] فقط۔

غیر دیندار سے میت کو غسل دلانا اچھا نہیں

سوال (۳۱ ۲۷) آجکل لوگوں نے یہ طریق پکڑ لیا ہے کہ میت کو فقیروں سے غسل دلاتے ہیں اور ان کے یہاں پیشہ زناکاری وغیرہ کا ہوتا ہے۔ صوم وصلوٰۃ کے قریب نہیں جاتے اور احکام غسل کو بھی پورا نہیں کرسکتے۔ ایسے لوگوں کا غسل دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسے لوگوں سے غسل دلانا اچھا نہیں ہے، غسل دینے والا صالح شخص ہونا چاہیے۔[3]

---

[1] فتحمل رواية الغسل على معنى التهيأ والقيام التام باسبابه ولئن تثبت الرواية فهو مختص به الا ترى ان ابن مسعودؓ لما اعترض عليه بذلك اجابه اما علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان فاطمة تزوجتك في الدنيا والآخرة فادعاء الخصوصية دليل على ان المذهب عندهم عدم الجواز (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۳) ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار للشامی ص ۸۰۰ باب الجنائز ۱۲ ظفیر۔

[3] والاولى في الغاسل ان يكون اقرب الناس الى الميت فان لم يحسن الغسل فاهل الامانة والورع (غنية المستملى ص ۵۳۷) ظفیر۔

میت کو غسل دیتے وقت پیر کس طرف ہوں

سوال (۲۷۳۲) میت کو نہلاتے وقت پیر کس طرف ہونے چاہئیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ کی طرف میت کے پیر ہونے چاہئیں۔

الجواب:- یہ بھی ایک قول ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف اور سر بجانب شمال اور پیر بجانب جنوب ہوں[1] فقط۔

مردے کے غسل کی ہیئت کیا ہو

سوال (۲۷۳۳) وقت غسل میت کے پیر کس جانب کئے جاویں۔

الجواب:- فی الدر المختار ویوضع کما مات کما تیسر فی الاصح علی سریر مجمر الخ قال فی الشامی وقیل یوضع الی القبلۃ طولاً وقیل عرضاً کما فی القبر۔[2] افادہ فی البحر الخ جلد اول ص ۵۷۳ کتاب الجنائز۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ بعض نے فرمایا ہے کہ غسل کے وقت میت کو قبلہ کی طرف پیر کر کے لٹا دیں اور بعض نے فرمایا کہ منہ قبلہ کی طرف کر کے لٹا دیں جیسا کہ قبر میں، لیکن صحیح تر یہ ہے کہ جو طریق آسان ہو اور سہل ہو ویسا کریں۔ معمول یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں فقط۔

وقت غسل آنحضرت ﷺ کے پیر کس طرف تھے

سوال (۲۷۳۴) وقت غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر کس طرف تھے اور سر کس طرف۔

الجواب:- یہ امر کہیں منقول نہیں ہے کہ وقت غسل آپ کے پیر کس طرف تھے اور سر کس طرف، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دربارۂ خانہ کعبہ کہ یہ تمہارا قبلہ ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد اس طرف مشیر ہے کہ جیسے قبر میں میت کو رکھا جاتا ہے

---

[1] ویوضع کما مات کما تیسر فی الاصح علی سریر مجمر وتراً (در مختار) وقیل یوضع الی القبلۃ طولاً وقیل عرضاً کما فی القبر افادہ فی البحر (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۷۹۹ و ص ۸۰۰) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۰ ۱۲ ظفیر۔

اسی طرح غسل کے وقت لٹا دیں جیسا کہ اب معمول ہے۔ فقط۔

مرنے کے بعد شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو دیکھ سکتی ہے

سوال (۲۷۳۵) اگر بیوی مرجاوے تو خاوند کو بعد الموت بیوی کا دیکھنا جائز ہے یا نہیں یا برعکس صورت یعنی خاوند مرجاوے تو اس کے شوہر کو مرنے کے بعد دیکھنا اس کا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر زوجہ مرجاوے تو اس کے شوہر کو مرنے کے بعد دیکھنا اس کا جائز ہے۔ اسی طرح عکس اس کا درست ہے۔ کذا فی الدرالمختار وغیرہ۔[1]

خنثیٰ کو غسل عورت دے یا مرد

سوال (۲۷۳۶) ایک میت کو جس کا ستر مرد اور عورت دونوں کا ہو تو اس کو غسل مرد دے یا عورت۔

الجواب:- اگر میت خنثیٰ مشکل ہے تو اس کو غسل نہیں دیا جائے گا نہ مرد غسل دے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جاوے۔ ویمم الخنثی المشکل ولو مراهقا الخ درمختار۔[2]

مردے کو کیوں غسل دیتے ہیں

سوال (۲۷۳۷) مردہ کو غسل دینے کی کیا وجہ ہے۔

مسلمان لاش کو غیر مسلم چھو سکتے ہیں یا نہیں

سوال (۲۷۳۸) مسلمان کی لاش غیر مسلم مس کرے یا مسلمان کے لئے استغفار کرے، یا اس کے جنازہ کی نماز پڑھے تو اس کو ممانعت کرنا ضروری ہے۔

الجواب:- (۱) مردہ کو غسل دینے سے غرض اس کی نظافت اور اکرام میت وغیرہ ہے۔[3]

---

[1] ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر الیها علی الاصح الخ وهی لا تمنع من ذالك ولو ذمیة الخ الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۶ ج ۱ ظفیر۔ [3] غسل کی وجہ فقہاء نے لکھی ہے للتجسہ بالموت قیل نجاسة خبث وقیل حدث (درمختار) وقد روی فی حدیث ابی هریرة سبحان الله المومن لا ینجس حیا ولا میتا الخ وقد اخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تنجسوا موتاکم فان المسلم لا ینجس حیا ولا میتا وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم فیترجح القول بانه حدث ابحیح شیخ مرید

(۲) مسلمانوں کو جوان کے ذمہ فرض ہے غسل اور نماز جنازہ وغیرہ اس کو پورا کر لیں پھر اگر کوئی کافر مس کرے یا استغفار کرے یا اپنے طور پر نماز جنازہ پڑھے اس سے نہ کسی کو کچھ ضرر نہ کچھ نفع۔ اگر قدرت ہو منع کریں ورنہ خاموش رہیں[۱]

غسل جو چاہے دے یا متعین آدمی؟ اور غسل دینے والے پر غسل ضروری نہیں

سوال (۲۷۳۹) غسل دینے والا مقرر ہونا چاہئے یا عام دے سکتے ہیں جب کہ وہ مسائل غسل سے واقف ہو اور غسل دینے والے کو بعد غسل دینے کے غسل کرنا ضروری ہے یا مسنون۔

الجواب: ہر ایک واقف شخص غسل دے سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ شخص غسل دے جو کچھ عوض اور اجرت نہ لے اور مردے کو غسل دینے والے پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

شوہر اپنی عورت کے جنازہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۴۰) ایک عورت منکوحہ نے انتقال کیا، مرحومہ کے شوہر کو قبر میں اتارنا اور جنازہ کو ہاتھ لگانا درست اور جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عورت کے مرنے کے بعد اس کا شوہر اس سے اجنبی ہو جاتا ہے ورنا تہ نکاح منقطع ہو جاتا ہے اس لئے غسل دینا اور ہاتھ لگانا فقہاء نے ممنوع لکھا ہے کما یحییٰ عن الدر المختار۔ لیکن دیکھنا اور جنازہ کو اٹھانا درست ہے اور قبر میں اتارنا بھی بضرورت درست ہے کیونکہ قبر میں اتارنے میں کفن حائل ہوتا ہے لہذا کفن کے اوپر کو ہاتھ لگانا بضرورت درست ہے یعنی جبکہ کوئی محرم موجود نہ ہو اور اگر محرم موجود ہو تو وہی قبر میں اتارے۔ قال فی الدر المختار ویمنع زوجہا عن غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا و فی الشامی ناقلاً عن الخانیۃ انہ اذا کان للمرأۃ محرم یمسہا بیدہ و اما الاجنبی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) الخ فانما یطہر بالغسل کرامۃ للمسلم (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص۷۹۹) ظفیر

[۱] قال اللہ تعالیٰ۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۱۲ ظفیر

[۲] والافضل ان یغسل المیت مجاناً الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص۸۰۴) ظفیر

فیحرفہ علی یدہ الخ فقط۔

میت کو غسل کس طرح دیا جائے

سوال (۲۷۴۱) اگر میت کو غسل دینا ہو تو کس صورت سے دیویں؟ کیا یہ سنت ہے یا فرض یا واجب؟ اور کس طور سے نہلاویں؟ اور جو شخص بے ترکیب میت کو غسل دیوے اور خوب پانی بدن مردہ پر ترا دے اور قاعدہ غسل سے ناواقف ہو تو اس کا غسل ٹھیک ہوا یا نہیں۔

الجواب:۔ میت کے غسل کی کیفیت یہ ہے کہ استنجا کرانے کے بعد اس کو وضو کرائی جاوے اور اس کا سر اور اس کے تمام بدن پر بیری کے پتوں میں پکا ہوا پانی ڈالا جائے اور اس کا سر و ڈاڑھی خطمی سے دھوئی جاوے اور بائیں کروٹ پر لٹا کر داہنی کروٹ کی طرف پانی بہا دیا جاوے پھر داہنی کروٹ کی طرف لٹا کر بائیں کروٹ دھوئی جائے پھر اس کو کسی سہارے سے بٹھا کر اس کے پیٹ کو آہستہ سے ملا جاوے جو کچھ نجاست نکلے اس کو دھویا جاوے پھر اس کو لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جاوے۔ یعنی سنت و فرض غسل سب ادا ہو جاویں گے اور فرض صرف ایک بار بدن کا دھونا ہے۔ باقی سب امور سنت ہیں۔ بلا ترتیب اگر میت کو غسل دیا گیا تو غسل ادا ہو گیا مگر بہتر یہ ہے کہ موافق سنت کے غسل دیا جائے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ فقط۔

میت کے غسل دینے کے لئے کیسا پانی ہونا چاہئے

سوال (۲۷۴۲) یہ مشہور ہے کہ میت کے غسل دینے کے لئے پہلا پانی بیری کے پتوں کا جوشاندہ اور دوسرا پانی نیم کا جوشاندہ تیسرا پانی خالص بغیر جوش دادہ ہو اس میں صحیح کیا ہے؟

الجواب:۔ شامی نے غسل میت کے بارہ میں یہ تفصیل کی ہے کہ پہلے خالص پانی سے غسل دیا جائے پھر بیری کے پتوں کا پکا ہوا پانی پھر کافور ملا ہوا پانی ڈالا جائے۔ اور فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اول دو مرتبہ بیری کے پتوں کا پکا ہوا پانی

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

اور تیسرا کافور ملا ہوا۔ فقط۔

مجبوری میں شوہر اپنی مردہ عورت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۴۳) زید اپنی عورت میت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں (یعنی جب کہ کوئی عورت وہاں موجود نہ ہو)

الجواب: شامی میں ہے کہ مرد اپنی عورت مردہ کو تیمم کرادے۔ اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر غسل نہ دیوے کیونکہ عورت کو غسل عورت ہی دے سکتی ہے مرد اگرچہ محرم ہے تب بھی تیمم ہی کرادے۔ قال فی الشامی فلا یغسل الرجل المرأة وبالعکس اھ ونقل عن الخانیة انه اذا کان للمرأة محرم یممها بیده واما الاجنبی فبخرقة علی یده ویغض بصره عن ذراعها وکذا الرجل فی امرأته الا فی غض البصر اھ ولعل وجهه ان النظر اخف من المس فجاز لشبهة الاختلاف۔ شامی ص ۸۰۳ ج ۱

فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

جذامی کو غسل دیا جائے یا نہیں

سوال (۲۷۴۴) جذامی کو غسل دیا جائے یا نہیں۔

الجواب: جذامی شخص اگر فوت ہو جائے اس کو غسل دیا جائے جیسا کہ تمام مسلمانوں کو دیا جاتا ہے اور تجہیز و تکفین کر کے اس کے جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینا کیسا تھا

سوال (۲۷۴۵) زید کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا ہے ہم کیوں نہیں دے سکتے۔ بچوں کا ماں کے لب و پیشانی کو بوسہ دینا بھی جائز ہے، ورنہ

لے ذکر شیخ الاسلام ان الاولیٰ بالقراح ای الماء الخالص والثانیة بالمغلی فیه سدر والثالثة بالذی فیه کافور قال فی الفتح والاولی ان الاولیین بالسدر کما هو ظاهر الهدایة لما فی ابی داؤد بسند صحیح ان ام عطیة تغسل بالسدر مرتین والثالث بالماء والکافور (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۲ ج ۱) ظفیر

فریق کہتا ہے کہ زید کے اقوال مردود ہیں، حضرت علیؓ کا اپنی زوجہ کو غسل دینا خصوصیات سے تھا۔

الجواب:۔ علامہ شامی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ شرح مجمع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ کو حضرت ام ایمن نے غسل دیا ہے، حضرت علی کو غاسل کہنا مجازاً ہے کہ انھوں نے سامان غسل مہیا فرمایا اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو وہ خصوصیت حضرت علیؓ کی ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فاطمۃ زوجتك فی الدنیا والآخرۃ اور دلیل خصوصیت دوسری حدیث بھی ہے کل سبب ونسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی بہر حال شوہر کو غسل دینا اپنی زوجہ کو درست نہیں ہے۔ زید کا قول غلط ہے اور دوسرا فریق جو غسل زوج اور تقبیل ومس زوج کو حرام کہتا ہے اس کا قول صحیح ومعتبر ہے باقی بچوں کا اپنی ماں کو بوسہ دینا اور چومنا اس بحث سے خارج ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ ماں اپنے بچوں کی محرمہ ہے اور بچوں کو اپنی ماں کو ہاتھ لگانا اور تقبیل وجہہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اسی طرح ماں باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ یہ معاملہ کرنا درست ہے۔ بہر حال شوہر کو کسی طرح افعال مذکورہ اپنی زوجہ میتہ کے ساتھ درست نہیں ہے۔ فقط۔

فصل ثالث

مُردوں کے کفن کا بیان

کفن پہنانے کے بعد امام کی چٹھی دینا بے اصل ہے

سوال (۲۷۴۶): میت کو بعد کفن پہنانے کے امام مسجد کی چٹھی لکھ کر دونوں ہاتھوں میں دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ بالکل بے اصل ہے۔ ایسے لغو فعل سے بچنا

چاہیئے۔ فقط۔[1]

زندگی میں اپنے لئے کفن اور قبر تیار کرنا کیسا ہے

سوال (۲۷۴۷) کسی شخص کو اپنی زندگی میں کفن اور قبر تیار کر لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: درمختار میں ہے ویحفر قبرا لنفسه وقیل یکرہ والذی ینبغی انه لا یکرہ تهیئة نحو الکفن بخلاف القبر[2] ص ۱۲۹ اور شامی کے نزدیک راجح یہ ہے کہ قبر کا کھدوانا جائز ہے وفی التتارخانیة لا باس به ویوجر علیه هکذا عمل عمر بن عبد العزیز والربیع بن خیثم وغیرهما شامی۔ فقط۔[3]

لڑکے اور لڑکیوں کی کفن کی تعداد کیا ہے

سوال (۲۷۴۸) لڑکے اور لڑکیوں کی کفن کی تعداد کیا ہے۔

الجواب: لڑکوں اور لڑکیوں کا کفن بالغین کے موافق ہو تو بہتر ہے اور جائز یہ بھی ہے کہ ایک یا دو کپڑا ہو والمراهق کالبالغ ومن لم یراهق ان کفن فی واحد جاز۔ درمختار۔ اقول قوله تحسن اشارة انه لو کفن بکفن البالغ یکون احسن۔ ردالمحتار۔ شامی۔[4] فقط۔

عورت کے کفن میں سینہ بند اوپر رہنا چاہیئے یا نیچے

سوال (۲۷۴۹) مرد اپنی زوجہ متوفیہ کو دیکھ سکتا ہے یا نہ؟ اور قبر میں اتار سکتا ہے یا نہ؟ اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے یا نہ؟ عورت کے کفن میں خرقہ یعنی سینہ بند سب کپڑوں کے اوپر رہنا چاہیئے یا قمیص کے نیچے؟ اوپر نیچے سے کیا مطلب ہے؟۔

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷) ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۵ ج ۱۔ ظفیر۔ [3] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [4] ردالمحتار ص ۸۰۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: - مرد اپنی زوجہ کو بعد وفات دیکھ سکتا ہے، وہ قبر میں اتار سکتا ہے اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے۔ خرقہ سینہ کا لفافہ کے نیچے اور قمیص کے اوپر ہونا چاہیئے یعنی لفافہ نظر میں سب سے اوپر رہے اس کے بعد سینہ بند اور اگر لفافہ کے اوپر رکھا یا جب بھی خرابی نہیں ہے جائز ہے۔ اول لفافہ بچھانا چاہیئے تاکہ لپیٹنے کے بعد اوپر رہے[1] ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا علی الاصح (الی قولہ) وہی لا تمنع من ذلک۔ در مختار[2]۔ فقط۔

دوبارہ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۷۵۰) نماز جنازہ پڑھ کر جب میت کو دفن کر دیا جائے تو پھر اس میت کی قبر پر نماز جنازہ جائز ہے یا نہ؟ اگر جائز ہے تو جن لوگوں نے پہلے نماز جنازہ پڑھی تھی وہ بھی نماز میں شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں اور پہلا ہی امام نماز جنازہ دوبارہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - اگر پہلی نماز ولی نے پڑھی یا اس کی اجازت سے دوسرے نے پڑھائی اور ولی شامل جماعت ہوا تو پھر کسی دوسرے کو دوبارہ اس میت پر یا اس کی قبر پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے وان صلی ھو ای الولی بحق الخ لا یصلی غیرہ بعدہ الخ اور اگر ولی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی تو اس کو اعادہ کا حق ہے لیکن جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں وہ شریک نہ ہوں[3]۔ فقط۔

---

[1] وھی تلبس الدرع ویجعل شعرھا الخ (الی قولہ) والخمار فوقہ ای الشعر تحت اللفافۃ (درمختار) تربط الخرقۃ علی الثدیین فوق الاکفان یحتمل ان یراد بہ تحت اللفافۃ وفوق الازار والقمیص وھو الظاھر آہ (رد المحتار ص ۸۰۵ ج ۱)

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۰۳ ج ۱، ۱۲ ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنازہ ص ۸۲۶ ج ۱، ۱۲ ظفیر [4] وفیہ حکم صلاۃ من لا ولایۃ لہ کعدم الصلاۃ (درمختار) والمراد یصلی علیہ الولی ان شاء لاجل حقہ لا لاسقاط الفرض (رد المحتار باب الجنائز ص ۸۲۳ ج ۱)

کفن کے متعلق مذکورہ تصریح درست ہے یا نہیں

سوال (۲۷۵۱) کفن مسنون میت مرد کے لئے صرف تین کپڑے کفنی - ازار - چادر ہیں عورت کے واسطے پانچ کپڑے، دوپٹہ وسینہ بند علاوہ کفن مذکورہ کے ہیں اور پیمائش کفنی گردن سے لیکر ٹخنوں تک ازار یعنی تہبند سر سے پیروں تک اور چادر ایک ہاتھ زیادہ تہبند سے طول میں اور عرض ازار و چادر کا اسقدر کہ میت اچھی طرح لپٹ سکے اور دوپٹہ ہاتھ بھر اور سینہ بند سینہ سے لیکر رانوں تک، آیا یہ تشریح مذکورہ صحیح ہے یا غلط۔

اوپر کی چادر اور دستانے کفن میں داخل ہیں یا خارج

سوال (۲۷۵۲) اوپر کی چادر اور دستانہ وغیرہ جو غسال کے واسطے بنائے جاتے ہیں وہ داخل کفن ہیں یا نہیں۔

الجواب:- (۱) کفن عورت ومرد کی جو تفصیل آپ نے لکھی ہے صحیح ہے، موافق ہے تفصیل کتب فقہ کے۔

(۲) چارپائی کے اوپر کی چادر اور دستانہ غسال کے داخل کفن نہیں ہیں لیکن چادر اوپر کی اس وجہ سے مستحسن ہے کہ میت کو عزت کے ساتھ لیجانا چاہئے اور دستانہ بوجہ ضرورت غسل ومس عورت ضروری ہے۔ فقط۔

میت کو کفناتے وقت اسکے ہاتھ کہاں رکھے جائیں

سوال (۲۷۵۳) میت کو کفناتے وقت دونوں ہاتھ شکم پر رکھدیویں یا سیدھے کر کے رانوں کی برابر رکھدیں۔

الجواب:- دونوں ہاتھ سیدھے کر کے برابر میں کر دیئے جائیں[1]۔ فقط۔

کفن میں عمامہ دینا مکروہ ہے

سوال (۲۷۵۴) عالموں کے کفن میں عمامہ دینا سنت ہے یا نہیں۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار، باب صلوٰۃ الجنائز، مطلب فی الکفن ص ۸۰۲ ج ۱، نمبر ۵ و یوضع یداہ فی جانبیہ لا علی صدرہ لانہ من عمل الکفار (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱) ظفیر۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے وتکرہ العمامۃ للمیت فی الاصح مجتبی۔ واستحسنہا المتاخرون للعلماء والاشراف الخ وفی الشامی والاصح انہ تکرہ العمامۃ بکل حال۔ الخ[1] پس معلوم ہوا کہ کراہت عمامہ ہی راجح ہے۔

مرد و عورت کی کفنی میں گریبان کس طرف کیا جائے

سوال (۲۷۵۵) میت مرد ہو یا عورت قمیص کا گریبان پیچھے گردن کی طرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مرد اور عورت کی کفنی میں اگر مساوات ہو تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ بہت سے فقہاء نے درع اور قمیص کو مترادف فرمایا ہے اور جن فقہاء نے انہیں فرق کیا ہے تو اس سے بھی لزوم اس کا ثابت نہیں ہے بلکہ شرح منیہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ امر عادت پر موقوف ہے۔ اب چونکہ عادت یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کا شق گریبان سینہ پر ہوتا ہے اس لئے دونوں کی کفنی میں یہ درست ہے اور اگر فرق مذکور کیا جائے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ فرق لازم نہیں ہے[2] فقط

جنازہ کے اوپر چادر ڈالنا کیسا ہے

سوال (۲۷۵۶) میت پر مسنون کفن کے علاوہ اکثر مرد پر لنگی عورت پر کوئی اور رنگدار دو پٹہ میت کے وارث اپنی عزت کے لئے ڈالتے ہیں جو بعد دفن گورکن لے لیتا ہے۔ یہ کپڑا مسنون ہے یا نہیں نیز امام اس کپڑے کو اتروا کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مسنون کفن کے علاوہ مردانہ عورت کے جنازہ پر سفید چادر

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی الکفن ص ۸۰۶ ج ۱ وص ۸۰۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] والقمیص من المنکب الی القدم والدرع ہو القمیص الا انہ الذی یفتح جیبہ علی الصدر والقمیص یفتح جیبہ علی الکتف وقد کان القمیص من عادۃ الرجال والدرع من عادۃ النساء فی الحیاۃ فکذا فی الموت (غنیۃ المستملی فصل فی الجنائز بحث ثالثۃ تکفینہ ص ۵۳۷ وص ۵۳۸) ظفیر غفر لہ۔

چادر ڈالدینے میں تو کچھ حرج نہیں[1] ہے جیسا کہ عام رواج ہے لیکن عورت کے جنازہ پر رنگدار کپڑا ڈالنا اچھا نہیں ہے لیکن جب کہ وہ پاک ہے تو نماز پڑھنے کے وقت اس کے ساتھ نماز پڑھنا بھی جائز ہے نماز کے لئے اس کے اتارنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اول سے رنگ دار کپڑا نہ ڈالا جاوے کیونکہ مستحب یہ ہے کہ میت پر سفید کپڑا ہو۔ فقط۔

کفن میں تہبند دینا کیسا ہے اور قبر میں بند کھولدینا چاہیئے

سوال (۱۷۵۰) میت مرد کو کفن میں تہبند دینا چاہیئے یا نہیں اور مردہ کو لحد میں رکھ کر بند کفن کے کھولنا کیسا ہے

الجواب: مرد میت کے لئے تین کپڑے سنت ہیں۔ کرتہ۔ تہبند۔ چادر یعنی جس کو پوٹ کی چادر کہتے ہیں جس میں میت کو لپیٹا جاتا ہے اور اس پر گرہ لگائی جاتی ہے[2]، وہ سب گرہ لحد میں رکھ کر کھولدینی چاہیئے جیسا کہ مروج ہے۔ پس یہ طریقہ موافق سنت کے ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] ولا بأس في الكفن ببرد وكتان وفي النساء بحرير ومزعفر ومعصفر بجوازه بكل ما يجوز لبسه حال الحياة واحبه البياض (در مختار) والجديد والغسيل فيه سواء (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص۸۰۱) ظفیر۔ [2] ويسن في الكفن ازار وقميص ولفافة (در مختار) قوله ازار هو من القرن الى القدم الخ واللفافة تزيد على ما فوق القرن والقدم ليلف فيها الميت وتربط من الاعلى والاسفل (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في الكفن ص۸۰۶) معلوم ہوا تہبند نام ہے چھوٹی چادر کا۔ اس کے علاوہ الگ سے کوئی تہبند نامی چیز نہیں ہے ۱۲ ظفیر۔ [3] ويستحب ان يدخل من قبل القبلة الخ وتحل العقدة للاستغناء عنها ويسوى اللبن عليه والقصب (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في دفن الميت ص۸۳۶ و ص۸۳۷) ظفیر۔

بعد دفن تلقین

سوال (۲۸۵۸) در مختار کی روایت ولا یلقن بعد تلحیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تلقین کرنا نہ کرنا بعد دفن کے برابر ہے۔ مگر شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد دفن کے تلقین نہ کرنا معتزلہ کا مذہب ہے۔ شامی۔ ذکر فی المعراج انہ ظاھر الروایۃ ثم قال وفی .... الکافی عن الشیخ الزاھد الصفار ان ھذا علی قول المعتزلۃ لان الاحیاء بعد الموت عندھم مستحیل اما عند اھل السنۃ فالحدیث ای لقنوا موتاکم الحدیث۔ پوری تشریح سے مطمئن فرمائیے۔

الجواب: معتزلہ کا قول تلقین بعد تلحید کی ممانعت اور استحالہ کا ہے۔ اور اہل سنت وجماعت کے مذہب کا حاصل یہ ہے کہ ممنوع نہیں ہے بلکہ حسب تحقیق محققین اولیٰ تلقین بعد التلحید ہے اور فی الحقیقت حدیث لقنوا موتاکم مجاز پر محمول ہے یعنی قریب الموت کو میت فرمایا۔ لیکن اگر حقیقت پر حمل کیا جاوے تو کچھ استحالہ نہیں ہے اور وہ بھی جائز ہے یعنی تلقین بعد التلحید بھی جائز ہے اور اس میں کچھ استحالہ اور ممانعت نہیں ہے کما یقولہ المعتزلۃ[1]۔ فقط۔

نماز جنازہ کے لئے جائے نماز اور اس کا حکم

سوال (۲۸۵۹) جائے نماز میت کی شریعت میں کیا حقیقت ہے اور جو امام نماز میت کی پڑھاوے اور وہ اس جائے نماز کو نیکر

---

[1] ولا یلقن بعد تلحیدہ وان فعل لا ینھی عنہ وفی الجوھرۃ انہ مشروع عند اھل السنۃ الخ ومن لا یسئل ینبغی ان لا یلقن والاصح ان الانبیاء لا یسئلون ولا اطفال المومنین (در مختار) قال فی شرح المنیۃ ان الجمھور علی ان المراد منہ مجازہ ثم قال وانما لا ینھی عن التلقین بعد الدفن لانہ لا ضرر فیہ بل فیہ نفع فان المیت یستانس بالذکر علی ما ورد فی الآثار (رد المحتار باب الجنائز ص ۷۹۷ ج ۱) ظفیر

خود اپنے مصرف میں لائے یا کسی دوسرے کو دیدے یہ شریعت میں کیسا ہے۔ اگر امام جا نماز میت کی لے کر اپنا کوئی کپڑا بنائے اور اس کو پہن کر نماز پڑھائے، نماز ہوگی یا نہیں اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب: جا نماز کفن میں داخل نہیں ہے[1]۔ اس کو کفن میں داخل نہ سمجھا جائے باقی ولی میت وہ کپڑا جس کو دیدیوے وہ مالک ہو جاوے گا۔ مگر اول تو اس کپڑے جا نماز کے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی نے غلطی سے رکھ لیا تو اس کو مالک یعنی ولی خود رکھے یا کسی محتاج کو دیدیوے اگر ولی میت نے امام کو وہ کپڑا دیدیا اور امام نے اس سے کوئی کپڑا بنا کر پہنا اور نماز پڑھائی تو نماز اس کے پیچھے درست ہے۔ فقط۔

ہندوؤں کے بنے ہوئے کپڑے کا کفن دینا درست ہے

سوال (۲۷۶۰) ہندوستان میں ہندو وغیرہ کپڑا بنتے ہیں ان کے بنے ہوئے کورے کپڑے کا میت کو کفن دینا اور اس کو پہنکر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: درست ہے[2]۔ فقط۔

مرد کے لئے رنگین کفن کا کیا حکم ہے

سوال (۲۷۶۱) مرد کے لئے رنگین کفن کا کیا حکم ہے

---

[1] کفن کی جو صراحت کتب فقہ و حدیث میں ہے اس میں جائے نماز کا کہیں ذکر نہیں ہے وكفن في بكفن ازار وقميص ولفافة الخ (دیکھیے الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب صلاة الجنائز ص ۸۰۲ ظفیر)

[2] خواہ کوئی بنے پاک ہونا شرط ہے۔ اور یہ بازار میں جو کپڑے بکنے کے لئے آتے ہیں حکماً پاک ہیں جب تک اس کے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو۔ ولو شك في نجاسة ماء وثوب وطلاق وعتق لم يعتبر وتمامه في الاشباه (درمختار) في التتارخانية، من شك في انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرك او الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والاطعمة والثياب اه ملخصاً (رد المحتار كتاب الطهارة قبيل ابحاث الغسل ص ۱۰۱ ظفیر)

الجواب: - درمختار میں ہے واحبه البیاض[1] - یعنی محبوب تر اور پسندیدہ تر کفن سفید ہے اور شامی میں مزعفر اور معصفر کپڑا مرد کے کفن میں مکروہ لکھا ہے[2]۔ فقط۔

میت مرد و عورت کے لئے کفن کے کتنے کپڑے ہیں

سوال (۲۷۶۲) میت مرد اور عورت کے لئے کفن کے کتنے کپڑے سنت ہیں۔

الجواب: - مرد کے لئے تین کپڑے کفن میں سنت ہیں، ازار و قمیص اور لفافہ اور عورت کے لئے پانچ، قمیص اور ازار اور خمار اور لفافہ اور سینہ بند۔ لفافہ اول بچھایا جائے پھر قمیص پھر ازار۔ اور عورت کے لئے لفافہ کے اوپر قمیص پھر خمار یعنی اوڑھنی پھر ازار پھر سینہ بند۔ اور بعض کتب میں ہے کہ سینہ بند قمیص کے اوپر اور لفافہ کے نیچے[3]۔ فقط۔

کعبہ کے غلاف کا کفن میں دینا اور قبر میں رکھنا کیسا ہے

سوال (۲۷۶۳) کعبہ شریف کے

---

(1) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۰ ج ۱ ظفیر۔ (2) ولا بأس بالکفن ببرود وکتان وفی النساء بحریر ومزعفر ومعصفر (درمختار) وقوله فی کفن النساء واحترز عن الرجال لانه یکره لهم ذلك (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۰۹ ج ۱) ظفیر۔ (3) السنة ان یکفن الرجل فی ثلثة اثواب ازار وقمیص ولفافة الخ وتکفن المرأة فی خمسة اثواب درع وازار وخمار ولفافة وخرقة تربط فوق ثدییها (ہدایہ فصل فی التکفین ص ۱۶۱ ج ۱) ظفیر۔ ثم تبسط اللفافة اولاً ثم یبسط الازار علیها ویقمص ویوضع علی الازار ویلف یساره ثم یمینه ثم اللفافة کذالك وهی تلبس الدرع ویجعل شعرها ضفیرتین علی صدرها فوقه ای الدرع والخمار فوقه ای الشعر تحت اللفافة ثم یفعل کما مر (درمختار) وقول الخجندی تربط الخرقة علی الثدیین فوق الاکفان یحتمل ان یراد به تحت اللفافة وفوق الازار والقمیص وهو الظاهر وفی الاختیار تلبس القمیص ثم الخمار فوقه ثم تربط الخرقة فوق القمیص (رد المحتار باب الجنائز مطلب فی الکفن ص ۸۰۸ ج ۱ وص ۸۰۹ ج ۱) ظفیر۔

غلاف کے نیچے کی تہ سے میت کو کفن دینا جائز ہے یا نہیں اور اوپر کے غلاف کے ٹکڑے جن پر کلمہ شریف لکھا ہوتا ہے میت کے ساتھ قبر میں رکھنا کیسا ہے۔

الجواب:- اس کے پارچہ متبرکہ سے کفن میت کرنا جائز ہے اور موجب برکات ہے۔ اور کلمہ شریف لکھا ہوا غلاف کا ٹکڑا میت کی چھاتی پر رکھ کر دفن کرنا بھی اگرچہ درست ہے مگر بہتر یہ ہے کہ میت کے سینہ پر غلاف خانہ کعبہ کا ایسا ٹکڑا رکھا جاوے جس پر کلمہ شریف نہ ہو۔ لخوف تلویثہ کما نقل بہ فی الشامی۔ فقط۔

جمعہ کے دن مرنے والے کی نماز جنازہ کی تاخیر کا رواج غلط ہے

سوال (۲۷۶۴) عوام میں مروج ہے کہ شب جمعہ میں یا جمعہ کی صبح کو میت ہو جاتی ہے تو اس کی تجہیز و تکفین جلدی نہیں کرتے اس وجہ سے کہ جمعہ پڑھ کر بہت لوگ نماز جنازہ پڑھیں گے۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہئے جمعہ کی نماز کا انتظار نہ کرنا چاہئے مسئلہ یہ ہے[1]۔

قمیص کسے کہتے ہیں

سوال (۲۷۶۵) فقہ کی کتابوں میں کفن کے بیان میں ازار، لفافہ قمیص لکھا ہے۔ ازار و لفافہ تو دو بڑی چھوٹی چادریں ہیں، قمیص کیا ہے۔ کس صورت اور وضع کا کہاں سے کہاں تک کا۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مراد اس سے تہبند ہے۔ قمیص کے کیا معنی ہیں۔

الجواب:- قمیص کے معنی کرتہ کے ہیں، اردو میں اس کو کفنی کہتے ہیں اور تہبند ازار کا ترجمہ ہے۔ قمیص کی نسبت شامی میں لکھا ہے والقمیص من اصل العنق

---

[1] وکرہ تاخیر صلاتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ الا اذا خیف فوتہا بسبب دفنہ (درمختار) واذا فضل ان یعجل بتجہیزہ کلہ من حین یموت (رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۱۳۳) ظفیر۔

الی القدمین بلا دخریص وکمین[1] (ترجمہ) اور کرتہ یعنی کفنی گردن سے قدمین تک ہونا چاہئے بدون کلیوں اور بدون آستینوں کے صورت قمیص کی یہ ہے کہ قریب اڑھائی گز کپڑا لیکر اس کو دوہرا کرکے درمیان میں سے اس قدر پھاڑ لیا جائے کہ سر اس میں آجائے اور گردن سے قدمین تک ہونا چاہئے۔

مرد و عورت کا کفن

سوال (۲۷۶۶) مرد و عورت کے واسطے کتنا کفن کافی ہے اور اوپر کی چادر اگر مستعار ڈال دی جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور اوپر کی چادر کا کون مستحق ہے

الجواب:۔ مرد کے کفن میں تین کپڑے اور عورت کے لئے پانچ مستحب ہیں[2] اور وہ چادر جو اوپر ڈالی جاتی ہے کفن میں داخل نہیں ہے۔ جو غریب شخص ہے وہ اگر اس چادر کو خرید کر نہ ڈالے بلکہ اپنی یا کسی کی چادر مستعار لیکر ڈال دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے پھر وہ چادر جس کی ہے اس کو دیدی جاوے اور اگر خرید کر ڈالی گئی ہے جیسا کہ رواج ہے تو وہ حق کسی شخص کا نہیں ہے بلکہ ملک ڈالنے والے کی ہے چاہے خود رکھے یا کسی محتاج کو دیدے۔ فقط۔

نصرانی والدہ کی تکفین عیسائی مذہب کے مطابق کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۷۶۷) ایک نصرانی عورت مسلمان ہوگئی ہے مگر اس کی والدہ اب تک اپنے عیسائی دین پر قائم ہے اور اپنی لڑکی کے یہاں رہتی ہے۔ اس نے اپنی لڑکی کو وصیت کی کہ اگر میں فوت ہوجاؤں تو مجھے اسی طریقہ سے دفنایا اور کفنایا جائے جیسے دین عیسوی میں طریقہ ہے۔ اگر اس کی والدہ مرجائے تو اسے اس وصیت کو بذات خود پورا کرنا یا کسی اور سے پورا کرانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں حکم شریعت کا یہ ہے کہ مسلمان مرد یا عورت اپنے قریب رشتہ دار والدین وغیرہ کو جو کہ کفر پر مرے بطریق سنت تجہیز و تکفین نہ کرے بلکہ

---

[1] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی کفن ص ۶۳۶ ج ۱۔ ۲ ظفیر۔

[2] وکفن الرجل سنۃ ازار و قمیص لفافۃ الی کفن المرأۃ سنۃ درع و ازار و خمار و لفافۃ و خرقۃ تربط بہا ثدیاہا (عالمگیری مصری ص ۱۵۰ ج ۱) ظفیر۔

نجس کپڑے کی طرح دھو کر اور کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال دے۔ پس صورت مسئولہ میں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے وصیت پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ کما قال فی الدر المختار ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبہ الکافر الاصلی الخ من غیر مراعات السنۃ فیغسلہ غسل الثوب النجس ویلفہ فی خرقۃ ویلقیہ فی حفرۃ[1]۔ الخ

بعد موت میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں

سوال (۲۷۶۸) زوج اور زوجہ بعد وفات اہما کے دوسرے کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ دیکھنا ایک کا دوسرے کو درست ہے۔ در مختار میں ہے ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا علی الاصح الخ وہی لا تمنع من ذلک[2]۔ فقط

بعد وفات اگر مردہ سے نجاست نکلے تو غسل کے دہرانے کی ضرورت نہیں

سوال (۲۷۶۹) مردہ کو نہلا کر کفنانے کے بعد وفات اگر پاخانہ نکل جاوے تو غسل لوٹایا جاوے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ غسل نہ لوٹایا جاوے صرف ناپاکی کو دھو دیا جاوے[3]۔ فقط۔

غیر محرم عورتیں مردہ مرد کو نہیں دیکھ سکتیں

سوال (۲۷۷۰) مردہ کی رونمائی محرم وغیر محرم عورتوں کو کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ غیر محرم عورتوں کو جیسا کہ زندگی میں اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا ممنوع ہے مرنے کے بعد بھی ممنوع ہے۔ فی حدیث ابن ام مکتوم عمیاوان انتما الستما تبصرانہ[4]۔ الحدیث۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلوۃ الجنائز نیل مشتب فی حمل المیت ص ۸۳۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلوۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر [3] ولا یعاد غسلہ ولا وضوءہ بخروج منہ من غسلہ ما وجب لرفع الحدث الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۰۲ ج ۱ ظفیر [4] مشکوۃ باب النظر الی المخطوبۃ ص ۲۶۹ ۱۲ ظفیر۔

تکفین کی بچی ہوئی رقم کس مصرف میں خرچ کی جائے

سوال (۲۷۱۱) سال گذشتہ جب وبائی بخار کی شدت تھی تو یہ دیکھ کر کہ مساکین اہل اسلام کثرت سے بخار وبائی کا شکار ہوتے تھے اور بوجہ افلاس سامان تجہیز وتکفین میسر نہ آتا تھا۔ بعض اہل اسلام نے باہم چندہ کیا اس غرض سے کہ جو غریب مسلمان وبائی بخار میں مرے اگر بالکل مفلس ہو تو اس کو مفت کفن دیا جاوے اور جو کچھ بھی استطاعت رکھے اس کو رعایت قیمت پر کفن دیا جاوے چنانچہ کچھ رقم اس کام سے بچ گئی آیا یہ باقیماندہ رقم کسی اور مصرف خیر میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - وہ رقم غریب بیوہ عورتوں اور محتاجوں کو تقسیم کر دی جاوے کیونکہ دینے والوں کی طرف سے ظاہر ہے کہ باقیماندہ رقم کے متعلق اس کی اجازت ہے یا اولاً جو لوگ غریب فوت ہوں ان کی تجہیز وتکفین میں صرف کریں اور بوجہ حسب ضرورت غرباء کی خوراک و پوشاک میں امداد کریں۔ الغرض وہ رقم صدقہ وخیرات کی گئی ہے اسکو ایسے ہی کاموں میں صرف کریں اور اصل تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے وہ چندہ دیا تھا ان سے ہی دریافت کر لیا جاوے جس مصرف میں وہ کہیں اس میں صرف کیا جاوے لیکن اگر یہ دشوار ہو تو چونکہ فقراء پر صدقہ وخیرات کرنے کی ان کی طرف سے دلالۃً اجازت ہے اس لئے تمام فقراء وغرباء ومساکین کو وہ رقم دے سکتے ہیں۔ اور تجہیز وتکفین غرباء میں صرف کرنا اور بھی بہتر ہے کہ اس کے لئے وہ رقم جمع ہوئی تھی اور اس کی تخصیص شریعت سے کچھ نہیں ہے کہ اسی بخار وبائی میں جو فوت ہووے انہیں کے لئے خاص سمجھا جاوے بلکہ جب وہ وباء بفضلہ تعالیٰ رفع ہو گئی تو تمام اموات غرباء کی تجہیز وتکفین میں اس کو صرف کرنا درست ہے[1]۔ فقط۔

---

[1] فعلى المسلمين تكفينه فإن لم يقدروا سألوا الناس له ثوبًا فإن فضل شيء رد للمتصدق إن علم وإلا كفن به مثله وإلا تصدق به، در مختار. قلت في مختارات النوازل لصاحب الهداية فقير مات فجمع من الناس الدراهم الخ (بقیہ حاشیہ صفحہ [illegible])

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کی وجہ

سوال (۲۷۷۲) مولانا عبدالحی صاحب نفع المفتی میں صـ۱۴۲ میں فرماتے ہیں اذا ماتت الزوجۃ حرم علی الزوج ان غسلہا او یمسہا۔ تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو کیوں غسل دیا اور عکس بھی جائز ہے، کما غسلت بسیدنا ابوبکر الصدیقؓ زوجتہ اسماء بنت عمیس۔

الجواب :۔ فقہاء احناف نے لکھا ہے کہ یہ خاص ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اعتراض پر یہ جواب دیا اما علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فاطمۃ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ الخ شامی۔ اور عکس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ شوہر کے مرنے پر عورت پر عدت لازم ہے جو علامات نکاح میں سے ہے۔ پس بقاء علاقہ نکاح مقتضی اس کو ہے کہ عورت اپنے شوہر میت کو مس کر سکتی ہے اور غسل دے سکتی ہے۔ در مختار میں ہے وھی لا تمتنع من ذلک الخ ای من تغسیل زوجہا دخل بہا اولا کما فی معراج وشنہ فی البحر عن المجتبی قلت ای لانہا تلزمہا عدۃ الوفاۃ ولو لم یدخل بہا وفی البدائع المرأۃ تغسل زوجہا لان اباحۃ الغسل مستفادۃ بالنکاح فتبقی ما بقی النکاح والنکاح بعد الموت باق الی ان تنقضی العدۃ بخلاف ما اذا ماتت فلا یغسلہا لانتہاء ملک النکاح لعدم المحل فصار اجنبیۃ الخ شامی صـ۱/۵۷۶ ۔ فقط۔

تکفین اور غسل میں کوئی نقص ہو تو مواخذہ میت پر نہیں

سوال (۲۷۷۳) میت کی تجہیز و تکفین اور غسل میں کسی قسم کی بے احتیاطی ہو یعنی مثلاً ناجائز قیمت کا کفن خریدا جاوے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وکفنوہ وفضل شئ ان عرف صاحبہ یرد علیہ والا یصرف الی کفن فقیر آخر او یتصدق بہ رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ قبیل مطلب فی صلاۃ الجنازۃ صـ۱/۸۱۱ ومثلہ فی فتاوی رد المحتار باب صلاۃ الجنائز صـ۱/۸۰۳ ۱۲ ظفیر۔

یا غسل کے پانی میں کسی قسم کی نجاست ہو تو اس کی ذمہ داری کس پر عاید ہوگی اور میت پر تو کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوگا اور جس ذات سے اس قسم کی بے احتیاطی ہوئی ہو اس کی معافی کی کیا صورت ہے اور اب اس متوفی کے لئے کیا دعا کرے یا کیا ایصال ثواب کی تدبیر کرے۔

الجواب:۔ میت پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہیں ہے وہ مجبور اور معذور ہے[1] اور جس سے بے احتیاطی ہوئی وہ توبہ و استغفار کرے اور میت کے لئے دعاء مغفرت کرے اور اس کو ثواب پہنچاتا رہے۔ فقط۔

کفنائے ہوئے مردہ میت پر چادر ڈال کر لے جانا کیسا ہے

سوال (۲۷۷۴) مسلمانوں میں میت کا جنازہ لیجاتے وقت چادر وغیرہ سے پردہ کرکے یعنی میت کو چادر اڑھا کر لیجانا چاہئے یا نہیں۔ اس کا ثبوت حدیث و فقہ میں ہو تو مطلع فرماویں۔

الجواب:۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما راٰہ المؤمنون حسنًا فھو عند اللہ حسن وفی الدر المختار ولا باس بالزیادۃ علی الثلاثۃ وتحسین الکفن لحدیث حسنوا کفان موتی الحدیث[2]۔ لہٰذا چونکہ میت کے اوپر چادر ڈالنے میں تحسین میت و اعزاز میت ہے اور حسب روایت فقہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور یہ معروف بین المسلمین ہے ان وجوہ سے اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ فقط۔

تجہیز و تکفین کے اخراجات

سوال (۲۷۷۵) زید نے انتقال کیا اور اپنے اور چار دختر اور ایک زوجہ چھوڑی جن میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں نابالغ تھیں بعد انتقال زید کے اس کے بڑے لڑکے نے زید کی تجہیز و تکفین کے متعلق کل اخراجات اپنی جیب خاص سے کئے و نیز اپنی دونوں بہنوں اور ایک بھائی نابالغ کی شادی اپنی جیب خاص سے کی۔ ایسی صورت میں زید کے متروکہ میں سے اس کی تجہیز و تکفین کا خرچ اور نابالغوں کی شادی کا خرچ پانے کا مستحق ہے یا نہیں

---

[1] ارشاد ربانی ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ (القرآن) ظفیر۔ [2] رد المحتار علی الدر المختار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۰۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

اور زید کے ترکے سے ہر ایک وارث کو کس قدر حصہ ملے گا۔

الجواب:۔ تجہیز و تکفین کا خرچ موافق سنت کے لے سکتا ہے[1]۔ اور جو کچھ اس نے زید کے تیجے، چہلم اور برادری کے کھانا کھلانے وغیرہ میں صرف کیا وہ نہیں لے سکتا اور نابالغوں کی شادی میں جو اپنے پاس سے خرچ کیا وہ نہیں لے سکتا اور تقسیم ترکہ زید اس صورت میں اس طرح ہوگی کہ بعد ادائے حقوق متقدمہ علی المیراث ترکہ زید کا چونسٹھ سہام ہو کر آٹھ سہام اس کی زوجہ کو اور چودہ چودہ سہام ہر ایک پسر کو، اور سات سات سہام ہر ایک دختر کو ملیں گے۔

مردہ کو سوتی پائجامہ اور ٹوپی کفن میں دینا کیسا ہے

سوال (۲۷۷۶) مردہ کو مرد ہو یا عورت پائجامہ و ٹوپی تاگے سے سی کر کفنانے کے وقت پہناتے ہیں یہ کیسا ہے۔

الجواب:۔ سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پائجامہ اور ٹوپی کفن مسنون سے علیحدہ دیا جاتا ہے تو یہ بالکل فضول ہے اور ناجائز ہے، ٹوپی اور پائجامہ کفن میں داخل نہیں ہیں اور نہ ثابت ہیں۔ قال فی شرح المنیۃ السنۃ ان یکفّن الرجلُ فی ثلثۃ اثواب قمیص وازار ولفافۃ الخ پائجامہ اور ٹوپی کفن میں نہیں ہے، مردہ کو نہ پہنائے جاویں اور کچے تاگے اور پکے تاگے سے سینا برابر ہے۔ کسی تاگہ سے بھی نہ سیا جائے۔ تہبند بغیر سلا ہوا دیا جاوے[2]۔ فقط رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نابالغ کا کفن

سوال (۲۷۷۷) نابالغ بچوں کو مثل بالغ کے کفن دینا درست ہے یا نہیں

الجواب:۔ درست ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] ولو بدأ بتکفینه وتجهیزه من غیر تبذیر ولا تقتیر (سراجی ص ۲) ظفیر۔ [2] لفظ ازار سے بے سلا تہبند کا ہونا ثابت ہے اس لئے کسی نقل اور روایت کی ضرورت نہیں، مراد بے سلے تہبند سے یہ ہے کہ قمیص بنا کر نہ پہنایا جائے۔ البتہ اگر عرض کم ہو تو سی کر ڈبل عرض بنانا درست ہے تبیل۔ [3] قوله فحسن اشارة الی انه لو کفن بکفن البالغ یکون حسن لما فی الحلیة عن خزانة وخزانة عشن الذی لم یبلغ حد الشهوة فحسن ان یکفن بما یکفن فیه البالغ الخ (رد المحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۰۹ ج ۱) ظفیر۔

میت کے اوپر کی چادر کیا کی جائے

سوال (۲۷۸) بعض ولی میت کے اوپر کی چادر گورستان ہی میں موجود فقیر کو خیرات کر دیتے ہیں، لیکن بعض ولی میت مسجدوں میں بھیج دیتے ہیں، کارپرداز مسجدوں کے اس چادر کو برسوں دوسری میت لاوارث مسکین کے انتظار میں صندوق میں بند رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس صورت میں کبھی کیڑا بھی نقصان کر دیتا ہے اور لگ جاتا ہے۔ جب کوئی لاوارث مسکین مرتا ہے تو انہی چادروں کا کفن اس کے لئے بنا دیتے ہیں ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہ بعض لوگ یہ فتوی دیتے ہیں کہ میت کے ساتھ جو فقیر خیرات لینے کو جاتا ہے اس چادر کا مستحق وہی فقیر ہے اس قسم کی چادر یا کوئی کپڑا اگر امام مسجد یا مؤذن یا طالب علم مسکین کے مصرف میں خرچ کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔ امام مسجد اگر اس چادر کو بلا حکم کارپرداز مسجد کے کسی طالب علم مسکین کو دیدے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ وہ چادر ملک اولیاء میت کی ہوتی ہے، یعنی جس نے میت کو کفن دیا اور وہ چادر میت پر ڈالی وہ اسی کی ملک ہے پس جس غرض کے لئے وہ چادر کارپرداز مسجد کے پاس بھیجی جاوے ویسا ہی کیا جاوے۔ اگر اولیاء میت نے وہ چادر اسی لئے بھیجی ہے کہ کسی لاوارث میت کا کفن اس سے کیا جاوے تو اس چادر کو اسی کام کے لئے رکھا جاوے اور اس کا خیال نہ کیا جاوے کہ کیڑا نہ لگ جاوے یا گل نہ جاوے کیونکہ اس میں دینے والے کی نیت اور غرض کا اعتبار کیا جاویگا۔ اور اگر مالک چادر نے وہ چادر اس لئے دی ہے کہ کسی مسکین کو یا طالب علم کو دی جاوے تو ویسا ہی کیا جاوے اپنی طرف سے کوئی امر خلاف مرضی مالک نہ کیا جاوے اور یہ کہنا کہ یہ حق اس فقیر کا ہے جو جنازہ کے ساتھ جاتا ہے یا اس قبرستان میں مقیم ہے جس میں وہ میت مدفون ہوتا ہے غلط ہے کسی خاص شخص کا اس میں کچھ حق نہیں ہے پس معلوم ہوکر جو کچھ کیا جاوے وہ بامر و اجازت مالک چادر کیا جاوے۔ اسکی اجازت کے خلاف کوئی امر نہ کیا جائے اور اگر مالک چادر نے کارپرداز مسجد کی رائے پر چھوڑ دیا ہے تو جیسا وہ مناسب سمجھے کرے۔ اسکے خلاف اجازت کسی دوسرے کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

فصل رابع

جنازہ اٹھانے کا بیان

جنازہ بھیجنے میں پہیے والا تابوت استعمال کرنا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۷۹) شملہ کا قبرستان شہر سے ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے، امراء کے جنازہ کے علاوہ غرباء طبقہ کے جنازہ کے ہمراہ جانا جانے والوں کے لئے وبال جان ہوجاتا ہے کیونکہ امراء کے ساتھ تو بہت اشخاص کی شرکت ہوتی ہے اور غرباء کو اجرت دینے پر بھی قلی دستیاب نہیں ہوتے اور یہی تکلیف عورتوں کے جنازہ کے ساتھ ہوتی ہے، شہر کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ایک تابوت اس قسم کا بنایا جاوے جس میں پہیے لگے ہوئے ہوں۔ آیا مذکورہ بالا تکالیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس تابوت کا استعمال ناجائز تو نہیں ہے۔

الجواب: - جنازہ کے اٹھانے میں سنت یہ ہے کہ جنازہ کے چار پاؤں کو چار آدمی اٹھا ویں اور مونڈھوں پر رکھیں۔ درمختار میں یہ طریق میت کے اٹھانے کا بیان کرکے فرمایا کہ پشت پر اٹھانا یا جانور کے اوپر رکھ کر لیجانا مکروہ ہے الخ اور یہی حکم ہے گاڑی پر لیجانے کا بھی[1] لیکن بمجبوری وبضرورت ایسا کرنا درست ہے۔ کذا فی الشامی[2]۔ فقط۔

---

[1] ویکرہ عندنا حمله بین عمودی السریر بل یرفع کل رجل قائمة بالید لا علی العنق کما یحمل الامتعة ولذا اکرہ حمله علی ظهر ودابة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۳ ج ۱ تغیر) [2] قوله ویکرہ عندنا الخ لان السنة التربیع وما نقل عن بعض السلف من الحمل بین العمودین ان ثبت فلعارض کضیق مکان او کثرة الناس، وقلة الحاملین کما بسطه فی فتح القدیر (رد المحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۳ ج ۱ تغیر)۔

ٹراموے پر مردہ کو لیجانا کیسا ہے | **سوال (۲۷۸۰)** یہاں پر قبرستان شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، لوگ میت کو اٹھا کر اتنی دور پیدل نہیں لیجا سکتے تھے، اس لئے سرکار نے ایک ڈبہ ٹراموے ریل کا خاص مسلمانوں کی میت لیجانے کے لئے بنایا۔ اس میں میت کو اس صورت سے لیجاتے ہیں کہ میت کو گاڑی کے اگلے حصہ میں رکھ کر سب لوگ پیچھے بیٹھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو گاڑی میں چار آدمی اٹھائے رکھیں یا نیچے رکھ دیں اور کتنا اونچا رکھیں۔

الجواب: ـ جس وقت کوئی عذر نہ ہو تو مستحب وسنت یہ ہے کہ جنازہ کو چار آدمی اٹھا کر لیجاویں اور سواری وغیرہ پر لیجانا مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار اذا حمل جنازۃ وضعہ ندباً مقدمہا علی یمینہ ثم مؤخرہا علی یمینہ ثم مقدمہا علی یسارہ ثم مؤخرہا الی ان قال، ولذا کرہ حملہ الی ظہر الدابۃ[۱] الخ لیکن اگر ضرورت اور عذر ہو جیسا کہ صورت سوال میں ہے کہ قبرستان بہت دور ہے اور پیدل چلنا جنازہ اٹھانے والوں کا اتنی دور دشوار ہے تو بحالت مجبوری یہ صورت جو سوال میں درج ہے درست ہے[۲]۔ یعنی میت کو گاڑی کے اگلے حصہ میں رکھ لیا جاوے اور سب لوگ پیچھے بیٹھ جائیں یہ جائز ہے اور گاڑی میں رکھنے کے لئے چار آدمیوں اور دو آدمیوں کی کچھ قید نہیں ہے جتنے آدمی اٹھا کر رکھ دیں درست ہے لیکن گاڑی تک لیجانے والے اور اٹھانے والے جنازہ کے چار ہونے چاہئیں، اس لئے بہتر ہے کہ وہی چار گاڑی میں رکھیں اور پھر جس وقت گاڑی سے اتار کر قبرستان تک لیجاویں تب بھی چار ہی آدمی لیجاویں اور گاڑی میں رکھنے میں پھر اس کی ضرورت نہیں کہ قدموں سے اونچا رکھیں۔ فقط۔

جنازہ اٹھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے | **سوال (۲۷۸۱)** دریں ملک چہل قدمی میت دو طور میکنند

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوۃ الجنائز ص ۸۳۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔
[۲] وما نقل عن بعض السلف من الحمل بین العمودین ان ثبت نعارض کضیق المکان او کثرۃ الناس او قلۃ الحاملین رد المحتار باب صلوۃ الجنائز ص ۔ ظفیر۔

یک بر دوشہا جنازہ برداشتہ قدرے قدم می روند پس چہار کس دیگر پایہا جنازہ میگیرند ہمچنیں دہ دہ قدم برداشتہ می نہند۔ و پایہا دیگر میگیرند۔ دیگر یک کس پایہا بدل نمی کند دیگراں نے این کسان پایہا جنازہ در دست میگیرند و بر دوشہا نمی دارند، ایں ہر دو صورت جائز است یا نہ؟۔

الجواب:۔ مستحب آنست کہ مردمان علی سبیل البدلیۃ جنازہ بردارند وہر یک کس جنازہ بردارندہ اول مقدمہ جنازہ را بر دوش یمین خود بردارد و بعد ازاں مؤخر جنازہ را بر دوش یمین بردارد و بعد ازاں مقدم جنازہ بر دوش یسار خود بردارد و بعد ازاں مؤخرش را بر دوش یسار خود بردارد و دہ دہ قدم ضروری نیست اگر میسر شود بہتر است وگرنہ حرج نیست[۱]۔ فقط۔

انتقال کے بعد زوجہ کو کندھا دینا درست ہے

سوال (۲۷۸۲) بعد انتقال زوجہ کے شوہر اس کو دیکھنا یا چھونا یا کندھا دینا چاہے تو دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو دیکھ سکتا ہے اور ہاتھ لگانا اس کے بدن کو بدون کپڑے وغیرہ کے ممنوع ہے اور اسکے جنازہ کا اٹھانا اور کندھا دینا جائز و درست ہے[۲]۔ فقط

جنازہ کے پیچھے بلند آواز سے کلمہ یا اشعار پڑھنا درست نہیں

سوال (۲۷۸۳) ایک فتویٰ مطبع حمیدی پریس احمد آباد سے شائع ہوا ہے جس میں جنازہ کے پیچھے رفع صوت سے کلمہ طیبہ اور اشعار نعتیہ اور قرأۃ قرآن شریف کا پڑھنا مستحب قرار دیا ہے اور عبارت کتب فقہ معتبرہ کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حکم سلف میں تھا اب بسبب بدلنے زمانے کے یہ حکم نہ رہا۔ اس

---

[۱] وإذا حمل الجنازة وضع ندبا مقدمها على يمينه عشر خطوات، ثم وضع مؤخرها على يمينه كذلك ثم مقدمها على يساره ثم مؤخرها الخ الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلوٰة الجنازة مطلب في حمل الميت ص ۸۳۳ ج ۱ ظفير۔

[۲] ويمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلوٰة الجنازة ص ۸۰۳ ج ۱ ظفير۔

صورت میں شرعاً حکم کیا ہے۔

الجواب: - قال فی الدر المختار کما کرہ فیہا رفع صوت بذکر او قراءۃ فتح۔ قولہ کما کرہ قیل تحریماً وقیل تنزیہاً کما فی البحر عن الغایۃ وفیہ عنہا وینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت وفیہ عن الظہیریۃ فان اراد ان یذکر اللہ تعالیٰ یذکرہ فی نفسہ بقولہ تعالیٰ انہ لا یحب المعتدین ای الجاہرین بالدعاء وعن ابراہیم انہ کان یکرہ ان یقول الرجل وہو یمشی معہا استغفروا لہ غفر اللہ لکم اھ قلت واذا کان ہذا فی الدعاء والذکر فما ظنک بالغناء الحادث فی ہذا الزمان انتہی۔ رد المختار[1]۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین اور فقہاء محققین اس موقع پر ذکر جہر وغیرہ سے منع فرماتے ہیں۔ وہو الاحوط الاوفق بالقواعد الشرعیۃ۔ فقط۔

غیر مسلم پڑوسی کے جنازہ کے ساتھ جانا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۷۰۴) اگر کوئی نصرانی جار یا کسی اور وجہ سے اس سے تعلق ہو گیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کے جنازہ کی ہمراہ ان کے قبرستان تک جا سکتا ہے یا نہیں۔ علیٰ ہٰذا۔ اسی طرح اگر مسلمان مر جاوے تو وہ نصرانی اس کے جنازہ کے ہمراہ قبرستان تک جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - بضرورت ایسا کرنا جائز ہے کما ورد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد یہودیاً مرض فی جوارہ۔ ہدایہ[2]۔ وفی النوادر جار یہودی او مجوسی مات ابن لہ او قریب ینبغی ان یعزیہ ویقول اخلفہ اللہ علیک خیراً منہ واصلحک الخ ص[3] ۲۴۸ باب حظر و اباحۃ۔

---

[1] رد المختار۔ باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵ / ۱ ج ۱۲ ظفیر۔

[2] ہدایہ آخرین کتاب الکراہیۃ مسائل متفرقہ ص ۴۵۸ / ۴ ج ۱۲ ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ص ۳۴۱ / ۵ ج ۱۲ ظفیر۔

روزہ دار مر جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۷۸۵) روزہ دار اگر روزہ سے مر جاوے اور روزہ افطار نہ کرے تو اس کی موت کیسی ہے۔

الجواب:- شامی میں ہے کہ روزہ دار اگر صبر کرے اور روزہ افطار نہ کرے اور مر جاوے تو اس کو ثواب ملتا ہے گنہگار نہیں ہوتا[1]۔

ناپاک جنازہ کو کندھا لگائے یا نہیں

سوال (۲۷۸۶) جنازہ کے ہمراہ کاندھا نجس آدمی کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

جنازہ کا سرہانہ آگے رکھا جائے

سوال (۲۷۸۷) جنازہ مکان سے تا گورستان پہلے پائتی بعدہٗ سرہانہ۔ یہ قاعدہ درست ہے یا نہیں۔ چونکہ جدید قاعدہ امام جامع مسجد شکوہ آباد نے بتایا ہے۔ پہلے سرہانہ نکال کرنا گورستان لیجانا ممنوع ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) درست ہے[2]۔

(۲) آگے سرہانہ رکھنا چاہئے یہ موافق سنت کے ہے اور آگے پائتی رکھنا اور پیچھے سرہانہ رکھنا درست نہیں ہے۔ یہ امر خلاف سنت ہے[3]۔ فقط۔

عمل کا اثر مردہ کے وزن پر نہیں ہوتا

سوال (۲۷۸۸) اکثر جسیم آدمی کی لاش سبک ہوتی ہے اور لاغر وجود آدمیوں کی گراں۔ کیا گرانی اعمال صالحہ اور سبک اعمال بد کا نشان ہے یا برعکس یا کیا۔

الجواب:- اس گرانی اور سبکی کی وجہ سے کچھ حکم نہیں کر سکتے۔ یہ امر مفوض بعلم الٰہی ہے کہ عند اللہ کون اچھا ہے اور کون برا۔ فقط۔

---

[1] ویوجر لو صبر مثله سائر حقوقه تعالیٰ فانساد صوم وصلوٰۃ الخ (رد المحتار فصل فی عوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۵۸/۲) ظفیر عفا اللہ عنہ [2] جنازہ اٹھانے والے کے لئے پاک ہونا شرط نہیں ہے البتہ نماز کے لئے پاک ہونا ضروری ہے ۱۲ ظفیر [3] وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الراس کما فی المضمرات (عالمگیری مصری باب الجنائز فصل رابع ص ۱۵۲/۱) ظفیر

مرنے والی عورت کا ولی شوہر نہیں عصبہ ہیں

سوال (۲۷۸۹) احد الزوجین کے مرجانے سے ان کے باہمی تعلقات قطع ہوجاتے ہیں یا نہ، یعنی عورت مرجائے تو خاوند اسے دیکھ سکتا ہے یا نہ اور اس کے جنازہ کو کفن دے سکتا ہے یا نہ، اور ولی عورت کا اس کا خاوند ہے یا ماں باپ بھائی۔

الجواب:- عورت کے مرنے سے خاوند کے تعلقات منقطع ہوجاتے ہیں اسی لئے غسل اور مس کرنا (چھونا) درست نہیں ہے۔ مگر دیکھنے کی اجازت فقہاء نے دی ہے اور مرد کے مرنے سے عورت کے تعلقات عدت تک منقطع نہیں ہوتے۔ اسی لئے عورت اپنے شوہر متوفی کو غسل دے سکتی ہے اور جنازہ کو کفن دینا تو ہر ایک عورت متوفیہ کے جنازہ کو درست ہے۔ اپنی عورت متوفیہ کے جنازہ کو بھی درست ہے اور ولی عورت متوفیہ کا اس کا باپ اور اس کے بھائی وغیرہ عصبات ہیں۔ شوہر ولی نہیں ہے[1]۔

جنازہ لیکر دس دس قدم چلنا ثابت ہے یا نہیں

سوال (۲۷۹۰) جنازہ لے کر جو چالیس قدم دس دس قدم لوگ گنتے ہیں یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہ؟

الجواب:- یہ حدیث درمختار میں نقل کی ہے من حمل جنازۃ اربعین خطوۃ کفرت عنہ اربعین کبیرۃ[2]۔ اور شامی نے اس حدیث کو زیلعی سے نقل کیا ہے اور بحر میں بدائع سے منقول ہے اور شرح منیہ میں کہا ہے کہ اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے[3]۔ پس اگر ضعیف بھی ہے تو عمل درست ہے۔ فقط۔

---

[1] ثم الولی بترتیب عصوبۃ الانکاح الا ان الاب یقدم علی الابن اتفاقا (الدر المختار علی هامش رد المختار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۲۴ ج ۱ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۳ ج ۱ ظفیر۔

[3] رد المحتار مطلب حمل المیت ص ۸۳۳ ج ۱ ظفیر۔

قبرستان مشرق میں ہو تو پہنچاتے وقت میت کا سر کدھر رکھا جائے

سوال (۲۷۹۱) اگر قبرستان مشرق کی جانب ہو تو میت کو لیجاتے وقت سر کس طرف ہو۔

الجواب:۔ قبرستان خواہ کسی طرف ہو، مشرق کی جانب ہو یا مغرب کی، یا شمال و جنوب کی طرف ہو، بہر حال سرہانہ چارپائی کا آگے کی طرف ہونا چاہیئے یعنی میت کا سر آگے ہونا چاہیئے۔

اونٹ پر جنازہ لیجانا مکروہ ہے

سوال (۲۷۹۲) میت کو قبرستان تک اعرابہ پر لیجانا کیسا ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویکرہ عندنا حمله بین عمودی السریر بل یرفع کل رجله قائمة بالید علی العنق کالامتعة ولذا کرہ حمله علی ظهر دابة[1] الخ ازیں عبارت معلوم شد کہ در عرابہ داشتن میت را مکروہ است کما یظهر من قوله کالامتعة و بضرورت و عذرا نچہ سہل باشد جائز است۔ فقط

جنازہ کے پیچھے چلے

سوال (۲۷۹۳) جنازہ کے آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے۔

الجواب:۔ ندب المشی خلفها۔ درمختار[2]۔ اور مختار و مستحب ہے جنازہ کے پیچھے چلنا۔ فقط۔

جنازہ دروازے کے راستہ سے لے جانا اچھا نہیں ہے

سوال (۲۷۹۴) مولوی ... صاحب نے وعظ میں یہ فرمایا ہے کہ جنازہ دروازے کے راستہ سے نہ لیجانا چاہیئے، یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ مقتضی الفاظ حدیث عجلوا به[3]۔ اور عبارت درمختار ویسرع فی جنازته[4] ...

---

[1] وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الرأس کذا فی المضمرات۔ عالمگیری کشوری۔ باب الجنائز ص ۱/۱۵۹۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۱/۸۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۱/۸۳۴۔ ۱۲ ظفیر۔ [4] رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۱/۷۹۹۔ ظفیر۔ [5] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۱/۷۹۹۔ ۱۲ ظفیر۔

وحدیث ابی ہریرۃ اسرعوا بالجنازۃ[1]۔ الحدیث کا بے شک یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسے دور دراز راستے جنازہ کو لیجانا کہ جس میں دفن میں تاخیر لازم آوے اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف مستحب ہے۔

غسل کے وقت میت کا سر کدھر ہو

سوال (۲۷۹۵) غسل کے وقت میت کا سر کدھر ہونا چاہئے۔

الجواب:۔ میت کے غسل کے وقت جس طرح سہولت ہو میت کو رکھیں۔ ہر طرح درست ہے۔ خواہ سر قبلہ کی طرف ہو یا پیر، یا شمال کو یا جنوب کو ہو۔ کذا فی الدر المختار اور بہتر یہ ہے کہ منھ قبلہ کی طرف ہو، مانند قبر کے[2]۔

بیوی کے جنازہ کو بوسہ نہیں دے سکتا

سوال (۲۷۹۶) اگر کسی کی اہلیہ فوت ہو جاوے تو وہ اس کو بوسہ دے سکتا ہے یعنی شوہر زوجہ کو بوسہ دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو مس نہیں کر سکتا، پس بوسہ لینا بھی جائز نہیں ہے ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا علی الاصح، درمختار[3]

بوقت غسل میت میں ہئیت اچھی کیا ہے

سوال (۲۷۹۷) بوقت غسل کیفیت وضع میت طولاً الی القبلۃ وجنوباً وشمالاً منقول ہے، دونوں صورتیں جائز ثابت ہیں لیکن مستفتی دوام کا التزام کرنا چاہتا ہے (۱) دونوں صورتوں سے افضل اور زیادہ تر قابل التزام کونسی ہے (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل کس طرح تھا۔

الجواب:۔ فقہاء نے راجح اور اصح اسی کو فرمایا ہے کہ جو طریق آسان ہو

---

[1] مشکوٰۃ۔ باب المشی بالجنازۃ ص ۱۴۴، ۱۲ ظفیر۔ [2] و یوضع کما مات کما تیسر فی الاصح وقیل یوضع الی القبلۃ طولاً وقیل عرضا کما فی القبر، رد المحتار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۱ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳/۱ ۱۲ ظفیر۔

اسی کو اختیار کیا جائے۔ کذا فی الدر المختار۔

اور شرح منیہ میں فرمایا والمعروف ان یوضع علی قفاہ طولا نحو القبلۃ ھذا اذا تیسر والا فالاصح انہ یوضع کما تیسر[1] اور اس سے پہلے یہ لکھا ہے وقال ارسبیجابی روایۃ فیہ عن اصحابنا[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی کیفیت جو منقول ہے اس میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ بوقت غسل آپ کو کس طرح لٹایا گیا تھا۔ اسی لئے غالباً فقہاء نے یہ فرمایا ہے کہ جو صورت سہل ہو اس کو اختیار کیا جائے، اور ہمارے بلاد میں معروف یہ ہے کہ میت کو مع سر شمال کو اور پیر جنوب کو کر کے لٹا دیا جاتا ہے جیسا کہ صلاۃ مریض کی ایک صورت یہ بھی ہے اور طریقہ موافق ہے حدیث قبلتکم احیاءً و امواتاً کے جیسا کہ قبر میں رکھتے ہیں، یہی رعایت کی گئی ہے اور اس کو سنت فرمایا ہے۔

لیجاتے وقت جنازہ کا سرہانہ آگے ہو

سوال (۲۷۹۸) جنازہ کو بوقت لیجانے قبرستان کے کس رخ لیجانا چاہئے یعنی مردے کے پاؤں کس جانب ہوں اور سر کس جانب؟

الجواب:۔ جس طرف کو جاویں آگے سرہانہ چارپائی کا رکھیں[3]۔ فقط۔

بعض عبارت کا مطلب

سوال (۲۷۹۹) عالمگیری باب حمل جنازہ میں اعلیٰ طریق التی قدمنا کی ایک صورت ہے اور عبارت قاضی خاں لیطوف حول الجنازۃ مرۃ واحدۃ منفرد علی جوانبہا الاربع الخ سے جنازہ کے چاروں جانب ایک دفعہ طواف کرنا مسنون معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] ویوضع کما مات کما تیسر فی الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۰۰/۱) ظفیر۔ [2] غنیۃ المستملی فصل فی الجنائز ص ۵۳۴ ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

[4] در مختار میں ہے واذا حمل الجنازۃ وضع مقدمہا علی یمینہ الخ ثم مؤخرھا علی یمینہ (در مختار) (قولہ) لان فیہ ایثار الیمین والمقدم علی الیسار والمؤخر (رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۳۳/۱) ظفیر۔

الجواب: اس سے غرض صرف یہ ہے کہ جنازہ کے چاروں پائے اٹھائے جاویں، یہ سنت ہے اور اس لئے دور کی ضرورت ہے، نہ یہ کہ دورہ طواف جنازہ کا مقصود ہو۔ یہ او ہم باطل۔

نامحرم عورت کے جنازہ کو کندھا دینا درست ہے

سوال (۲۸۰۰) عورت نامحرم کے جنازہ کو کندھا دینا کیسا ہے (الف) کندھا چاروں پاؤں کا دینا ضروری ہے یا نہ، اور ہر پائے کو کتنی دور اٹھانا احسن ہے۔

الجواب: عورت نامحرم کے جنازہ کو کندھا دینا بھی مستحب ہے اور ثواب ہے اور چاروں پاؤں کو اٹھانا مستحب ہے۔ ہر ایک پائے کو دس قدم اٹھانا بہتر ہے ورنہ جیسے میسر ہو درست ہے[2]

نامحرم عورت کا اٹھانا درست ہے

سوال (۲۸۰۱) محرم عورت کا جنازہ مردوں کو اٹھانا کیسا ہے۔

الجواب: عورت کا جنازہ غیر محرم مردوں کو اٹھانا درست ہے اور ثواب ہے۔

جنازہ کے ساتھ جائے نماز لیجانا بے اصل ہے

سوال (۲۸۰۲) جنازہ کے ساتھ جائے نماز لے جانا کیسا ہے۔

الجواب: جائے نماز کفن میں داخل نہیں ہے۔ یہ بے اصل ہے اور اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

---

[1] فاذا حمل الجنازة وضع مقدمها وکذا المؤخر علی یمینه ثم وضع مؤخرها علی یمینه کذلک ثم مقدمها علی یسارہ ثم مؤخرها کذلک (الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۱۲۴) ظفیر۔

[2] واذا حمل الجنازة وضع بامقدمها علی یمینه عشر خطوات الخ ثم مؤخرها الخ ثم مقدمها علی یسارہ الخ مؤخرها الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز، حمل میت ج ۱ ص ۸۳۳) ظفیر۔

مسلمان کا ہندو میت کے ساتھ جانا اور کفن دفن میں شریک ہونا مباح ہے

سوال (۲۸۰۳) مسلمان کو ہندو کے جنازہ کے ساتھ جانا اور اس کا کفن دفن کرنا جائز ہے یا نہیں اور ہندو کو مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبہ الکافر الاصلی الخ عند الاحتیاج فلولہ قریب فالاولی ترکہ لھم[۱] الخ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قریب رشتہ دار کافر کو عند الضرورت کفن دفن کر سکتا ہے اور شریک جنازہ ہو سکتا ہے لیکن بلا ضرورت اچھا نہیں ہے۔ پس جب قریب رشتہ دار کافر کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ بلا ضرورت اس کے دفن و کفن کا تکفل اچھا نہیں تو غیر قریب میں بدرجہ اولی یہ حکم ہے اور آگے جو کچھ ان کے مذہبی رسوم ادا کرنے کی بابت سوال میں لکھا ہے اس کی حرمت میں کچھ تأمل اور کلام نہیں۔ اور اگر کوئی ہندو کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاوے ملاقات وغیرہ کی وجہ سے تو اس کو روکا نہ جاوے کہ اخلاق اہل اسلام سے یہ بعید ہے۔ فقط۔

قرآن شریف جنازہ کے ساتھ لے جانا خلاف سنت ہے

سوال (۲۸۰۴) میت کے ہمراہ قرآن شریف اس کی چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لیجاتے ہیں یہ کیسا ہے

الجواب:- یہ طریق خلاف سنت ہے اور ناجائز ہے، اس کو بالکل ترک کیا جائے[۲]۔ فقط

جنازہ پر شوخ رنگ کی چادر ڈالنا کیسا ہے

سوال (۲۸۰۵) جنازہ پر سرخ زرد وغیرہ شوخ رنگ کی چادر ڈالنا کیسا ہے؟

---

[۱] الدر المختار مع ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز جلد اول قبیل مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۲

[۲] حاشیہ (۲) کتاب وسنت میں کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے، اور نہ فقہاء نے لکھا ہے بلکہ جو طریقہ آنحضرت اور صحابہ سے منقول ہے، اسکے خلاف ہے واللہ اعلم ظفیر

جنازہ کے لئے بھاری پلنگ رکھنا کیسا ہے

سوال (۲۸۰۶) جنازہ کے لئے بھاری پلنگ رکھنا جس کو ہر شخص نہ اٹھا سکے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) یہ مکروہ ہے[1]۔

(۲) جواز میں تو کچھ کلام نہیں ہے مگر ہلکی چارپائی رکھنا بہتر ہے جس کو سب اٹھا سکیں اور کندھا دے سکیں۔ فقط۔

جنازہ کے ساتھ نعت، درود یا قرآن آواز کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں

سوال (۲۸۰۷) جنازہ کے ساتھ ساتھ کلمہ توحید یا قرآن شریف یا درود شریف یا نعت وغیرہ بلند آواز سے پڑھنا شرعاً ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت نہیں تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ یہ طریقہ سلف صالحین صحابہؓ و تابعینؒ و ائمہ مجتہدینؒ سے ثابت نہیں ہے، لہٰذا بدعت و مکروہ ہے اور تصریحات و قواعد فقہیہ سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے لہٰذا ترک کرنا اس کا لازم ہے[2]۔ فقط۔

میت کا بانس کی ارتھی پر لیجانا درست نہیں

سوال (۲۸۰۸) جنازہ کو تابوت میں لے جانا یا چارپائی پر لیجانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا رواج تھا نہیں۔ یہاں کے لوگ بانس کی سیڑھی تیار کرکے اس پر میت کو مثل ہنود کے لیجاتے ہیں۔ یہ طریقہ میت کو قبرستان لیجانے کا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مثل ہندوؤں کے جنازۂ مسلمان کو بانسوں کی ارتھی پر لے جانا درست

---

[1] والمستحب فیہ البیاض الخ ویکرہ للرجل المزعفر والمعصفر والحریر والا یکرہ منہا اعتبارا بحال الحیاۃ (غنیۃ المستملی ص ۳۸۰ فی تکفینہ) یہ کفن کا حکم ہے جس طرح زندگی میں بعض خصوصاً رنگین کپڑے مرد کے لئے مکروہ ہیں اسی طرح مرنے کے بعد بھی مکروہ ہوگا ۲. ظفیر

[2] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد متفق علیہ (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷) ظفیر۔

نہیں ہے۔ مسلمان کے جنازہ کو عزت واحترام کے ساتھ لے جانا چاہیئے اور میت کو سر پر لے جانے کا رواج آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اب تک ہے اور جنازہ اسی تخت یا چارپائی کو کہتے ہیں جس پر میت ہو قال الازہری لایسمی جنازۃ حتے یشد المیت علیہ مکفنا الخ رد المحتار[1]۔ فقط۔

عورت کے دفن وکفن کا خرچ کس کے ذمہ ہے

سوال (۲۸۰۹) کفن دفن متوفیہ کا خرچ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں کفن دفن کا خرچ بذمہ شوہر ہے قال فی الدر المختار واختلف فی الزوج والفتوی علے وجوب کفنہا علیہ عند الثانی وان ترکت مالاً خانیہ ورجحہ فی البحر الخ وذکر فی شرح المنیۃ عن شرح السراجیۃ لمصنفہا ان قول ابی حنیفۃ کقول ابی یوسف[2] رحمۃ اللہ علیہ۔ فقط

مشرق کی طرف جنازہ لیجانے پیر کا قبلہ کی طرف ہونا درست ہے

سوال (۲۸۱۰) اگر جنازہ مشرق کی طرف لیجاویں تو سر میت کا قبلہ کی طرف کریں یا مشرق کی۔ اگر سر مشرق کیطرف کریں تو قبلہ کی جانب پاؤں میت کے ہوتے ہیں۔

الجواب:۔ میت کا سر آگے ہی کرنا چاہیئے اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ پیر میت کے قبلہ کی طرف ہوں[3]۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار، باب صلاۃ الجنائز ص ۷۹۵ ج ۱ ظفیر ۱۲ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۱ ج ۱ وعبارتہا اذا ماتت المرأۃ ولا مال لہا قال ابو یوسف یجبر الزوج علی کفنہا الخ وقال محمد لایجبر الزوج والصحیح الاول ۱ھ رد المحتار باب ایضاً ص ۸۰۱ ج ۱ ظفیر [3] فی حالۃ المشی بالجنازۃ یقدم الراس کذا فی المضمرات (عالمگیری مصری فی حمل الجنازۃ ص ۱۵۲ ج ۱) ظفیر۔

فصل خامس

نماز جنازہ

نماز جنازہ کے بعد ٹھہرنے کا غلط رواج

سوال (۲۸۱۱) نماز جنازہ کے بعد اکثر سلام پھیر کر بیٹھ جاتے ہیں اور الحمد، درود شریف وغیرہ پڑھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اربعہ کی ارواح پاک کو بخش کر بعدہ میت کی ارواح کو بخشتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جنازہ کی نماز کے بعد اور کوئی دعا مشروع نہیں ہے پس یہ فعل بعد نماز جنازہ کے نہ کرنا چاہئے[1]۔ فقط

طاعون کی وجہ سے کوئی بھاگ جائے اور وہ وہاں مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی

سوال (۲۸۱۲) بے نمازی یہ جو کہ طاعون سے بھاگ جاتے ہیں اگر وہ وہیں جدا جا کر مر جاویں تو ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے یا نہ؟

الجواب:۔ نماز جنازہ ان کی پڑھنی چاہیئے[2]۔

نماز تارک کا فر نہیں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

سوال (۲۸۱۳) عمر نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے نماز کی پابندی کی تاکید کی سب نے اپنی غفلت اور سستی پر نادم ہو کر نماز پڑھنے کا وعدہ کیا، لیکن زید نے کہا کہ میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں تم کو کیا، مجھ کو اتنی نہبت اور فرصت بوجہ ملازمت کے نہیں ملتی کہ نماز پڑھوں الخ زید کی اس گفتگو سے امر شرعی کی توہین لازم آتی ہے یا نہ؟ اگر زید قبل توبہ مر جائے تو نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ؟ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ جو مسلمان باوجود فرض جاننے نماز کے سستی سے

---

[1] ولا یدعو للمیت بعد صلاۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلاۃ الجنازۃ (مرقاۃ المفاتیح ص ۳۶۶ ج ۲، ظفیر)

[2] ھی فرض علی کل مسلم (در مختار) ظفیر۔

نماز پڑھی اور اسے کوئی نماز کے لئے بلائے اور وہ پھر بھی نماز نہ پڑھے، تو ایسا شخص کافر ہے اس کو تین دن کی مہلت توبہ کے لئے دی جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو تلوار سے قتل کیا جائے اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے۔ یہ صحیح ہے یا نہ؟۔

الجواب:۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی مذہب کے ہیں یعنی امام احمد ابن حنبلؒ کے مذہب کے پیرو ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے جو انھوں نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ اور دیگر ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ تارک نماز فاسق ہے اور واجب التعزیر ہے کافر نہیں ہے، لہٰذا اس کے جنازے کی نماز پڑھی جاوے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث۔ پس زید اس صورت میں فاسق ہے اس کو چاہئے کہ توبہ کرے اور نماز شروع کرے اور جنازہ کی نماز کا حکم اوپر مذکور ہوا کہ پڑھنی چاہئے۔ البتہ اگر زجراً ایسے لوگ شریک نہ ہوں جو مقتدا ہیں اور دوسرے لوگ نماز پڑھ لیں تو تنہا ایسا کرنا درست ہے۔ فقط۔

بچہ زندہ پیدا ہوا مگر پھر مرگیا کیا حکم ہے

سوال (۲۸۱۴) ایک شخص کے گھر میں لڑکا زندہ پیدا ہوا۔ جو ۳۔۴ گھنٹہ بعد فوت ہوگیا، انھوں نے اس کو بلا ادائے نماز جنازہ دفن کردیا غسل بھی نہیں دیا۔ اس صورت میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے اور ان لوگوں کے لئے کیا جرم اور کیا سزا ہے۔

الجواب:۔ جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض[1] ہے، بدون نماز کے دفن کردینے سے وہ لوگ جن کو اطلاع تھی گنہ گار ہوئے اور حکم ایسے جنازہ کی نماز کا جو بلا نماز کے دفن کردیا گیا یہ ہے کہ اس کی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک کہ گمان اس کے پھٹنے اور گلنے کا نہ ہو اس کی تحدید بعض علماء نے تین دن فرمائی ہے اور صحیح یہ ہے کہ کچھ مدت مقرر نہیں ہے جب تک کہ پھٹنے کا گمان نہ ہو اس وقت تک نماز پڑھنا

---

[1] ومن ولد فمات یغسل ویصلی علیہ ان استہل ای وجد منہ ما یدل علی حیاتہ بعد خروج اکثرہ (ایضاً ص ۸۲۸) ظفیر۔

فرض ہے۔ پس اب جب کہ وہ مدت بھی گذر گئی تو ان لوگوں پر گناہ رہا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ اور استغفار کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں بس یہی کافی ہے اس سے زیادہ کچھ تشدد ان لوگوں پر نہ کیا جاوے۔ کیونکہ بوجہ جہل کے ایسا ہوا۔ فقط۔

جب میت بدون غسل بلا نماز دفن کر دیا تو کیا اس کی قبر پر نماز جنازہ درست ہے

سوال (۲۸۱۵) میت را بلا غسل و بلا ادائے نماز جنازہ دفن کردند۔ آیا بغیر از غسل بر قبر وی نماز جنازہ خواندن جائز است یا نہ؟۔

الجواب:۔ بروایت ابن سماعہ تا سہ روز یا تا عدم ظن تفسخ میت بر قبر او نماز ادا کردہ شود و بعد ازاں ساقط می شود فی الدر المختار او بہا بلا غسل۔ نے الشامی ھذہ روایۃ ابن سماعۃ والصحیح انہ لا یصلی علی قبرہ فی ھذہ الحالۃ الخ ثم قال وقال الکرخی یصلی وھو الاستحسان[2]۔ فقط۔

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

سوال (۲۸۱۶) جو شخص خودکشی کرے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں اختلاف ہے اور پڑھنے پر بھی فتویٰ ہے کما فی الدر المختار من قتل نفسہ ولو عمداً یغسل ویصلی علیہ بہ یفتی[3]۔ فقط۔

---

[1] وان دفن واھیل علیہ التراب بغیر صلاۃ او بہا بلا غسل الخ صلی علی قبرہ استحسانا ما لم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر ھو الاصح (درمختار) لانہ یختلف باختلاف الاوقات حرا وبردا والمیت سمنا وھزالا والامکنۃ بحر وقیل یقدر بثلاثۃ ایام وقیل عشرۃ وقیل شہر (رد المختار باب الجنائز ص ۸۲۶) ظفیر۔

[2] رد المختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ و ص ۸۲۷ ج ۱۔ ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۵ ج ۱ ظفیر۔

جنازہ کی صفوں میں سجدہ کی جگہ چھوڑنا بے اصل ہے

سوال (۲۸۱۷) مشہور ہے کہ جنازہ کی نماز میں صف بندی کرتے وقت صفوں کے درمیان ایک سجدہ کی جگہ چھوڑنی چاہئے اس کی کیا اصل ہے۔

الجواب: - اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور کچھ ضرورت نہیں ہے[1]۔ فقط۔

عورت جنازہ کی نماز پڑھا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۲۸۱۸) عورت جنازہ کی نماز پڑھا سکتی ہے یا نہ

الجواب: - یہ تو ظاہر ہے کہ عورت مردوں کی امام نہیں ہو سکتی، لیکن جنازہ کی نماز کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر عورت مردوں کی امام جنازہ کی نماز میں ہوئی تو اگرچہ امامت اس کی صحیح نہیں ہوئی اور مردوں کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہوئی لیکن چونکہ خود اس کی نماز ہو گئی ہے اس لئے فرضیت ساقط ہو گئی کیونکہ جنازہ کی نماز اگر صرف ایک عورت بھی پڑھ لے تو فرض کفایہ ادا ہو جاتا ہے لسقوط فرضها بواحد، درمختار، بحوالہ رجل کما لو امت امرأۃ الخ ای امت رجلاً فان صلاتها تصح وان لم یصح الاقتداء بها[2]۔ فقط۔

کیا دوبارہ نماز جنازہ درست ہے

سوال (۲۸۱۹) نماز جنازہ دوبارہ پڑھنے کے واسطے کیا حکم ہے اور مردہ کا منہ وقت دفن دکھانا کیسا ہے؟

الجواب: - جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی درست نہیں اور اس میں کچھ تفصیل ہے جو کتب فقہ میں مذکور ہے کہ اگر پہلے ولی نے نماز نہیں پڑھی اور نہ اس کی اجازت سے نماز پڑھی گئی بلکہ ایسے لوگوں نے نماز پڑھی کہ جن کو حق تقدم نہیں تھا تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر ولی نماز پڑھ لے تو پھر دوسروں کو اجازت نہیں کہ مکرر نماز پڑھیں۔ درمختار میں ہے وان صلی هو ای الولی بحق بان لم یحضر من یقدم علیه لا یصلی غیره بعده الخ وفیه ایضاً وان تکرارها غیر مشروع الخ[3] اور منہ دکھانا میت کا درست ہے۔ لیکن کفن میں

---

[1] جب اس میں سجدہ نہیں ہے تو پھر جگہ چھوڑنے کا حاصل کیا ہوگا ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۲۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

ڈھکنے کے بعد کھولنا چہرہ کا اچھا نہیں ہے۔

حرام کار کی نماز جنازہ

سوال (۲۸۲۰) زید نے ہندہ سے نکاح کیا بعد میں زید نے ہندہ کی بہن حقیقی حفیظن سے بھی نکاح کر لیا۔ دونوں بہنیں زید کے نکاح میں ہیں، زید حفیظن کو الگ نہیں کرتا۔ اب مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور اگر زید مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

الجواب:- زید کا نکاح حفیظن سے نہیں ہوا[1]۔ زید کو چاہئے کہ حفیظن کو علیحدہ کر دے اور توبہ کرے ورنہ سخت عاصی و فاسق رہے گا اور مسلمانوں کو اس سے متارکت لازم ہے کھانا پینا اس کے ساتھ چھوڑ دیں اور برادری سے علیحدہ کر دیں۔ البتہ جس وقت توبہ کرے اور حفیظن کو چھوڑ دے اس وقت اس سے ملیں جلیں اور اگر زید اس حالت میں مرجاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ فقط۔

نماز جنازہ کے لئے وصیت اور اس کا حکم

سوال (۲۸۲۱) ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز فلاں شخص پڑھاوے، کسی وجہ سے وہ شخص نماز نہ پڑھا سکا بلکہ دوسرے شخص نے نماز پڑھائی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- نماز درست ہوگئی اور فرض ادا ہوگیا[2]۔ فقط

قادیانی کی نماز جنازہ درست نہیں

سوال (۲۸۲۲) ایک شخص قادیانی ہوگیا اس کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھی جاوے یا نہیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے یا نہیں۔

الجواب:- وہ کافر و مرتد ہے اگر مرے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور

---

[1] حرمت علیکم امہاتکم ... وان تجمعوا بین الاختین (النساء)

[2] وفی الکبری المیت اذا وصی بان یصلی علیہ فلان فالوصیۃ باطلۃ و علیہ الفتوی (عالمگیری مصری ص ۱۵۱ ج ۱) ظفیر۔

مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کریں[1]۔ فقط۔

بعد نماز جنازہ پھر گھر میں لاکر دعا کرنا بدعت ہے

سوال (۲۸۲۳) نماز جنازہ کے بعد میت کو گھر میں لاکر دعا مانگتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - جب کہ میت کے جنازہ کی نماز ہو گئی تو پھر گھر آکر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا نہ چاہئے کہ یہ بدعت ہے۔ فقط۔

نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں اور پانچ کہنے والا کافر نہیں

سوال (۲۸۲۴) ایک شخص سُنی نماز جنازہ میں پانچ تکبیرات پڑھتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں۔

الجواب: - پانچ تکبیرات کا کہنا نماز جنازہ میں عند الحنفیہ مشروع نہیں ہے نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں اور جس روایت میں پانچ تکبیر وارد ہوئی ہیں وہ منسوخ ہے[2] لیکن اس وجہ سے تکفیر مسلمان کی نہ کی جاوے گی۔ البتہ روافض ہی کو بعض فقہاء نے کافر کہا ہے۔ وتفصیلہ فی کتب الفقہ۔ فقط۔

نماز جنازہ جوتے میں نہ پڑھی جائے

سوال (۲۸۲۵) نماز جنازہ جوتے سے جائز ہے یا نہیں

---

[1] اما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب (درمختار) اى لا يغسل ولا يكفن (رد المحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۳۳ ظفير)

[2] وهي اربع تكبيرات الخ برفع يديه في الاولى فقط الخ ويثني بعد الاولى ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم كما في التشهد بعد الثانية الخ ويدعو بعد الثالثة الخ ويسلم بلا دعاء بعد الرابعة الخ ولو كبر امامه خمسا لم يتبع لانه منسوخ (درمختار) لان الآثار اختلف في فعل رسول الله فروى الخمس والسبع والتسع واكثر من ذلك الا ان آخر فعله عليه الصلوة والسلام كان اربع تكبيرات فكان ناسخا لما قبله عن الامداد وفي الزيلعي انه صلى الله عليه وسلم حين صلى على النجاشي كبر اربع تكبيرات وثبت عليها الى ان توفي فنسخت ما قبلها (رد المحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۳ و ج ۱ ص ۸۱۴ ظفير)

الجواب:- جوتوں کا چونکہ اعتبار نہیں ہوتا اس وجہ سے جوتہ پہنکر یا جوتہ پر پیر رکھکر نماز جنازہ نہ پڑھے[۱]۔ فقط۔

ولد الزنا کے کان میں اذان اور اس کی نماز جنازہ کا حکم

سوال (۲۸۲۶) ولد الزنا کے کان میں اذان دینا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب:- کان میں اذان کہنا مستحب ہے[۲] اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر[۳] الحدیث۔ پس ولد الزنا کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہئے۔ کذا فی کتب[۴] الفقہ۔ فقط۔

نماز جنازہ سے کسی کو روکا نہ جائے

سوال (۲۸۲۷) ایک شخص ایک عورت منکوحہ کو لیکر چلا گیا، پھر اس عورت سے ایک فرزند پیدا ہوا چند ماہ کے بعد فوت ہوگیا اور وہ شخص جنازہ میں شریک ہوگیا امام کو لازم ہے کہ اس کو نماز جنازہ سے روک دے یا نہیں۔

الجواب:- نماز جنازہ سے منع نہ کرے کہ یہ فرض کفایہ ہے اور ادائے فرض سے روکنا کسی مسلمان کو اگرچہ وہ فاسق ہو جائز نہیں ہے[۵]۔ فقط۔

رنڈیوں کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے

سوال (۲۸۲۸) نماز جنازہ رنڈیوں اور میراثیوں کی

---

[۱] ثم الشرط الخ شرعا ما یتوقف علیہ الشئ ولا یدخل فیہ هی ستۃ طہارۃ بدنہ الخ ومکانہ ای موضع قدمیہ او احدهما ان رفع الاخری وموضع سجودہ اتفاقا فی الاصح (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب شروط الصلوۃ ص ۳۷۳ ج ۱) ظفیر۔ [۲] لا یسن لغیرها (ای من الصلوات) والا فیندب للمولود (رد المحتار باب الاذان ص ۳۵۷ ج ۱) ظفیر۔

[۳] شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۹۱ ۱۲ ظفیر۔ [۴] وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع الطریق الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازہ ص ۸۰۴ ج ۱) ظفیر۔

[۵] والصلاۃ علیہ فرض کفایۃ بالاجماع (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازہ ص ۸۱۱ ج ۱) ظفیر۔

جائز ہے یا نہیں اور ضروری ہے یا غیر ضروری۔

الجواب:۔ نماز جنازہ ان لوگوں کی بھی ضروری ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر۔ الحدیث[1]۔ فقط۔

جس نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو اس کی بھی نماز جنازہ ضروری ہے

سوال (۲۸۲۹) جس شخص کو لوگوں نے کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ہو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز بلکہ ضروری ہے[2]۔

بے نمازی مردے کو گھسیٹنے کی بات غلط مشہور ہے

سوال (۲۸۳۰) یہ بات مشہور ہے کہ جس شخص کو اس کی مدت العمر میں لوگوں نے کبھی نماز نہ پڑھتے دیکھا ہو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے اور چالیس قدم تک گھسیٹ کر جب نماز پڑھی جاوے درحقیقت یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ قول غلط مشہور ہے۔ نماز جنازہ ہر ایک نیک و بد کی پڑھنی چاہئے۔ اور گھسیٹنا درست نہیں اس کے لئے استغفار کرنا چاہئے ذلیل نہ کرنا چاہئے کہ آخر کلمہ گو مسلمان ہے۔ فقط۔

مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے

سوال (۲۸۳۱) حنفیوں کے نزدیک ان مساجد میں کہ جن میں فرائض باجماعت ہوتے ہیں جنازہ کی نماز، جنازہ مسجد میں رکھ کر جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وکرہت تحریماً وقیل تنزیہاً فی مسجد

---

[1] و [2] والصلوٰۃ واجبۃ علی کل مسلم براً کان او فاجراً وان عمل الکبائر رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ باب الامامۃ ص۱۰۰ ظفیر)۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ واجبۃ علی کل مسلم براً کان او فاجراً وان عمل الکبائر (مشکوٰۃ ص۱۰۰) ظفیر۔

جماعۃ ھواى المیت فیہ وحدہ اومع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ اومع بعض القوم والمختار الکراھۃ مطلقاً خلاصۃ بناءً علی ان المسجد انما بنی للمکتوبۃ وتوابعھا الخ وھو الموافق لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلاصلوٰۃ لہ قال فی رد المحتار قولہ فلاصلوٰۃ لہ ھٰذہ روایۃ ابن ابی شیبۃ وروایۃ احمد وابی داؤد فلاشئ لہ وابن ماجہ فلیس لہ شئ وروی فلا اجر لہ وقال عبد البر ھی خطاء فاحش والصحیح فلاشئ لہ[1] الخ وفیہ قبیلہ من صلی علی میت فی مسجد یقتضی کون المصلی فی المسجد سواء کان المیت فیہ اولا فیکرہ ذلک اخذاً منہ منطوق الحدیث ویؤیدہ ماذکرہ العلامۃ قاسم فی رسالتہ من انہ روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما نعی النجاشی الی صحابہ خرج فصلی علیہ فی المصلی قال ولو جازت فی المسجد لم یکن للخروج معنًی اھ مع ان المیت کان خارج المسجد شامی ص ۵۹۴ ج ۱ باب صلوٰۃ الجنائز۔ ان روایات سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی[2]۔ فقط۔

حضرت سعد کا جنازہ اور اس کا جواب

سوال (۲۲۳۰) مسلم شریف کی حدیث ذیل جو حنفیوں کے نزدیک قابل حجت ہو وہ جب عمل ہو سکتی ہے یا نہیں عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن ان عائشۃ لما توفی سعد بن ابی وقاص قالت ادخلوا بہ المسجد الخ

الجواب: نہیں ہو سکتی، وہ مؤول ہے اور مبنی علی العذر ہے۔ علاوہ ازیں

---

[1] ردالمحتار، باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۲۷ ج ۱ و ص ۸۳۰ ج ۱ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۸۲۸ ج ۱ [3] وبقول ان الاولی کونھا تنزیھیا اذ الحدیث لیس ھو نصاً غیر مصروف ولم یقرن بوعید واضح مشکوٰۃ ص ۱۴۵ اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی کو ترجیح ہے واللہ اعلم ظفیر۔

دیگر حضرات نے اس پر انکار فرمایا ہے۔[1]

لاعلمی کی وجہ سے اگر بچہ پر نماز جنازہ ترک کر دے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۸۳۳) ایک شخص کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی اور زندہ رہ کر مرگئی لاعلمی کی وجہ سے بلا نماز جنازہ دفن کی گئی۔ چوتھے پانچویں روز علم ہونے پر جنازہ پڑھا گیا۔ بستی کے لوگوں نے عداوت سے اس کو علیحدہ کر دیا اور اسے تنگ کرتے ہیں، اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ جو بچہ زندہ پیدا ہو اور بعد میں مرے اس کو غسل دیکر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے[2]، اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ اگر بغیر نماز کے مردہ کو دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر نماز جنازہ اس وقت تک پڑھنی چاہئے کہ میت کے پھٹنے اور گلنے کا گمان نہ ہو۔ اور اس کا اندازہ ہر ایک زمین کی حالت پر ہو سکتا ہے، اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ تین دن تک اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں، اور بعض نے کہا دس دن تک[3]۔ بہر حال یہ جو کچھ کہا گیا کہ اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے یہ حکم شرعی ہے اسکی وجہ سے نماز پڑھنے والوں کو مطعون کرنا اور تنگ کرنا اور ان سے مقاطعت اور متارکت کرنا حرام اور ناجائز ہے اور ایسا کرنے والے عاصی و فاسق ہیں۔ فقط

---

[1] پوری حدیث اس طرح ہے قالت ادخلوا به المسجد حتى اصلى عليه فانكر ذالك عليها فقالت والله لقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابنى بيضاء فى المسجد سهيل واخيه رواه مسلم (مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ والصلوٰۃ علیہا ص ۱۴۵) وردوا عائشة رض يجوز ان يكون ذالك بضرورة دعت اليه. وقد يروى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان معتكفا فهذا صلى فى مسجد و يحتمل ان مصلى المسجد كان مكانا متصل بالمسجد فيحتمل ان رواية الصلوة فى المسجد باعتبار كونه قريبا من المسجد اللمعات او شيه مشكوٰة ص ۱۴۵ ظفير۔ [2] ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه ان استهل اى وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج اكثره (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلوٰة الجنازة ص ۸۲۸ ج ۱ ظفير۔ [3] حوالہ کئی جگہ گزر چکا ۱۲ ظفیر۔

جمعہ کے دن نماز جنازہ سنت کے پہلے

سوال (۲۸۲۴) چھاؤنی انبالہ کی جامع مسجد میں جب کوئی جنازہ آجاتا ہے جمعہ کے روز تو اس کی نماز جمعہ کے فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھ لیتے ہیں اور جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ صورت کہ جنازہ باہر مسجد سے رہے اور نمازی مسجد میں اس کو بعض فقہاء نے جائز فرمایا ہے۔ لیکن اصح یہ ہے کہ یہ صورت بھی مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار[1]۔ باقی یہ کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد نماز جنازہ پڑھیں اور سنت جمعہ کی بعد نماز جنازہ کے پڑھیں یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

جو شخص نماز روزہ سے روکے اور حج و تلاوت سے منع کرے اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

سوال (۲۸۲۵) زید مدعی ہے کہ وہ اپنے کامل صوفی و عارف ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اور اپنے مریدوں کو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تلاوت قرآن مجید وغیرہ سے منع کرتا ہے۔ اپنے طالب کو کہتا ہے کہ مرشد کو سجدۂ تعظیمی کرے اور مستورات کو بے پردگی کی ہدایت کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مؤمنین کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زید کا دعویٰ مخالف ہے نصوص قطعیہ صریحہ کے اور اس کے کلمات سے انکار شریعت ظاہر ہے۔ اور انکار نماز و روزہ و زکوٰۃ وغیرہ قطعیات سے خود کفر ہے[2]

---

[1] وكرهت تحريما وقيل تنزيها في مسجد جماعة هو اي الميت فيه وحده او مع القوم واختلف في الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الكراهة مطلقا الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب صلاة الجنازة مطلب في كراهة صلاة الجنازة في المسجد ص ۸۲۷ / ۱) ظفير

[2] من قال لا اصلي جحودا او استخفافا او على انه لم يؤمر او ليس بواجب فلا شك انه كفر في الكل (شرح فقه اكبر ص ۲۰۹) ظفير

اور تجویز سجدہ لغیر اللہ کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُنَّ۔ آیۃ[1]۔ پس زید چونکہ قائل ہے کلمات کفریہ کا اور معتقد ہے معتقدات کفریہ مجوزہ و محرمہ کا وہ عارف و صوفی نہیں ہے بلکہ ملحد و زندیق ہے اور مصداق حدیث اتخذ الناس رؤساً جہالا فضلوا واضلوا[2] کا ہے۔ پس اس کو پیر بنانا اور اس سے بیعت ہونا حرام ہے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔ پس بہر دستے نباید داد دست

اور اگر شخص مذکور اسی اعتقاد پر مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور اہل اسلام کے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ فقط۔

رضاعی بہن سے نکاح کرنا کرانا کفر نہیں اس کی نماز جنازہ درست ہے

سوال (۲۸۳۶) ایک مسلمان فوت ہوا بعض اشخاص نے اس کو کافر کہہ کر نماز جنازہ ترک کردی اور جنھوں نے پڑھی ان کو ملامت کی اور کافر کہا اس وجہ سے کہ متوفی کا میل جول اپنے بیٹے سے تھا اور بیٹا کافر تھا اسی لئے کہ اس بیٹے نے جس عورت سے نکاح کیا اس نے اس کی والدہ کا دودھ پیا تھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس صورت میں بیٹے پر حکم کفر کا نہ ہوگا اور باپ فوت شدہ پر بھی حکم کفر کا نہ ہوگا لہذا نماز جنازہ اس کی پڑھنی واجب و فرض ہے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث[3]۔ پس جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی انھوں نے موافق حکم شریعت کے عمل کیا اور جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور پڑھنے

---

[1] حم السجدہ - ۱۹ - ظفیر۔

[2] حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب العلم فصل اول ص ۳۳) ظفیر

[3] شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر۔

والوں کو ملامت کی وہ غلطی پر ہیں اور عاصی ہیں ان کو توبہ کرنی چاہیئے۔ فقط۔

ہندو مسلم ایک جگہ جل کر مرجائیں تو کس طرح نماز جنازہ پڑھی جائے

سوال (۲۸۳۷) چند اشخاص ہندو و مسلمان آگ میں جل کر مرگئے اور کسی عضو سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ ہندو ہے یا مسلمان تو نماز جنازہ کیونکر پڑھی جاوے۔

الجواب:۔ مسلمان کی نیت سے نماز پڑھی جاوے۔ کذا فی الشامی[1]۔

بان کی چارپائی پر جنازہ رکھکر نماز جنازہ جائز ہے۔۔۔

سوال (۲۸۳۸) بان سے بنی ہوئی چارپائی جس پر نماز جائز نہیں ہے اس پر میت کو رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔ اگر نجس ہو تو کپڑا پاک اس پر ڈال دینا کافی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ چارپائی بان سے بنی ہوئی پر نماز بھی جائز ہے اور جنازہ اس پر رکھا ہوا ہو تو اس کو آگے رکھ کر نماز جنازہ صحیح ہے۔ اگر نجس ہو تو پاک کپڑا بچھا کر مردے کو رکھا جاوے۔

ایسے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی گئی جسکے اسلام میں شبہ تھا کیا حکم ہے

سوال (۲۸۳۹) ایک بھنگن مسلمان ہوئی، عرصہ کے بعد پھر وہ اپنے اصلی مذہب میں چلی گئی۔ پھر مسلمان ہوئی علیٰ ہذا تین مرتبہ اس نے ایسا کیا، پھر مسلمان ہو کر بھی اس نے بجز شراب خوری و زنا کے اس نے کوئی کام موافق شریعت کے نہیں کیا بلکہ اپنے بھائی کی بیماری میں ایک بکرا ماتا رانی پر چڑھایا اور سجدہ بھی اس کو کیا، وہ عورت چند یوم بیمار رہ کر مرگئی، اہل محلہ نے

---

[1] اختلط موتانا بکفار و لا علامة اعتبر الاکثر فان استووا غسلوا و اختلف فی الصلوٰۃ علیہم و محل دفنھم کدفن ذمیۃ حبلی من مسلم قولوا الحوط دفنھا علیٰ حدۃ (درمختار) اختلف فی الصلوٰۃ علیہم قال فی الحلیۃ فان کان بالمسلمین علامۃ فلا اشکال فی اجراء احکام المسلمین علیہم والا فلو المسلمون اکثر صلی علیہم و ینوی بالدعاء المسلمین الخ (رد المحتار باب الجنائز ص ۸۰۵ ج ۱) ظفیر۔

مجھ سے نماز جنازہ کے لئے کہا، میں نے انکار کر دیا اور نماز جنازہ نہیں پڑھی، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب: - حدیث شریف میں حکم ہے صلوا علی کل بر و فاجر (الحدیث) یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اس لئے اس نومسلمہ عورت کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تھی اگرچہ وہ فاسقہ فاجرہ ہو، پس اگر اسکے جنازہ کی نماز بعض مسلمانوں نے ادا کر لی تھی تو خیر، ورنہ سب گناہگار ہوئے۔ توبہ کریں۔ فقط

نماز جنازہ کی صفیں

سوال (۲۸۴۰) ہمارے ملک میں یہ مسئلہ شائع ہے کہ جنازہ پڑھنے کے وقت مقتدی فاصلہ سے کھڑے ہوتے ہیں، کیا نماز جنازہ اور دوسری نمازوں میں فرق ہے۔

الجواب: - اس بارہ میں جنازہ کی نماز اور دوسری نمازوں میں کچھ فرق نہیں ہر صف متصل ہونی چاہئے درمیان میں فاصلہ چھوڑنا مکروہ ہے[1]۔ فقط

غیر مقلد کی نماز جنازہ میں شرکت درست ہے

سوال (۲۸۴۱) ایک شخص عالم فاضل غیر مقلد مر جائے اور غیر مقلد ہی اس کے جنازہ کی نماز پڑھائے اور اس غیر مقلد کے پیچھے عالم حنفی اقتداء کرے باوجودیکہ قبل ازیں لوگوں کو ان کے میل جول سے منع کرتا رہا تو اس حنفی پر کچھ مواخذہ ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - یہ فعل اس عالم حنفی کا کہ غیر مقلد امام کے پیچھے غیر مقلد متوفی کے جنازہ کی نماز ادا کی قابل مواخذہ نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل بر و فاجر وصلوا علی کل بر و فاجر[2]۔ الحدیث۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی

---

[1] وینبغی ان یأمرھم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبھم (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب الامامۃ ص ۵۳۱ ج ۱) ظفیر۔ [2] شرح فقہ اکبر ص ۹۱۔ ۱۲ ظفیر۔

...نی جس مسجد میں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو یا جمعہ اور پنجوقتی نماز باجماعت ہوتی ہو۔ چنانچہ درمختار میں ہے وکرهت تحریماً وقیل تنزیهاً فی مسجد جماعة[1] الخ پس اس قید فی مسجد جماعة سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدگاہ میں جماعت جنازہ جائز ہو۔ لیکن احوط یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کہ بانی عیدگاہ نے اس کو جنازہ کی نماز کے لئے نہیں بنایا تو نماز جنازہ اس میں نہ پڑھنی چاہئے۔ البتہ جو مسجد نماز جنازہ کے لئے ہی مخصوص کی گئی ہو اس میں درست ہے۔ فقط۔

یہ کہنا کہ میری نماز جنازہ نہ پڑھنا کفر نہیں ہے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی

سوال (۲۸۴۵) ایک شخص فوت ہوا اس نے اپنی حیات میں یہ الفاظ کہے تھے کہ میرے جنازہ پر کوئی نماز نہ پڑھے ورنہ آخرت میں دامنگیر ہوں گا۔ اس پر بعض نے قسم کھائی تھی کہ ہم نماز نہ پڑھیں گے چنانچہ اکثروں نے نماز سے انکار کیا باین خیال کہ یہ الفاظ کفر کے ہیں مگر احقر نے میت کے قول کو جہالت پر محمول کر کے نماز پڑھی اور قسم والوں کو کفارہ یمین بتایا یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے تھی یہ قول اس کا کفر نہ تھا۔ لہذا جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی یہ درست ہوا۔ اور اگر قسم کھانے والوں میں سے کسی نے نماز جنازہ اس کی پڑھی تو ان پر کفارہ یمین واجب ہوا آپ نے صحیح بتلایا فقط

جس امام کے پیچھے وقتی نماز نہ پڑھے جنازہ میں اس کی امامت

سوال (۲۸۴۶) اگر دو چار شخص کسی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھتے ہوں تو ان کی نماز جنازہ امام مذکور کے پیچھے ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس کے پیچھے نماز جنازہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اس امام کے عیوب نفس شرعی کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا ہے یعنی اس وجہ سے کہ وہ فاسق ہ

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب صلاة الجنازة فی المسجد ص ۸۲۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

تو اس کی امامت تمام نمازوں میں مکروہ ہے جنازہ کی نماز میں بھی مکروہ ہے[1]۔

اگر کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ہو تو کیا کیا جائے

سوال (۲۸۴۷) اگر بستی میں کوئی میت ہو گئی اور نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ ہو یا اگر کوئی آدمی پڑھا ہوا بھی ہو مگر نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا تو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:- نماز میت کی ضرور ہونی چاہئے۔ کم سے کم ایک آدمی بھی نماز جنازہ پڑھ لے گا تو فرضیت ادا ہو جائے گی ورنہ سب گنہگار رہیں گے[2]۔ فقط۔

عورت کی نماز جنازہ شوہر کے حکم سے ہوگی یا باپ کے

سوال (۲۸۴۸) ایک عورت فوت ہوئی اس کا شوہر اور باپ دونوں موجود ہیں تو نماز جنازہ کے لئے کس کی اجازت معتبر ہوگی۔

الجواب:- اس صورت میں باپ احق ہے خود نماز جنازہ پڑھا دے یا کسی کو اجازت دے۔ در مختار میں ہے ثم الولی بترتیب عصوبة الانکاح الا ولہ ای الاذن لغیرہ فیہا لانہ حقہ فیملک ابطالہ الخ[3] در مختار وا فرہ الشامی۔

منکرات کی وجہ سے نماز جنازہ ترک نہ کی جائے

سوال (۲۸۴۹) اگر کسی کے پیر و مرشد کے جنازہ کے آگے اہل ہنود باجہ بجادیں اور اہل خانہ کے منع کرنے کے باوجود وہ باز نہ آویں تو ایسی صورت میں عام مسلمانوں کو اور علماء کو اس جنازہ میں شرکت کرنی چاہئے یا نہیں۔

الجواب:- شامی میں منقول ہے کہ اتباع جنازہ منکرات کی وجہ سے نہ چھوڑا جاوے بلکہ منکرات سے منع کیا جاوے ولا تترك لما يحصل عندها من منكرات

---

[1] ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۲۳ ج ۱ ظفیر۔

[2] والصلوٰۃ علیہ فرض کفایۃ بالاجماع ایضاً ص ۸۰۱ ج ۱ ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنازۃ ص ۸۳۲ و ص ۸۳۷ ج ۱ ظفیر۔

ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لاتترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل وان التفات ان امکن دفعت ویؤید ذلک ما امر من عدم ترک اتباع الجنازة وان کان معہا نساء نائحات[1]۔ فقط۔

شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۲۸۵۰) زید نے نماز جنازہ پڑھائی پھر چند قدم چل کر معلوم ہوا کہ ذکر کے اوپر قطرہ پیشاب آگیا اور بعد دفن اس نے تنہا نماز قبر پر پڑھ لی تو وہ نماز ہو گئی یا نہیں۔

الجواب:- پہلی ہی نماز ہو گئی تھی، ایسے شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی[2] اور دوبارہ قبر پر نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہئے تھی۔ فقط۔

رات میں نماز جنازہ

سوال (۲۸۵۱) رات کو نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں

الجواب:- رات میں نماز جنازہ درست ہے[3]۔ فقط۔

مردہ کی ہڈیوں پر غسل و نماز نہیں

سوال (۲۸۵۲) ایک شخص جنگل میں فوت ہوا، پانچ روز خبر معلوم ہوئی لیکن مردہ کا تمام جسم دستیاب نہیں ہوا صرف سر کی کچھ ہڈیاں ملی ہیں وہ بھی سرکار کے قبضہ میں ہیں۔ اس مردہ کی تجہیز و تکفین کی کیا صورت ہے۔

الجواب:- اس صورت میں ان ہڈیوں کے غسل و کفن کی کوئی صورت نہیں۔ پس ان ہڈیوں کو جب کہ وہ سرکار سے مل جاویں ویسے ہی کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔ درمختار میں ہے وجد رأس آدمی او احد شقیہ لایغسل ولایصلی علیہ

---

[1] رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی زیارة القبور ص ۸۴۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین (الدر المختار علی ہامش رد المحتار نواقض الوضوء ص ۱۴۰ ج ۱) ظفیر۔ [3] وکرہ تحریما الخ صلوة ولو علی جنازة الخ مع شروق • الا استواء وغروب (درمختار) قولہ علی جنازة ای اذا حضرت فی ذالک الوقت۔ (رد المحتار کتاب الصلوٰة ص ۔۔) ظفیر۔

بل يدفن الا ان يوجد اكثر من نصفه ولو بلا رأس ۱ھ۔ الخ فقط۔

چارپائی پر رکھ کر نماز جنازہ

سوال (۲۸۵۳) نماز جنازہ چارپائی پر جائز ہے یا نہ اور جو کہ فتاوی عبدالحی میں مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ سریر پر پڑھی گئی تھی آیا اس سریر سے یہی چارپائی مراد ہے یا تختہ مراد ہے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں چہار یار کبار سب موجود تھے یا نہیں اور جنازہ کس نے پڑھایا تھا۔ چارپائی کا اس لئے لکھا گیا کہ علمائے کرام اس جگہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے لئے میت کا زمین پر رکھنا شرط ہے جو کہ شامی وغیرہ کتب فقہ میں مذکور ہے یا بسند تحریر فرماویں۔

الجواب: جائز ہے۔ کما ہو معمول فی السلف والخلف۔[۲] فقط۔

مسجد میں نماز جنازہ اس طرح کہ نعش باہر ہو

سوال (۲۸۵۴) ایک مسجد کے نمازی چاہتے ہیں کہ محراب کی جگہ ایک چھوٹا دروازہ بنایا جاوے اور اس میں کواڑ لگائے جائیں اور میت کو باہر محراب مسجد کے سامنے رکھا جاوے اور دروازہ کھولا جاوے۔ اس

---

[۱] ایضاً ص۸۰۴ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] ووضعه وكونه هو او اكثره امام المصلي الخ فلا تصح على غائب ومحمول على نحو دابة وموضوع خلفه (درمختار) على نحو دابة اى المحمول على ايدى الناس فلا تجوز ان من عذر الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص۸۰۴ ج۱) اس سے معلوم ہوا کہ چارپائی پر جنازہ رکھ کر اگر نماز جنازہ پڑھی جائے تو جائز ہے اس لئے کہ یہ دابہ اور آدمی کی جیسی جاندار چیز نہیں ہے اور چارپائی پر ہونا حکماً زمین پر ہی ہونا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ جس وقت پڑھی گئی تھی اس وقت آپ کا جسد مبارک جس سریر پر تھا اس سے کیا مراد ہے صراحتاً کچھ معلوم نہ ہوسکا۔

آپ کی نماز جنازہ کی امامت کسی نے نہیں کی تھی۔ انفراداً لوگوں نے پڑھی تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ طریقہ بتایا تھا ۱۲ ظفیر۔

کے لئے مشرق کی طرف زینہ ہے مگر چھت اور چھپر نہ ہونے کی وجہ سے طرف ثانی اسے چبوترہ کہتے ہیں جب سے وہ بنی ہے برابر اذان وجماعت اس میں ہوتی چلی آئی ہے اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ہم اس میں ۱۳۳۶ھ تک نماز جنازہ بھی ادا کرتے رہے آیا نماز جنازہ اس میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نزاع مذکور کے بارہ میں امر فیصلہ کن مختصراً یہ ہے کہ اگر چبوترہ مذکورہ جس میں محرابیں وغیرہ ہیں بغرض ادائے نماز پنجگانہ بجماعت بنالیا گیا ہے اور اسی لئے وقف کیا گیا ہے تو وہ مسجد جماعت حسب اصطلاح فقہاء ہے اور مسجد جماعت میں عند الحنفیہ نماز مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار وکراھۃ تحریماً وقیل تنزیہاً فی مسجد جماعۃ ھو ای المیت فیہ وحدہ اومع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ اومع بعض القوم والمختار الکراھۃ مطلقاً خلاصہ بناءً علی ان المسجد انما بنی المکتوبۃ وتوابعھا الی الاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوٰۃ لہ[۱] الخ وفی الشامی۔ مزید تفصیل لہٰذا فلیراجع۔

اور اگر وہ چبوترہ بغرض نماز جنازہ بنایا گیا ہے تو اس میں نماز جنازہ بلا کراہت درست ہے۔ کما ھو مذکور فی کتب الفقہ واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ اوعید فھو مسجد فی جواز الاقتداء الا فی حق غیرہ[۲] الخ پس لفظ المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ سے جواز صلوٰۃ جنازہ اس میں واضح ہوتا ہے باقی یہ امر کہ وہ چبوترہ پنجگانہ نمازوں کے لئے بنایا گیا ہے یا نماز جنازہ کے لئے بنایا گیا ہے بانی اور واقف کی نیت اور اس کے زمانہ کے اور اس کے بعد کے ازمنہ کے تعامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جس کو واضح وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو وہاں کے رہنے والے ہیں اس کو کوئی دور کا شخص متعین نہیں کر سکتا۔ ہاں اس قدر ضرور کہا جا سکتا ہے

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب صلوٰۃ الجنازۃ ص ۸۲۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[۲] ایضاً باب ما یفسد الصلوٰۃ مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

بصورت اشتباہ و احتمال طرفین احوط یہ ہے کہ نماز جنازہ اس میں نہ پڑھی جاوے، کیونکہ پڑھنے میں احتمال حصول کراہت مذکورہ و وعید مذکور فی الحدیث ہے اور نہ پڑھنے میں کچھ حرج و اندیشہ نہیں ہے بلکہ اس میں اتقاء عن الشبہات ہے جوکہ احادیث میں مامور بہ ہے۔

ہندو و مسلمان ایک گھر میں جل کر مر گئے اور کوئی علامت باقی نہیں رہی تو جنازہ کی کیا صورت ہوگی

سوال (۲۸۵۷) دو ہندو اور ایک مسلمان ایک مکان میں رہتے تھے اتفاقاً آگ لگ کر سب جل کر مر گئے۔ کوئی علامت امتیازی باقی نہ رہی اس مسلمان کی نماز کیونکر پڑھی جائے۔

الجواب: دونوں کو سامنے رکھ کر مسلمان کی نیت سے اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں[1]۔ فقط۔

بعد نماز جنازہ قبل از دفن دعا جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۸۵۸) میت پر نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد قبل از دفن دعا کرنا جائز ہے یا بدعت۔ اور الفی کے بارہ میں کچھ حدیث یا فقہ سے کوئی ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔

الجواب: کتب فقہ میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ دعا ہے واسطے میت کے بعد اور کوئی دعا، بعد نماز جنازہ کے مشروع نہیں ہے۔ شامی میں ہے فقد صرحوا عن آخرهم بأن صلوٰة الجنازة هي الدعاء للميت[2] الخ وفي خلاصة الفتاوى لا يقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة[3]۔ وفي البزازية لا يقوم بالدعاء بعد

[1] لو لم يدر أمسلم أم كافر ولا علامة فإن في دارنا غسل وصلى عليه وإلا لا (در مختار) ان علامة مقدمة وعند فقدها يعتبر المكان في الصحيح لأنه يحصل به غلبة الظن ... عن البدائع الخ وفيها أن علامة المسلمين أربعة ختان والخضاب ولبس السواد وحلق العانة قلت في زماننا لبس السواد لم يبق علامة للمسلمين (رد المحتار باب صلاة الجنازة قبيل مطلب في الكفن ص ۸۰۵ ج ۱) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۱۲ ج ۱ تحت قوله ... تكبيرات ۱۲ ظفیر۔ [3] خلاصة الفتاوى فصل الخامس في الجنائز ص ۲۲۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

صلوٰۃ الجنازۃ[1]۔ وفی شرح المشکوٰۃ ولا یدعو للمیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ[2]۔ پس معلوم ہوا کہ میت کے جنازہ کے بعد اور کچھ دعا، نہ کرے کہ صلوٰۃ جنازہ خود دعا للمیت ہے۔

اور الفی یعنی کرتہ جس کو قمیص کہتے ہیں کفن میں سنت ہے۔ درمختار میں ہے ویسن فی الکفن لہ ازار و قمیص ولفافۃ[3] الخ اور حدیث متفق علیہ میں ہے اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابیّ بعد ما ادخل حفرتہ فامر بہ فاخرج فوضعہ علی رکبتیہ فنفث فیہ من ریقہ والبسہ قمیصہ قال وکان کسا عباسًا قمیصًا رواہ البخاری ومسلم عن جابر[4]۔ اور امام ابن ہمام نے امام نخعی کی روایت سے بیان کیا، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی حلۃ یمانیۃ وقمیص۔ الحدیث[5]۔ فقط۔

غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں

سوال (۲۸۵۹) غائبانہ نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب: جنازہ غائب پر عند الحنفیہ نماز صحیح نہیں ہے۔ درمختار میں ہے فلا تصح علی غائب[6] الخ

ڈاکو اور باغی وغیرہ کی نماز جنازہ کیوں جائز نہیں

سوال (۲۸۶۰) قطاع الطریق باغی وغیرہ کے جنازہ کی نماز کی کیوں ممانعت ہے۔

الجواب: اس سے غرض عبرت اور تنبیہ دوسروں کو کرنی ہے۔ شامی میں ہے وانما لم یغسلوا ولم یصل علیہم اھانۃ لہم وزجرًا لغیرہم عن فعلہم[7]۔ ۱۲۔

---

[1] فتاوی البزازیہ ص ـــــ۔

[2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ والصلوٰۃ علیہا فصل ثالث ص ۳۶۹/۱۲ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۶/۱ ۱۲ ظفیر [4] مشکوٰۃ باب غسل المیت وتکفینہ اخیر فصل ثالث ۱۲ ظفیر [5] دیکھئے مرقاۃ باب غسل المیت وتکفینہ فصل اول ص ۳۴۵/۲ ۱۲ ظفیر

[6] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۳/۱ ۱۲ ظفیر [7] رد المحتار باب البغاۃ ص ۸۰۶ ظفیر

مرتکب کبیرہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے مگر کافر کی نہیں

سوال (۲۸۶۱) مرتکب کبیرہ اور کفر اگر قبل توبہ کے مرجاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہ اور توبہ کے لئے یہ ضروری ہے یا نہیں کہ کسی پیر کے ہاتھ پر توبہ کی جاوے۔

الجواب:- مرتکب کبیرہ کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی اور کافر کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے (یعنی امیر پر یہ حکم لگایا جائے بسبب روایت عدم کفر کے تو اسکے جنازہ کی نماز بھی پڑھی جاوے گی کما قال صلوا علی کل بر و فاجر اور جس نے کوئی کلمہ کفر صادر نہ ہوا اور پھر اسے توبہ کرلی اور تجدید اسلام کی اگرچہ کسی پیر کے ہاتھ پر نہ ہو وہ مسلمان ہوگیا اسکے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی[1]۔ فقط

ڈاکو ڈاکہ زنی کی حالت میں مارا جائے تو نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں

سوال (۲۸۶۲) مسلمان ڈاکو اگر ڈاکہ زنی کی حالت میں مارا جائے تو کیا اس کا ایمان قائم رہے گا اور اس کی نماز جنازہ جائز ہے۔

زانی کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں

سوال (۲۸۶۳) مسلمان زنا کی حالت میں مرجاوے تو کیا اس کا ایمان قائم رہے گا اور اس کی نماز جنازہ جائز ہے۔

الجواب:- (۱ و ۲) یہ شخص فاسق ہے کافر نہیں ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر[2]۔ الحدیث۔ فقط۔

مسلمان مردہ کی نماز جنازہ کب نہیں پڑھی جائے گی

سوال (۲۸۶۴) مسلمان مردہ کے جنازہ کی نماز کن وجوہ سے نہ پڑھنا چاہئے۔

الجواب:- بغاۃ اور قطاع طریق وغیرہما کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کے جنازہ کی

---

[1] وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر۔ [2] زانی کی نماز جنازہ تو ضرور پڑھی جائیگی مگر ڈاکو کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائیگی وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱ و ص ۸۱۵ ج ۱) ظفیر۔

نماز نہ پڑھی جاوے۔ درمختار میں ہے وہ چار ہیں۔ باغی۔ قاطع طریق۔ مکابر اہل غصبہ۔ قاتل احدالابوین۔ عبارت اسکی یہ ہے وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع طریق الخ ومکابر فی مصر لیلاً بسلاح وخناق الخ وفیہ ایضاً من قتل نفسہ ولو عمداً یغسل ویصلی علیہ بہ یفتی الخ لا یصلی علی قاتل احد ابویہ۔ درمختار

اگر ولی غیر عالم کو امام بنا کر نماز جنازہ پڑھ لے تو کیا اعادہ کریگا

سوال (۲۸۶۵) ولی نے اگر نماز جنازہ کسی غیر عالم کو امام بنا کر پڑھ لی ہو تو اعادہ نماز جنازہ کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اقول و باللہ التوفیق۔ ولی کے نماز پڑھ لینے کے بعد راجح و احوط یہی ہے کہ اعادہ نہ کیا جاوے کما حققہ فی الشامی وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ اھ ونحوہ فی الکنز وغیرہ۔ فقولہ لم یجز لاحد یشمل السلطان ثم رأیت فی غایة البیان قال مانصہ ھذا علی سبیل العموم حتی لا تجوز الاعادة لا للسلطان ولا لغیرہ[2]۔ اور چونکہ تکرار نماز جنازہ عند الحنفیہ مشروع نہیں ہے اس لئے بھی احوط بصورت اختلاف روایات عدم اعادہ ہے[3]۔ فقط

مخنث کی نماز جنازہ

سوال (۲۸۶۶) مخنث متوفی کے جنازہ کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مخنث متوفی کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے[4]۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۴ و ص ۸۱۵ ج ۱ ظفیر

[2] رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] ولہذا قلنا لیس لمن صلی علیہا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱ ظفیر۔

[4] وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱ ظفیر۔

رافضی کے نماز جنازہ پڑھ لینے سے فرض ساقط ہو جائے گا یا نہیں

سوال (۲۸۶۷) نماز جنازہ تنہا رافضی کے پڑھنے سے فرض کفایہ اہل سنت کے ذمہ سے ادا ہو گا یا نہیں اور اہل سنت کو اقتداء رافضی کی جائز ہے یا نہیں اور نماز جنازہ میں صبی اہل سنت کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ رافضی اگر غالی ہے کہ رفض اس کا حد کفر کو پہنچا ہوا ہے تو اس کے تنہا نماز جنازہ پڑھنے سے فرض کفایہ ادا نہ ہو گا اور اس کی اقتداء بھی درست نہیں ہو گی[1] اور صبی کی اقتداء بھی کسی نماز میں درست نہیں ہے[2]۔ فقط۔

عید کی نماز سے پہلے اگر جنازہ آجائے تو پہلے عید پڑھی جائے

سوال (۲۸۶۸) عید کی نماز سے قبل اگر کوئی جنازہ آجائے تو پہلے نماز جنازہ پڑھی جاوے یا عید کی۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ عیدین کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ادا کریں پھر جنازہ کی نماز پڑھیں پھر خطبہ عیدین کا پڑھا جاوے وتقدم صلوتها على صلوٰة الجنازة وتقدم صلوٰة الجنازة على الخطبة[3]۔ فقط۔

میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنا ضروری نہیں ہے

سوال (۲۸۶۹) ایک شخص میت کو بے وضو غسل دیتا ہے، غسل دیکر بغیر نہانے کے جنازہ پڑھتا ہے، کیا اسکے پیچھے نماز جنازہ و پنجگانہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ غسل میت کے بعد خود غسل کرنا ضروری نہیں ہے[4]۔ اور اگر وضو

---

(1) وان انكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها الخ فلا يصح الاقتداء به اصلاً الدر المختار على هامش رد المحتار باب الامامة ص ۵۲۶ ج ۱۔ ظفير۔ (2) ولا يصح اقتداء رجل بامرأة وخنثى وصبي مطلقاً ولو في جنازة الدر المختار۔ الصبي اذا ام صلاة الجنازة ينبغي ان لا يجوز وهو الظاهر رد المحتار باب الامامة مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده ص ۵۳۹ ج ۱۔ ۱۲ ظفير۔ (3) الدر المختار على هامش رد المحتار باب العيدين ص ۷۷۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفير۔ (4) ويندب الغسل من غسل الميت رد المحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۰۶ ج ۱۔ ظفير

کرکے دن نماز جنازہ پڑھاوے یا فرائض پنجگانہ میں امام ہو تو نماز اس کے پیچھے درست ہو فقط

نماز جنازہ میں "الدعاء للمیت" کہنا ضروری نہیں

سوال (۲۸۷۰) نماز جنازہ میں "الدعاء لہذا المیت" کہنا سنت ہے یا ضروری۔

الجواب:- "الدعاء لہذا المیت" کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نماز جنازہ کی نیت کرنا کافی ہے[1]۔ فقط۔

بلا نماز جنازہ اگر میت دفن کر دی جائے تو کتنے دن تک نماز کی اجازت ہے

سوال (۲۸۷۱) اگر میت بلا نماز پڑھے دفن کر دی جائے تو اس کی نماز کتنے عرصہ تک پڑھنی جائز ہے، تین روز تک یا زیادہ۔

الجواب:- صحیح یہ ہے کہ تین دن کی قید نہیں ہے بلکہ جب وقت تک میت کے پھٹنے اور گلنے کا خیال غالب نہ ہو اس وقت تک قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ در مختار میں ہے وان دفن بغیر صلوٰۃ الخ صلی علی قبرہ الخ ما لم یغلب علی الظن تفسخہ الخ

---

[1] والمصلی الجنازۃ ینوی الصلوٰۃ للہ تعالیٰ وینوی ایضاً الدعاء للمیت لانہ الواجب علیہ فیقول اصلی للہ داعیاً للمیت (در مختار) ووجہہ ما ذہب الیہ المحقق ابن الہمام حیث قال المفہوم من کلامہم ان ارکانہا الدعاء والقیام والتکبیر لقولہم ان حقیقتہا ہی الدعاء وہو المقصود منہا اہ الخ وان قلنا انہ لیس برکن فیہا علی ما اختارہ فی البحر وغیرہ الخ فالضمیر فی قولہ لانہ الواجب یعود علی الدعاء جریا علی القول بالسنیۃ فلذا لم یرد بالدعاء ماہیۃ الصلوٰۃ لا نفس الدعاء الموجود فیہا لما علمت انہ حقیقتہا الدعاء الخ وان لم یتعین بالدعاء، قولہ فیقول الخ بیان للنیۃ الکاملۃ اہ قلت وفی جنائز فتاوی ہند عن المضمرات ان الامام والقوم ینوون ویقولون نویت اداء ہذہ الفریضۃ عبادۃ للہ تعالیٰ الخ (رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب فی النیۃ ص ۳۹۳ / ۱) ظفیر۔

من غیر تقدیم الخ ھدایہ مع فتح فقط۔

ایک میت کی نماز جنازہ کی متعدد بار پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۰۸۶) ایک میت کے جنازہ کی نماز دو تین بار پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ اگر نماز جنازہ اس جنازہ کی اس شخص نے پڑھائی ہے جس کا حق ہے تو پھر کوئی دوسرا شخص دوبارہ نماز نہیں پڑھا سکتا۔ کما فی الدر المختار وان صلی من له حق التقدم الی ان قال لا یعید الخ[1] ص۸۲۶ ج۱ شامی۔

سلام بعد چھوڑ کر پھیرنا چاہیے یا باندھے ہوئے

سوال (۲۰۸۷) زید کہتا ہے کہ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرنا چاہیے۔ عمر اس بارہ میں زید کی سخت مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مقام پر ارسال درست نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ میں کس کا قول صحیح ہے؟

الجواب:۔ زید کا قول قاعدہ فقہیہ کے موافق ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم نے سعایہ جلد ثانی باب صفۃ الصلوٰۃ میں بالتصریح بیان کیا ہے ومن ههنا یخرج الجواب عما سئلت فی سنة ست ثمانین ایضاً من انه هل یضع مصلی الجنازة بعد التکبیر الاخیر من تکبیراته ثم یسلم او یرسل ثم یسلم وهو انه لیس بعد التکبیر الاخیر ذکر مسنون فیسن فیه الارسال انتهی۔ سعایہ مطبوعہ مصطفائی ص ۱۵۹ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ ابوالقاسم محمد عبدالسلام مدرس مدرسہ انجمن ہدایت الاسلام مالیگاؤں۔

جواب قابل تامل ہے۔ واللہ اعلم کتبہ الاحقر محمد عبدالحلیم۔ عفی عنہ۔ یہ جواب قواعد سے درست ہے جزئی نہیں دیکھی۔ واللہ اعلم اشرف علی عفی عنہ تھانوی۔

قول زید نہ متعین عمر کا قول صحیح ہے اور تصریح فقہاء رحمہم اللہ کے موافق ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج۱ وص ۸۲۷ ۱۲ ظفیر۔

حیث قال فی الدر المختار یضع حالة الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازة - پس لفظ تکبیرات ہر چہار تکبیرات کو عام ہے چوتھی تکبیر کو اس سے کسی نے مستثنیٰ نہیں فرمایا اور قاعدہ وضع ید کے بھی موافق ہے اور عمل امت کے مطابق ہے۔

واضح ہو کہ جنازہ کی ہر تکبیر کے بعد ذکر مسنون ہے، اول کے بعد ثنا اور دوسری کے بعد درود شریف، تیسری کے بعد دعا، چوتھی کے بعد تسلیم - ان میں سے ہر ایک ذکر مسنون ہے۔ (در مختار میں ہے وهوای الوضع سنة قیام (الی ان قال) فیه ذکر مسنون) قال فی الشامی قوله فیه ذکر مسنون ای مشروع فرضا کان او واجبا او سنة - شامی ص ۴۵۵ باب صفة الصلوٰة ج ۱ - اور در مختار میں بھی باب الجنائز میں ہے ویسلم بلا دعاء بعد الرابعة قال الشامی قوله بلا دعاء هو ظاهر المذهب وقیل یقول اللهم ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة الخ الحاصل زید جو بعد تکبیر رابع ارسال کا قائل ہے یہ قول روایةً و درایةً صحیح نہیں ہے عمر کا قول جو کہ وضع کا قائل ہے صحیح ہے - چوتھی تکبیر کے بعد ذکر کے مشروع ہونے میں کلام نہیں اگر خلاف ہے تو دعا کی مشروعیۃ میں ہے اور ذکر عام ہے جو سلام کو بھی شامل ہے - اور فقہاء کا عموماً تکبیرات جنازہ میں وضع کو مسنون فرمانا دلیل کافی ہے - بغیر تصریح خلاف کے خلاف کرنا صحیح نہیں معلوم ہوتا - واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین

سوال (۴، ۲۸) نماز جنازہ میں نیت فرض کفایہ کی کرے یا عین فرض کی؟ اور جس وقت میت حاضر ہو جائے اس وقت نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین ہو جاتی ہے۔

الجواب: جس وقت جنازہ حاضر ہو جائے اس وقت بھی نماز اس کی فرض کفایہ ہی رہتی ہے۔ فقط - والصلاة علیه صفتها فرض کفایة بالاجماع ۱ھ (در مختار)

انسان کی زندگی میں جو عضو اس سے علیحدہ ہو جائے اس کا کیا حکم ہے

سوال (۵، ۲۸) اگر انسان کے

جسم سے کوئی عضو علیحدہ ہو جائے اور وہ انسان زندہ ہے تو اس عضو پر بھی نماز جنازہ ہونی چاہئے یا نہیں؟ اور اگر جسم علیحدہ علیحدہ ہو جائے کہ سر علیحدہ اور دھڑ علیحدہ اور ان حصوں میں سے ایک کا پتہ ملتا ہے دوسرا نہیں ملتا یعنی دھڑ ہے تو سر نہیں اور سر ہے تو دھڑ نہیں ایسی حالت میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب: جو عضو زندہ انسان سے علیحدہ ہو جائے اس پر نماز جنازہ نہیں ہے اور تنہا سر ملے تو بھی جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ اگر سر کے سوا باقی جسم موجود ہے تو دھڑ کی نماز جنازہ پڑھائی جائے۔ الغرض قاعدہ یہ ہے کہ نصف سے زائد ملے تو جنازہ کی نماز ہے ورنہ نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار وجد رأس آدمی او احد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه الا ان یوجد اکثر من نصفه ولو بلا رأس۔ در مختار ص ۸۰۴/۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔ بروز سہ شنبہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ

خاوند کا بیوی کی نماز جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے

سوال (۲۸۰۶) خاوند کو اپنی زوجہ متوفیہ کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؛ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شوہر کو اپنی زوجہ متوفیہ کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے ضرور پڑھنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔ قوله علیه الصلوٰۃ والسلام لعائشة ام المؤمنین رضی لو مت قبلی فغسلتك وكفنتك وصليت عليك الحديث۔ مشکوٰۃ ص ۵۴۵ ۔

مرے ہوئے بچے کا دفن کفن

سوال (۲۸۰۷) اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو کفن دفن کیا جاوے اور نام رکھا جاوے یا نہیں۔

الجواب: مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو نام رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے، والا یستهل غسل وسمی عند الثانی وهو الاصح۔ در مختار[1]۔ فقط

بالغین مرد و عورت کی دعا میں کوئی تمیز نہیں

سوال (۲۸۰۸) در نماز جنازہ بالغین

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص ۱۲/۱ ظفیر

تمیز مرد از زن ضروری است یا نہ ؟

الجواب :- در نماز جنازہ بالغین تمیز مرد و زن ضرور نیست کہ دعا مرد و زن یکے است[1]۔

نماز جنازہ کیا تمام حاضرین پر ضروری ہے

سوال (۲۸۷۹) زید کہتا ہے کہ جس قدر مردمان ہمراہ جنازہ ہیں وہ سب نماز جنازہ پڑھیں خواہ طہارت ہو یا نہ ہو، و کپڑا پاک ہو یا نہ ہو اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

الجواب :- یہ صحیح ہے کہ نماز جنازہ جملہ حاضرین کو پڑھنی چاہئے کیونکہ یہ نماز بھی فرض ہے یعنی فرض کفایہ کہ بعض کے کرنے سے باقی لوگوں پر سے ساقط ہو جاتی ہے لیکن فرض سب پر ہے۔ پس نماز جنازہ سبھی حاضرین کو پڑھنی چاہئے اور طہارت ثوب و بدن شرط ہے پس ناپاک کپڑے سے اور بے وضو نہ پڑھئے[2]۔ فقط۔

بھول سے امام نے بلا وضو نماز جنازہ پڑھا دی تو کیا کیا جائے

سوال (۲۸۸۰) نماز جنازہ امام نے سہواً بلا وضو پڑھائی بعد جنازہ جانیکے، امام کو علم ہوا کہ وضو نہیں تھا ایسی حالت میں کیا حکم ہے۔

الجواب :- اس صورت میں نماز جنازہ نہیں ہوئی، در مختار میں ہے فلو ام بلا طہارۃ والقوم بہا اعیدت[3] الخ لہذا نماز جنازہ کا اعادہ چاہئے تھا اور اس حالت میں دفن کرنے کے بعد قبر پر اس وقت تک نماز پڑھنا لازم ہے کہ میت کے سڑنے اور پھٹنے کا گمان غالب نہ ہو، اور بعض فقہاء نے تین دن کی تحدید کی ہے اور اگر

(عالمگیری مصری ج۱)

[1] ثم یکبر اخرویدعو للمیت وجمیع المسلمین عن رسول اللہ صلعم انہ یقول اللہم اغفر لحینا ومیتنا الخ

[2] وشرط لصحتہا شرائط الصلوۃ المطلقۃ الخ (غنیۃ المستملی ص ۵۳۹) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار - جلد اول ص ۸۱۲ ۱۲ ظفیر

یہ مدت گذر چکی ہے تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔[1] فقط۔

تیسری تکبیر کے بعد دعا کی جگہ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۸۸۱) نابالغ کی نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد بجائے دعاء کے فاتحہ پڑھنا کہاں تک صحیح ہے۔

الجواب:۔ نابالغ کے جنازہ کی نماز کا طریق یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللھم الخ پڑھے اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعاء اللھم اجعلہ فرطاً الخ اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا تیسری تکبیر کے بعد ضروری نہیں ہے اور اگر بطریق دعا سورۂ فاتحہ کو پڑھے تو درست ہے۔[2] و علیہ حمل ما ورد فی الحدیث۔ فقط

ایک شخص نے نماز جنازہ میں ثناء و دعا کی جگہ قل ہو اللہ اور انا اعطیناک الکوثر پڑھا کیا حکم ہے

سوال (۲۸۸۲) ایک شخص بے علم نماز جنازہ پڑھا دے اور بجائے دعاء کے قل ہو اللہ اور انا اعطینا سے نماز پڑھاوے، اس کے لئے کیا حکم ہے، نماز ہوئی یا نہیں۔

---

[1] وان دفن واھیل علیہ التراب بغیر صلاۃ الخ صلی علی قبرہ استحسانا مالم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر ھو الاصح (درمختار) وقیل یقدر بثلاثۃ ایام (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱) ظفیر

[2] وصلاۃ الجنازۃ اربع تکبیرات ولو ترک واحدۃ منھا لم تجز صلاتہ فیکبر الافتتاح ویقول سبحانک اللھم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت ولجمیع المسلمین الخ فان کان المیت صبیاً عن ابی حنیفۃ انہ یقول اللھم اجعلہ لنا فرطا الخ ھذا اذا کان یحسن فان لم یحسن یاتی بای دعاء شاء ثم یکبر الرابعۃ ثم یسلم تسلیمتین الخ ولا یقرأ فیہ القرآن ولو قرأ الفاتحۃ بنیۃ الدعا فلا باس بہ (عالمگیری مصری فی الصلوۃ علی المیت ص ۱۵۴ ج ۱) ظفیر۔

الجواب :- اس صورت میں نماز جنازہ ہوگئی، لیکن اس نے برا کیا کیونکہ قرآن شریف کی آیتوں اور سورتوں کا پڑھنا نماز جنازہ میں مکروہ ہے سوائے سورۂ فاتحہ کے کہ اس میں خلاف ہے پس آئندہ سے ایسے شخص کو امام نہ ہونا چاہئے اور اس کو بھی چاہئے کہ ثنا و دعا جنازہ یاد کرلے۔ اور کچھ سزا نہیں ہے[1]۔ فقط۔

ایک امام نے چار کی جگہ پانچ تکبیر کہدی، نماز جنازہ ہوئی یا نہیں

سوال (۲۸۱۳) کسے امام نماز جنازہ بود پنج تکبیرات بجائے چہار تکبیرات گفت نماز او و مقتدیانش صحیح شد یا نہ و اعادہ باید یا نہ۔

الجواب :- نماز او و نماز مقتدیانش صحیح است و اعادۂ آں لازم نیست کما فی الدر المختار ولو کبر امامہ خمسًا لم یتبع لانہ منسوخ فیمکث المؤتم حتی یسلم معہ اذا سلم بہ یفتی. قولہ وبہ یفتی رجحہ فی فتح القدیر بان البقاء فی حرمۃ الصلاۃ بعد فراغہ لیس بخطاء مطلقًا انما الخطاء فی متابعتہ فی الخامسۃ۔ بحر، شامی۔ پس معلوم شد کہ دریں صورت نماز ہمہ صحیح است و مقتدیٰ متابعت امام در تکبیر خامس نکند۔ فقط۔

جوتے پہن کر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۸۱۴) نماز جنازہ امام و مقتدیوں کو جوتے پہن کر یا جوتہ کے اوپر پیر رکھ کر جائز ہے یا نہ؟۔

الجواب :- جوتہ مستعمل جو ناپاک جگہ پر رکھا جاتا ہے اس جوتہ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنی جائز نہیں ہے اور اس جوتہ کے اوپر پیر رکھ کر بھی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ جس طرح تمام نمازیں مستعمل ناپاک جوتہ کے ساتھ جائز نہیں ہیں اسی طرح جنازہ کی نماز بھی درست نہیں ہے کیونکہ پاکی لباس و جوتہ وغیرہ کی

---

[1] ولا یقرأ فیہا القرآن ولو قرأ الفاتحۃ بنیۃ الدعاء فلا بأس بہ الخ عالمگیری مصری فی الصلاۃ علی الجنازۃ ص ۱۵۴ ج ۱ تحفۃ ج ۲ رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۶ ج ۱ و منہ ۱۲ ظفیر

ہر ایک نماز میں شرط ہے[۱]۔ فقط۔

نماز جنازہ میں جو دو تکبیر کے بعد ... وہ کیسے نماز پوری کرے

سوال (۲۸۸۵) اگر امام نماز جنازہ میں دو تکبیر کہہ چکا ہے اور پھر کوئی شریک ہوا تو وہ امام کیساتھ سلام پھیرے یا باقی دو تکبیر پوری کرے۔

الجواب: - باقی دو تکبیر کہہ کر سلام پھیرے[۲]۔ فقط۔

حرمین کی طرح اگر مسجد میں جنازہ کی نماز ادا کی جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۸۸۶) نماز جنازہ در مسجد خواندن جائز است یا مکروہ۔ اہل حرمین شریفین کہ در حرم مطہرہ مسجد نبوی یعنی صحن مسجد نبوی نماز جنازہ می خوانند اگر تمسکا بفعلہم در صحن مسجد نماز جنازہ ادا کردہ شود بلا کراہت جائز است یا نہ۔

الجواب: - در مسجد جماعت ادائے صلوٰۃ جنازہ مکروہ است بناءً علی ان المسجد بنی للمکتوبۃ وتوابعہا کنافلۃ وذکر وتدریس علم[۳]۔ وھو الموافق لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ (در مختار[۴]) وباوجود تصریح

---

[۱] ثم الشرط الخ شرعا ما یتوقف علیہ الشئی ولا یدخل فیہ ھی ستۃ طہارۃ بدنہ الخ من حدث بنوعیہ الخ وخبث مانع کذالک الخ ومکانہ ای موضع قدمیہ الخ وموضع سجودہ اتفاقا فی الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۷۳ ج ۱ و ص ۳۷۴ ج ۱) ظفیر

[۲] والمسبوق ببعض التکبیرات لا یکبر فی الحال بل ینتظر تکبیر الامام لیکبر معہ للافتتاح الخ والمسبوق لا یبدأ بما فاتہ وقال ابو یوسف یکبر حین حضر کما لا ینتظر الحاضر فی حال التحریمۃ بل یکبر اتفاقا للتحریمۃ لانہ کالمدرک ثم یکبر ما فاتہما بعد الفراغ نسقا بلا دعاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۹ ج ۱) ظفیر

[۳] وکرھت تحریما وقیل تنزیہا فی مسجد جماعۃ ھو المیت فیہ وحدہ او مع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ او مع (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

فقہاء احناف بکراہت نماز جنازہ در مسجد در تیں بارہ از عمل اہل حرمین استدلال کردہ فتائی بجواز آں درہمہ بلاد وہمہ اوقات شدن صحیح خواہد بود۔ فقط۔

نماز جنازہ پڑھنے کی وصیت

سوال (۲۸۸۷) کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ نماز جنازہ اس کی فلاں شخص پڑھاوے بوجہ تقویٰ اور دیانت کے۔ یہ وصیت صحیح اور معتبر ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ کسی کو مقرر کرنا کہ میری نماز جنازہ فلاں پڑھاوے، یہ وصیت باطل ہے۔ شامی جلد اول ص۶۵ والفتویٰ علی بطلان الوصیۃ لغسله والصلوٰة علیه[۱]۔ فقط۔

نماز جنازہ کی اجرت جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۸۸۸) ایک شخص نے عمر بھر نماز روزہ نہیں کیا۔ بعد مرنے کے ایک عالم نے بمشکل سے پانچ روپے فدیہ کے لے کر نماز جنازہ پڑھائی۔ ایسا فدیہ لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض تھا۔ لقوله علیه الصلوٰة والسلام صلوا علی کل بر وفاجر[۲] الحدیث۔ اور معاوضہ لینا اور فدیہ لینا نماز جنازہ کا حرام ہے۔ یہ لینے والے کی جہالت ہے اور طمع دنیاوی نے اس کو اندھا کر دیا ہے کہ جنازہ مسلمان کی نماز پڑھنے پر اجرت لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرما دے[۳]۔ فقط

عیدگاہ میں نماز جنازہ درست ہے

سوال (۲۸۸۹) عیدگاہ جو ایک جگہ محدود ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بعض مقوم والمختار الکراهة مطلقا بناء علی ان مسجد نبی المکتوبة الخ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلوٰة الجنائز ص۸۲۷) ظفیر۔ ۳؎ ایضاً ظفیر

۱؎ الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلوٰة الجنائز ص۸۲۴/۱ ۱۲ ظفیر۔ ۲؎ شرح فقہ اکبر ص۔۔ ۱۲ ظفیر۔ ۳؎ ولا تصح الاجارة لعسب التیس الخ ولا جل الطاعات الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الاجارۃ جلد خامس ص۴۶) ظفیر۔

جیسے دیوبند کی عیدگاہ یہ حکم میں مسجد کے ہے یا نہیں اور اس میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض مولویوں نے اس کو مسجد قرار دی ہے کہ عیدگاہ بھی حکم میں مسجد کے ہے اور نماز جنازہ پڑھنے کو منع کر دیا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ بحوالہ کتاب تحریر ہو۔ بعض قصبات میں قبرستان کے پاس ہی عیدگاہ بنی ہوئی ہے وہاں عیدین کی نماز ہوتی ہے اور نماز جنازہ بھی وہاں ہوتی ہے اور ایک مدت دراز سے ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ اب بعض حضرات نے عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- درمختار میں ہے واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ او عید فہو مسجد فی حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقاً بالناس لا فی حق غیرہ بہ یفتی نحل دخولہ لجنب وحائض کفناء مسجد ورباط ومدرسۃ ومساجد حیاض واسواق[۱] الخ وایضاً فیہ فی الجنائز وکراھۃ تحریماً وقیل تنزیھاً فی مسجد جماعۃ الخ قولہ فی مسجد جماعۃ ای المسجد الجامع ومسجد المحلۃ[۲] الخ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ جنازہ عیدگاہ میں ادا کرنا درست ہے خاص کر وہ عیدگاہ کہ اس کو دونوں کاموں کے لئے بنایا ہو یعنی نماز عیدین کے لئے بھی اور نماز جنازہ کے ادا کے لئے بھی تو اس میں ادائے نماز جنازہ بلا کراہت درست ہے۔ لیکن اگر اس وجہ سے کہ بعض فقہاء نے عیدگاہ کو من جمیع الوجوہ مسجد کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ علامہ شامی نے نقل کیا ہے نماز جنازہ اس میں ادا کرنے سے احتیاط کی جاوے خصوصاً جب کہ دوسرا موقعہ ادائے نماز جنازہ کے لئے موجود ہو تو یہ بہتر و احوط ہے۔ قال فی الشامی ومقابل ھذا المختار ما صححہ فی المحیط فی مصلی الجنازۃ انہ لیس لہ حکم المسجد اصلاً وما صححہ تاج الشریعۃ ان مصلی العید لہ

---

[۱] درمختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۵ ج ۱۔ ظفیر۔

[۲] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی کراہت صلاۃ الجنازۃ فی المسجد ص ۸۲۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

حکم المسائل۔ الخ۔ فقط

بے نمازی کی نماز جنازہ کیوں پڑھی جائے

سوال (۲۸۹۰) جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ نیک اور بد اور بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے اس کو ہم نے تسلیم کیا کیونکہ نہ پڑھنے میں گنہگار ہوں گے لیکن اس صورت میں نمازی اور بے نمازی میں فرق ہی کیا رہا۔ جو لوگ بے نمازی ہیں وہ کہتے ہیں کہ نمازی اور بے نمازی کا ایک ہی درجہ ہے ہم تمہاری نصیحت نہیں مانتے اب ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب: حدیث شریف میں آیا ہے صلوا علی کل بر و فاجر۔ الحدیث۔ یعنی نماز پڑھو ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی۔ پس جب کہ حدیث میں یہ آگیا ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی یہی لکھا ہے تو پھر اس میں تردد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ فاسق و فاجر جو کہ مسلمان ہے اللہ کی رحمت سے اس کو بھی ناامید نہ کرنا چاہیئے۔ اور بعد مرنے کے اس کے لئے بھی دعاء مغفرت کرنی چاہیئے اور نماز جنازہ کی دعاء سب میت کے لئے۔ اور حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو برا نہ کہو کیونکہ جو کچھ انھوں نے دنیا میں کیا اس کی جزا یا سزا ان کو وہاں ملے گی۔ زندہ لوگوں کو بھی یہ چاہیئے کہ مسلمان میت کے لئے دعاء مغفرت کریں اگر اللہ تعالیٰ اس گنہگار کو بخش دے تو کسی کا کیا حرج ہے۔ اور قرآن شریف میں ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم[1]۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیئے کہ اے میرے بندو جنھوں نے کہ زیادتی کی اپنے نفسوں پر یعنی ظلم اور معصیت کی ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے۔ بے شک اللہ بخشے گا تمام گناہ بالضرور وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ باقی اس مضمون کو کہاں تک لکھا جاوے اس میں کچھ وہم اور فکر کرنا جہالت ہے اس کو نہ کرنا چاہیئے۔ بے نمازی کو نماز کی نصیحت بھی کرنی چاہیئے اور زندگی میں اس کو

---

[1] سورۃ الزمر۔ ۳۔

عداوت ڈرنا بھی چاہیے لیکن جب مرجاوے تو اس کی خیر خواہی کرنی چاہیے اور اس کے لئے اللہ سے دعا کرنی چاہیے یعنی اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرماوے اور ہمارے گناہوں سے بھی درگذر فرماوے۔ فقط۔

نجس زمین پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۱) نماز جنازہ مسجد کے باہر جہاں نجس پڑا رہتا ہے پڑھائی جاتی ہے، وہ جگہ پاک نہیں رہتی۔ ایسی جگہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زمین خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے۔ کما فی الحدیث ذکوۃ الارض یبسها[1]۔ پس جب کہ زمین خشک ہو اور ظاہرا اس پر کچھ نجاست نہ ہو تو وہاں نماز جنازہ درست ہے، اگر خشک زمین پر کچھ نجاست خشک پڑی ہوئی ہو، چاہیے کہ اس کو علیحدہ کردیا جاوے۔ فقط۔

اوقات ثلثہ مکروہہ میں نماز جنازہ کس طرح درست ہے

سوال (۲۹۲) جناب کے ایک خط کی نقل بندہ کے پاس آئی اس میں لکھا ہے کہ صلوٰۃ جنازہ کو اوقات ثلثہ میں ادا کرنا جائز اور یہ دلیل لکھی ہے ثلث لا یؤخرون اور حدیث عقبہ بن عامر کو مقابل قرار دیکر تطبیق فرمائی اور تاویل کردی ہے۔ احقر کو اس میں شبہ ہے کہ حدیث "ثلث لا یؤخرون" صراحۃً دلالت نہیں کرتی اس بات پر کہ اوقات مکروہہ میں صلوٰۃ جنازہ پڑھی جاوے اور حدیث حضرت عقبہ بن عامرؓ کی صراحۃً دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اوقات ثلثہ میں صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھے۔ دوسرا شبہ یہ ہے کہ اگر مبیح اور نہی میں تعارض ہو تو نہی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ پھر کس طرح اوقات ثلثہ مکروہہ میں صلوٰۃ جنازہ بلا کراہت تنزیہی ادا ہوگی۔

الجواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر حضور جنازہ جو کہ سبب ہے وجوب صلوٰۃ جنازہ کا

[1] مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمید والتہلیل فصل ثانی ص ۲۰۲ ۱۲ ظفیر۔

عین اوقات ثلثہ میں ہو تو حنفیہ کے نزدیک نماز کو مؤخر کرنا نہیں چاہئے بلکہ افضل یہ ہے کہ فوراً ادا کرلی جاوے اور اگر حضور جنازہ اوقات ثلثہ سے پہلے ہوچکا ہے تو حنفیہ کے نزدیک اوقات ثلثہ میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ وجہ فرق کی یہ ہے کہ صورت اولیٰ میں وجوب ناقصاً ہوا اور ادا بھی ناقصاً ہوئی۔ اور صورت ثانیہ میں وجوب کاملاً تھا اور ادا ناقصاً ہوئی اس لئے مکروہ تحریمی ہوئی۔ بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک بالکل صحیح نہیں ہوئی۔ پس اصل صلوٰۃ جنازہ میں یہی ہے کہ مؤخر نہ کی جائے جیسا کہ حدیث ثلث لا یؤخرون[1] سے معلوم ہوتا ہے ہاں جس جگہ مانع موجود ہو وہاں تاخیر کی جائے گی۔ جیسا کہ صورت ثانیہ میں جو ہم نے ذکر کی یعنی اس صورت میں جس میں حضور جنازہ اوقات ثلثہ سے پہلے ہوا ہو۔ پس حدیث[2] عقبہ بن عامر کی اس صورت پر محمول ہوگی اور حدیث ثلث لا یؤخرون پہلی صورت پر یعنی اس پر جس میں حضور جنازہ ان ہی اوقات میں ہو۔ گویا یہ ایک کے عموم میں دوسری روایت سے تخصیص کی گئی کیونکہ خبر واحد کی تخصیص خبر واحد سے ہوسکتی ہے۔ اور قیاس اسی کے موافق ہے الغرض اس تعلیل کے موافق جو پہلے لکھی گئی ہے دونوں حدیثوں کا محمل متعین کیا گیا۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث عقبہ کی صریح ہے اور حدیث ثلث لا یؤخرون صریح نہیں۔ کیونکہ حدیث عقبہ اوقات ثلث کے ذکر میں تو بلاشبہ صریح ہے لیکن اس میں یہ تصریح نہیں کہ حضور جنازہ کس وقت میں ہوا۔ اور حدیث ثلث لا یؤخرون اگرچہ حضور جنازہ کے ذکر میں

[1] عن علیؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی ثلث لا تؤخرھا الصلوٰۃ اذا انت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ فصل ثانی ص ۶۱) ظفیر۔ [2] عن عقبہ بن عامر قال ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھانا ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظھیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس الغروب حتی تغرب رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب اوقات النہی فصل اول ص ۹۳) ظفیر

۔۔۔ہے مگر اوقات ثلٰثہ کے ذکر میں صریح نہیں۔ اور یہ شبہ کہ اباحت و حرمت میں حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔ یہ جب ہے جب کہ مبیح و محرم متعارض ہوں اور کوئی دوسری وجہ ترجیح مبیح نہ ہو۔ اور مسئلہ مذکورہ میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایک صورت میں مبیح کو ترجیح ہونی چاہئے اور ایک میں محرم کو اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ طلوع و غروب کے وقت بعض روایات سے فجر و عصر کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور بعض سے اباحت۔ تو صدر شریعت وغیرہ نے فجر میں حدیث تحریم کو ترجیح دی اور عصر میں حدیث اباحت کو۔ اسی طرح یہاں بھی کوئی اشکال نہیں۔ اب بعض عبارات فقہیہ نقل کرتا ہوں جس میں مضمون بالا کی بھی تصریح ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ صورتین مذکورتین میں سے صورت اولیٰ میں تاخیر کا بلا کراہت جائز ہونا بلکہ افضل عدم تاخیر کا ہونا کن کن محققین کی رائے ہے۔ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ درمختار کے قول وفی التحفۃ الافضل ان لا تؤخر الجنازۃ کے تحت میں لکھتے ہیں (و) فی التحفۃ اقرہ فی البحر والنھر والفتح والمعراج الحدیث ثلٰث لایؤخرن منھا الجنازۃ اذا حضرت وقال فی شرح المنیۃ والفرق بینھا وبین سجدۃ التلاوۃ ظاھر لان التعجیل فیھا مطلوب مطلقا الالمانع وحضور ھافی وقت مکروہ بخلاف سجدۃ التلاوۃ لان التعجیل لایستحب فیھا مطلقاً۔ردالمحتار جلد اول ص<u>۲۷۵</u>۔ فقط۔

عیدگاہ میں جنازہ قبل نماز آجائے تو کس وقت جنازہ پڑھا جائے

سوال (۲۸۹۳) اگر کوئی جنازہ عید کے روز احاطہ مسجد عیدگاہ کے اندر قبل از نماز عید لاکر رکھا جائے تو نماز جنازہ کس وقت پڑھنی چاہئے۔ اگر بعد نماز عید ہو جائے تو خطبہ سے پہلے یا بعد میں

الجواب :- درمختار میں ہے وتقدم صلوٰتھا علی صلوٰۃ الجنازۃ اذا اجتمعا لانہ واجب عینا الخ وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ الخ[۲] اس سے

---

[۱] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۷ ۱۲ ظفیر [۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر

اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ جنازہ نماز عیدین کے بعد پڑھنی چاہیئے اور خطبہ سے پہلے پڑھنی چاہیئے۔ فقط

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۸۹۴) جنازہ کی نماز میں فاتحہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ فتاوی عالمگیریہ میں جواز لکھا اور قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ نے بھی اپنے وصیت نامہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔

الجواب:- فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اگر بہ نیت دعا سورۂ فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھیں تو درست ہے یہی مطلب عالمگیریہ کی روایت کا اور قاضی صاحب کی تحریر کا ہے۔ فقط۔

جنازہ میں شریک نہ کرنے کی وصیت

سوال (۲۸۹۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔ دو شخص آپس میں حقیقی بھائی ہیں۔ بڑے بھائی نے ایک تیسرے شخص سے یہ وصیت کی کہ میرا چھوٹا بھائی میری تجہیز وتکفین میں شریک نہ ہو تو اس صورت میں چھوٹا بھائی تجہیز وتکفین میں اس کی شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:- یہ وصیت ناجائز ہے اور باطل، اس پر عمل نہ ہونا چاہیئے بلکہ میت کے چھوٹے بھائی کو واسطے ادائے حقوق اسلام وصلہ رحم کے اگرچہ دوسرے لوگ تجہیز وتکفین کرنے والے کافی ہوں ضرور شریک ہونا چاہیئے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض واتباع الجنائز وإجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس[1] الحدیث۔ قال فی الدر المختار أوصی بأن یصلی علیہ فلان إلی أن قال أو یطین قبرہ أو یضرب علی قبرہ قبۃ أو لمن یقرأ عند قبرہ شیئاً فہی باطلۃ[2] الخ۔

---

[1] مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض ص ۱۳۳۔ [2] الدر المختار کتاب الوصایا ج ۵ ص ۶۶۶ ظفیر۔

نماز جنازہ میں تکرار درست نہیں

سوال (۲۸۹۶) جنازہ کی نماز مکرر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: جنازہ کی نماز کا تکرار درست نہیں ہے یعنی جب کہ ایک بار ولی نے نماز پڑھ لی یا ولی کی اجازت سے نماز ہوگئی تو اب دوبارہ نماز اس کی نہ پڑھی جاوے حنفیہ کا مذہب یہی ہے۔[1]

ایک ماہ کے لڑکے کو بغیر نماز و کفن دبا دینا درست نہیں

سوال (۲۸۹۷) ایک شخص نے اپنا ایک ماہ کا لڑکا بدون غسل و بدون نماز جنازہ دفن کر دیا، بعدہ دوسرے شخص نے بھی اسی طرح اپنے لڑکے کو دبا دیا۔ ایسا کرنے والوں کے لئے کیا سزا ہے۔

الجواب: شرعی حکم یہ ہے کہ ایسے بچوں کو غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ان کو آئندہ تاکید اور تنبیہ کی جاوے کہ پھر ایسا نہ کریں اور جو کچھ پہلے کیا اس سے توبہ کریں۔ اور کوئی سزا ان کے لئے مقرر نہیں ہے۔[2] فقط۔

مرد و عورت پر ایک ساتھ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۸۹۸) ایک میت مرد اور ایک میت عورت دونوں بالغ ہر دو کا جنازہ ایک دفعہ پڑھنا جائز ہے یا نہ۔ زید نے ہر دو میت مذکورہ کا جنازہ آگے پیچھے رکھ کر پڑھا دیا۔ اور بکر نے کہا کہ میت مؤنث کو علیحدہ کر کے اس پر پھر نماز پڑھی جائے۔

---

[1] ثم عدم جواز صلوٰۃ غیر الولی بعده مذهبنا وبه قال مالك (غنیۃ المستملی ص۵۸۳) وان صلی من له حق التقدم (الی قوله) ومن لیس له حق التقدم وتابعه الولی لا یعید (درمختار) ظفیر۔ [2] اگر گمان غالب ہو کہ لاش پھٹی نہ ہوگی تو اس حالت میں اس کی قبر پر نماز پڑھی جائیگی اس کے بعد نہیں، وان دفن واهیل علیه التراب بغیر صلوٰۃ او بها بلا غسل او ممن لا ولایة له صلی علی قبره مالم یغلب علی ظنه تفسخه من غیر تقدیر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنازہ ص۸۲۶ ج۱) ظفیر۔

الجواب: دونوں کا جنازہ ایک دفعہ پڑھنا درست ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھیں، لیکن بصورت کثرت اموات دوبارہ عام جواز پر عمل کرنے میں یعنی ایک دفعہ سب جنازوں کی نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ درمختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰة اولیٰ وان جمع جاز[1] الخ پس جب کہ ہر دو جنازہ پر ایک دفعہ نماز ہوگئی تو بکر کا نماز جنازہ عورت کو اعادہ کرنا خلاف مشروع ہوا کیونکہ جنازہ کی نماز جب ایک بار ہوجاوے تو دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے[2]۔ پس یہ بکر کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ فقط۔

نماز جنازہ کے بعد کپڑے پر دھبہ دیکھا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۸۹۹) ایک شخص نے امام ہو کر نماز جنازہ پڑھائی پھر اس نے اپنے کپڑے پر دھبہ دیکھا اور غسل کی حاجت معلوم ہوگئی تو وہ نماز درست ہوگئی یا دوبارہ قبر پر پڑھے۔

الجواب: اس صورت میں نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھی جاوے گر دفن ہوچکا تو اس کی قبر پر نماز پڑھنی چاہئے یعنی پھٹنے سے پہلے اور بعض نے تین دن تک کا حکم دیا ہے، یعنی تین دن کے اندر اندر نماز قبر پر درست ہے پھر نہیں۔

کئی جنازوں کی نماز ایک ساتھ

سوال (۲۹۰۰) دو تین میت کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: جائز ہے جیسا کہ درمختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المختار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۱ / ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] فان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعده (رد المختار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۶ / ج ۱) ظفیر۔ [3] وان دفن واهیل علیه التراب بغیر صلاة او بها بلا غسل او ممن لا ولایة له صلی علی قبره استحسانا مالم یغلب علی الظن تفسخه من غیر تقدیر هو الاصح وقیل یقدر بثلاثة ایام (رد المختار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۷ / ج ۱) ظفیر۔

فافراد الصلوٰة علی کل واحدة اولی من الجمع الی ان قال وان جمع جاز[1] الخ۔

والد الزنا کی نمازِ جنازہ پڑھنا چاہیے

سوال (۲۹۰۱) ولد الزنا پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ پڑھنی چاہیے[2]۔ فقط

غسل جمعہ کی وجہ سے نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہوا تو کیا وہ گنہگار ہوا

سوال (۲۹۰۲) ایک شخص بوجہ غسل جمعہ وغیرہ ضروریات کے نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہو سکا تو گنہ گار ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر بعض لوگوں نے نمازِ جنازہ ادا کرلی تو جو شخص شریک نہیں ہوا وہ گنہ گار نہ ہوگا[3]۔ مگر یہ ضرور ہے کہ اس ثواب سے محروم رہے گا۔ فقط

نمازِ جنازہ خطبہ عید کے پہلے ہے یا بعد

سوال (۲۹۰۳) اگر عید ضحیٰ عید الفطر کے روز کوئی موت ہو جاوے، اور جنازہ عیدگاہ میں اس وقت پہنچے جب نماز پڑھ چکے ہوں تو نمازِ جنازہ قبل از خطبہ پڑھنے میں کچھ نقص شرعی تو نہیں ہے۔ یہاں بعد خطبہ کے پڑھی گئی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں لکھا ہے کہ نمازِ عید نمازِ جنازہ سے پہلے پڑھیں اور نمازِ جنازہ خطبہ سے پہلے پڑھیں، لیکن اگر خطبہ کے بعد پڑھی گئی تب بھی نماز ہو گئی کچھ ہم نے نقص[4]

---

[1] ردالمحتار علی ہامش الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۴ [illegible] وهي فرض على كل مسلم مات خلا اربعة

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۲۳ [illegible] والصلوة عليه فرض كفاية بالاجماع

[3] [illegible] ردالمحتار باب صلاة العيدين ج ۱ ص ۷۸۳ [illegible] تقديمها على صلوٰة

[4] [illegible] اذا اجتمعا انه واجب عينا و تقدم صلوٰة الجنازة على الخطبة الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۸۳ ، ظفير۔

جو مسلمان عورت کافر کے گھر رہی اور کافرانہ رسوم ادا کئے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

سوال (۲۹۰۴) ایک مسلمان عورت کسی کافر کے ساتھ کفر کے رسم و رواج کے موافق نکاح کر کے رہی اور اس کافر کے ساتھ رہی ان کے بت خانہ میں جاکر مذہبی رسوم پوجا پاٹ وغیرہ بھی ادا کرتی رہی ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: چونکہ تکفیر مسلم میں احتیاط تام لازم ہے اور حتی الوسع کسی مسلمان کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ نیز فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ تکفیر کے ہوں اور صرف ایک وجہ اور وہ بھی ضعیف اسلام کی ہو تو اس کو مسلمان ہی سمجھنا چاہئے اور اہل اسلام کا معاملہ اس کے ساتھ کرنا چاہئے اگرچہ عند اللہ وہ کافر ہو مگر ہم کو اسکے ساتھ معاملہ مسلمانوں کا سا کرنا لازم ہے۔ جیسا کہ رد المحتار میں ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لایخرج الرجل من الایمان الا جحود ما ادخله فیه ثم ما تیقن انه ردةٌ یحکم بها وما یشك انه ردةٌ لایحکم بها اذ الاسلام الثابت لایزول بالشك مع ان الاسلام یعلو وینبغی للعالم اذا رفع الیه هذا ان لایبادر بتکفیر اهل الاسلام مع انه یقضی بصحة اسلام المکره الخ وفی الفتاوی الصغری الکفر شیٔ عظیم فلا اجعل المؤمن کافرًا متی وجدت روایةً انه لایکفر اه وفی الخلاصة وغیرها اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنعه فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر الخ[1] ومثل هذه الروایات کثیرة۔ اس لئے جب تک اس عورت کا مرتد ہونا بیقین معلوم نہ ہو اور وہ اپنے کو مسلمان ہی کہتی رہے تو اس کے مرنے پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور اس کو مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و

---

[1] رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳ ۱۲ ظفیر۔

فاجر الحدیث قال فی شرح المنیہ رواہ الدارقطنی وعلله بان مکحولاً لم یسمع من ابی ھریرۃ ومن دونہ ثقات وحاصلہ انہ مرسل وھو حجۃ عندنا وعند مالک وجمہور الفقہاء ص ۴۷۹

اسلام سے جو قوم تعلق رکھے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور وہ مسجد میں آسکتے ہیں

سوال (۵۰۲۹) جو لوگ دائی کا پیشہ کرتے ہیں اور یہ کام بھی کرتے ہیں کہ بیل وغیرہ جو مرجاتے ہیں وہ لوگ اس کی کھال نکال کر دباغت کرکے فروخت کرتے ہیں، یہ قوم بہت رذیل سمجھی جاتی ہے لہذا اس قوم کو کھانے پینے اور جمعہ وعیدین میں شریک نہیں کرتے اس کی نسبت کیا حکم ہے اور ایسی قوم کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ نہ پڑھنے والوں پر کیا حکم ہے اور جو لوگ اس عالم پر طعن وتشنیع اور سب وشتم کرتے ہیں اور برا کہتے ہیں وہ کیسے ہیں۔

الجواب:۔ ان لوگوں کو جب کہ وہ مسلمان ہیں جمعہ اور جماعت سے اور مسجد میں آنے سے منع نہ کرنا چاہئے ورنہ مانعین مصداق وعید ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا[۱] کے ہوں گے اور نماز جنازہ انکی میت کی پڑھنی لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث۔ رواہ الدار قطنی[۲] وفی الدر المختار وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق الخ[۳] پس ظاہر ہے کہ مسلمانان مذکورین نہ بغاۃ ہیں اور نہ قطاع طریق وغیرہ ہیں لہذا ان کے جنازہ کی نماز بقول فقہاء فرض ہوئی اور جس عالم نے اس فرض کو ادا کیا وہ مثاب وماجور ہے اس کو برا کہنا اور سب وشتم کرنا فسق ومعصیت ہے کما ورد سباب المسلم فسوق[۴]

---

[۱] البقرہ۔ رکوع ۱۴ .... [۲] دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر

[۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر [۴] مشکوٰۃ۔ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم ص ۴۱۱ ۱۲ ظفیر۔

جو مسلمان عورت کافر کے گھر رہی اور کافرانہ رسوم ادا کئے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

سوال (۲۹۰۴) ایک مسلمان عورت کسی کافر کے ساتھ کفر کے رسم و رواج کے موافق نکاح کر کے رہی اور اس کافر کے ساتھ رہی ان کے بت خانہ میں جا کر مذہبی رسوم پوجا پاٹ وغیرہ بھی ادا کرتی رہی ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: چونکہ تکفیر مسلم میں احتیاط تام لازم ہے اور حتی الوسع کسی مسلمان کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ نیز فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ تکفیر کے ہوں اور صرف ایک وجہ اور وہ بھی ضعیف اسلام کی ہو تو اس کو مسلمان ہی سمجھنا چاہئے اور اہل اسلام کا معاملہ اس کے ساتھ کرنا چاہئے اگرچہ عند اللہ وہ کافر ہو مگر ہم کو اسکے ساتھ معاملہ مسلمانوں کا سا کرنا لازم ہے۔ جیسا کہ رد المحتار میں ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لایخرج الرجل من الایمان الا جحود ما ادخله فيه ثم ما تيقن انه ردة يحكم بها وما يشك انه ردةٌ لا يحكم بها اذ الاسلام الثابت لا يزول بالشك مع ان الاسلام يعلو وينبغى للعالم اذا رفع اليه هذا ان لا يبادر بتكفير اهل الاسلام مع انه يقضى بصحة اسلام المكره الخ وفى الفتاوى الصغرى الكفر شئ عظيم فلا اجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية انه لا يكفر اه وفى الخلاصة وغيرها اذا كان فى المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنعه فعلى المفتى ان يميل الى الوجه الذى يمنع التكفير[1] الخ ومثل هذه الروايات كثيرة۔ اس لئے جب تک اس عورت کا مرتد ہونا بیقین معلوم ہو اور وہ اپنے کو مسلمان ہی کہتی رہے تو اس کے مرنے پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور اس کو مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا على كل بر و

---

[1] رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳۔ ۱۲ ظفیر۔

فاجر الحدیث قال فی شرح المنیۃ رواہ الدار قطنی وعللہ بان مکحولاً لم یسمع من ابی ہریرۃ ومن دونہ ثقات وحاصلہ انہ مرسل وھو حجۃ عندنا وعند مالک وجمہور الفقہاء ص ۴۷۹

اس قوم سے جو قوم تعلق رکھے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور وہ مسجد میں آسکتے ہیں

سوال (۵۰۲۹) جو لوگ دائی کا پیشہ کرتے ہیں اور یہ کام بھی کرتے ہیں کہ بیل وغیرہ جو مر جاتے ہیں وہ لوگ اس کی کھال نکال کر دباغت کرکے فروخت کرتے ہیں، یہ قوم بہت رذیل سمجھی جاتی ہے لہذا اس قوم کو کھانے پینے اور جمعہ و عیدین میں شریک نہیں کرتے اس کی نسبت کیا حکم ہے اور ایسی قوم کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ نہ پڑھنے والوں پر کیا حکم ہے اور جو لوگ اس عالم پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کرتے ہیں اور برا کہتے ہیں وہ کیسے ہیں۔

الجواب: ان لوگوں کو جب کہ وہ مسلمان ہیں جمعہ اور جماعت سے اور مسجد میں آنے سے منع نہ کرنا چاہئے ورنہ مانعین مصداق وعید ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا[1] کے ہوں گے اور نماز جنازہ ان کی میت کی پڑھنی لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث۔ رواہ الدار قطنی[2]
وفی الدر المختار وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق الخ[3]
پس ظاہر ہے کہ مسلمانان مذکورین نہ بغاۃ ہیں اور نہ قطاع طریق وغیرہ ہیں لہذا ان کے جنازہ کی نماز بقول فقہاء فرض ہوئی اور جس عالم نے اس فرض کو ادا کیا وہ مثاب ماجور ہے اس کو برا کہنا اور سب و شتم کرنا فسق و معصیت ہے کما ورد سباب المسلم فسوق[4]

---

۱ سورۂ بقرہ۔ رکوع ۱۴ .... ۲ دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۹۰ ۱۲ ظفیر
۳ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۴/ج ۱ ۱۲ ظفیر ۴ مشکوٰۃ۔ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم ص ۴۱۱ ۱۲ ظفیر۔

پس طاعنین فاسق وفاجر ہیں، توبہ کریں۔ فقط

رنڈی کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے

سوال (۲۹۰۶) ایک مولوی صاحب نے ایک رنڈی کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور کچھ نذرانہ بھی ملا، چند روز بعد مولوی صاحب نے نماز جمعہ کے قبل اپنے اس فعل کی تائید میں بطور وعظ کے فرمایا کہ مجھ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ عورت کون ہے اور جو پیسہ مجھکو معاوضہ میں ملا اس کو ایسے ہی کاموں میں صرف کر دوں گا۔ مثلاً پاخانہ اٹھانے والی بھنگن کو دیدوں گا۔ اور ہم تیراک ہیں تیرنے کے ذریعہ سے غرقاب ہونے سے بچ سکتے ہیں۔ جاہل نہیں بچ سکتے۔ صورت مسئولہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ مسلمان رنڈی کے جنازہ کی نماز شرعاً پڑھنی ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث[1]۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اور جو پیسہ ان مولوی صاحب کو ملا اگر وہ حرام آمدنی کا تھا تو وہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ یہ کہنا ان کا غلط ہے کہ حرام آمدنی کو حاصل کر کے پاخانہ وغیرہ اٹھانے میں صرف کر دیا جاوے گا کیونکہ خواہ کھانے میں صرف کرے یا کپڑے میں یا حجام کی اجرت میں دے یا بھنگی کی اجرت وغیرہ میں سب برابر اور ناجائز ہیں اور حرام آمدنی والے کو جو پیسہ سے شک بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ قرض کے طریق سے اشیاء خریدے یا کسی سے روپیہ پیسہ قرض لے کر خریدے تو یہ کھانا ان بعض کے نزدیک درست ہے۔ پھر اس قرض کو خواہ اپنی آمدنی حرام سے ادا کرے یا حلال سے وہ پہلا کھانا حلال ہے۔ یہ بعض کا قول ہے اور بعض مشتغلاً حرام فرماتے ہیں۔ اور ان مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم تیراک ہیں یعنی ہم کو حرام پیسہ ضرر نہیں ہے غلط ہے اور بیہودہ خیال ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] شرح فقہ اکبر ص۹۰۔ [2] تغیر ص۲ المکاس مثلاً یاخذ من احد شیئاً من المکس ثم یعطیه اخر ثم یاخذه من ذالک الاخر اخر فهو حرام (رد محتار باب البیع الفاسد مطلب الحرمة تتعدد ص۱۸۰ ج۴) ظفیر

مقتدی کا فریضہ کیا ہے

سوال (۲۹۰۰) جنازہ کی نماز میں مقتدی کا فریضہ کیا ہے

الجواب: مقتدی کو بھی وہی پڑھنا ہے جو امام کو۔ جنازہ کی نماز کی ترکیب کسی مسئلہ رسالہ میں دیکھ لی جائے مختصر یہ کہ اول تکبیر کے بعد سبحانک اللّٰھم الخ اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام[1]... فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلمان زانیہ کا بچہ جو ہندو سے ہو اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے

سوال (۲۹۰۱) مسلمان عورت زانیہ ہندو کے پاس ہے اس سے جو اولاد ہو اور مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہیے یا نہ؟

بے نمازی کی نماز جنازہ ترک کرنا کیسا ہے

سوال (۲۹۰۲) تارک صلوٰۃ کی نماز جنازہ تنبیہاً ترک کرنا کیسا ہے؟ اور پڑھنا منع ہے یا کیا؟

الجواب: (۱) پڑھنی چاہیے لکن الاولاد مسلمین تبعاً لامہم (۲) تارک صلوٰۃ کے جنازہ کی ممانعت کہیں نظر سے نہیں گذری بلکہ فقہاء کے قواعد اور حدیث صلوا علی کل بر و فاجر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز پڑھنی چاہیے فقط

بے نمازی پر نماز جنازہ عبرتاً نہ پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۹۰۳) عبرۃ کی غرض سے بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور بغیر نماز کے اس کو دفن کر دینا کیسا ہے، مستحسن ہے یا نہیں؟۔

الجواب: یہ فعل جائز و مستحسن نہیں بلکہ حرام اور ترک فرض ہے مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا مثل نمازی کے فرض ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی

---

[1] فیکبر للافتتاح ویقول سبحانک اللھم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت وجمیع المسلمین (الی قولہ) ثم یکبر الرابعۃ ثم یسلم تسلیمتین (عالمگیری کشوری ص ۱۶۱ ج ۱) ظفیر۔

کل بر و فاجر۔ الحدیث۔ اور فقہاء رحمہم اللہ نے جنازہ کی نماز سے جن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جیسے بغاۃ وغیرہم ان میں فساق و بے نمازیوں کو شمار نہیں کیا۔ پس فرض شرعی کا ترک بخیال عبرت درست نہیں ہے[1]۔ فقط۔

تاڑی پینے والے کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۱۰) تاڑ کے درخت کے پھل اور رس میں نشہ ہوتا ہے۔ شراب سے کسی قدر کم نشہ کی چیز یعنی تاڑی وغیرہ کا کھانا پینا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کے ہمراہ کھانا پینا اور اس کے جنازہ کی نماز کا کیا حکم ہے؟

سود خوار کی نماز جنازہ

سوال (۱۲۹۱۲) سود کا لین دین کیسا ہے؟ اور جو شخص سود لے اس کے جنازہ کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟

الجواب:- (۱) نشہ کی چیز کا کھانا پینا حرام ہے اور اس کے ساتھ کھانا پینا نہ چاہیے۔ اور جنازہ کی نماز پڑھیں[2]۔

(۲) جنازہ کی نماز کا وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ باقی سود لینا دینا حرام ہے اور ایسے شخص سے علیحدہ رہنا چاہیے۔ فقط۔

ہندو کے نابالغ بچہ پر نماز جنازہ نہیں ہے

سوال (۱۲۹۱۳) ہندو کے نابالغ بچے کی میت پر نماز جنازہ پڑھنا حدیث سے ثابت ہے یا نہ۔

الجواب:- نہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] وھی ای صلاۃ الجنازۃ فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ او قطاع طریق الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۰۶ ج ۱ ظفیر)
[2] وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ (الدر المختار ظفیر)
[3] وشرطھا ای لصلوۃ الجنازۃ ستۃ، اسلام المیت ... کصبی سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ لانہ تبع لہ ای فی احکام الدنیا لا العقبی لما مر انہ من خدم اھل الجنۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوۃ الجنائز ص ۸۳۱ ج ۱ ظفیر)

بدبو کے بعد نماز جنازہ

سوال (۲۹۱۴) جس مردہ میں بوجہ دو تین روز پڑے رہنے کے بدبو ہو جاوے اس کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب: ۔ اگر اس کے جنازہ کی نماز پہلے نہیں پڑھی گئی تو فرض ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے[1]۔

نماز جنازہ عصر و مغرب کے درمیان درست ہے

سوال (۲۹۱۵) جنازہ کی نماز مابین عصر و مغرب جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ مابین عصر و مغرب کے جنازہ کی نماز مکروہ نہیں ہے کما فی الدر المختار لا یکرہ قضاء فائتۃ الخ وصلاۃ جنازۃ[2]۔

بے نمازی کی لاش گھسیٹنا جائز نہیں

سوال (۲۹۱۶) ایک شخص مر گیا ہے جس نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی تھی اس کی نماز جنازہ چالیس قدم بذریعہ رسّی کے کھینچ کر ایک دوسرے شخص نے پڑھائی ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: ۔ واقعی رسی باندھ کر بے نمازی مسلمان کے کھینچنے کا شریعت میں حکم نہیں ہے۔ ایسا نہ کرنا چاہئے تھا اس کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔ اور نماز جنازہ بے نمازی مسلمان کی پڑھنی چاہئے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صلوا علی کل بر و فاجر۔ الحدیث[3]

میت روزہ دار کی نماز جنازہ

سوال (۲۹۱۷) ایک شخص روزہ دار مرض ناگہانی میں مبتلا ہو جاوے اور روزہ افطار نہ کرے اور اسی میں مر جاوے تو بکر کہتا ہے کہ اس کے

---

[1] وان دفن واُهیل علیه التراب بغیر صلوٰۃ صلی علی قبرہ ما لم یغلب فی الظن تفسخه من غیر تقدیر هو الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ـ باب صلوٰۃ جنازۃ ص ۸۲۶ ج ۱)

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۲۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[3] شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ۱۲ محمد ظفیر الدین الصدیقی۔

جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے۔ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ نماز جنازہ اس شخص کی پڑھنی چاہئے بکر کا قول غلط ہے، وہ گنہگار نہیں ہوا، شامی میں منقول ہے کہ ایسی صورت میں وہ ماجور ہوتا ہے ویجر لو صبر و متلذ سائر حقوق اللہ تعالی کافساد صوم وصلوٰۃ[1] ۔ ؟؟

بنجارے مسلمان ہیں ان نماز جنازہ پڑھی جاوے اور وہ نماز میں شامل ہو سکتے ہیں

سوال (۱۰۲۹) ملک مناڑ میں اکثر قوم مسلمانان بنجارہ و نداف ہیں یہ قوم عیدین کی نماز میں شامل ہوا کرتے ہیں۔ مگر ہولی، دیوالی، دسہرہ اور جس قدر ہنود کے تہوار ہیں ان میں بشوق و رغبت شامل رہتے ہیں اور بتوں کی پوجا پرستش ہمیشہ کیا کرتے ہیں اور ہنود کا لباس پہنتے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ ہم لوگ بالکل ہندوؤں میں چھپتے ہیں یہ اقوام روزہ، نماز و کلمہ کلام سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ شادی بیاہ ہنود کے مشابہ کرتے ہیں آیا ان کا نکاح اور نماز جنازہ پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسے جاہل لوگوں کو بتدریج اور رفتہ رفتہ کلمہ اسلام کا اور احکام اسلام کے بتلانا اور سکھلانا چاہئے۔ قال اللہ تعالی اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ[2] ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے راستہ اور دین کی طرف حکمت کے ساتھ اور نصیحت حسنہ کے ساتھ لوگوں کو بلانا چاہئے اور طریق حسن کے ساتھ ان کو سمجھانا اور منوانا چاہئے اور رسوم کفریہ و شرکیہ کو ان سے چھڑوانا چاہئے اور نماز جنازہ ان کی پڑھنا چاہئے اور نکاح پڑھنا چاہئے اور نکاح سے پہلے ان سے کفر و شرک و معاصی سے توبہ کرانی چاہئے اسی طرح ہمیشہ ان سے توبہ کرانی چاہئے اور ان میں سے جو مریض ہو اس سے بالخصوص قرب موت

---

[1] ردالمحتار کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۵۸ ج ۲۔ ظفیر

[2] سورہ نحل ۱۲۔

کرا دینی چاہیے تاکہ اس کے جنازہ کی نماز میں شبہ نہ رہے۔ فقط۔

بلا وضو نماز جنازہ جائز نہیں

سوال (٢٩١٩) ایک شخص کہتا ہے کہ نماز جنازہ میں اگر محدث بے وضو بھی شریک ہو کر پڑھ لیویں تو کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ غلط ہے کہ نماز جنازہ بلا وضو جائز ہے۔ بلا وضو یا بلا تیمم کے نماز جنازہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ اگر امام کھڑا ہو جاوے اور کوئی آدمی ایک یا چند ایسے وقت آویں کہ اگر وضو کریں گے تو تکبیرات فوت ہو جاویں گی تو ان کو تیمم کر کے شریک جنازہ درست ہے۔ کما فی الدر المختار۔ وجاز لخوف فوت صلوٰۃ جنازۃ ای کل تکبیراتہا اھ درمختار۔ وفی الشامی قولہ وجاز لخوف فوت صلوٰۃ جنازۃ) ای ولو کان الماء قریباً الخ[1] فقط

مختلف بچوں کے احکام

سوال (٢٩٢٠/١) بچہ مشرک کا ہے جو قبل بلوغ مر گیا۔

سوال (٢٩٢١/٢) دوسرا وہ بچہ ہے کہ زید اس کا قریبی یا بعیدی رشتہ دار ہے مگر اس بچہ کے والدین پیدا ہونے کے بعد مرتد ہو گئے۔

سوال (٢٩٢٢/٣) تیسرا وہ بچہ ہے کہ بعد پیدا ہونے کے حالت اسلام میں والدین میں سے ایک فوت ہو گیا اور ایک مرتد ہو گیا۔ اب یہ بچہ کس کے تابع رہے گا۔ اور یہ تینوں بسبب پرورش زید کے کلمہ طیبہ بخوبی پڑھ سکتے ہیں مگر اتنی عقل اور تمیز نہیں کہ اسلام کی شرطیں سمجھ سکیں۔ اور اگر یہ تینوں بچے قبل بلوغ فوت ہو جائیں تو تجہیز و تکفین مثل مسلمانوں کے کریں گے یا نہیں اور سب کا حکم برابر ہے یا باہم کچھ فرق ہے۔

الجواب:- نابالغ بچہ کفر و اسلام میں تابع اپنے والدین کے ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار و شامی۔ قولہ تبعیتہ لابویہ درمختار ای فی الاسلام والردۃ۔ شامی[2] - اور اگر

---

[1] ردالمحتار باب التیمم جلد اول ص ٢٢٣۔ ١٢ ظفیر۔

ان میں سے یعنی والدین میں سے کوئی مسلمان ہو تو بچہ اس کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جاوے گا کما فی الدر المختار والولد یتبع خیر الابوین دیناً الخ[1]۔ اور بچہ کافر کا اگر ممیز یعنی سات برس کا ہو جاوے تو اس کا اسلام لانا صحیح اور معتبر ہے۔ کما فی الدر المختار او اسلم الصبی وھو عاقل ای ابن سبع سنین صلی علیہ وفیہ ایضاً والعاقل الممیز وھو ابن سبع سنین الخ[2]۔ درمختار۔ پس پہلا بچہ جو کہ مشرک کا ہے وہ اگر سات برس کا ہو کر کلمہ اسلام پڑھکر مرا ہے تو اس کو مسلمان سمجھا جائے اور تجہیز وتکفین اس کی مثل مسلمانوں کے کی جاوے اور دوسرا بچہ بوجہ مرتد ہو جانے والدین کے ارتداد میں ان کے تابع ہوا۔ لیکن اگر سات برس کا ہو کر وہ کلمہ اسلام پڑھے تو مسلمان ہو جاوے گا اور اس حالت میں مرنے سے اس کی تجہیز وتکفین مثل مسلمانوں کے ہوگی اور نماز جنازہ پڑھی جاوے گی اور تیسرا بچہ خیر الابوین یعنی مسلمان کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جاوے گا اور مثل مسلمانوں کے اس کی تجہیز وتکفین ونماز جنازہ ہوگی۔ فقط۔

اگر نماز جنازہ ہوئی اور کوئی ایک شخص کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو قابل ملامت نہیں

سوال (۲۹۲۳) ایک میت کو ایسے میدان میں لایا گیا جس میں مدرسہ کے طلبا بکثرت کھیلا کرتے تھے اور وہ میدان بارش سے تر تھا اور نمدار تھا۔ بندے کے پاؤں میں موزے تھے۔ ان کی حفاظت کی وجہ سے نماز جنازہ میں پہلوتہی کی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا۔ یہ گناہ ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر دوسرے مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو تارک پر کچھ ملامت اور مؤاخذہ نہیں ہے[3] لیکن یہ ضروری ہے کہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۱/۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۲/۱ ۱۲ ظفیر [3] ایضاً ص ۸۲۳/۱ ۱۲ ظفیر مفتاحی

[4] الصلاۃ علی الجنازۃ فرض کفایۃ اذا قام بہ البعض (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

بعض موزوں کی حفاظت کی وجہ سے نماز جنازہ سے پہلو تہی کرنا اچھا نہیں۔ آئندہ اس کی احتیاط کی جاوے۔ فقط۔

مقتدی امام کے ساتھ نماز جنازہ میں دعاء وغیرہ پڑھے

سوال (۲۹۲۴) کیا نماز جنازہ میں مقتدی امام کے تابع ہو کر ثناء وصلوٰۃ و دعاء برابر ادا کرے یا مقتدی پر فقط سکوت ہے بعد فراغ از نماز جنازہ اسی ہیئت صفوف میں رہکر یا بعد تغیر ہیئت صفوف گرد میت کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا اور مکرر سہ کرر اسی طرح دعاء کرنا جائز ہے یا نہیں مذہب حنفی کے مطابق بہ ثبوت سند ارشاد فرمایا جاوے۔ بعض علماء نے باستناد روایت فتاوی عالمگیری بہ فصل خامس ص۱۷ مطبوعہ مصر میں ہے والامام والقوم فیه سی فیما ذکر قبل من التکبیرات ودعاء الافتتاح والصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیه وسلم والدعاء وغیر ذلك سواء کذا فی الکافی۔ مقتدی کو بھی متابعت کا حکم دیا ہے اور باستناد روایات ذیل کے دعاء سے منع کیا ہے۔ خلاصۃ الفتاوی قلمی میں ہے لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ۔ فتاوی بزازیہ میں ہے لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ الخ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ولا یدعو للمیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانه یشبه الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ۔ اسی طرح نورالانوار اور انوار حنفیہ اور جامع الرموز اور محیط میں موجود ہے۔ ان روایات میں مطلقاً دعاء بعد الجنازہ کو ممنوع قرار دیا ہے خواہ ہیئت صفوف میں ہو یا نہ ہو۔ کیا ہر دو استناد متعلق ہر دو مسئلہ صحیح ہیں۔

الجواب:- یہ ہر دو استناد متعلق ہر دو مسئلہ صحیح ہیں۔ نماز جنازہ میں مقتدی بھی مثل امام کے ثناء وصلوٰۃ و دعاء پڑھتا ہے اور نماز جنازہ کے بعد پھر دعاء ہاتھ اٹھا کر

(بقیہ صفحہ گذشتہ) واحد اکان اوجماعۃ ذکرا کان او انثی سقط عن الباقین واذا ترك الکل اثموا ھکذا فی التتارخانیه (عالمگیری مصری باب الجنائز فصل خامس ص۱۶۲/۱ و ۲۵۲) ظفیر

مانگنا ثابت نہیں ہے اور فقہاء نے اس سے منع فرمایا ہے، اور بقول ملا علی قاری رحمہ اللہ زیادہ فی صلوٰۃ الجنازہ کا شبہ ہوتا ہے اور صلوٰۃ الجنازہ خود دعا للمیت ہے فلا یشرع الدعاء الآخر بعدھا۔ فقط۔

نماز جنازہ کی امامت کس کا حق ہے

سوال (۲۹۲۵) ایک شخص حنفی ایک مسجد کا امام ہے وہ دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نماز جنازہ میرے سوا کوئی نہیں پڑھا سکتا۔ کیا وہ شخص ولی میت پر بھی مقدم ہے اور یہ دعویٰ اس کا کیسا ہے۔ اور نماز جنازہ کی امامت میں احق بالامامت کون ہے۔

الجواب: کتب فقہ حنفیہ میں امامت نماز جنازہ میں یہ ترتیب لکھی ہے ویقدم فی الصلوٰۃ علیہ السلطان ان حضر او نائبہ وھو امیر المصر ثم القاضی الخ ثم امام الحی الخ ثم الولی[1] الخ یعنی امامت نماز جنازہ کے لئے سب سے مقدم بادشاہ ہے اگر موجود ہو۔ یا اس کا نائب، پھر قاضی پھر امام مسجد محلہ الخ درمختار۔ اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ تقدیم امام حی ولی پر استحباباً ہے اگر باوجود امام حی کے ولی نماز پڑھا دیوے تو یہ بھی درست ہے[2] اور یہ بھی درمختار و شامی میں ہے کہ اگر ولی افضل ہو امام حی سے تو ولی کی امامت اولیٰ ہے۔ بہر حال یہ دعویٰ امام مذکور کا جو سوال میں مذکور ہے مطلقاً (بلا تفصیل) غلط ہے[3]

بوقت زوال و استواء و غروب نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۲۶) اگر بوقت طلوع و غروب و استواء آفتاب جنازہ حاضر شود بلا انتظار وقت مباح۔ بیادوقت

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۲۳/۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] وتقدیم امام الحی مندوب فقط بشرط ان یکون افضل من الولی والا فالولی اولیٰ کما فی المجتبیٰ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ایضاً ص ۵۳۲/۱ ظفیر۔ [3] قال فی شرح المنیۃ والاصل ان الحق فی الصلاۃ للولی الخ (رد المحتار ص ۸۲۳ ظفیر۔

نماز جنازہ ادا کردن جائز است یا نہ بلا کراہت جائز است یا مع الکراہت۔

الجواب:- اگر جنازہ دریں اوقات حاضر شود بلا انتظار وقت مباح نماز جنازہ گزاردن دراں اوقات جائز است بلا کراہت تحریمی و در شامی گفتہ کہ کراہت تنزیہی است کہ حاصلش غیر اولیٰ است یعنی بہتر ایں است کہ در وقت مباح نماز گزارند فی الدر المختار فلو وجبتا فیہا لم یکرہ فعلہما ای تحریماً (درمختار) قولہ ای تحریماً افاد ثبوت الکراہۃ التنزیہیۃ وفی التحفۃ ما یدل علی نفی الکراہۃ التنزیہیۃ ایضاً[1]- فقط۔

بعد نماز جنازہ ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا کیسا ہے

سوال (۲۹۲۷) نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ اور مقتدیوں کو دعا مانگنا چاہیئے یا نہ۔

الجواب:- نماز جنازہ خود دعاء للمیت ہے اس کے بعد اور کوئی دعاء ماثور و منقول نہیں[2]۔ امام و مقتدی سب اس کو ترک کر دیں کہ خلاف سنت فعل کا التزام درست نہیں ہے۔

طاعون والی جگہ نماز جنازہ کے لئے جانا کیسا ہے اور اطباء کا جانا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۲۸) جس جگہ طاعون ہو وہاں نماز جنازہ پڑھانے کے لئے جانا درست ہے یا نہیں جب کہ اسکے بدون جائے نماز جنازہ نہ ہو۔ ایسے موضع میں اطباء کو جانا کیسا ہے۔

الجواب:- قال فی الدر المختار مسائل شتی من آخر الکتاب واذا خرج (او دخل فیہا شامی) من بلدۃ بہا الطاعون فان علم ان کل شیء بقدرۃ اللہ

---

[1] رد المحتار کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۴۷ ۱۲ ظفیر۔

[2] ویسلم بلا دعاء بعد الرابعۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۱۳) فقد صرحوا عن آخرہم بأن صلاۃ الجنازۃ ہی الدعاء للمیت اذ ہو المقصود منہا (رد محتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۴) ظفیر

فلا بأس بأن یخرج ویدخل وان کان عنده انه لوخرج نجا ولودخل ابتلی کره له ذلك فلا یدخل ولا یخرج صیانة لاعتقاده وعلیه حمل النهی فی الحدیث الشریف مجمع الفتاویٰ الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ جس کا اعتقاد درست ہو خروج عن موضع الطاعون کو سبب نجات اور دخول کو سبب ابتلاء وہلاک نہ جانتا ہو تو اس کے حق میں خروج و دخول ممنوع نہیں ہے اور ادائے نماز جنازہ تو فرض کفایہ ہے اس کے لئے وہاں بغرض ادائے نماز جانا ضروری ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ اگر نہ جائے گا تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔ اسی طرح اطباء کو بھی بغرض علاج وہاں جانا درست ہے۔

اگر کچھ لوگ نماز جنازہ نہ پڑھیں تو کیا حکم ہے

سوال (۲۹۲۹) اتفاق سے کوئی لڑکی نابالغہ فوت ہوئی اور نماز جنازہ کے لئے سب لوگ جمع ہوئے اور وہ علماء بھی جمع ہوئے جنھوں نے پردہ کی تنبیہ کی تھی لیکن حاضر جنازہ ہو کر نماز نہ پڑھی۔ واپس چلے آئے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ نماز جنازہ بالغ ونابالغ کی فرض کفایہ ہے، بعض کی ادا سے باقیوں کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ پس اگر نماز جنازہ اس نابالغہ کی ہوگئی ہے تو وہ لوگ جنھوں نے نماز جنازہ میں شرکت نہ کی عاصی نہیں ہیں۔ اور اگر اس نابالغہ کے جنازہ کی نماز بالکل نہیں پڑھی گئی تو جو لوگ موجود تھے اور جن کو علم اس کی موت کا ہوا اور نماز جنازہ نہ پڑھی وہ سب گنہگار ہوئے۔ قال فی الدر المختار والصلوٰة علیه صفتها فرض کفایة[1] الخ وفی رد المحتار وشروط وجوبها هی شروط بقیة الصلوٰت من القدرة والعقل والبلوغ والاسلام مع زیادة العلم بموته تامل[2] الخ وهی فرض علی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ ایچ ایم سعید۔ ص ۵/۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار۔ باب صلاۃ الجنائز ص ۵۸۱/۱ ۱۲ ظفیر۔

کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق[۱] الخ اور ظاہر ہے کہ وہ قوم جو پردہ نہیں کرتیں ان چار میں داخل نہیں ہیں، خصوصاً نابالغہ کی وہ مکلف پردہ کی نہیں ہے پس ترک کرنا اسکی جنازہ کی نماز کا نہایت قبیح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔

جن لوگوں کو نماز جنازہ نہیں آتی صرف اقتداء اور تکبیر سے نماز ہو گئی یا نہیں

سوال (۲۹۳۰) اگر مقتدی در صلوٰۃ جنازہ بوجہ نادانستن یا بوجہ فراموشی ثناء و صلوٰۃ و دعاء را نخواند فقط با امام بہ نیت اقتداء تکبیرات اربعہ را بگوید نماز او بوجہ ضرورت ہمچوں نماز مسبوق صحیح خواہد شد یا نہ۔

الجواب: قال فی الدر المختار فی صلوٰۃ الجنازۃ و رکنہا شیئان التکبیرات الاربع والقیام[۲] الخ پس معلوم شد کہ بناءً علی ہذہ الروایۃ نماز شش صحیح است۔ وانظر ما قال الشامی بتحقیق ما قالہ المحقق ابن الہمام رحمہ اللہ۔

شیعہ کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۳۱) اہل سنت والجماعت کو شیعہ میت کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔

الجواب: جو شیعہ غالی ہیں کہ ان کی تکفیر کی گئی ہے ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی چاہئے جیسے تبرا گو ہیں ان کی نماز نہ پڑھی جاوے۔

سائبان مسجد میں جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۳۲) جس مسجد میں پنجوقتہ نماز ہوتی ہے اس مسجد کے اندر یا سائبان میں میت کو رکھ کر اگر نماز جنازہ پڑھیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اگر قبرستان میں مسجد ہو اور اس میں نماز پنجوقتہ نہ ہوتی ہو اور وہ نماز جنازہ کیلئے بنائی گئی ہو تو اس مسجد میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: نماز پڑھنا جنازہ کی مسجد جماعت میں مکروہ ہے جیسا کہ در مختار میں ہے

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ / ج ۱ ۱۲ ظفیر [۲] ایضاً ص ۸۱۳ / ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

وکراھتہ تحریماً وقیل تنزیہاً فی مسجد جماعۃ ھو ای المیت فیہ وحدہ اومع القوم[1] اور جو مسجد جنازہ کی نماز کے لئے ہی بنائی گئی ہے وہ درحقیقت حکم مسجد میں نہیں ہے اس میں نماز جنازہ درست ہے۔ کما فی الدر المختار واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ اوعید فھو مسجد فی حق جواز الاقتداء لا فی حق غیرہ بہ یفتی. نہایہ[2]

غائب مردہ پر نماز جنازہ درست نہیں

سوال (۲۹۳۳) میت غائب پر نماز جنازہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- میت غائب پر عند الحنفیہ نماز صحیح نہیں ہے[3]۔

اگر جسم کا ایک حصہ جل گیا ہو تو کیا اسے غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں

سوال (۲۹۳۴) مکان میں آگ لگ جانیکی وجہ سے اگر اکثر حصہ میت کا جل جاوے اور جو باقی ہو وہ بھی سیاہ مانند کوئلہ کے ہو گیا ہو چہرہ نمارد ہو تو اس کو غسل وکفن دیا جاوے اور نماز اس پر پڑھی جاوے یا نہیں۔ بصورت جواز غسل وغیرہ اگر امام مسجد نے اس بلائے نام لاش کو یونہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا ہو تو اس کی اقتدار فی الصلوٰۃ کا کیا حکم ہے۔ بصورت عدم جواز غسل وکفن و نماز جنازہ کے ایسے امام کو جس نے بلا غسل وکفن اور نماز کے مذکورہ بالا لاش کو دفنا دیا۔ اگر کوئی شخص خود غرضی اور شرارت کی وجہ سے خواہ مخواہ عوام میں ذلیل اور رسوا کرنے کے درپے ہو تو اس کی کیا سزا ہے۔

الجواب:- مسئلہ اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر اکثر حصہ میت کا باقی ہو یعنی نصف سے زیادہ باقی ہو اگرچہ بدون سر کے باقی ہو تو اس کو غسل دیا جاوے اور نماز اس پر پڑھی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص $\frac{۸۲۷}{۱}$ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ص $\frac{۶۱۵}{۱}$ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [3] فلا تصح علی غائب ومحمول علی دابۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص $\frac{۸۱۳}{۱}$) ۱۲ ظفیر۔

جاوے۔ اور اگر زیادہ حصہ جسم میت کا جل کر خاکستر ہوگیا اور کم حصہ باقی ہے تو غسل ونماز پڑھنا لازم نہیں۔ در مختار میں ہے وجد رأس آدمی او احد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه بل یدفن الا ان یوجد اکثر من نصفه ولو بلا رأس[1] الخ پس جب کہ اس میت کا اکثر حصہ جل کر خاکستر ہوگیا تو غسل ونماز اس کی واجب نہیں ہے ویسے ہی دفن کر دینا چاہئے اور جس امام نے ایسا کیا کہ بوجہ مذکورہ بلا غسل ونماز اس کو دفن کرا دیا اس پر کچھ مواخذہ نہیں اور اس کی امامت میں کچھ خلل اور کراہت نہیں ہے اور اعتراض کرنا سب کے اس فعل پر اگر خود غرضی سے اور عداوت کی وجہ سے ہے تو سخت گناہ اور معصیت ہے اس سے توبہ کرے اور اگر بوجہ جہل کے ہے تو معذور ہے لیکن جاہل کو کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرنا چاہئے خود ہی کوئی حکم نہ کر دینا چاہئے فانما شفاء العی السوال یعنی شفاء جہل سے دریافت کرنا ہے جاننے والوں سے قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون[2]۔ فقط۔

چوہڑوں کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۳۵) چوہڑوں کا نکاح اور جنازہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - جائز نہیں ہے مسلمان اس سے احتراز کریں[3]۔

تعزیت کے دنوں میں صاحب تعزیت کے گھر سے کھانا کھانا کیسا ہے

سوال (۲۹۳۶) در ایام ہائے ثلثہ تعزیت خورد و نوش از خانہ صاحب تعزیت جائز است یا نہ در شریعت مسلمانان مساوی دانند۔ قال فی الدر المختار ویحل لمن طال مقامه او مسافته

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] سورۃ النحل: ۴۳ ۱۲

[3] والصلاۃ علیه فرض کفایة الخ وشرطها ستة اسلام المیت وطهارته الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۱ ج ۱ ظفیر۔

لاولمن له ان يبطل مسئلہ مذکورہ ثتی بہ است یا نہ

الجواب:- علامہ شامی دریں موقعہ فرمودہ اقول قدمنا ان القول الاول وهوالاصح ظاهره الاطلاق ويؤيده ما في اخر الجنائز من فتح القدير حيث قال ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة[1] الخ پس معلوم شد کہ حکم وجعل لمن طال مقامہ الخ متفرع بر قول غیر اصح است وحسب تصریح علامہ صاحب فتح القدیر ایں اتخاذ طعام مکروہ وبدعت مستقبحہ است۔ فقط۔

نماز جنازہ میں بین الصفوف فاصلہ

سوال (۲۹۳۰) نماز جنازہ میں بین الصفوف کس قدر بعد لازمی ہے۔

الجواب:- نماز جنازہ کی صفوف کے درمیان زیادہ فاصلہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قریب قریب صفوف کرلینی چاہئیں[2]۔ فقط۔

آنحضرت صلعم کی نجاشی پر غائبانہ نماز جنازہ

سوال (۲۹۳۱) جنازہ کی نماز غائبانہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنی درست نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی تو جنازہ نجاشی کا سامنے کردیا گیا تھا یا وہ خصوصیت تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ دوسروں کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کذا فی الدرالمختار[3]۔ فقط۔

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۱ ج ۱ و ص ۸۴۲ ج ۱۔ [2] اس لئے کہ اس میں سجدہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کہ درمیان میں کافی فاصلہ کی ضرورت پڑے ۱۲ ظفیر۔ [3] نہ تصح علی غائب الخ وصلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النجاشی لغوية وخصوصية (درمختار) قوله لغوية ای المراد بها مجرد الدعاء وهو بعيد قوله او خصوصية او رفع سريره (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

تیسری تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی جائے یا کیا حکم ہے، دعا کی جگہ یارب یارب کافی نہیں

سوال (۲۹۳۹) فاتحہ کو صلوٰۃ جنازہ میں بعد تکبیر ثالث کے اگر بجائے دعا بہ نیت دعا پڑھ دے عند الحنفیہ بلا کراہت جائز ہے یا نہیں، بالتصریح تحریر فرمائیے۔ اگر بجائے دعا بعد تکبیر ثالث لفظ یارب یارب کہہ دیا جاوے تو دعا کا کام دے گا یا نہ۔ کسی کتاب میں اس کے متعلق کچھ لکھا ہے یا نہیں۔

الجواب: سورہ فاتحہ کو بہ نیت دعا پڑھنا عند الحنفیہ مکروہ نہیں ہے، مکروہ بہ نیت قرأت قرآن پڑھنا ہے۔ اور موقعہ سورۂ فاتحہ کا بعد تکبیر اول کے[1] ہے والظاهر انها حينئذ تقرء بعد الثناء على ظاهر الرواية من انه ليس بعد الاولى التحميد الخ شامی[2] پس تکبیر ثالث کے بعد اس کا محل نہیں ہے۔ فقط۔ اگر دعاء ماثورہ یاد نہ ہو بعد تکبیر ثالث اللھم اغفر لنا الخ جیسا کہ سابقاً شامی سے نقل کیا گیا تھا[3] اور یارب یارب پر اکتفاء کرنا کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا۔ اور اس میں نماز جنازہ اگرچہ ہو جاوے گی مگر سنت دعاء حاصل نہ ہوگی قال فی الشامی قوله ويدعوا بعد الثالثة اى لنفسه وللميت وللمسلمين لكي يغفر له فيستجاب دعاءه فی حق غيره ولان من سنة الدعاء ان يبدأ

بقیہ از صفحہ گزشتہ حتی رآه علیه الصلوٰة والسلام بحضرته فتکون صلاة من خلفه على ميت يراه الامام وبحضرته دون المامومين وهذا غير مانع من الاقتداء (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۳ ج ۱) ظفیر

[1] وعين الشافعي الفاتحة فی الاولى وعندنا تجوز بنية الدعاء وتكره بنية القراءة لعدم ثبوتها فيها عنه عليه السلام الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۷ ج ۱)

[2] رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر [3] ثم افاد ان من لم يحسن الدعاء بالماثور يقول اللهم اغفر لنا ولوالدينا وله وللمومنين والمومنات (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۶ ج ۱) ظفیر۔

بنفسہ قال تعالیٰ رب اغفر لی ولوالدیّ الخ۔ فقط۔

نماز جنازہ کی ترکیب کیا ہے اور مقتدی کیا کیا پڑھے

سوال (۲۹۴۰) ہمارے یہاں جنازہ کی نماز میں جب امام اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتا ہے تو مقتدی بھی تکبیر کہہ کر باندھ لیتے ہیں پھر جب تحمید پڑھ کر امام اللہ اکبر کہتا ہے تو مقتدی بھی اشارہ سے کہتے ہیں پھر امام درود شریف پڑھ کر اللہ اکبر کہتا ہے، ایسا ہی مقتدی کرتے ہیں، پھر امام درود شریف کے بعد اللہ اکبر کہہ کر کہ میت بالغ ہے یا نابالغ اور مذکر ہے یا مؤنث جو دعا پڑھی جاتی ہے دعا پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیرتا ہے، اسی طرح سے مقتدی بھی کرتے رہتے ہیں۔ بطور سے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مقتدیوں کا سوائے اللہ اکبر کے کچھ نہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جنازہ کی نماز میں چار تکبیرات ہیں پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللہم پڑھنا چاہیئے اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعاء ماثورہ جو کتب میں لکھی ہوئی ہے پڑھنی چاہیئے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دینا چاہیئے اور یہ تمام افعال امام اور مقتدیوں کو سب کو کرنا چاہیئے۔ مقتدی بھی امام کے ساتھ ساتھ جو امام پڑھتا ہے پڑھیں اور میت جس کو دعاء ماثورہ یاد نہ ہو وہ اس کی جگہ اللّٰہم اغفرلنا ولوالدینا وللمؤمنین والمؤمنات پڑھے۔ فقط

فاجرہ کی نماز جنازہ پڑھنی درست ہے

سوال (۲۹۴۱) ایک عورت مخص نام کی مسلمان ایک اہل ہنود کی بیوی بن کر رہی اور کئی سال تک اس سے ہمبستر رہی اور شراب وکباب

ف: المختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۶ ج ۱ ظفیر ۲؎ وصلاۃ الجنازۃ اربع تکبیرات الخ فیکبر تکبیرۃ یفتتح بہا ویقول سبحانک اللہم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت ولجمیع المسلمین الخ ولیس بعد التکبیرۃ الرابعۃ قبل السلام دعاء الخ والامام والقوم فیہ سواء (عالمگیری مصری باب حادی عشر ص ۱۵۷ ج ۱) ظفیر ۳؎ فان لم یحسن یاتی بای دعاء شاء ثم یکبر رابعۃ ایضا، ثم فان من لم یحسن الدعاء بالماثور یقول اللہم اغفر لنا ولوالدینا ولہ وللمومنین والمومنات (رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۶ ج ۱) ظفیر۔

کفر و شرک میں جیسا کہ اہل ہنود کے یہاں رسم ہے مبتلا رہی۔ اسی عرصہ میں اس کا انتقال ہو گیا کسی مسلمان نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ ایک میاں جی جو کہ قاضی بھی کہلاتا ہے بطمع نفسانیت اس کی نماز جنازہ پڑھادی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ زناکاری کا فر و مسلمان سے گناہ کبیرہ ہے اسی طرح شراب خواری ... قطعی ہے مرتکب ان افعال کا فاسق ہے کافر نہیں ہے اور اگر عبادت کرنا اور پوجا بتوں کو اور پرستش غیر اللہ کی اس کی ثابت ہو جاوے تو پھر اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی تھی[1]۔ یہ اس نادانی سے غلطی ہوئی اور خطا ہوئی توبہ کرے لیکن وہ کافر نہیں ہوا، لہذا نکاح اس کا فسخ نہیں ہوا اور اگر پوجا بتوں کا اس عورت مسلمہ کا ثابت نہیں ہے محض قیاس اور گمان سے ایسا کہا گیا ہے تو پھر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی ہی چاہئے تھی۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو[2]۔ فقط۔

دوبارہ نماز جنازہ گناہ ہے یا نہیں

سوال (۲۹۴۲) ایک بستی میں مسلمان متوفی کا جنازہ پڑھا لیا۔ تب دوسری بستی میں اس کو لیجاویں جس جگہ اس کی سکونت تھی اس جگہ کے مسلمان بطور ہمدردی اگر دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں جو کہ نامشروع ہے تو دوبارہ جنازہ پڑھنے والوں پر کیا لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر گناہ ہوتا ہے تو صغیرہ یا کبیرہ یا مستحق ثواب ہوتے ہیں۔

جنازہ کے ساتھ نعت پڑھنا بدعت ہے

سوال (۲۹۴۳) مسلمان کے جنازہ کے ساتھ نعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ (۱) جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی غیر مشروع اور ناجائز ہے اور ظاہر ہے کہ فعل غیر مشروع اور حرام کا مرتکب گناہگار ہوتا ہے نہ مستحق ثواب کا اور فعل حرام گناہ کبیرہ ہے

---

[1] و شرطہا اسلام المیت وطہارتہ، الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ... نمبر ۲) وہی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع الطریق الخ (ایضاً ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر۔

ولا یصلی علی میت الا مرۃ واحدۃ والتنفل بصلوٰۃ الجنازۃ غیر مشروع الخ[1]

(۲) جنازہ کے ساتھ اشعار نعت وغیرہ پڑھنا غیر مشروع اور بدعت ہے ترک کرنا اس کا لازم ہے[2]۔ فقط۔

بچہ کے جنازہ میں جب یہ معلوم نہ ہو کہ لڑکا ہے یا لڑکی تو کیا کرے

سوال (۲۹۴۴) بچہ کی نماز جنازہ میں جب مسبوق کو یہ معلوم نہ ہو کہ میت لڑکا ہے یا لڑکی تو اس کے لئے کیا دعا پڑھے۔

الجواب:- اللھم اجعلہ لنا فرطاً بضمیر مذکر پڑھ دیوے کیونکہ مؤنث کی طرف بھی بتاویل شخص راجع ہو سکتی ہے اور بضمیر مؤنث پڑھنا بھی درست ہے بتاویل نفس نحو[3]

اگر کفن کوئی ہندو دیدے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۹۴۵) ایک مسلمان فوت ہوا اسکے کفن کی قیمت اس کے ایک ہندو دوست نے دیدی تو اس میں کچھ خرابی نہیں ہوئی۔

الجواب:- کچھ خرابی نہیں ہے۔

نماز جنازہ کے لئے قبرستان میں گھر بنانے میں کچھ مضائقہ نہیں

سوال (۲۹۴۶) برائے صلوٰۃ جنازہ قبرستان میں گھر بنانا اور اس میں نماز جنازہ پڑھنا اور وقت دفنانے میت کے وہاں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں اور اس میں تشبہ ممنوع ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر محض نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اور بارش دھوپ وغیرہ میں بیٹھنے کے لئے کوئی مکان قبرستان میں بنایا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور اس میں کچھ تشبہ ممنوع نہیں ہے لیکن قبرستان میں نماز جنازہ کے جواز کے لئے یہ ضروری ہے کہ

---

[1] عالمگیری مصری باب حادی عشر فی الجنائز فصل خامس ص ۱۵۳ ج ۱ ظفیر۔ [2] وعلی متبعی الجنازۃ الصمت ویکرہ لہم رفع الصوت بالذکر وقراءۃ القرآن (عالمگیری باب حادی عشر فی الجنائز فصل رابع ص ۱۵۲ ج ۱) ظفیر۔ [3] ولا یستغفر للصبی ولکن یقول اللھم اجعلہ لنا فرطا الخ (ہدایہ باب الجنائز فصل ص ۱۶۳ ج ۱) ظفیر۔

سامنے قبریں نہ ہوں اور بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ دوسری جگہ پڑھیں[۱]۔ فقط

جنازہ کے پیچھے تہلیل وغیرہ درست نہیں

سوال (۲۹۴۷) ذکر خلف الجنازہ مثل تہلیل اور قراءت سورۂ ملک وغیرہ میں منتی بہا کیا ہے۔

الجواب:- یہ ثابت نہیں اور بہ ہئیت اجتماعیہ بالجہر ایسا کرنا خلاف عمل سلف صالحین ہے لہٰذا اس کو ترک کیا جاوے[۲]۔

نماز جنازہ میں نابالغ کی امامت

سوال (۲۹۴۸) نابالغ کے پیچھے جنازہ کی نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح[۳]۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کے پیچھے نماز جنازہ صحیح نہیں ہے۔

بعد نماز جنازہ دعا

سوال (۲۹۴۹) فی الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازہ رفع الیدین وقد وقع الاختلاف بین العلماء فمنہم من قال انہ سنۃ حسنۃ وتارکہ فاسق وفاجر وفیہم من قال انہ مکروہ بینوا توجروا۔

الجواب:- قال فی الشامی فقد صرحوا عن آخرھم بأن صلوٰۃ الجنازۃ ھی الدعاء للمیت اذ ھو المقصود[۴] الخ ولم یرد عن السلف الدعاء بعدھا

---

[۱] ولا بأس بالصلوٰۃ فیہا (ای فی المقبرۃ) موضع اعد للصلاۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ کما فی الخانیۃ ولا قبلۃ الی قبر حلیہ (رد المحتار کتاب الصلاۃ قبیل مطلب فی الصلاۃ فی الارض المغصوبۃ ص $\frac{}{ج۱}$) ظفیر [۲] کرہ کما کرہ فیہا رفع صوت بذکر او قراءۃ (در مختار) وینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت وفیہ عن الظہیریۃ فان اراد ان یذکر اللہ تعالیٰ فی نفسہ الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنازہ ص $\frac{۸۳۵}{ج۱}$) ظفیر [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص $\frac{۵۳۹}{ج۱}$ ۱۲ ظفیر [۴] رد المحتار باب صلاۃ الجنازہ ص $\frac{۸۱۴}{ج۱}$ ۱۲ ظفیر

بهئية اجتماعية فالاولى الاقتصار عليهما ولو يعتق علىٰ و كيف يجوز ان يقال لتارك البدعة انه فاسق فاجر والفاسق من يذهب الى الفسق۔

نماز جنازہ کتاب دیکھ کر۔

سوال (۲۹۵۰) چند مسلمان نماز جنازہ کتاب دیکھ کر پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس طرح نماز جنازہ نہیں ہوتی۔ اگر کسی کو دعائیں یاد نہ ہوں محض تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے۔ کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کما فی الشامی واما الشروط التی ترجع الی المصلی فھی شروط بقیة الصلوٰۃ[1] الخ ص ۵۸۲ ج ۱۔

ہندو بچہ جسے مسلمان نے خریدا اس کی نماز جنازہ اور دفن کفن درست نہیں

سوال (۲۹۵۱) ایک عورت کافرہ نے اپنے چار ماہ کے بچہ کو بعوض مبلغ دس روپے کے ایک مسلمان کے ہاتھ بیچ کیا، چند روز بعد بچہ مر گیا۔ مسلمان موصوف نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اس صورت میں نماز پڑھنے پڑھانے والے پر حکم شرعی کیا ہے اور بیع انسان کی ہندوستان میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں اس بچہ کے جنازہ کی نماز درست نہ تھی جب کہ اس کے والدین کافر تھے۔ البتہ اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہوتا تو اس کے جنازہ کی نماز واجب تھی اور خریدنا اس بچہ کا صحیح نہیں ہوا۔ یہ فعل اس مسلمان کا بوجہ جہالت کے خلاف شرع واقع ہوا۔ آئندہ ایسا نہ کرے اور اس فعل سے جو گناہ ہوا اس سے توبہ کرے۔ قال فی الدرالمختار۔ کصبی سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ[2]۔ الخ

کیا نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں جائز ہیں

سوال (۲۹۵۲) پانچ تکبیر نماز جنازہ میں جائز ہیں یا نہ۔

الجواب:۔ پانچ تکبیر جنازہ میں درست نہیں ہیں کہ وہ منسوخ ہو گئی ہیں۔ چار سے زیادہ

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی صلاۃ الجنائز ص ۵۸۲ ج ۱۔ ظفیر۔

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۱ ج ۱۔ ظفیر۔

تکبیرات نہ کہے اگرچہ امام زیادہ بھی کہے تب بھی اس کا اتباع نہ کرے خاموش کھڑا رہے (درمختار) قوله ولو كبر امامه خمسا لم يتبع لانه منسوخ فيمكث المؤتم حتى يسلم معه اذا سلم به يفتى. فقط۔

جوگیوں کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے

سوال (۲۹۵۳) مسلمانان جہال ایں دیار کہ در رسوم کفار مبتلا اند و عادات و رسوم کفر دارند مگر کلمہ گو ہستند و خود را مسلمان می گویند کافر اند یا نہ؟ و نماز جنازہ شاں ادا کردہ شود یا نہ۔

الجواب:۔ مسلمانان جہال را کہ در رسوم کفار مبتلا اند و عادات و رسوم کفر دارند مگر کلمہ گو ہستند و خود را مسلمان می گویند کافر نباید گفت و نماز جنازہ شاں ادا باید کرد و اصلاح ایشاں باید کرد۔

ایک ہندو اور ایک مسلمان ایک مکان میں جل گئے کس طرح نماز جنازہ ادا کیجائے

سوال (۲۹۵۴) ایک مکان میں دو آدمی رہتے ہوں جن میں ایک ہندو ہو، دوسرا مسلمان، اور بحکم خداوندی اس مکان میں آگ لگ جائے جس سے دونوں آدمی جل جائیں نہ انکا گوشت و پوست باقی رہے اور ان کے وارثان کسی علامت سے شناخت نہ کر سکیں کہ کون سا ہندو ہے اور کونسا مسلمان۔ دونوں کے وارث اس پر متفق ہیں کہ اگر شناخت ہو جائے تو دونوں کے ساتھ ان کے اپنے اپنے دین کے مطابق تجہیز و تکفین کی جائے از روئے شریعت مطہرہ شناخت کی کوئی ایسی علامت بتائی جائے کہ کوئی شک باقی نہ رہے۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں جب کہ شناخت کی کوئی علامت باقی نہیں رہی تب تو ان کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کے متعلق شرعاً یہ حکم ہے کہ ان دونوں کو غسل دیا جائے (اگر وہ قابل غسل ہوں) اور دونوں کو کفن پہنایا جائے اور نماز جنازہ مسلمان کے جنازہ کی نیت سے پڑھی جائے۔ جو ان میں سے مسلمان ہے اس کی نماز جنازہ ہو جائے گی

---

(۱) الدر المختار مع هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز جلد اول ص ۸۱۷ ۱۲ ظفیر۔

کا ذکر نہ ہوگی ھکذا فصلہ وحققہ فی الشامی. کتاب الجنائز. اقول بتوفیق اللہ
قال فی الدر المختار۔ اختلط موتانا بکفار ولا علامۃ اعتبر الاکثر فان
استووا غسلوا واختلف فی الصلوٰۃ علیہم الخ قال الشامی بعد ذکر التفصیل
عن شرح مختصر الطحاوی للاسبیجابی فی قولہ اعتبر الاکثر لکن یغسلون
ویکفنون الخ ثم قال قولہ واختلف فی الصلوٰۃ علیہم فقیل لا یصلی علیہم
(الی ان قال) وقیل یصلی علیہم ویقصد المسلمین[1] الخ۔

شرابی زانی کو شرکت جنازہ سے روکا نہ جائے

سوال (۲۹۵۵) ایک شخص شارب الخمر وآکل مال سرقہ وزانی وتارک صلوٰۃ ومانع زکوٰۃ از شمولیت جنازہ مسلمان منع کیا جاوے یا نہیں۔ اور مواکلت ومشاربت کی جاوے یا نہیں۔ ایک مولوی نے ایسے شخص کو جنازہ سے نکال کر جنازہ پڑھا اور وہ مولوی جنازہ کو دعا کہتا ہے۔ لیکن دوسرا مولوی جنازہ کو عبادت کہہ کر فتوی دیتا ہے کہ اس شخص کو جنازہ اور دوسری عبادات سے نہیں روکنا چاہیئے آیا صلوٰۃ جنازہ دعا ہے یا عبادت اور اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب:۔ صلوٰۃ جنازہ نماز بھی ہے اور دعا بھی ہے اور عبادت ہونا اس کا ظاہر ہے کیونکہ صلوٰۃ جنازہ فرض کفایہ ہے۔ پس جو امر فرض ہے وہ عبادت کیسے نہ ہوگا عبادت ہونا اس کا اظہر من الشمس ہے اور فرض سے روکنا کسی مسلمان کو اگرچہ وہ فاسق اور مرتکب کبائر مثل سرقہ وزنا وشرب خمر وغیرہ کا ہو جائز نہیں ہے لہذا اسکو شرکت نماز جنازہ اور دیگر عبادات سے منع کرنا جائز نہیں ہے[2]۔ اور اگر وہ مرجاوے تو اس کے

---

[1] ردالمختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۵/ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] فعلی المسلمین تکفینہ ۔۔ والصلاۃ علیہ صفتہا فرض کفایۃ بالاجماع فیکفر منکرہا لانہ انکر الاجماع (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۱/ج ۱) ظفیر۔

جنازہ کی نماز بھی مسلمانوں کو پڑھنی چاہیئے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل برو فاجر۔ الحدیث[۱]۔ فقط۔

چارپائی پر رکھے ہوئے جنازہ کی نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۵۶) جنازہ خواندن بر میتیکہ موضوع است برچہارپائی جائز است یا نہ۔

الجواب: ازجائے دیگر۔ جائز است بلکہ اولیٰ۔ نیز چناں است قیاساً علی حالتہ الحمل فی الدر المختار۔ وان کان کبیراً حمل علی الجنازۃ انتھی۔ شیخ ابن الھمام تصریح کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ معاویہ مزنی کہ برسریر بود خواندہ اند وہم شیخ ممدوح درحاشیہ ہدایہ فی فصل الصلوٰۃ علی المیت می آورد واما صلوٰتہ علیہ السلام علی النجاشی فلانہ رفع سریرلہ حتی راٰہ علیہ السلام بحضرتہ فیکون صلوٰۃ من خلفہ علی میت یراہ الامام بحضرتہ دون المامومین وھذا غیر مانع من الاقتداء انتھی[۲]۔ وفی حواشی اکثرثم المراد بالمکان الذی اشترطت طھارتہ اما الجنازۃ او الارض ان لم یکن جنازۃ فطھارۃ الارض تشترط اذا وضع المیت بدون الجنازۃ اما بالجنازۃ فعدم اشتراط طھارۃ الارض[۳] متفق علیہ۔ انتھی۔ وجنازہ سریر میت را گویند درانواع بارک اللہ می آرد۔ اُپر زمین دے منجا رکھن شرط جنازہ آئی + منجی تھیں بنہ تے رکھن شرط نہیں ہوئے۔ انتھی۔ درترمذی شریف درباب ماجاء این یقوم الامام من الرجل والمرأۃ می آرد حدثنا عبد اللہ بن منیر عن سعید بن عامر عن ھمام عن ابی غالب قال صلیت مع انس بن مالک علی جنازۃ رجل

---

[۱] رد محتار باب صرف الجنائز مطلب فی صلاۃ الجنازہ ص ۸۱۱/۱ ۱۲ ظفیر۔

[۲] فتح القدیر مصری ص ۴۵۶/۱ ۱۲ ظفیر الدین المفتاحی۔

فقال حیال راسه ثم جاءُ بجنازة امرأة من قریش فقالوا یا ابا حمزة صل علیها فقام حیال وسط السریر فقال له العلاء بن زیاد هکذا رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم قام علی الجنازة مقامك منها ومن الرجل مقامك منه قال نعم فلما فرغ قال احفظوا[1] - وکسانیکہ حکم وفتوی میدہند کہ میت را از سریر پائیں نمودہ برزمین نہادہ جنازہ خوانند شورش پیداایں مغالطہ زعبارت بعض اسفہامر قوم است کہ عبارات مبہمہ وموہمہ آوردہ اند چنانکہ وضعہ ای علی الارض او علی الایدی قریبًا منہ بالاغی محمول علی دابة او غیرہا لاختلاف المکان بالمیت کالامام حالانکہ مراد از وضع علی الارض اعم است ازینکہ حقیقتہ باشد یا حکمًا ومراد از محمول بر غیر دابہ آنست میت محمول باشد بر چیزے جاندار کہ او را منوز بر زمین نہادہ باشند چنانکہ میت بر دابہ باشد کہ او را گاوان یا خران یا اسپان می کشند یا بر اکتاف مردان باشد کہ او را بر زمین نہ نہادہ اند ومیت را کہ مثل امام می گویند مثل بودن آں در بعض وجوہ مراد است نہ من کل الوجوہ وگرنہ مرداں نماز جنازہ زناں و کودکان جائز نہ بودی چراکہ امامت زن وکودک جہت مرداں ہرگز درست نیست فی الکبیری - ھو کالامام من بعض الوجوہ انتہی - قال مفتی السند العلامۃ النعمانی نور الله مضجعہ فی فتاواہ المراد بوضع المیت علی الارض عم من ان یکون حقیقةً اوحکمًا اما الوضع المحقیقی فکما اذا کان نفس المیت موضوعًا علی الارض واما الوضع الحکمی فکما اذا کان سریر المیت موضوعًا علی الارض دون ان السریر مع المیت دون ان الکوز مع الماء ودون ان الصندوق مع متاع دون ان الحقة مع الدرة فاذا وضع الکوز او الصندوق علی شئ فلو نعتبر وان نعلق حقیقة بالکوز والصندوق لکنه نعلق بالماء والمتاع ایضًا حکمًا

---

[1] دیکھئے ترمذی، باب ماجاء این یقوم الامام ص ۱۳۳ ج ۱، ۱۲ ظفیر صدیقی۔

ولذا ترى العلماء ينسبون السرعة والوضع عن الاعناق على الميت وان تعلق حقيقة بالسرير قال العلامة العينى فى شرح الكنز فى فصل الصلوٰة على الميت ويعجل به اى يسرع بالميت وقت المشى بحيث لا يضطرب على الجنازة بلاخبب وهو عدو سريع وبلا جلوس قبل وضعه اى قبل وضع الميت عن اعناق الرجال انتهى - در غایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار می آرد - پس نہیں درست ہے نماز او پر مردہ غائب کے بسبب نہ پائی جانے شرط موجودگی کے اور نہ اس پر جو اٹھایا ہوا ہو مثل سواری پر یعنی کسی گاڑی یا جانور یا لوگوں کے مونڈھوں پر ہو بسبب نہ پائے جانے شرط رکھے جانے کے زمین پر انتہی - پس ازیں روایات فقہیہ واحادیث صحیحہ معلوم شد کہ نماز جنازہ بر میتیکہ موضوع علی السریر باشد بلا کراہت جائز است بلکہ اولی چنان است ہذا - فقط -

الجواب صحیح حق - تجوز الصلوٰة على الميت وهو على السرير الموضوع على الارض كما هو معروف ومعمول فى عامة البلاد - فقط واللہ تعالیٰ اعلم ..... کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ - ۲۰ رجب ۳۷ھ -

مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۵۷) مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں -

وقت نماز جنازہ ولی کی اجازت درست ہے ....

سوال (۲۹۵۸) جو کہ وقت نماز جنازہ کے ملک سے اجازت لی جاتی ہے درست ہے یا نہ -

الجواب :- (۱) مسجد کے فرش پر نماز جنازہ مکروہ ہے - مسجد سے بالکل خارج ہونی چاہیے -

(۲) ان لوگوں کو جو ولی کی موجودگی میں امامت کا حق نہیں رکھتے ان کو ولی سے اجازت لینی چاہیے

عیدین کی نماز پڑھنے والا بے نمازی ہے اسکی جنازہ درست ہے

سوال (۲۹۵۹) بے نمازی کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ عیدین کی نماز پڑھنے والا نمازی ہے یا بے نمازی؟

نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو بعد میں کتنے دنوں تک نماز پڑھی جا سکتی ہے

سوال (۲۹۶۰) اگر کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو تو بعد دفن کے کے روز تک پڑھ سکتے ہیں۔

الجواب: (۱) بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ غرض ہر ایک ایسے گنہگار مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اگرچہ وہ زانی و شرابی و بے نمازی فاسق ہو[1]۔ صرف عیدین کی نماز پڑھنے والا اور پنجگانہ نماز نہ پڑھنے والا بے نمازی ہے۔

(۲) تین دن تک نماز پڑھنے کا حکم ہے[2]۔ فقط۔

نماز کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرے

سوال (۲۹۶۱) ظہر کے وقت یا کسی دوسرے وقت اگر جنازہ آوے تو پہلے فرض اور سنت پڑھ کر پھر نماز جنازہ پڑھے یا فرضوں کے بعد اور سنت سے پہلے یا کیا کرنا چاہئے۔

الجواب: درمختار میں اول یہ نقل کیا ہے کہ صلوٰۃ جنازہ سنتوں سے مقدم کرے اور شامی میں ہے کہ سنت ظہر اور عشاء اور جمعہ سے پہلے پڑھے۔ پھر درمختار میں لکھا ہے لکن فی البحر عن الحلبی الفتوی علی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ[3]۔ ہ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ فتوی اس پر ہے کہ نماز جنازہ کو سنت کے بعد ادا کرے۔ اس پر پھر کچھ شبہ کیا ہو غرض یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے جیسی ضرورت ہو ویسا کر لیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے۔

[1] ھی الصلوٰۃ الجنازۃ فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ (درمختار ...)

[2] ومن دفن ولم یصل علیہ صلی علی قبرہ ما لم یغلب علی الظن انہ تفسخ الخ (غنیۃ المستملی ص ۵۸۶) وقیل یقدر بثلاثۃ ایام وقیل عشرۃ وقیل شہر الخ عن الحموی (رد المحتار باب الجنائز ظفیر)

[3] درمختار علی ہامش رد المحتار ص ۱/۲ ۱۲ ظفیر۔

جس بچہ کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ مردہ ہے یا زندہ اسکی نماز جنازہ

سوال (۲۹۶۲) [۱] ایک بچہ پورے ایام کا پیدا ہوا نہ معلوم وہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ اس کی نماز جنازہ ہوگی یا نہیں

مردہ بچہ کی نماز جنازہ نہیں ہے

سوال (۲۹۶۳) ایک عورت حاملہ کو پورے ایام ہونیکے بعد زندہ تھی کہ بچہ پیدا ہوا نہ معلوم وہ زندہ یا مردہ پیدا ہوا۔ اندازاً صرف چار پانچ انگل لمبا ہوگا۔ ناک کان ایک ہاتھ پیر ناخن وغیرہ وغیرہ کل جسم انسان تھا، آنکھیں بند تھیں اسکو بھنگن سے پھکوا دیا گیا ایسے بچہ کی نماز اور کفن شرعی ہوتا اور باقاعدہ قبر میں دفن ہونا یا کیا۔

الجواب:۔ (۱) اگر کوئی علامت زندہ پیدا ہونے کی معلوم ہوتی تو نماز پڑھی جاوے ورنہ نہیں۔

(۲) اگر ایسا بچہ مردہ پیدا ہوا تو نماز اس کی نہ پڑھی جاوے، لیکن کفن و دفن کرنا چاہئے پھنکوانا نہ چاہئے[۲]۔

ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

سوال (۲۹۶۴) ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔ اور اگر پڑھی جائے تو کیسی پڑھی جائے۔

الجواب:۔ پڑھی جاوے۔ جیسے اور مسلمانوں کی پڑھی جاتی ہے[۳]۔ فقط۔

---

[۱] ومن ولد ومات يغسل ويصلى عليه الخ ان استهل اى وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج اكثره الخ والا غسل وسمى الخ وادرج فى خرقة ودفن ولم يصل عليه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۸ ج ۱ وص ۸۲۹ ج ۱ و ص ۸۳ ج ۱) ظفير۔ [۲] ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه ان استهل والا يستهل غسل وسمى وادرج فى خرقة ودفن ولم يصل عليه (الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۸۲ ج ۱) ظفير۔ [۳] وهى فرض على كل مسلم مات خلا بغاة وقطاع طريق الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱) ظفير۔

نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں

سوال (۲۹۶۵) حضرت صلعم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر یا کئی بار نماز جنازہ پڑھی یا دعا کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہؓ نے ستر یا کئی بار نماز یا دعا کی۔ امام اعظمؒ پر بعد غسل قاضی بغداد نے دعا رحمت کی اور جنازہ پر چھ بار قبل دفن اور بعد دفن بیس روز تک نماز پر نماز پڑھی۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے جنازہ پر پچپن دفعہ نماز جنازہ کی ہوئی مرقومہ بالا باتیں صحیح ہیں یا نہیں۔ مرقومہ بالا چاروں موقعہ میں پہلی نماز تو فرض کفایہ ہے اور باقی نمازیں مستحب ہیں یا کیا۔ اگر مستحب ہیں تو فرض نماز کے بعد مستحب نمازوں کے لئے اجتماع واہتمام اور دعا پر دعا کرنا مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں یا کیا۔ کیا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فعل صحابہؓ بھی معمول ہو یا اتفاقی کبھی بدعت سیئہ ہوتا ہے۔

الجواب:- عند الحنفیہ تکرار صلوٰۃ جنازہ مشروع نہیں ہے۔ درمختار میں ہے (لا) ای وان صلی من لہ حق التقدم کقاض او نائبہ او امام الحی او من لیس لہ حق التقدم وتابعہ الولی لا یعید الخ وان صلی ھو ای الولی بحق بأن لم یحضر من یقدم علیہ لا یصلی غیرہ بعدہ الخ[1] درمختار۔ وفیہ قبیلہ ولذا قلنا لیس من صلی علیھا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع الخ وفی رد المحتار وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ[2] الخ وفی الھامش للمصنف ان تأویل صلوٰۃ الصحابۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابا بکر رضی اللہ عنہ کان مشغولا بتسویۃ الامور وتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ فلما فرغ صلّے علیہ ثم لم یصل احد بعدہ[3]۔ اس عبارت سے تاویل نماز صحابہؓ تو معلوم ہو گئی باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۲۶/۱ ج ۱ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۲۶/۱ ج ۱ ظفیر۔ [3] ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۲۵/۱ ج ۱ ظفیر۔

جنازہ بار حضرت حمزہؓ پر اگر ثابت ہو تو وہ خصوصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے دوسرں کے لئے یہ مشروع نہیں ہے۔ قول اللہ تعالیٰ ان صلوٰتك سكن لهم اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر، حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے جنازہ پر اگر بالفرض نماز کا تکرار ہوا ہو تو یہ فعل تکرار کرنے والوں کا حجت نہیں ہے۔ حنفیہ پر اس سے الزام نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم دیوبند۔

الجواب: ۔ (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تکرار صلوٰۃ آپ کی خصوصیت ہے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز مکرر ہوئی ہی نہیں، ایک ہی نماز ان پر ہوئی ہے، پھر اور شہداء پر، لیکن جنازہ سید الشہداء کا وہاں رکھا رہا۔ اس شمول کو راوی نے ستر نماز سے تعبیر کیا ہے اور نماز سے مراد تکبیر لی ہے۔ باقی سوال میں کوئی روایت حدیثی یا مذہبی نہیں جس کا جواب دیا جاوے۔ فقط احقر انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ۔

مسلمان ہوگیا مگر اپنے کو ظاہر نہیں کیا وہ مسلمان ہے یا نہیں

سوال (۲۹۶۶) ایک شخص قوم ہنود خفیہ طور پر مسلمان ہے۔ نماز وغیرہ احکام شرع ادا کرتا ہے لیکن ظاہر حال میں وہ بت پرست اور اپنے والدین اہل ہنود کے گھر میں رہتا ہے اسی کا کھاتا پیتا ہے لیکن بوجہ شادی یا تقسیم جائداد یا کسی اور وجہ سے وہ ظاہرا مسلمان نہیں ہوا، کیا وہ مسلمان کہلائے جانے کا مستحق ہے اور اس کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ جب کہ اس نے کلمہ توحید پڑھ لیا اور احکام اسلام کو قبول کر لیا مسلمان ہو گیا۔ عند اللہ وہ مسلمان ہے۔ اس کو مسلمان سمجھنا چاہئے[۱]۔ فقط اور نماز اس کی پڑھنی چاہئے[۲]۔

---

[۱] والایمان هو الاقرار بلسانه بالتحقيق والتصديق بالجنان (شرح فقہ اکبر ص ۔۔ ۱۲ ظفیر)
[۲] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوا علی کل بر و فاجر (شرح فقہ اکبر ص ۹۱) ظفیر۔

جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ اور کفن ضروری ہے

سوال (۲۹۶۷) ایک عورت کو صرف چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا ۔ یہ بچہ بوقت پیدائش زندہ تھا ۔ پیدائش کے بعد کچھ حرکت کرنے اور دو ایک مرتبہ رونے کی آواز کرنے کے بعد صرف چند منٹ زندہ رہ کر مر گیا ۔ بچہ کے والدین نے اس کو چار ن سے ایک برتن میں رکھ کر بلا کفن و غسل کے دفن کرا دیا آیا ایسے بچہ کو غسل و کفن دینا اور نماز جنازہ کی پڑھ کر دفن کرنا واجب ہے یا نہیں ۔ اور اس کے والدین کے لئے کیا حکم ہے ۔

الجواب :۔ اس بچہ کو غسل و کفن دینا اور اس پر نماز پڑھنا ضروری تھا[۱] ۔ اسکے والدین سے یہ غلطی ہوئی ۔ اب اس کا کفارہ توبہ کرنا اور استغفار کرنا ہے ۔ فقط ۔

دوپہر کے وقت جب جنازہ ہو تو پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے یا جنازہ کی

سوال (۲۹۶۸) یہاں ایک امیٰ عبدہ دار کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا ۔ نماز جنازہ وغیرہ کی شرکت کے لئے نو بجے کا وقت مشتہر کیا گیا تھا چنانچہ وقت معینہ پر لوگ آ گئے ۔ لیکن یہاں پر خلاف امید کئی گھنٹہ کی دیر لگ گئی بہت سے آدمی کھانا کھا کر نہیں گئے تھے وہ دل ہی دل میں گھبرا رہے تھے ۔ گیارہ بجے کے بعد جنازہ اٹھا اور بارہ بجے قبرستان میں پہونچ گیا قبر بالکل تیار تھی ۔ اکثر لوگوں نے چاہا کہ اول نماز جنازہ پڑھی جاوے مگر زید نے اصرار کیا کہ اول ظہر کی نماز پڑھی جائے اس کے بعد نماز جنازہ ۔ آیا ایسی حالت میں جب کہ بارہ بجے ہوں اور لوگ بھی گھنٹوں سے رکے ہوئے ہوں اور قبر بھی تیار ہو تو اول نماز جنازہ پڑھنا بہتر ہے یا نماز ظہر ۔

الجواب :۔ اس میں دونوں قول ہیں ۔ تقدیم فرض وقت جنازہ کی نماز پر اور تقدیم نماز جنازہ فرض وقت پر ۔ چنانچہ در مختار میں ہے لکن فی البحر قبیل الاذان عن الحلبی الفتوی علی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ واقرہ المصنف کانہ الحق ؕ لحق

[۱] ومن استھل بعد الولادۃ سمی وغسل وصلی علیہ الخ باب الجنائز فصل فی الصلوۃ علی المیت ج ۱ ص ۰۰۰ ظفیر

بالصلوٰۃ لکن فی اخر احکام دین الاشباہ وینبغی تقدیم الجنازۃ والکسوف حتی علی الفرض ما لم یضق وقتہ[1] الخ اوراسی طرح دونوں قول شامی میں مذکور ہیں پس جب کہ اس بارہ میں دونوں طرح کے اقوال ہیں یعنی بعض فقہاء نماز جنازہ کی تقدیم کا حکم کرتے ہیں اور بعض فرض وقت اور سنن مؤکدہ کی تقدیم کا حکم کرتے ہیں تو جیسا موقع اور جیسی ضرورت ہو ویسا کیا جا سکتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں بہتر یہ تھا کہ نماز جنازہ پہلے ادا کی جاتی کیونکہ ظہر کی نماز کا وقت بہت باقی تھا اور جنازہ میں تاخیر زیادہ ہو چکی تھی۔ فقط

شیعہ کی نماز جنازہ

سوال (۲۹۶۹) شیعہ کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا کیا، اور ان سے میل جول کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- شیعہ کا وہ فرقہ جو سب شیخین نہ کرے اور اصحاب کو برا نہ کہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کے افک کا قائل نہ ہو اور کوئی عقیدہ کفریہ نہ رکھتا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جاوے اور اگر اہل سنت وجماعت بھی ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں یا پڑھا دیں تو کچھ حرج نہیں ہے اور کوئی تعزیر اس پر نہیں اور میل جول ان سے منع نہیں۔

چند جنازے مردوں عورتوں اور بچوں کے جمع ہوں تو کیسے نماز جنازہ پڑھی جائے

سوال (۲۹۷۰) چند جنازے مردوں، عورتوں اور لڑکے لڑکیوں کے ایک ہی جگہ جمع ہوں تو ان سب کی نماز کس طرح پڑھی جاوے۔

الجواب:- بہتر یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اگر سب کی نماز اکٹھی پڑھی یہ بھی درست ہے۔ اگر بالغین اور نابالغین دونوں قسم کے جنازے ہوں تو دونوں کی دعا پڑھے[2]۔

---

[1] ردالمحتار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ۱۲ ظفیر۔

[2] واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰۃ علی کل واحدۃ اولی من الجمع وان جمع جاز الخ ردالمحتار علی ہامش ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۲۱ ظفیر۔

سوال (۲۹۶۸/۱) (۱) میت قبر میں چاہے جتنی مدت کے لئے ہو، رکھنا طریقہ مسنون ہے یا نہیں۔

شیعی اور شافعی کی اقتداء جنازہ میں جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۹۶۸/۲) حنفی مقتدی کو نماز جنازہ میں اقتداء شافعی یا شیعہ امام کی درست ہے یا کیا۔

الجواب:- (۱) یہ مسنون نہیں اور درست بھی نہیں ہے۔
(۲) شافعی امام کی اقتداء حنفی کو درست ہے اور شیعہ امام کی اقتداء درست نہیں ہے

چوتھے روز قبر پر نماز کیوں جائز نہیں

سوال (۲۹۷۲) تین روز تک قبر مردہ پر نماز پڑھی جاتی ہے چوتھے روز کیوں نہیں پڑھ سکتے۔

الجواب:- چونکہ بعد اس مدت کے غالباً مردہ کا جسم سالم نہیں رہتا ہے اس لئے یہ حکم ہے۔[1]

دو جنازہ ایک بار

سوال (۲۹۷۳) دو جنازہ یکجا پڑھے جا سکتے ہیں یا نہ، جیسا کہ مرد و عورت یا عورت بچہ یا بچی یا مرد و لڑکا لڑکی۔

الجواب:- بہتر یہ ہے کہ ہر ایک جنازہ کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھے، اگر اکٹھی پڑھی یہ بھی درست ہے۔[2]

بعد عید قبل خطبہ نماز جنازہ

سوال (۲۹۷۴) بعد ادائے عید قبل از خطبہ صلوٰۃ جنازہ بکراہت جائز ہے یا بلا کراہت یا خلاف اولیٰ ہے۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ہونی چاہئے اور جنازہ کی نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہئے۔ پس مقدم کرنا نماز جنازہ کو خطبہ عید پر

---

[1] صلی علی قبرہ استحساناً ما لم یغلب علی الظن تفسخہ (درمختار) اسند دار الامر بین التفسخ المقتضی عدم الصلوٰۃ وبین عدمہ الموجب لہا (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۷/۱ ظفیر) [2] اذا اجتمعت الجنائز (بقیہ حاشیہ صفحہ ...)

ضرور ثابت ہے۔[1]

نماز جنازہ میں اخیر تکبیر سے پہلے ایک سلام پھیرا پھر یاد دہانی پر تکبیر کہی کیا حکم ہے

سوال (۲۹۷۵) نماز جنازہ میں تکبیر اخیر کہے بغیر ایک طرف سلام پھیرا بعد یاد دہانی تکبیر کہی اور پھر سلام پھیرا، تو کیا نماز ہوگئی۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز ہوگئی۔[2] فقط

اجرت پر جو نماز جنازہ پڑھی گئی جائز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۹۷۶) صلوٰۃ جنازہ باجرت خوانده شود آیا صلوٰۃ جنازہ ادا شود یا نہ از مصلیان فرض کفایہ ساقط شود یا نہ۔

الجواب:۔ صلوٰۃ جنازہ ادا شود و فرضیت ساقط شود لیکن اخذ اجرت برآں حرام و معصیت است در حق آخذ و آنچہ معروف است نیز بحکم مشروط شده حرام خواہد شد۔[3] فقط

(بقیہ از صفحہ گذشتہ) فافراد الصلوٰۃ علی کل واحدۃ اولیٰ من الجمع الخ وان جمع جاز (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۲۱ ج ۱) ظفیر۔

[1] وتقدم صلاتها على صلاة الجنازة اذا اجتمعا لانه واجب عينا والجنازة كفاية وتقدم صلاة الجنازة على سنة المغرب وغيرها والعيد على الكسوف لكن في البحر قبيل الاذان عن الحلبي الفتوى على تاخير الجنازة عن السنة واقره المصنف الخ (الدر المختار) قوله على الخطبة اى خطبة العيد وذالك لفرضيتها وسنية الخطبة وكذا يقال في سنة المغرب (رد المحتار باب العيدين ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر۔ [2] وركنها شيئان التكبيرات الاربع الخ والقيام (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۳ ج ۱) ظفیر۔ [3] ولا يجوز اخذ الاجرة على الطاعة كالمعصية وفيه ان اخذ الاجرة على الطاعة لا يجوز مطلقا عند المتقدمين وجوزه المتاخرون على تعليم القرآن والاذان والامامة للضرورة كما بين في محله ومقتضاه عدم الجواز هنا وان وجد غيره لانه طاعة تعين اولا ولا يختص عدم الجواز بالواجب لان الاستيجار على واجب غير جائز اتفاقا الخ وعبارة الفتح ولا يجوز الاستيجار على غسل الميت ويجوز على الحمل والدفن واجازه بعضهم في الغسل ايضا (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۴ ج ۱) ظفیر۔

دھوپ کی شدت کی وجہ سے فرش مسجد پر جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۷۷) رمضان المبارک کے الوداعی جمعہ کو جامع مسجد میں جنازہ آیا، نمازیوں کی بہت زیادہ کثرت تھی۔ نماز جنازہ اگر بیرون مسجد پڑھائی جائے گی تو صفیں سیدھی نہ ہوں گی بوجہ قبروں اور درختوں کے اور نہ نمازی آسکیں گے۔ اور دھوپ تکلیف دہ تھی، اس صورت میں نماز جنازہ فرش مسجد پر پڑھنا جائز ہے یا نہ اور ثواب ہوگا یا نہ۔

اس عذر کے باوجود باہر جنازہ پڑھے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۹۷۸) جو شخص باوجود عذرات مذکورہ کے جنازہ کو مسجد سے باہر کرکے نماز جنازہ پڑھاتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۷۹) اگر کوئی عذر نہ ہو بلکہ اتفاقیہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھ لی جائے تو نماز جنازہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- (۱) صحیح یہ ہے کہ نماز جنازہ فرش مسجد پر بصورت مذکورہ مکروہ ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے سے ثواب حاصل نہیں ہوتا۔[۱]

(۲) ایسا ہی حکم شریعت ہے کہ جنازہ کو مسجد سے باہر لیجا کر نماز ادا کرنی چاہئے اور عذرات مذکورہ سے کوئی عذر سبب جواز نماز جنازہ در مسجد نہیں ہو سکتا حنفیہ کا صحیح مذہب یہی ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں ہر حال مکروہ ہے۔[۲]

(۳) نماز جنازہ ادا ہو جاوے گی اور فرض کفایہ ساقط ہو جاوے گا۔ لیکن ثواب

---

[۱] و[۲] وکرهت تحریما وقیل تنزیها فی مسجد جماعة هو ای المیت فیه وحده او مع القوم واختلف فی الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الکراهة مطلقا الخ وهو الموافق لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی مسجد فلا صلاة له (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۲ ج ۱) ظفیر۔

حاصل نہ ہوگا[1]۔ فقط۔

(۴) درمختار میں ہے وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وعلی سنۃ المغرب وغیرہ

الخ قولہ وغیرہ کسنۃ الظہر والجمعۃ والعشاء[2] الخ شامی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد پہلے صلوٰۃ جنازہ ادا کرکے پھر سنتیں پڑھیں۔ فقط۔

جہاں پر چہار طرف قبریں ہوں نماز جنازہ یا نماز فرض پڑھنا مکروہ ہے

سوال (۲۹۹۰) آگے پیچھے چاروں طرف قبور ہوں وہاں فرض یا نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں

الجواب: ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے[3]۔ فقط۔

ہیجڑوں کی نماز جنازہ اور مسلمان قبرستان میں ان کی تدفین درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۹۱) قوم ہیجڑا جو لواطت وغیرہ کی کمائی کھاتے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا اور ان کی کمائی سے خیرات لینا کیسا ہے۔

الجواب: حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر۔ الحدیث۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک نیک و بد کی جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور فقہاء نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ سوائے بغاۃ وغیرہم کے جن کو فقہاء نے مستثنیٰ فرمایا ہے ہر ایک مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے[4]

---

[1] من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ له الدر المختار ورویۃ احمد وابی داؤد فلا شئ له وابن ماجه فلیس له شئ وروی فلا اجر له وقال ابن عبد البر هی خطأ فاحش والصحیح فلا شئ له الخ ولیس الحدیث نهیا غیر مصروف ولا مقرونا بالوعید فان سلب الاجر لا یستلزم ثبوت استحقاق العقاب الخ لانه علم قطعا انها صحیحة رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۲۸ / ۱ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ / ۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ وفی طریق ومزبلۃ ومجزرۃ ومقبرۃ ومغتسل وحمام الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵۲ / ۱ ظفیر۔

[4] وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۴ / ۱ ظفیر۔

اگرچہ وہ فاسق و بدکار ہو۔ پس قوم ہیجڑا مذکور جو کہ مسلمانوں کی اقوام میں سے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے اگرچہ افعال شنیعہ کے ارتکاب کی وجہ سے وہ فاسق ہیں اور نماز پڑھکر ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے اور ماسوا اس کے ان کی مجالس میں شریک ہونا اور دعوت کھانا وغیرہ درست نہیں ہے صرف ان کی تجہیز و تکفین جو کہ حق اسلام ہے کر دینی چاہیئے۔ ویسے ان سے علیحدگی چاہیئے۔ فقط۔

جس بچہ کا مرد یا عورت ہونا کسی وجہ سے معلوم نہ ہو تو اس کے لئے کیا دعا پڑھی جائے

سوال (۲۹۸۲) ایک عورت کے جنگل میں بچہ پیدا ہوا اور ماں کی بیہوشی میں جانور بچہ کا دھڑ کھا گیا تو نماز میں لڑکے کی دعا پڑھیں یا لڑکی کی۔

الجواب:- لڑکے کی دعا پڑھنی چاہیئے۔ اور اگر لڑکی کی دعا بھی پڑھ دے[1] تو بھی جائز ہو جائے گی۔

نماز جنازہ ہو جانے کے بعد اگر کچھ آجائیں تو پھر وہ نہیں پڑھ سکتے

سوال (۲۹۸۳) جو شخص نماز جنازہ پڑھ چکا ہو بعد میں دس پانچ آدمی ناواقف آجائیں تو ان کو پھر نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے یا نہ۔

الجواب:- پھر نہیں پڑھا سکتا کیونکہ جنازہ کی نماز مکرر نہیں ہوتی[2]۔ فقط۔

نماز جنازہ نہ جاننے والے جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں

سوال (۲۹۸۴) جو لوگ جنازہ کی نما

---

[1] ... ولا یستغفر بصبی ولکن یقول اللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا اجرا وذخرا (ہدایہ باب الجنائز فصل فی الصلوٰة ص ۱۶۲ ج ۱) اس لئے کہ مذکر کی ضمیر میت کی طرف لوٹے گی اور مؤنث کی بتاویل نفس۔ نفس کی طرف۔ ظفیر

[2] ولذا قلنا لیس لمن صلی علیها ان یعید مع الولی لان تکرارها ای صلاة الجنازة غیر مشروع (در مختار) وان صلی الولی فلیس لاحد ان یصلی بعده لانه حتی لا یجوز الاعادة لا للسلطان ولا لغیره (رد المحتار باب الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱) ظفیر

نہیں جانتے وہ لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں، شریک ہوں تو کیا پڑھیں۔

الجواب: - جو لوگ ترکیب نماز جنازہ کی نہیں جانتے وہ بھی شریک نماز ہو جاویں تکبیر امام کے ساتھ کہتے رہیں اور دعاء ماثور اگر یاد نہ ہو تو اللہم اغفر لنا ولوالدینا ولہ وللمومنین والمومنات دعاء ماثور کی جگہ پڑھ لینا بھی درست ہے[1]۔

جنازہ میں تاخیر بہتر نہیں

سوال (۲۹۸۵) جنازہ تیار کرنے میں عمداً دیر کرنا کیسا ہے

الجواب: - درمختار میں ہے واذا مات تشد لحیاہ وتغمض عیناہ الی ان قال ویسرع فی جہازہ وفی حدیث ابی داؤد رحمہ اللہ فاذا مات فآذنونی حتی اصلی علیہ وعجلوا بہ۔ الحدیث[2]۔ پس معلوم ہوا کہ میت کی تجہیز وتکفین میں دیر کرنا نہ چاہئے۔ تعجیل مستحب ہے۔ فقط۔

خودکشی کرنے والوں کی نماز جنازہ

سوال (۲۹۸۶) جو شخص خودکشی کرے اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے من قتل نفسہ ولو عمداً یغسل ویصلی علیہ[3] (ترجمہ) جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا اگرچہ عمداً ایسا کیا ہو اس کو غسل دیا جاوے اور نماز اس کی پڑھی جاوے۔ فقط۔

پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے یا جنازہ کی

سوال (۲۹۸۷) بعد زوال کے پہلے ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے یا جنازہ کی اور خصوص ولی کے لئے۔ اور دونوں کیا ہے۔

الجواب: - پہلے ظہر کی نماز مع سنت کے پڑھ لیں اس کے بعد جنازہ کی نماز پڑھیں ولی اور غیر ولی سب کے لئے حکم برابر ہے لیکن اگر کسی ضرورت سے جنازہ کی نماز پہلے پڑھ لیجاوے

---

[1] ثم ان کان لا یحسن الدعاء بالماثور یقول اللہم اغفر لنا ولوالدینا ولہ وللمومنین والمومنات (رد المحتار باب الجنائز ص ۸۰۶ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۷۹۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۰۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑھ لیں۔ کذا فی الدر المختار[1] فقط۔

جنازہ کی صف متصل ہونی چاہئے

سوال (۲۹۸۸) مقتدی نماز جنازہ میں ایک دوسرے سے فاصلہ کے ساتھ کھڑے ہوں یا مثل صلوٰۃ وقتیہ کے متصل ہو کر کھڑے ہوں۔

الجواب: صف متصل ہونی چاہئے مثل جماعت فرائض وقتیہ کے۔ فقط۔

دو چار جنازہ ایک ساتھ

سوال (۲۹۸۹) دو چار جنازہ کی نماز ایک ساتھ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ نماز جنازہ میں ایک دو تکبیر فوت ہو جانے سے مقتدی بعد سلام امام کے خالی تکبیر کہے یا دعا بھی پڑھے۔

الجواب: ایک ساتھ دو چار دس بیس جنازوں کی نماز پڑھنا درست ہے اور سب کی نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بہتر علیحدہ علیحدہ پڑھنا ہے۔ درمختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰۃ علی کل واحدۃ اولیٰ وان جمع جاز الخ[2] اور جو شخص نماز جنازہ میں بعد میں آکر شامل ہوا وہ بعد فراغ امام صرف تکبیرات کہہ کر سلام پھیر دے، دعا نہ پڑھے۔ اگر جنازہ کے اٹھ جانے کا اندیشہ ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار[3] فقط۔

چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا ہے یا نہیں

سوال (۲۹۹۰) نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان کوئی دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض کتب احناف میں جائز لکھا ہے اور بعض میں ناجائز۔

الجواب: ظاہر مذہب حنفیہ یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا نہیں ہے بلکہ ترک ہی اولیٰ ہے۔ اگرچہ جواز کی بھی روایت ہے۔ درمختار میں ہے ویسلم بلا دعاء بعدہا فی ظاہر الشامی

---

[1] وتقدم صلاتها على صلاة الجنازة اذا اجتمعا الخ لكن في البحر قبيل الاذان عن الحلواني الفتوى على تاخير الجنازة عن السنة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العيدين ص ۷۸۵ ج ۱) ظفير۔

[2] الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز جلد اول ص ۸۲۱۔ ظفير۔

[3] ثم يكبران ما فاتهما بعد الفراغ ان خشيا رفع الميت على الاعناق (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۲۰ ج ۱) ظفير۔

قولہ بلا دعاء ھو ظاھر المذھب[1]۔ فقط۔

غروب آفتاب کے وقت نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۹۱) شخصے نماز جنازہ بوقت غروب می خواند، آیا شخص مذکور مصیب است و نماز جنازہ اجرے ہست یا نہ۔ و نماز جنازہ را اعادہ کردن لازم است یا نہ۔

وقت مکروہ میں جنازہ آجائے تو اس کا کیا حکم ہے

سوال (۲۹۹۲) اگر جنازہ در وقت مکروہ رسید آیا بسید ان مذکور زیر مفہوم اذا حضرت داخل است یا نہ۔

الجواب:۔ (۱) آں شخص در ادائے نماز جنازہ مصیب است واجر نماز جنازہ مرا ورا حاصل است وحاجت اعادہ نیست بلکہ اعادہ جائز نیست لما مر من الروایات ونقل فی الشامی عن شرح المنیۃ بخلاف ظھورھا فی وقت مکروہ الخ ای تجوز الصلوٰۃ علیہا فی ھذہ الصورۃ بلا کراھۃ[2]۔

(۲) داخل نیست۔ فقط۔

صرف عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور مردوں کے ساتھ جماعت میں ملنے کا کیا حکم ہے

سوال (۲۹۹۳) صرف عورتیں جنازہ کی نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور عورتوں کا شریک ہونا مردوں کی جماعت میں درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے کہ تنہا عورتوں کی جماعت جنازہ میں مکروہ نہیں ہے اور نماز جنازہ ادا ہو جاتی ہے بلکہ تنہا ایک عورت بھی نماز جنازہ پڑھ لیوے تو فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ واعلم ان جماعتھن لا تکرہ فی صلوٰۃ الجنازۃ

---

[1] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۱۷ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ تحت قولہ وفی التحفۃ الافضل ان لا تؤخر الجنازۃ ص ۳۴۷ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

[3] ردالمحتار باب الامامۃ تحت قولہ ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح فی غیر صلوٰۃ جنازۃ لانھا لم تشرع مکررۃ ص ۵۲۶ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

شامی۔ اور حائضہ ہونا عورتوں کا مردوں کی جماعت میں مطلقاً مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار ویکرہ حضورھن الجماعۃ[۲] الخ۔ فقط۔

فصل سادس

قبر، دفن اور ان کے متعلقات

ریتلی زمین میں خشت خام سے لحد تیار کرنا کیسا ہے

سوال (۲۹۹۴) ریتلی زمین میں قبر قائم نہیں رہ سکتی فوراً بعد تیار ہونے کے یا مٹی ڈالتے وقت گر جاتی ہے ایسی صورت میں اگر خشت خام سے لحد تیار کی جائے تو یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ ایسی حالت اور صورت میں کچی اینٹ سے لحد قائم کرنا جائز ہے اور اس میں سنت لحد ادا ہو جاویگی اور کچھ کراہت نہ ہوگی کیونکہ خشت خام کے رکھنے کا اور اس سے لحد کے منھ بند کرنے کا حکم حدیث و فقہ سے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں خشت خام استعمال کی گئی ہیں۔ پس اگر ضرورت مذکورہ کی وجہ سے ہر جانب لحد میں خشت خام رکھی جاویں تو یہ بلا شبہ جائز اور مستحب ہے جیسا کہ عبارات کتب فقہ سے ظاہر ہے۔ ویسوی اللبن علیہ الخ درمختار[۳]۔ ای علی اللحد بأن یسد من جھۃ القبر ویقام اللبن فیہ الخ جلد شامی۔ ولا بأس باتخاذ تابوت ولو من حجر او حدید لہ عند الحاجۃ کرخاوۃ الارض الخ درمختار۔ وفی رد المحتار قولہ ولا بأس باتخاذ تابوت الخ ای یرخص ذلک عند الحاجۃ والا کرہ کما قدمناہ آنفاً قال فی الحلیۃ نقل غیر واحد عن الامام ابن الفضل انہ جوزہ فی اراضیھم لرخاوتھا وقال

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۲۹ ج ۱۔ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۷ ج ۱۔ ظفیر۔ [۳] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۷ ج ۱۔ ظفیر۔

لکن ینبغی ان یفرش فیہ التراب و تطین الطبقۃ الاولی مما یلی المیت ویجعل بین الخفیف علی یمین المیت و یسارہ لیصیر بمنزلۃ اللحد والمراد بقولہ ینبغی یسن الخ۔[1]

شامی کی اس عبارت کے آخر حصہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حصہ جو سوال میں درج ہے عین مطابق سنت ہے اور کسی قسم کی کراہت کا اس میں شبہ نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقتاً لحد ہی ہے۔ صرف بخوف گر جانے لحد کے روک اس کی سے لئے کچی اینٹیں ہر طرف قائم کی گئی ہیں جو کہ خلاف سنت نہیں پس اس عمل کے ذریعہ سے عمل بالسنۃ بخوبی حاصل ہوگا .... وہو المطلوب۔ فقط۔

ورثاء میت سے اسٹامپ لکھانا کہ فاتحہ کی اجازت نہ ہوگی اور قبر کی علامت رہیگی کیسا ہے

سوال (۲۹۹۵) ایک قبر کسی مقام پر جو کہ جدید اور چند روز کی ہے جو لوگوں نے ورثاء میت سے بجبر ایک اسٹامپ لکھالیا اور اس شرط پر دفن کی اجازت دی کہ ورثاء کو کسی قسم کی اجازت فاتحہ وغیرہ کی نہ دی جاوے گی اور قبر کا نشان بھی اس طرح سے قصداً مٹا دیا جاوے گا کہ کوئی علامت قبر کی باقی نہ رہے گی تاکہ لوگ اس پر نماز بھی پڑھ سکیں اور لوگوں کی آمد ورفت میں بھی وہ قبر مانع نہ ہو اور نہ نماز میں حارج ہو۔ لہٰذا کسی قبر کی علامت مٹانا بوجہ عذر مذکورہ اور ورثاء سے بجبر ایسا اسٹامپ لکھوانا از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں اور جدید قبر کی علامت مٹانے والے از روئے شرع خاطی ہیں یا نہیں۔

الجواب:- قبر کو مسنم یعنی بشکل سنام ابل (کوہان اونٹ) کرنا مسنون اور مستحب ہے اور بعض نے اس کو لازم و واجب کہا ہے ویسنم ای ندبا وفی الظہیریۃ وجوبا قدر شبر ای اکثر شیئا قلیلا۔ بدائع۔ شامی۔ قولہ ویسنم ای یجعل ترابہ مرتفعا علیہ کسنام الجمل بما روی البخاری عن سفیان التمار انہ رای قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۳۶ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

مستمناً[1]۔ شامی۔ اور یہ بھی درمختار میں ہے وتخییر المالک بین اخراجه ومساواته بالارض[2] اھ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی مملوکہ زمین میں اگر بلا اجازت اس کے کسی میت کو دفن کر دیا جاوے تو مالک کو اختیار ہے کہ اس میت کو وہاں سے نکلوا دے یا زمین برابر کر کے صورت قبر نہ رکھے۔ پس کسی کی مملوکہ زمین میں اگر کسی میت کو دفن کرنے کا ارادہ ہو تو وہ مالک اس قسم کی شرائط لگا دے تو ہو سکتا ہے اور قبرستان موقوفہ میں کوئی ایسا نہیں کر سکتا اور شرط مذکور نہیں لکھوا سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دفن کے بعد مردہ نہیں نکالا جا سکتا

سوال (٢٩٩٦) قبر سے مردہ کو کسی صورت میں نکالا جا سکتا ہے یا نہیں، اگر نکالا جاوے تو وہ کیا مجبوری ہوگی۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی کأن تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة ویخیر المالک بین اخراجه ومساواته بالارض کما جاز زرعه والبناء علیه اذا بلی وصار ترابا[1] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ میت کو قبر سے بعد مٹی ڈالنے کے نہ نکالا جاوے مگر حقوق عباد کی وجہ سے کہ مثلاً زمین مغصوبہ ہو یا غیر کی زمین میں بدون مالک کی اجازت کے دفن کر دیا جاوے تو مالک کو اختیار ہے کہ میت کو نکلوا دے یا زمین کو برابر کر دے اور نشان قبر کا نہ رکھے الخ پس یہی جواب ہے سوال مذکور کا۔ فقط۔

غیر کی زمین میں بلا اجازت دفن کرنا کیسا ہے

سوال (٢٩٩٧) اگر کوئی شخص غیر کی زمین میں بدون دریافت کرنے مالک کے مردہ دفن کر دے تو ایسی حالت میں شرع کا کیا حکم ہے اور مردہ کو عذاب ہوگا یا نہیں اور مالک زمین کو جبر و ثواب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر غیر کی زمین میں بلا اجازت اس کے مردہ دفن کر دے تو حکم یہ ہے

---

[1] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ٨٣٣ ج ١ ظفیر ٢ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ج ١

[2] ظفیر ٣ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ٨٣٩ ج ١ ظفیر۔

کہ مالک زمین یا اس مردے کو نکلوا دے یا زمین کو برابر کر دے اور اپنے کام میں لاوے مردہ کو کچھ عذاب اس میں نہیں ہے۔ اور اگر مالک رضامندی سے اجازت دیدے تو اس کو ثواب ہے۔ در مختار میں ہے ویخیر المالک بین اخراجہ ومساواتہ بالارض کما جاز زرعہ والبناء علیہ اذا بلی وصار ترابًا۔ زیلعی[1]۔ در مختار۔ فقط۔

شیعہ عورت کا کفن دفن

سوال (۲۹۹۸) اگر کسی اہل سنت کے گھر میں شیعہ عورت ہو اور وہ مر جائے تو اس کا گور و کفن کرنا چاہئے یا نہیں اور نماز جنازہ اس کو پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

الجواب:۔ شیعہ کئی قسم کے ہوتے ہیں، بعض شیعہ غالی ہیں جن کی تکفیر کی گئی ہے پس اگر وہ عورت اس فریق میں سے ہے تو اس کے جنازہ کی نماز وغیرہ کچھ نہ کرنا چاہئے مثل کفار کے گڑھے میں دبا دینا چاہئے۔ اور اگر ایسی نہیں ہے بلکہ محض تفضیلیہ ہے تو وہ مسلمان ہے۔ مسلمانوں کی طرح اس کی تجہیز و تکفین کرنی چاہئے اور نماز جنازہ پڑھنی چاہئے[2]۔ فقط۔

دفن کے بعد قبر پر مٹی ڈالنے کا ثبوت کیا ہے

سوال (۲۹۹۹) قبر جو بیٹھ گئی ہو یا بالکل زمین کی برابر ہو کر متمیز نہ ہوتی ہو اس پر مٹی ڈالنا مستحب ہے تاکہ زمین سے متمیز ہو جاوے اور حفاظت قبر من الاہانت یعنی وطی وغیرہ نہ ہو سکے۔ اس کی سند شامی وغیرہ کتب فقہ سے مرحمت فرمائی جاوے۔

الجواب:۔ یہ تصریح شامی وغیرہ میں نہیں دیکھی گئی کہ جو قبر بیٹھ گئی ہو اس پر پھر مٹی ڈالنا مستحب ہے، البتہ جواز اس کا صحت سے ثابت ہو سکتا ہے جو کہ کتابت علی القبر کے جواز میں منقول ہے۔ شامی میں ہے وان احتیج الی الکتابۃ حتی لایذھب الاثر ولا یمتھن فلا باس بہ[3]۔ اور نیز شامی و شرح منیہ میں ہے ولا یزاد علی التراب الذی خرج من القبر وتکرہ الزیادۃ وعن محمد لا باس بہا[4] سوا گرچہ

۱؎ رد المحتار میں بھی ہے رد المحتار باب صلاۃ الجنازہ ص ۸۴۲/۱ ۱۲ ظفیر ۲؎ بخلاف ما اذا کان یفضل علیا ویسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر، رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۸/۲ ظفیر ۳؎ رد المحتار باب صلاۃ الجنازہ ص ۸۳۹/۱ ۱۲ ظفیر ۴؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی (ص ۵۵۵) رد المحتار باب صلاۃ الجنازہ ص ۸۳۸/۱ ۱۲ ظفیر۔

اگرچہ یہ روایت بوقت حثی تراب فی القبر ہے لیکن اس کے عموم سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ دوسری مٹی قبر پر ڈالنا موافق روایت امام محمد کے داخل ہے۔ فقط۔

حاملہ کا بچہ پیٹ چاک کرکے نکالا جائے یا نہیں

سوال (۳۰۰۰) اگر حاملہ عورت چار ماہ یا چھ ماہ یا سات ماہ یا نو ماہ کے اثناء میں انتقال ہو جائے تو اس کے بچہ کو پیٹ چاک کرکے نکالا جائے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں لکھا ہے کہ اگر حاملہ عورت مر جاوے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو کر حرکت کرتا ہو تو اس کے پیٹ کو چاک کرکے بچہ کو نکالا جاوے، پس جس وقت حمل کو اتنی مدت ہو جاوے کہ بچہ پیٹ میں حرکت کرنے لگے اور ماں کے مرنے پر بھی اس میں حرکت و اضطراب باقی ہو اس وقت یہ حکم ہے جو مذکور ہوا۔ کسی مدت کی قید نہیں ہے۔ بلکہ اگر نو ماہ بھی حاملہ کو ہو اور اس کے مرنے پر بچہ پیٹ میں حرکت کرتا اور اضطراب کرتا ہوا معلوم نہ ہو تو پیٹ کو چاک نہ کیا جاوے گا بلکہ مدار بچہ کے زندہ ہونے پر اور حرکت و اضطراب پر ہے نہ کسی مدت پر چنانچہ عبارت درمختار کی یہ ہے حامل ماتت وولدها حي يضطرب شق بطنها من الايسر ويخرج ولدها[1] الخ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ حاملہ عورت مر گئی اور بچہ اس کا پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے تو بائیں جانب سے عورت کے شکم کو چاک کرکے بچہ کو نکالا جاوے۔ فقط۔

لحد کی وسعت اور اونچائی کیا ہو

سوال (۳۰۰۱) لحد قبر کی کتنی فراخ اور کتنی اونچی ہونی چاہئے۔

الجواب:- لحد کے بارے میں اسی قدر حکم ہے کہ وسیع اور فراخ ہو جس میں مردہ اچھی طرح لٹا دیا جاوے اور کوئی خاص تحدید لحد کے بارہ میں نہیں ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ لحد اس قدر اونچی ہو کہ میت اس میں بیٹھ سکے، یہ کچھ ضروری شرط نہیں ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۰ ج ۱ - ظفیر۔

[2] واللحد ان يحفر في جانب القبلة من الارض حفيرة فيوضع فيه الميت ويجعل ذالك كالبيت المسقف (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱ و ص ۸۳۶ ج ۱) ظفیر۔

[متن حاشیہ جیسا کہ چھپا ہے:] ولحد ان يحفر في جانب القبلة من الارض حفيرة فيوضع فيه الميت وينصب عليه اللبن ويلحد لانه السنة وصفته ان يحفر القبر ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيها الميت ويجعل ذالك كالبيت المسقف (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱ و ص ۸۳۶ ج ۱) ظفیر۔

قبر پر تختوں کی جگہ پتھروں کا استعمال کیسا ہے

سوال (۳۰۰۲) قبر پر بعوض تختوں کے پتھر جائز ہے یا نہیں؟۔

الجواب:۔ بضرورت جائز ہے۔[۱] فقط

قبر کے سلسلہ میں غلط رواج

سوال: (۳۰۰۳) میت کو دفن کرتے وقت مسلمانوں کے بعض کی مٹی سر کے نیچے اور اہل ہنود کے ہاتھ کی مٹی پیر کے نیچے رکھ کر اوپر تختہ رکھ کر قبر تیار کرتے ہیں یہ امر جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مسلمان میت کے لئے لحد بنانا مسنون ہے اور اگر لحد تیار نہ ہوسکے بوجہ زمین سخت نہ ہونے کے تو قبر کے درمیان صندوق شق کھود کر اس میں میت کو رکھ کر اوپر تختہ یا پتھر رکھ دیں یہ بھی درست ہے۔[۲] باقی امور جو خلاف سنت ہیں ان کو ترک کیا جاوے۔[۳] فقط

قبر کے اطراف کا پختہ کرنا اور کتبہ لگانا کیسا ہے

سوال (۳۰۰۴) زید حفاظت اور علامت کے لئے اپنے والد مرحوم کی قبر کے اطراف اربعہ کو پختہ اینٹ میں کچی اور سنگ مرمر پر نام کندہ کرانا چاہتا ہے، کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں بحوالہ مسلم یہ حدیث نقل فرمائی ہے نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبر وان يكتب عليها وان يبنى عليها

---

[۱] ويسوى اللبن عليه والقصب لا الآجر المطبوخ والخشب لو حوله اما فوقه فلا يكره (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۷ ج ۱) ظفير۔

[۲] وحفر قبره في غير دار مقدار نصف قامة فإن زاد فحسن، ويلحد ولا يشق إلا في أرض رخوة ولا بأس باتخاذ تابوت ولو حجر او حديد له عند الحاجة كرخاوة الارض ويسوى اللبن عليه والقصب الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱) ظفير۔

[۳] ہذا سوال میں جس رسم کا ذکر ہے وہ بدعت ہے، اسے ترک کر دینا ضروری ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

رواہ مسلم[1]۔ یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے پختہ کرنے سے اور ان پر کچھ لکھنے سے اور تعمیر کرنے سے۔ پس صورت مذکورہ فی السوال شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط۔

پختہ قبر کا ہموار کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۰۵) زید کی دوکان کے صحن میں ایک قبر پرانی کچی ہے، بعض لوگوں نے زید کے پیچھے اس قبر کو پختہ کرا دیا ہے، ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے چراغ روشن کئے جائیں گے اور پرستش کی جائے گی۔ زید کو شرعاً اس قبر کو اکھاڑ کر ہموار کر دینا واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زید اس قبر کو اکھاڑ کر برابر کر سکتا ہے اور اس کو ایسا کرنا درست ہے بلکہ پختہ باقی رکھنا اس قبر کا جائز نہیں ہے[2]۔ فقط۔

جس قبر میں ہڈی نکلے اس میں نیا مردہ دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۰۶) ایک قبر کھودی اس میں سے مردہ کی ہڈی نکلی، اس میں نیا مردہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر جدید میت کو اس میں دفن کرنا درست ہے[3]۔

وقف قبرستان کی زمین کرایہ پر دینا اور عورت کو جاروب کشی کے لئے مقرر کرنا درست نہیں ہے

سوال (۳۰۰۷) ہندہ بطور جاروب کش ایک بزرگ کے مزار پر ہے۔ مزار کے قریب

---

[1] مشکوٰۃ باب دفن المیت ص ۱۴۸، ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] ولا یطلی للنہی عنہ ولا یطین ولا یرفع علیہا بناء (درمختار) ای لا یطلی بالجص بالفتح قولہ لا یرفع ای یحرم لو للزینۃ ویکرہ لو للاحکام بعد الدفن (ردالمحتار ص ۸۳۹) لما فی صحیح مسلم عن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ (ایضاً ص ۸۳۸ ج ۱) ظفیر [3] کما جاز زرعہ والبناء علیہ اذا بلی وصار تراباً (درمختار) زرعہ ای القبر ولو غیر مغصوب ولکن لا یجوز دفن غیرہ علیہ (ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۴۲ ج ۱) قال فی الفتح ولا یحفر قبر لدفن آخر الا ان بلی الاول فلم یبق لہ عظم الا ان لا یوجد فتضم عظام الاول ویجعل (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مسلمانوں کی قبریں ہیں، مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کر کے اور زمین کو ہموار کر کے اس کو ایک انجن کے ذریعے سے چکی چلانے کے واسطے کرایہ پر دیا۔ کیا یہ فعل اس کا جائز ہے۔ کیا بزرگوں کے مزار پر عورت کو جاروب کش مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - پرانی قبور کو برابر کرنا اور اس میں تعمیر، زراعت وغیرہ کرنا فقہاء نے درست لکھا ہے[1]۔ لیکن موقوفہ قبرستان میں ایسا کرنا کہ قبور کو برابر کر کے اس زمین کو کرایہ پر دینا درست نہیں ہے[2]۔ اور عورت کو مزار پر جاروب کش مقرر کرنا درست نہیں ہے[3]۔ فقط۔

مردہ کو دوسری جگہ لیجا کر دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۰۰۸) مردہ کو موجب وصیت اس کے غیر وطن میں مرا ہوا اس کے وطن میں لے جا کر دفن کرنا اور وطن ۔ ڈمیل فاصلہ پر ہو تو یہ بالکل حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی۔ ولی وطن میں بو اس خیال سے لیجانا درست ہے یا نہ۔ بعض احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام نے مکہ معظمہ میں لاکر دفن کیا۔ یہ فعل صحابہ ہے۔ جواز کے لئے اتنی حجت کافی ہے یا نہیں۔ شامی در مختار میں

بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ (بینهما حاجز من تراب الخ فالاولی اناطة الجواز بالبلاء اذلا یمکن ان یعد لکل میت قبر لا یدفن فیہ غیرہ وان صار الاول ترابا لاسیما فی الامصار الکبیرة الجامعة والا لزم ان تعم القبور السہل والوعر علی ان المنع من الحفر الی ان لا یبقی عظم عسر جدا (رد المحتار مطلب فی الدفن ص ۸۳۵ ج ۱) ظفیر لہ کما جاز زرعه والبناء علیه اذا بلی وصار ترابا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۴۲ ج ۱) ۲ے فاذا تم ولزم لایملك ولا یعار ولا یرهن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوقف) ظفیر ۳ے وبزیارة القبور ولو للنساء (در مختار) وقیل تحرم علیهن الخ وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء فلا بأس اذا کن عجائز ویکره اذا کن شواب کحضور الجماعة فی المساجد وهو توفیق حسن (رد المحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۴۳ ج ۱) اس سے معلوم ہوا کہ جاروب کشی عورت کی بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگی کہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

لاباس بہ لکھا ہے۔ غرض میری یہ ہے کہ اس کے متعلق بڑا فتنہ ہوا ہے، لہٰذا جواز یا عدم جواز جو جانب راجح ہو، مفصل طور سے تحریر فرمادیں۔

الجواب: قال فی شرح المنیۃ الکبیر: ویستحب فی القتیل والمیت دفنہ فی المکان الذی مات فیہ فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن قدر میل او میلین فلاباس بہ قیل ھذا التقدیر عن محمد یدل علی ان نقلہ من بلد الی بلد لایجوز او مکروہ ولان مقابر بعض البلدان ربما بلغت ھذہ المسافۃ ففیہ ضرورۃ ولا ضرورۃ فی النقل الی بلد آخر وقیل یجوز ذلک مادون سفر لما روی ان سعد بن وقاص مات فی قریۃ علی اربعۃ فراسخ من المدینۃ فحمل علی اعناق الرجال الیھا وقیل لایکرہ فی مدۃ السفر ایضاً۔ وما بعد الدفن فلا یجوز اخراجہ اھ[1] اور شامی نے درمختار کے اس قول ولا باس بنقلہ قبل دفنہ کی شرح میں لکھا ہے قیل مطلقاً وقیل الی مادون مدۃ سفر وقیدہ محمد بقدر میل او میلین لان مقابر البلد ربما بلغت ھذہ المسافۃ فیکرہ فیما زاد قال فی النھر عن عقد الفرائد وھو الظاھر اھ[2] ان عبارات سے واضح ہے کہ قبل دفن میت کے نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز و مکروہ اور غالباً مراد ان کی مکروہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ اور صاحب نہر کا اس کو ظاہر کہنا اس کی ترجیح کو مقتضی ہے۔ فقط

قبر میں قبلہ رخ کرنا اور داہنی کروٹ پر لٹانا

سوال (۳۰۰۹) میت کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف کرنا فرض ہے یا داہنی کروٹ پر لٹانا سنت ہے؟

الجواب: کتب فقہ میں یہ لکھا ہے ویوجہ الیھا وجوباً یعنی میت کو متوجہ کیا جاوے قبلہ کی طرف اور یہ واجب ہے۔ اور شامی میں لکھا ہے ذکر فی شرح

[1] غنیۃ المستملی ص ۵۲۳ ۔ [2] ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۴۲ ۔ ظفیر

الی التحفۃ بانہ سنۃ۔ یعنی تحفہ میں یہ تصریح کی ہے کہ قبلہ کی طرف میت کو متوجہ کرنا سنت ہے، اور در مختار میں ہے وینبغی کونہ علی شقہ الایمن[2] الخ لائق ہے ہونا میت کا داہنی کروٹ پر۔ فقط۔

دفن کے بعد سترقدم ہٹ کر دعا بدعت ہے

سوال (۳۰۱۰) میت کو دفن کرکے ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا کیسا ہے؟۔

الجواب: ۔میت کو دفن کرکے ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا بدعت اور مذموم اور ناجائز ہے۔

کفن پر کلمہ لکھنا

سوال (۳۰۱۱) میت کی کفنی پر کلمہ شریف مٹی سے لکھا کرتے ہیں اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد ایک خام اینٹ پر کلمہ شریف لکڑی سے لکھکر میت کے سر کے پاس مغرب کی جانب رکھتے ہیں۔ نیز مٹی کے چند چھوٹے چھوٹے ڈھیلوں پر ایک شخص موجودین میں سے قل شریف پڑھ کر کل ڈھیلوں کو میت کے ساتھ لحد میں ڈالتے ہیں یہ امور جائز ہیں یا کیا۔

الجواب: ۔ یہ سب امور خلاف شریعت ہیں اور ان کی کچھ اصل نہیں ہے۔ ایسی رسوم کو چھوڑنا چاہئے۔

قبر کے پٹاؤ میں پختہ کونڈا دینا کیسا ہے

سوال (۳۰۱۲) قبر کے پٹاؤ میں مٹی کا پختہ کونڈا دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ درمختار میں ہے ویسوی اللبن علیہ والقصب لا الآجر المطبوخ والخشب لو حولہ اما فوقہ فلا یکرہ[1] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ پکی اینٹ اور کونڈا اگر میت کے قریب میت کے ماحول رکھنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت ہو تو درست ہے۔ قال مشائخ بخارا لا یکرہ الآجر فی بلدتنا للحاجۃ الیہ لضعف الاراضی[2] شامی۔ فقط۔

---

[1] و [2] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص۸۳۷ ج۱ و ص۸۳۸ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

بول و براز والی زمین میں مٹی ڈال کر قبر بنانا کیسا ہے

سوال (۳۰۱۳) جس گڑھے میں عرصہ سے بول و براز پڑتا ہو اس میں مٹی ڈال کر اس کے بعد اس میں مردہ دفن کرنا درست ہے یا نہ؟۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں ہے ذکوۃ الارض یبسہا یعنی زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ اس گڑھے میں مٹی ڈالی جاوے گی اور وہ زمین خشک ہے تو وہ پاک ہے اس میں میت کو دفن کرنا درست ہے۔ فقط۔

قبر پر اذان دینا بدعت ہے

سوال (۳۰۱۴) اذان قبر میت پر مسنون ہے یا بدعت سیئہ تحریمیہ ہے اگر مسنون ہو تو عبارت درمختار باب الاذان و باب الجنائز و عبارت مائۃ مسائل و عبارت تفسیر مظہر العجائب و عبارت توشیح و عبارت ذریعہ بالحروف و الصفحہ نقل فرما کر بالتصریح جواب دینا۔ اور اگر بدعت سیئہ تحریمیہ ہو تو وجوہات زید کہ اذان ذکر ہے۔ اذان تلقین بعد دفن ہے۔ اذان منکر نکیر کے وقت نفع دیتی ہے۔ اذان تکبیر ہے جو سعد بن معاذ کی قبر پر ہوئی ہے۔ اور حدیث اذا رأیتم الحریق فکبروا سے ثابت ہے۔ اذان دعا ہے اذان عمل صالح ہے۔ اذان سبب اجابت دعا ہے۔ اذان ذکر رسول اللہ ہے۔ اذان سبب رحمت ہے۔ اذان وحشت میت کی دافع ہے۔ اذان غم و ہم کو دافع ہے۔

الجواب:۔ قبر پر اذان کہنا خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے جیسا کہ تصریحات فقہاء سے ثابت ہے اور وجوہات جو زید بیان کرتا ہے سب باطل ہیں اور اس کی عدم تدبر اور جہل پر دال ہیں۔ اذان بے شک ذکر ہے لیکن جس ذکر کے لئے جو موقع شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیئے ہیں ان کو وہیں رکھنا لازم ہے ورنہ یہ تعدی عن حدود اللہ ہوگا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ احداث فی الدین یہی ہے کہ دین میں اپنی رائے اور قیاس سے تخصیصات و تقییدات مقرر کرنا اور جو تبرع کسی ذکر کا نہیں ہے اس کو اس موقعہ میں معمول بنانا۔ عن نافع ان رجلاً عطس الی جنب بن عمر فقال الحمد للہ

والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عمر وانا اقول الحمد
للہ والسلام علی رسول اللہ ولیس ھکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان نقول الحمد للہ علی کل حال[1] صاحب لمعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں قولہ
لیس ھکذا ای لکن لیس بمسنون فی ھذہ الحال ھذا القول وانما
الذی علمنا فیہ ان نقول الحمد للہ علی کل حال فقط من غیر زیادۃ السلام
فیہ الی ان قال فالزیادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ کما لا یزاد فی الاذان
بعد التھلیل محمد رسول اللہ وامثال ذلک کثیرۃ[2] انتھی۔ پس معلوم ہوا
کہ اپنی طرف سے اس قسم کے اختراعات کرنا درحقیقت تشریع جدید ہے۔ یہ قیاسات
زید کے بعینہ ایسے ہیں کہ کوئی شخص مغرب کی نماز میں مثلاً تین رکعت کی چار رکعت مقرر
کرے کہ اس میں قرآن کا پڑھنا اور رکوع و سجود و تسبیح و تحمید وغیرہ ہیں کہ جملہ عبادات
و اذکار ہیں۔ الحاصل مبتدعین کا یہی حال ہے کہ ایسے ہی استدلالات سے امورِ مخترعہ
فی الدین کو جائز کہا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت
و مبتدع کی نہایت مذمت فرمائی۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ما احدث قوم بدعۃ
الا رفع مثلہا من السنۃ فتمسک بسنۃ خیرٌ من احداث بدعۃ[3] وعن ابراہیم
بن میسرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ
فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلاً[4]۔ پس اذان
قبر پر کہنا اپنے قیاسات فاسدہ کی بنا پر احداث فی الدین ہے۔ شامی میں ہے تنبیہ
فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد واشارۃ الی انہ لا یسن الاذان عند ادخال المیت

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب العطاس والتثاؤب فصل ثالث ص۴۰۶ ۱۲ ظفیر [2] حاشیہ مشکوٰۃ
باب العطاس والتثاؤب ص۴۰۶ ۱۲ ظفیر [3] مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ
فصل ثالث ص۳۱ ۱۲ [4] ایضاً ۱۲ ظفیر

فی قبرہ کما ھو المعتاد الاٰن وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ وقال من ظن انہ سنۃ قیاسًا علی ندبھا للمولود الحاقًا الخاتمۃ الامر بابتدائہ فلم یصب اھ۔ وقد صرح بعض علمائنا وغیرھم بکراھۃ المصافحۃ المعتادۃ عقب الصلوات مع ان المصافحۃ سنۃ وما ذاک الا لکونھا لم تؤثر فی خصوص ھذا الموضع فالمواظبۃ علیھا فیہ توھم العوام بانھا سنۃ فیہ ولذا منعوا عن الاجتماع لصلوٰۃ الرغائب التی احدثھا بعض المتعبدین لانھا لم تؤثر علی ھذہ الکیفیۃ فی تلک اللیالی المخصوصۃ وان کانت الصلوٰۃ خیر موضوع۔ انتھی[1]۔ فقط۔

پرانی قبر پر مٹی ڈالنے میں مضائقہ نہیں

سوال (۳۰۱۵) جو قبر بیٹھ جاوے یا گر جاوے اسکو پوری قبر از سر نو تیار کراتے ہیں۔ یہ شرعًا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں کچھ حرج نہیں[2]۔

قبر مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی آئے اور مٹی ڈالے تو کیا حکم ہے

سوال (۳۰۱۶) اگر میت کو مٹی دینے کے بعد کوئی شخص آوے تو بعد میں اس کو مٹی دینا جائز ہے یا نہ؟۔

الجواب:۔ قبر کے مکمل ہو جانے کے بعد پھر مٹی دینے کی ضرورت نہیں ہے

پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۱۷) اگر اتفاقیہ قبر کھودتے ہوئے لحد میں جا کر کسی کہنہ مردہ کی ہڈیاں یا نعش نکل آوے تو اس لحد میں مردہ جدید رکھ دیا جاوے یا دوسری قبر کھود کر رکھا جاوے۔ اور دیدہ و دانستہ پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا کیسا ہے۔

جو بچہ مردہ پیدا ہو اسے دفن کیا جائے

سوال (۳۰۱۸) جو بچہ مردہ پیدا ہوا اس کو قبر میں لحد کھود کر رکھا جاوے یا گڑھا کھود کر کفار کی طرح دبا دیا جاوے۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) دیدہ و دانستہ پرانی قبر کو بحالت موجودگی میت کے بدون

---

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب دفن المیت ص ۸۳۷ ج ۱۔ ظفیر [2] حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ ظفیر

مقدار گہرائی قبر کی آدھے قد کے برابر ہو اور شامی میں ہے کہ اگر پورے قد کی برابر گہرائی قبر کی ہو تو بہت اچھا ہے۔ الغرض ادنٰی درجہ یہ ہے کہ آدھے قد کی برابر ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ پورے قد کی برابر ہو، اور لمبے کے بارے میں اسی قدر ہے کہ وسیع ہو کہ میت کو اس میں لٹا دیا جاوے، اس میں یہ قید بھی ضروری نہیں ہے کہ اتنی گہری ہو کہ میت اس میں بیٹھ سکے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ کچھ کم ہو تب بھی کچھ حرج نہیں ہے اور ہمارے مذہب میں لحد کا ہونا یعنی بغلی کا ہونا افضل ہے۔ یعنی قبر کے اندر ایک جانب کو لحد کھودی جاوے جس میں میت کو رکھا جاوے۔ باقی اس میں جھگڑا کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ قبر گہری کی جاوے اور اس میں لحد بنائی جاوے تو یہ بہتر ہے اگر زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے درمیان میں شق کر دیوے یعنی قبر کے درمیان میں ایک گہرا گڑھا کھودا جاوے جس میں میت کو رکھ کر اس پر بانس یا کچی اینٹیں رکھ دی جاویں جس سے وہ ڈھک جاوے یہ بھی درست ہے۔ پھر اوپر مٹی ڈالی جاوے۔ پس یہ طریقہ قبر کھودنے کا ہے، اس میں کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے۔

جو قبر کھل جائے اسے کسطرح بند کیا جائے

سوال (۲۰۳/۱) پہاڑی ملک میں قبریں صندوقی بنائی جاتی ہیں اور تختے سال چھ ماہ میں گل کر ٹوٹ جاتے ہیں اور نعشیں اکثر کھل جاتی ہیں۔ یہ قبریں کیونکر بند کی جائیں آیا اوپر سے لکڑی لگا کر مٹی بھری جائے یا یوں ہی نعش پر مٹی ڈالی جائے۔

کثرت بارش والی جگہ میں تختہ کی جگہ پتھر

سوال (۲۰۳/۲) چونکہ تختے قبروں میں لگانے سے بوجہ کثرت بارش کے بہت جلد کھل جاتی ہیں تو بجائے تختوں کے پتھر کی سلیں لگانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) بہتر یہ ہے کہ لکڑی یا پتھر رکھ کر مٹی ڈالی جائے[1]۔ فقط۔

(۲) درست ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] و [2] دیا لا باس ———— (بقیہ حاشیہ صفحہ ...)

دفن کرنیکے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے

سوال (۳۰۲۲) اگر میت کو دفن کرتے ہوئے نصف قبر کی تیاری پر قبر بیٹھ جائے تو کیا کرنا چاہئے۔

مردہ رکھنے کے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیسا کیا جائے

سوال (۳۰۲۳) قبر میں مردہ کو رکھ کر مٹی دیکر تیاری کے وقت قبر بیٹھ جائے تو مردہ کو نکال کر دوسری قبر میں رکھا جائے یا کیا۔

الجواب:- (۱ و ۲) پہلی صورت میں دوسری جگہ قبر کھودی جاوے یا اسی کو صاف کر کے درست کی جاوے اور دوسری صورت میں میت کو نہ نکالا جاوے اوپر سے مٹی درست کر دی جائے کیونکہ اخراج المیت عن القبر بعد الدفن اس وجہ سے درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی[1] الخ فقط

پرانی قبر میں مردہ کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۰۲۴) پرانی قبر میں میت کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- پرانی قبر جس میں نشان میت کا باقی نہ رہے اس میں دوسری میت کو دفن کرنا درست ہے۔ کما فی الشامی وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره الخ باب[2] الجنائز۔ فقط۔

دوسرے کے مکان میں جنازہ کو غسل دینا کیسا ہے

سوال (۳۰۲۵) ایک مکان بنا ہوا تھا مگر دروازہ نہیں تھا۔ مکان کے قریب راستہ میں ایک دیوانی عورت مر گئی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) بالتخاذ تابوت ولو حجرا وحديد له عند الحاجة كرخاوة الارض الخ وتحل بعقدة الخ ويسوى اللبن عليه والقصب لا الاجر المطبوخ والخشب لو حوله اما فوقه فلا يكره (الدر المختار على هامش رد المختار. باب صلاة الجنائز ص ۸۳۶/۱) ظفیر۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹/۱۔ ظفیر۔ [2] رد المختار باب صلاۃ الجنائز۔ مطلب فی دفن المیت ص ۸۳۵/۱۔ ظفیر۔

چند مسلمانوں نے اس کی میت اٹھا کر مکان مذکورہ کے اندر لحد کھود کر اور اس کو غسل و کفن دیکر دفن کر دئے گئے۔ اس فعل کی اجازت مالک مکان سے نہیں لی۔ یہ فعل کیسا ہوا۔ مالک مکان کو بہت ناگوار ہوا۔

الجواب:۔ یہ ایک ضروری کام سب مسلمانوں کے ذمہ فرض تھا، مالک مکان کی ناگواری نہایت بے موقع ہے اس کے مکان زمین اس سے کیا نقص آگیا۔ فقط۔

عذر کی وجہ سے مردہ کو تابوت میں ڈال کر دفن کرنا اور بعد میں دوسری جگہ لیجا کر دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۲۰۲۶) اگر بوجہ عذر کے مردہ کو تابوت میں رکھ کر گھر میں دفن کرے، اور بعد میں زائل ہونے عذر کے اس تابوت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ دفن کے بعد میت کو یا اس کے تابوت کو قبر سے نکالنا درست نہیں ہے ولا یخرج منہ بعد اھالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ۔ درمختار۔[1]

میت پر ہر شخص کتنی مٹی ڈالے

سوال (۲۰۲۷) میت کو دفن کر کے ہر شخص کو کتنی مٹی ڈالنی چاہئے۔

الجواب:۔ اس میں کچھ تحدید نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ تین دفعہ مٹی ڈالے۔[2] فقط

مردہ کے جسم پر مٹی ڈال دینا خلاف سنت ہے

سوال (۲۰۲۸) اس اطراف میں میت کو اس طرح دفن کرتے ہیں کہ ایک گڑھا کر کے اس میں میت کو قبلہ رو سلا دیتے ہیں اور لحد یا شق وغیرہ نہیں کرتے بلکہ ویسے ہی مٹی ڈالتے ہیں ایسا کرنا کہاں تک درست ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویلحد الی قولہ ویلحد لانہ السنۃ الخ شامی[3]

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الجنائز ص ۸۳۹ / ج ۱ ۱۲ [2] ویستحب حثیہ من قبل راسہ ثلاثا۔ درمختار، حثیۃ ای بیدیہ جمیعا (رد المحتار ص ۸۳۶ / ج ۱ ظفیر [3] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵ / ج ۱ ۱۲ ظفیر

پس معلوم ہوا کہ لحد کھودنا سنت ہے اور لحد کے متعذر ہونے کی صورت میں شق ہونا چاہیے بلا لحد اور شق کے میت پر ایسے ہی مٹی ڈال دینا خلاف سنت ہے۔ پس جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ تارک سنت ہیں ان کو طریقہ سنت بتلا دینا چاہیے [1] اور آئندہ کو نصیحت کرنی چاہیے کہ ایسا نہ کریں بلکہ طریقہ سنت کے موافق دفن کریں۔ جاہلوں کو احکام شریعت کی تعلیم کرنا علماء کے ذمہ ہے۔ یہ غفلت ان ہی کی شمار کی ہے جنھوں نے ان کو طریقہ مسنونہ سے دفن کی تعلیم نہ کی۔ فقط

قبر پختہ کرنے اور قبہ بنانے کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے

سوال (۳۰۲۹) قبر کو پختہ بنانے اور ان پر قبہ وغیرہ بنانا احادیث سے ثابت ہے یا نہیں اور ایک بالشت کی برابر اگر بطور آثار بنا دی جائے تو اس میں کچھ حرج تو نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ مبارک کب سے بنایا گیا ہے۔ اور بنے ہوئے کو گرانا کیسا ہے۔

الجواب :- قبر کو پختہ بنانے اور اس پر کچھ بنا کرنے کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیھا وان یبنی علیھا۔ رواہ مسلم [2] اور شامی میں نقل کیا ہے وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشایخ والعلماء والسادات [3] الخ لیکن قبور کے انہدام کا حکم فقہاء رحمہم اللہ نے کہیں نہیں کیا اور بعض آثار سے ثبوت قبہ کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی قبر پر

---

[1] وحفر قبرہ فی غیر دار مقدار نصف قامۃ فان زاد فحسن الخ ویسوی اللبن علیہ والقصب لا الاٰجر المطبوخ والخشب لوحولہ اما فوقہ فلا یکرہ الخ ویھال التراب علیہ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاۃ الجنائز ص $\frac{۸۳۵}{۱}$ ج) وصفۃ الشق ان تحفر حفیرۃ کالنہر وسط القبر ویبنی جانباہ باللبن اوغیرہ ویوضع المیت فیہ ویسقف (عالمگیری مصری فصل سادس دفن ص $\frac{۱۵۵}{۱۲}$) ظفیر [2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص $\frac{۸۳۹}{۱۲}$ ۱۲ ظفیر [3] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

پہنچا اور وہاں دو رکعت نفل پڑھی اور انہدام قبہ کا حکم نہیں فرمایا۔ لہٰذا یہ فعل انہدام قبات کا جس نے کیا اچھا نہ کیا اور قبر پر کوئی علامت رکھنا خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے۔ کما ورد فی الصحاح[1]۔ اور اثر حضرت عمرؓ سے معلوم ہو کہ ان کے زمانہ میں بھی وجود قبہ کا تھا۔ والتفصیل فی کتب السیر۔ فقط۔

قبر کے سرہانے اور پائنتی بعض مخصوص آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۰۳۰) جب مردہ کو قبر میں رکھ دیتے ہیں اور قبر تیار ہو جاتی ہے اس وقت دو آدمی یک مردہ کے سر کی طرف کھڑا ہو کر سورۂ بقرہ کی اول کی تین آیتیں پڑھتا ہے اور انگلی سے اشارہ بھی کرتا ہے اور دوسرا پیر کی طرف کھڑا ہو کر سورۂ بقرہ کا اخیر رکوع پڑھتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے مردہ کو کچھ ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔ حدیث سے اس کا ثبوت ہے یا نہیں۔ انگلی سے قبر کی طرف اشارہ کرنا کیسا ہے۔ جو لوگ نہیں پڑھتے وہ مورد عتاب ہیں یا نہیں یعنی جو اس کے تارک ہیں وہ کچھ گناہگار ہیں یا نہیں۔

الجواب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبور کے سرہانے سورۂ بقرہ کی اول کی آیتیں اور پیروں کی طرف سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھنا مستحب ہے۔ شامی میں ہے وکان ابن عمر یستحب ان یقرأ علی القبر بعد الدفن اول سورۃ البقرۃ وخاتمتها[2]۔ اور مشکوٰۃ شریف میں اس روایت کو مرفوع کیا ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر نقل کیا بیہقی سے کہ صحیح یہ ہے کہ روایت موقوف ہے ابن عمرؓ[3] پر۔ بہرحال اس روایت سے

---

[1] اخرجہ ابو داؤد باسناد جید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمل حجرا فوضعہ عند راس عثمان بن مظعون وقال اتعلم به قبر اخی وادفن الیہ من مات من اهلی (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۱۳۹ ج ۱ ظفیر)
[2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز تحت قولہ ویستحب حثیہ الخ ص ۸۳۶ ج ۱ ظفیر۔
[3] فقد ثبت انه علیه الصلوٰۃ والسلام قرأ اول سورۃ البقرۃ عند راس میت واخرها عند رجلیه (رد المحتار ص ۸۴۳ ج ۱ ظفیر)

اس فعل کا استحباب ثابت ہوا لیکن انگلی رکھنے کا قبر پر کچھ ثبوت نہیں ہے اور جب کہ یہ معلوم ہو کہ یہ فعل مستحب ہے تو اگر کوئی نہ کرے تو موجب طعن وعتاب نہیں ہے۔ اور تارک گنہ گار نہیں ہے۔ فقط

حاملہ عورت مرجائے تو کس طرح دفن کیا جائے

سوال (۳۰۴۱) جب عورت حاملہ کا انتقال ہو جائے تو اسکو مع بچہ کے دفن کیا جاوے یا عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکالا جاوے۔

الجواب:۔ عورت حاملہ اگر مرجائے تو دیکھا جائے کہ اگر بچہ پورا ہے اور پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے تو متوفیہ عورت کا پیٹ چاک کر کے زندہ بچہ کو نکال لیا جاوے۔ اور اگر بچہ میں ابھی جان ہی نہیں پڑی یا پڑی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر گیا زندہ نہیں اور کوئی حرکت اس میں نہیں ہے تو اس متوفیہ حاملہ کو مع بچہ کے دفن کر دیا جاوے۔ درمختار میں ہے حامل ماتت وولدها حي يضطرب شق بطنها من الايسر ويخرج ولده ولو بالعكس وخيف على الام قطع واخرج[1]۔ الخ

دفن کی وصیت کا حکم کیسا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لاش کا لے جانا درست ہے یا نہیں

سوال (۳۰۴۲) میرے بھائی عرصہ سے بیمار تھے، مرض یہاں تک ترقی کر گیا کہ زندگی سے نا امیدی ہو گئی، ایسی حالت میں مریض نے یہ وصیت کی کہ مجھ کو میرے باغ میں دفن کرنا۔ میں حکیم کو لینے گیا تھا میری عدم موجودگی میں میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ میں موجود نہیں تھا باورثہ کے دو بھائیوں نے مرحوم کو اس کی وصیت کے خلاف دوسری جگہ دفن کر دیا، اب میں اپنے بھائی کی قبر اکھاڑ کر اس کی نعش یا ہڈیاں جو کچھ ہو بموجب اس کی وصیت کے باغ میں دفن کر سکتا ہوں یا نہیں اگر نہیں تو بروز قیامت مجھ سے وصیت کے بارے میں مواخذہ اور مجھے گناہ ہوگا یا نہیں۔

[1] درمختار علی ہامش ردالمختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: - اس صورت میں اس کی نعش یا ہڈیوں کو نکال کر باغ میں دفن کرنا درست نہیں ہے میت کی قبر کو اس وجہ سے ادھیڑنا اور کھودنا حرام ہے[1]۔ ایسی وصیت کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا[2]۔ اور آپ پر کچھ گناہ دوسری جگہ دفن کرنے کی وجہ سے نہیں ہوا۔ فقط۔

دفن کے بعد اذان درست نہیں

سوال (۳۳۳/۲) مردے کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کہنا درست ہے یا نہ؟

بعد دفن تلقین درست ہے یا نہیں

سوال (۳۳۴/۲) بعد دفن کے تلقین کرنا جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو کس طرح۔

الجواب: - (۱) درست نہیں۔ کذا فی الشامی[3]۔

(۲) تلقین بعد الدفن کو فقہاء نے جائز رکھا ہے[4]۔ فقط۔

عذاب قبر

سوال (۳۳۵/۲) عذاب قبر حق ہے یا نہیں اور عذاب قبر کب ہوتا ہے۔

الجواب: - عذاب قبر حق ہے اور اس وقت شروع ہوتا ہے جس وقت

---

[1] واما نقله بعد دفنه فلا مطلقاً (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۴۲/۱) ولا یخرج منه بعد اهالة التراب (در مختار علی ہامش رد المحتار ص ۱۳۹/۱) ظفیر۔

[2] اوصی بان یصلی علیه فلان او یحمل بعد موته الی بلد آخر او یکفن فی ثوب کذا الخ فهی باطلة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوصایا ص ۵۸۴/۵) ظفیر۔

[3] فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارة الی انه لیس الاذان عند ادخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بدعة (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۳۷/۱) ظفیر۔

[4] قال فی شرح المنیة ان جمهور علی ان الا رد مجازه ثم قال وانما لا ینهی عن التلقین بعد الدفن لانه لا ضرر فیه بل فیه نفع الخ (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی التلقین بعد الموت ص ۷۹۷/۱) ظفیر۔

دفن کرتے وقت پڑھتے ہیں۔ فقط۔

بعد دفن تلقین

سوال ۳۰۳۶: میت کے سرہانے کھڑے ہو کر بجواب منکر نکیر ثابت قدم رہنے کے لئے کلمہ پڑھنا بعد دفن کے جائز ہے یا نہ؟

الجواب: یہ جائز ہے کلمہ پڑھنے والا اور میت کے لئے جواب منکر نکیر پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرنا ثابت ہے[۲]۔ فقط۔

اگر کسی گھر میں ہندو مسلمان جل کر مر گئیں تو کیا کیا جائے

سوال ۳۰۳۷: ایک گھر میں دس پانچ ہندو اور دس پانچ مسلمان تھے، آگ لگ کر سب جل گئے اور کوئی نشان بھی نہیں پہچانا جائے، اب کیا کرنا چاہئے۔

الجواب: اگر مسلمان زیادہ تھے تو سب مردوں کو مسلمانوں کی طرح کفن دے کر نماز پڑھی جائے اور نماز میں صرف مسلمانوں کی نیت کی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، اور اگر کافر زیادہ تھے تو بھی یہی معاملہ کیا جائے مگر مقابر مشرکین میں دفن کئے جائیں۔ اور اگر کوئی علیحدہ جگہ یا ان کا قبرستان بنا دیا جائے تو احتیاط ہے[۳] (درمختار باب غسل میت)

---

۱ وضغطة القبر حق ... وعذابه حق ... كلهم اجمعين ... بعض المسلمين الى عصاة المسلمين ... وردان القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النيران رواه الترمذي (شرح فقه اكبر ص ۱۲۲) ۱۲ ظفير

۲ ويستحب جلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه (درمختار) لما في سنن ابي داؤد كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره وقال استغفروا لاخيكم واسئلوا له التثبيت فانه الآن يسئل (ردالمحتار باب الجنائز)

۳ اختلط موتانا بكفار ولا علامة اعتبر الاكثر فان استووا غسلوا واختلف في الصلاة عليهم ومحل دفنهم كدفن ذمية حبلى من مسلم قالوا والاحوط دفنهم على حدة (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۰۵/۱) ظفير

ہندو مسلمان جو ایک مکان میں جل جاویں

سوال (۳۰۳۸) ایک مکان میں ہندو اور مسلمان جل جاویں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کو آپ نے لکھا ہے، مگر ہندو کہتے ہیں کہ ہمارے مردے ہم کو دو تو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب :- ہندو اگر کہتے ہیں تو ان سے کہہ دیا جاوے کہ وہ پہچان کر اپنے مردوں کو لے جاویں۔ فقط۔

شیعوں اور ہیجڑوں کے قبرستان میں تدفین

سوال (۳۰۳۹) جو زمین گورستان کی قیمت دیکر ہر مذہب و فرقہ اختیار تدفین کا رکھتا ہے اس میں معزز حنفی کو دفن کرنا جہاں شیعہ ہیجڑے وغیرہ وغیرہ دفن ہوں کیسا ہے۔

الجواب :- بضرورت درست ہے لیکن اگر قرب صالحین کا نصیب ہو سکے تو یہ اچھا ہے[1]۔ فقط۔

بچہ والدین کے تابع ہوتا ہے

سوال (۳۰۴۰) زید کو شیعہ سمجھ کر اس کا مردہ گورستان میں دفن نہ ہونے دیتا۔ مردہ زید کا صرف تین سال کا تھا وہ معصوم تھا یا نہ۔ گر معصوم تھا تو اس کے دفن میں کیا حرج تھا۔

الجواب :- ایسا بچہ تابع اپنے والدین کے سمجھا جاتا ہے۔ گر والدین میں سے اس کے کوئی بھی مسلمان اور سنی ہو تو بچہ کو بھی مسلمان سنی کہا جاوے گا[2]۔ فقط۔

مزارات و قبے بنانا اور اندرون مکان دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۴۱) مزارات سلاطین و اولیاء کرام پر جو قبے تعمیر ہیں موافق کتاب کے ہیں یا ان میں کچھ کلام ہے۔ گر بہ تبع قبہ مزار پر انوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگوں کے مزار پر قبے قائم کریں تو جائز ہوگا یا ناجائز اور میت کو یا کسی بزرگ کو اندرون مکان مسقف دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] والافضل الدفن فی المقبرة التی فیھا قبور الصالحین (عالمگیری مصری ص۱۵۶ ج۱ فصل فی الدفن) ۱۲ ظفیر

[2] والولد یتبع خیر الابوین دیناً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۴۶ ج۲) ۱۲ ظفیر

الجواب: ۔ قبہ بنانا یا مکان میں دفن کرنا سوائے انبیاء کے اور کسی کو جائز نہیں شامی جلد اول ص ۸۳۶ ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرًا لاختصاص هذه السنة بالانبیاء الخ ویهال التراب علیه وتکره الزیادة علیه من التراب لانه بمنزلة البناء۔ لما فی صحیح مسلم عن جابر قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبور وان یبنی علیه[2] ۔

قبر کی حفاظت کی غرض سے چہار دیواری بنوانا کیسا ہے

سوال (۳۰۴۲) اگر کسی بزرگ کا مزار مبارک ایسی جگہ پر واقع ہو کہ وہاں پر راستہ عوام الناس وحیوانات وغیرہ ہو ایسی صورت میں اگر اس کی حفاظت کے لئے چہار طرف دیوار پختہ بنوا دی جائے یا جنگلہ بنوا دیا جائے اس طور سے کہ اس کے چاروں کونوں پر ستون پختہ ہو جائیں اور درمیان میں لکڑی لگ جائے تو یہ دونوں صورت جائز ہیں یا نہیں، اگر جائز ہے تو کونسی صورت اولیٰ ہے۔ اور دیگر ضروریات کی وجہ سے اس کے چہار طرف فرش پختہ بھی بنوانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ شامی میں ہے وعن ابی حنیفة یکره ان یبنی علیه بناء من بیت وقبة او نحو ذالك لما روی جابر نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیها وان یبنی علیها رواه مسلم وغیره انتهی[3] ۔ پس قبر کے گرد چہار دیواری پختہ یا چبوترہ پختہ یا ستون پختہ بنانا مکروہ ہے۔

قبر میں کیچڑ ہو کر دفن کرنا غلط ہے

سوال (۳۰۴۳) ایک مسلمان میت کی قبر کے اندر یعنی لحد میں پانی آ گیا اور پھر مٹی ڈال کر لت پت کر دیا تب اس میں چٹائی ڈال کر میت کو لٹایا قاضی صاحب کہتے ہیں کہ اس طرح دفن کرنے سے قبر کا حساب کتاب نہیں ہوتا۔ شرعًا قاضی کے لئے کیا حکم ہے۔

---

۱ ۔ رد المحتار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۶/۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔ ۲ ۔ مشکوٰۃ باب دفن المیت ص ۱۴۸

۔ ظفیر۔ ۳ ۔ رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی دفن المیت ص ۸۳۱/۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

حیاتِ نبی اور تجہیز وتکفین میں تطبیق

سوال (۳۰۴۶) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہونا مسلمات اہل سنت وجماعت سے ہے پھر قبض روح وتجہیز وتکفین وتدفین وغیرہ امور منافی حیات معلوم ہوتے ہیں۔ اگر حیات انبیاء مثل حیات شہداء عند اللہ کہا جاوے تو مابین کیا فرق ہوگا۔

الجواب:- انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقوی واکمل ہے اور مراد اس حیات سے حیات دنیاوی ظاہری نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
انک میت وانہم میتون۔ لہٰذا احکام اموات ظاہریہ سب پر جاری ہوتے ہیں۔
اس مسئلہ کی پوری تحقیق "آب حیات" مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ میں مذکور ہے اس کو دیکھ لیں۔

مرنے کے وقت کا اعتبار

سوال (۳۰۴۷) ایک شخص کا انتقال بوقت عصر ہوا اور رات کو گیارہ بجے دفن کیا تو اس کو کونسے دن گن سکتے ہیں۔

الجواب:- منشاء سوال معلوم نہیں ہوا اگر مثلاً اس قسم کا جھگڑا ہے کہ ثواب جمعہ کا ملتا ہے یا نہیں تو یہ مرنے پر ہے یعنی مرنے کے وقت کا اعتبار ہے[1]۔ اور مردہ کے دن رات کو عدت وغیرہ کے لئے شمار کرنا جائز ہے جس وقت انتقال ہوا ہے وہی وقت شمار ہوگا۔ اور سوئم چہلم، تیجے، دسویں کے لئے شمار کرنا گناہ ہے۔ فقط۔

مسلمان بھنگی کی مسجد میں حاضری اور ان کے لئے نماز جنازہ اور ان کا قبرستان میں کفن ودفن

سوال (۳۰۴۸) کلمہ گو حلال خور کو مسجد میں نماز کے لئے آنے دینا چاہئے یا نہیں اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور جنازہ میں شریک ہونا اور اپنے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے یا نہیں، اور ان کو دعوت دینا اور ان کے یہاں دعوت کھانا اور اگر وہ لوگ صاف ستھرے ہیں تو ان کو اپنے دسترخوان پر بٹھلا کر کھلا سکتے ہیں یا نہیں

---

[1] سوال مذکور میں عصر کے وقت کا اعتبار ہوگا۔ ابتداء العدۃ فی الطلاق عقیب الطلاق وفی الوفاۃ عقیب الوفاۃ (عالمگیری مصری جلد اول باب العدۃ ص ۴۷۵/۱) ظفیر۔

الجواب: اس کو مسجد میں آنے سے روکنا نہ چاہیئے۔ اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے اور شریک جنازہ ہونا اور کرنا چاہیئے[1]، اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے اور ان کی دعوت قبول کرنا اور کھانا درست ہے اور ان کو اپنے گھر لے جانا اور ان کی دعوت کرنا جائز ہے اور جبکہ ہاتھ ان کے پاک و صاف ہوں تو اپنے ساتھ دسترخوان پر ان کو کھانا کھلانا جائز ہے[2] اور یہ جملہ امور فقہ و حدیث سے ثابت ہیں۔ فقط۔

ایسا لڑکا جس کا باپ مسلمان اور ماں غیر مسلمہ ہو مر جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۳۰۴۹) ایک لڑکا بعمر یک ماہ جس کا باپ مسلم اور ماں غیر مسلمہ ہے انتقال کر گیا اس کو قبرستان اہل اسلام میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: وہ لڑکا مسلمان ہی سمجھا جائے گا لان الولد یتبع خیر الابوین[3] لہٰذا اس کو مقبرہ اہل اسلام میں ہی دفن کرنا چاہیئے۔ فقط۔

قبر میں اتارنے کے بعد دکھانا ثابت نہیں

سوال (۳۰۵۰) میت کو لب گور یا قبر میں اتارنے کے بعد کفن کھول کر ورثاء وغیرہ کو صورت دیکھنا ثابت ہے یا نہ۔

الجواب: ثابت نہیں ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] ارشاد ربانی ہے انما المومنون اخوة اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الحجرات ۲)

[2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز تحت قولہ کصبی سبی مع احد ابویہ ص ۱۳/۱۔ ظفیر

[3] قال اللہ تعالیٰ۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ (بقرہ) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی کل بر و فاجر (شرح فقہ اکبر) وفی الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۲/۱) ظفیر۔

[4] البتہ کفن کے بند کھول دینے کی اجازت ہے وتحل العقدۃ للاستغناء عنہا (در مختار) لانہ تعقد لخوف الانتشار عند الحمل (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۷/۱) ظفیر۔

قبر میں بیری کی شاخ ڈالنی

سوال (۳۰۵۱) مردہ کو دفن کرنے کے بعد مردہ کے سینہ کے برابر قبر کے اوپر بیری کی ڈالی گاڑ دینا درست ہے یا نہیں۔

قبر کی دیوار پر کلمہ شہادت

سوال (۳۰۵۲) مردہ کو قبر میں رکھنے سے پہلے قبر کی دیواروں پر کلمہ شہادت انگلی شہادت سے لکھ دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) درست ہے[1]۔ فقط۔

(۲) بغیر سیاہی وغیرہ کے اگر صرف انگلی سے اشارہ کر دے اس طرح کہ نشان دیوار وغیرہ پر حروف کا نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور شامی میں ہے نقلاً عن فوائد الشرجی ان مما یکتب علی جبھۃ المیت بغیر مداد بالمسبحۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلی الصدر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الخ[2]۔ یعنی میت کی پیشانی پر انگشت مسبحہ سے بدون سیاہی کے بسم اللہ الرحمن الرحیم ور سینہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ پس یہ بہ نسبت دیواروں پر لکھنے کے اولیٰ ہے۔ فقط

جہاں سکھ عیسائی دفن ہوتے ہوں مسلمان کو دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۵۳) ایسے قبرستان میں کہ جہاں ہندو مسلمان، سکھ، عیسائی دفن ہوتے ہیں مسلمانوں کا دفن کرنا اور نماز جنازہ وہاں پڑھنا جائز ہے یا نہیں بصورت عدم جواز مکروہ ہے یا حرام۔

الجواب:۔ مسلمان میت کو ایسے قبرستان میں جہاں ہندو سکھ عیسائی بھی دفن ہوں اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ ہے جب کہ دوسری جگہ علیحدہ دفن کرنے کی مل سکے اور اگر مجبوری ہو کہ سوائے قبرستان مذکورہ کے جو کہ مخلوط ہے اور کوئی جگہ دفن کی نہیں ہے اور خالص مسلمانوں کا قبرستان وہاں نہیں ہے تو بہ مجبوری اسی قبرستان مذکور میں دفن کر دیا جاوے اور نماز جنازہ پڑھنا بھی وہاں مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہاں کوئی جگہ صاف ہو کہ جہاں نشان قبور کے نہ ہوں اور آگے قبلہ کی طرف کوئی قبر نہ ہو تو نماز جنازہ وغیرہ وہاں درست ہے۔ شامی میں ہے:

---

[1] گرا اس سے کوئی فائدہ پیش نظر نہ ہو ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص $\frac{۸۴۷}{۱}$ و ص $\frac{۸۴۸}{۱}$ ۱۲ ظفیر۔

ولا باس بالصلوٰۃ فیہما اذا کان فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا
نجاسۃ کما فی الخانیۃ ولا قبلتہ الی قبر۔ حسب۔ فقط

بعد دفن میت لوگوں کو نصیحت درست ہے یا نہیں

سوال (۳۰۵۴) فتح الباری میں حضرت
انس کی روایت ہے عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بجنازۃ لیصلی علیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل علی صاحبکم دین قالوا نعم
دیناران فعدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال صلوا علی صاحبکم فقال علی
رضی اللہ عنہ دینہ علی رہانک کما فککت رہان اخیک انہ لیس من میت
یموت وعلیہ دین الا وہو مرتہن بدینہ ومن فک رہان میت فک اللہ
رہانہ یوم القیامۃ فقال بعض القوم یا رسول اللہ ہذا لعلی خاصۃ ام للمسلمین
عامۃ قال بل للمسلمین عامۃ۔ اس حدیث سے بعد نماز قبل دفن اس جگہ دعا کرنی
و وعظ و نصیحت و تعلیم تفہیم حاضرین موجودین سنت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تعلیم مسائل دین میں کسی وقت بھی کچھ روک نہیں ہوسکتی لیکن دعا بعد
صلوٰۃ الجنازہ بہیئت مرسومہ اس سے کسی طرح ثابت نہیں ہے وہ بدعت و اختراع و التزام مالا یلزم
ہے اور ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صلوٰۃ جنازہ دعا کی ہو۔ فان
صلوٰۃ الجنازۃ ہو الدعاء للمیت وفیہ دعاء مع ماثور لیس فیہ دعاء۔ فقط۔

دفن میت کے بعد دعا

سوال (۳۰۵۵) بعد فراغ دفن میت رسم ہے کہ جماعت حاضرین
کھڑے ہو کر فاتحہ بلفظ نیت پڑھتے ہیں یہ رسم مسنون ثابت بالحدیث ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس بارہ میں حدیث شریف میں اس قدر وارد ہے عن عثمان قال

۱؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنیسۃ ص ۳۵۳ ج ۱ ۲؎ وتعقیبہ بالدعاء
بعد الثالثۃ الخ ولیس بعد الرابعۃ دعاء الخ (بحر) ردالمحتار باب صلوٰۃ
الجنائز ص ۸۱۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ وقال استغفروا لاخیکم واسئلوا اللہ لہ التثبت فانہ الآن یسئل رواہ ابوداؤد وغیرہ[۱]۔

مردہ کو قبر میں کس طرح لٹائیں

سوال (۳۰۵۶) شامی وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ میت کو قبر میں دائیں کروٹ قبلہ رخ لٹائیں حالانکہ یہاں تعامل اور توارث یہ ہے کہ چت لٹا کر قبلہ رخ کر دیتے ہیں۔ دریافت طلب دو امر ہیں۔ اول یہ کہ تعامل وہاں کیا ہے، دوم یہ کہ اگر تعامل صحیح ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے۔

الجواب:۔ تعامل یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ چت لٹا کر قبلہ کی طرف کر دیا جاتا ہے ہدایہ میں ہے ویوجہ الی القبلۃ بذلک امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[۲]۔ اور تنویر الابصار متن درمختار میں ہے ویوجہ الیھا اور درمختار میں یہ لفظ بڑھایا ہے وینبغی کونہ علی شقہ الایمن[۳]۔ لفظ ویوجہ الیھا سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے خواہ کروٹ دیکر یا بلا کروٹ کے اور جس حدیث سے اس بارہ میں استدلال کیا گیا ہے اس کے الفاظ بھی اس پر دال ہیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے کیونکہ اس میں یہ لفظ ہے قبلتکم احیاءً واموا تاً[۴]۔ یعنی خانہ کعبہ کو قبلہ احیاء و اموات کا فرمایا۔ اس وجہ سے میت کا منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے باقی تمام میت کو داہنی کروٹ پر کرنا اس میں شک نہیں کہ یہ عمدہ ہے کما صرح بہ الفقہاء۔ لیکن اگر منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے اور داہنی کروٹ پر لٹانا مشکل ہو تو یہ توجہ الی القبلہ یعنی منہ قبلہ کی طرف کر دینا بھی کافی معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔

(عالمگیری میں بھی دائیں کروٹ پر لٹانے کی صراحت موجود ہے ویوضع فی القبر علی جنبہ الایمن مستقبل القبلۃ۔ عالمگیری مصری الباب الحادی والعشرون ص ۱۵۵/ ۱ ظفیر

---

[۱] مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر فصل ثانی ص ۲۶ ۱۲ ظفیر غفرلہ اللہ ذنوبہ الخفی والجلی۔ [۲] ہدایہ باب الجنائز ص ۱۶۲/ ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز۔ مطلب فی دفن المیت [۴] ایضاً رد المحتار باب الجنائز مطلب فی دفن المیت تحت قولہ ویوجہ الیھا وجوبا ۱۲ ظفیر۔

شیعوں کو ممبر بنانا اور قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۵۷) مقام منڈیلہ ملک برما میں انجمن مسلم کمیٹی قائم ہے جس کے اغراض و مقاصد میں ابھی صرف انتظام تجہیز و تکفین میت مسافرین و نا دار مسلمان ہے، جس میں پانچ ممبر ہیں اس میں اثنا عشری ہیں کیا ایسے شخص کو ممبر بنانا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ فتاوی مولانا عبدالحی اور فتاوی مولانا عبدالشکور صاحب میں لکھا ہے کہ شیخین کو گالی دینے سے کفر لازم نہیں آتا کیا یہ ٹھیک ہے۔

الجواب: شیخین کو سب و شتم کرنے والے روافض کو بہت سے فقہاء نے کافر لکھا ہے[1] اور جو روافض حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک کے قائل ہیں یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابیت کے منکر ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں۔ درمختار و شامی[2] پس ایسے روافض کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے اور ممبر بنانا ان کو درست نہیں ہے۔ فقط۔

شیعوں کی تدفین مسلمانوں کے قبرستان میں اور ان کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۳۰۵۸) اگر شیعہ اثنا عشری فرقہ کی میت نا وارث ہو تو ہم اس کو انجمن کے روپیہ سے جو اسی کام کے لئے ہے تجہیز و تکفین کر سکتے ہیں اور اپنے قبرستان میں اس کو دفن کر سکتے ہیں۔ اور شیعہ اثنا عشری سے انجمن میں چندہ لے سکتے ہیں اور اس کو ممبر بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: روافض کا وہ فرقہ جو بسبب سب شیخین و تکفیر صحابہ کافر ہے۔ ان کی تجہیز و تکفین میں مدد کرنا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کو قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں ہے اور ان سے بالکل متارکت اور مقاطعت کی جاوے تاکہ ان کو

---

[1] وقد ذكر في كتب الفتاوى ان سب الشيخين كفر، وكذا انكار صحبتهما كفر، شرح فقه اكبر ص ۱۹۸ ظفير۔ وبهذا ظهر ان الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي او ان جبرئيل غلط في الوحي او كان ينكر صحبة الصديق رضی اللہ عنہ او يقذف السيدة الصديقة رضی اللہ عنہا فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة (رد المحتار كتاب النكاح فصل في المحرمات ص ۲۵۹ ج ۲) ظفير عفي الله عنه۔

تنبیہ ہو اور وہ سمجھ جاویں[1]۔ فقط۔

قبر میں کنکریاں رکھوانے کا رواج غلط ہے

سوال (۳۰۶۹) یہاں عام دستور ہے کہ میت کے ساتھ قبر میں کنکریاں رکھتے ہیں اس غرض سے کہ میت منکر نکیر کو یہ جواب دے کہ دیکھو میرے وارثوں نے میرے لئے اسقدر قرآن شریف پڑھوائے ہیں اور ہم بخشے گئے، تم جاؤ، اسکی کچھ اصل ہو یا نہیں

الجواب: کنکریوں کے رکھنے کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور یہ بدعت ہے[2]۔ اور جو ازیادات کنکریوں کے رکھنے میں کر رکھے ہیں یہ جہالت کی باتیں ہیں اس سے کچھ نفع نہیں ہے

مردہ کو دفن کرنے کے بعد بدلنا درست نہیں ہے

سوال (۳۰۷۰) ایک مردہ کو ایک جگہ امانت کر کے دفن کیا بعد چند روز کے وہاں سے نکال کر اور جگہ لے گئے اور دفن کر دیا، یہ صورت بندہ کی نگاہ سے نہیں گذری، مہربانی فرما کر تحریر فرماویں کہ یہ صورت کونسی کتاب میں ہے اور یہ صورت درست ہے یا نہیں۔

الجواب: دفن کرنے کے بعد شرعاً نکالنا میت کا قبر سے اور دوسری جگہ دفن کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے ولا یخرج منہ بعد اہالتہ التراب[3] اس کا حاصل یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد میت کا نکالنا درست نہیں ہے اور یہ حکم عام ہے کہ امانتاً دفن کیا جاوے یا نہیں اور امانتاً دفن کرنا شریعت سے ثابت نہیں۔

مسجد کے باہر قبلہ کی طرف قبرستان بنانا درست ہے یا نہیں

سوال (۳۰۷۱) مسجد کے باہر قبلہ کی طرف دس یا بارہ ہاتھ کے اندر قبر بنانا جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] وبھذا ظہران الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوہیة فی علیؓ او ان جبریل غلط فی الوحی وکان ینکر صحبة الصدیقؓ او یقذف السیدة الصدیقہؓ فھو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة الخ رد مختار فصل فی محرمات ص ۳۹۸ ج ۲ [2] من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد متفق علیہ (مشکوٰة باب الاعتصام ص ۲۷ [3] الدر المختار علی ہامش رد محتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۷ ج ۲ ظفیر۔

الجواب:۔ مسجد کی دیوار غربی سے باہر جو زمین مسجد سے اور مسجد کے اوقاف سے خارج ہے اس میں قبر کرنا ممنوع ومکروہ نہیں ہے۔

بانس پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا درست ہے

سوال (۳۰۶۲) میت کو قبر میں رکھ کر اس پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ہدایہ میں ہے ولا باس بالقصب وفی الجامع الصغیر ویستحب اللبن والقصب لانہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل علی قبرہ طن۔ لفظ طن کے کیا معنی ہیں۔

الجواب:۔ یہ صورت دفن کی صحیح ہے اور طن کے معنی خرقۃ من القصب ہے۔ قاموس۔ قال فی الدر المختار ویسوی اللبن علیہ والقصب لا الآجر (درمختار) ونصوا علی استحباب القصب فیہا کاللبن۔ شامی[۱]۔ جائز۔ فقط۔

جذامی کی لاش کہاں دفن کی جائے

سوال (۳۰۶۳) جذامی کی نعش مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کی جائے یا علیحدہ،

جذامی کی لاش جلانا جائز نہیں

سوال (۳۰۶۴) اور اس کو نمک ڈال کر جلایا جائے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنی چاہئے[۲]۔

(۲) یہ حکم شرعاً نہیں ہے بلکہ مثل دیگر اموات اہل اسلام کے اس کو بھی دفن کرنا چاہئے[۳]۔

---

[۱] دیکھئے رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۷/۱ ج ۱۲ ظفیر۔ [۲] اس لئے کہ یہ بھی مسلمان ہے، پھر سوچنا چاہئے کہ وہاں مردوں میں بھی جذام مرض متعدی بن کر پھیلے گا؟ جب یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ مشرکانہ توہم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جلانے کی بات مشرکانہ رسم کا تأثر ہے۔ مسلمان کے لئے دفن کرنا ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔ [۳] عن عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کسر عظم المیت ککسرہ حیا رواہ مالک وابوداؤد وابن ماجہ (مشکوٰۃ باب الدفن ص ۱۴۹) قال الطیبی اشارۃ الی انہ لا یہان المیت کما لا یہان الحی الخ وقد اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ ذکرہ فی المرقاۃ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۴۹) اس سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان لاش کا جلانا درست نہیں ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

قبر پر مکان کی صورت بنا نا درست نہیں

سوال (۳۰۶۵) ایک قبر کا ٹین ہوا سے اڑ گیا جو قبر مذکور کی حفاظت کے لئے تھا تاکہ برف اور بارش سے محفوظ رہے۔ اب دوبارہ وہی ٹین اس قبر پر ڈلوانا جائز ہے یا نہیں، یا اس ٹین کو کسی مسجد وغیرہ میں لگا دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قبر وغیرہ پر بناء کی چونکہ ممانعت ہے اس لئے پھر اس ٹین کو قبر پر قائم نہ کیا جائے بلکہ جس نے وہ ڈالا تھا وہ اسی کی ملک ہے وہ جہاں چاہے اس کو لگا سکتا ہے اور کام میں لا سکتا ہے[1]۔ فقط۔

دریا برد ہونے والی لاش نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا

سوال (۳۰۶۶) اگر قبر دریا برد ہو جاوے تو میت کو اس میں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولا یخرج منہ بعد اھالۃ التراب الا لحق آدمی، کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ[2] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ فی السوال میں میت کا نکالنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

دفن کرنے کے بعد سورۂ بقرہ کا اول و آخر کس طرح پڑھا جائے

سوال (۳۰۶۷) دفن کرنے کے بعد اول سورۂ بقرہ اور آخر سورۂ مذکور کا پڑھنا جو مسنون ہے جہر سے پڑھا جائے یا بلا جہر۔

الجواب:۔ بلا جہر پڑھا جائے۔ فقط۔

---

[1] ولا یجصص للنھی ولا یطین ولا یرفع علیہ بناء وقیل لا باس بہ وھو المختار (درمختار) قولہ لا یرفع علیہ بناء ای یحرم لو للزینۃ ویکرہ لو للاحکام بعد الدفن واما قبلہ فلیس بقبر الخ وعن ابی حنیفہ یکرہ ان یبنی علیہ بناء من بیت او قبۃ او نحو ذلک لما روی جابر نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیہ وان یبنی علیہا رواہ مسلم وغیرہ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱) ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

بزرگ کی قبر پر پختہ چہار دیواری بنانا درست نہیں	**سوال (۳۰۶۸)** ایک بزرگ فوت ہوئے

ان کی قبر پر چہار دیواری پختہ و نیز ایک مکان پختہ چھوٹا بنادیا جاوے یا نہیں۔ بعض لوگ منع کرتے ہیں کہ بنوانا نہیں چاہئے کیونکہ اس طرح شاید بدعت ہونے لگے۔

الجواب: پختہ چہار دیواری قبر پر بنوانا جائز نہیں ہے[۱]۔ اور یہ خیال صحیح ہے کہ رفتہ رفتہ کچھ بدعات وہاں ہونے لگیں گی اور بانی کو بھی گناہ کا حصہ ملے گا۔ فقط۔

موت سے پہلے قبر تیار کرنے میں مضائقہ نہیں	**سوال (۳۰۶۹)** اگر بحالت مرض مریض کے

تیاری قبر و کفن وغیرہ بغرض سہولت عمداً اس طرح کی جائے کہ مریض کو خبر نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں۔

الجواب: پہلے سے قبر اور کفن کے تیار کرنے میں کچھ حرج و گناہ نہیں ہے[۲]۔

قبر میں اتارنے کے بعد منہ دیکھنا کیسا ہے	**سوال (۳۰۷۰)** میت کو قبر میں اتارنے کے بعد

منہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: قبر میں اتارنے کے بعد پھر منہ دیکھنا نہ چاہئے۔ فقط۔

جمعہ کی رات یا صبح کو جو مرے اسے جمعہ کی جماعت کے انتظار میں رکھنا کیسا ہے	**سوال (۳۰۷۱)** اگر جمعہ کی صبح کو کوئی مسلمان انتقال کرے تو اس کو جمعہ کی نماز سے پہلے دفن کرنا

اولیٰ ہے یا زیادتی ثواب کے خیال سے جمعہ کی نماز کے ساتھ اس کی نماز پڑھی جاوے۔

---

(۱) ولا یجصص للنهی عنه ولا یطین ولا یرفع علیه بناء وقیل لا بأس به وهو المختار (در مختار)۔ قوله لا بأس به المناسب ذکره عقب قوله ولا یطین وأما البناء علیه فلم أر من اختار جوازه ... وعن أبی حنیفة یکره ان یبنی علیه بناء من بیت او قبة او نحو ذلک لما روی جابر نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیها وان یبنی علیها رواه مسلم وغیره (رد المحتار باب صلوٰة الجنازة ص ۸۳۹ ج ۱ ظفیر)۔ ۲؎ عجل قوم تجهیزه قبل موته فالذی ینبغی ان لا یکره ــــــــــــــــ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ اگر جمعہ کی رات یا صبح کو کوئی شخص مرے تو اس کی تجہیز وتکفین میں جلدی کی جاوے اور تاخیر نہ کی جاوے کہ جمعہ کے بعد بڑے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ ہو یہ مکروہ ہے بلکہ چاہئے کہ حتی الوسع قبل جمعہ ہی دفن کیا جاوے البتہ اگر جمعہ کا وقت قریب آگیا ہو اور پہلے دفن کرنے میں جمعہ کے فوت ہونے کا خوف ہو تو پھر بعد جمعہ کے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جاوے۔ عبارت درمختار کی یہ ہے وکرہ تاخیر صلوٰتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلوٰۃ الجمعۃ الا اذا خیف فوتھا بسبب دفنہ[1] الخ فقط

میت کو گھر میں دفن کرنا درست ہے مگر بہتر نہیں | **سوال** (۳۰۷۲) میت کو مکان مسکونہ میں دفن کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ گھر میں دفن کرنا بھی جائز ہے مگر بہتر ہے کہ قبرستان موقوفہ میں دفن کیا جائے[2]۔ فقط۔

مرد وعورت کے لئے ایک قبرستان درست ہے | **سوال** (۳۰۷۳) بعض جگہ عورتوں کے قبرستان

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) ینبغی ان لا یکرہ ھٰیئۃ نحو الکفن بخلاف القبر (رد المحتار) قولہ بجفر الخ وفی التتارخانیۃ لاباس بہ ویوجر علیہ ھکذا عمل عمر بن عبد العزیز والربیع بن خیثم وغیرھما (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۵ ج ۱) ظفیر۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [2] ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرا، لاختصاص ھذہ السنۃ بالانبیاء (درمختار) قولہ فی الدار، کذا فی الحلیۃ عن منیۃ المفتی وغیرھا وھو اعم من قول الفتح ولا یدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیہ فان ذالک خاص بالانبیاء بل ینقل الی مقابر المسلمین اھ ومقتضاہ انہ لا یدفن فی مدفن خاص کما یفعلہ من یبنی مدرسۃ ونحوھا ویبنی لہ بقربھا مدفنا تأمل (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۶ ج ۱ و ص ۸۳۷ ج ۱) ظفیر۔

مردوں سے علیحدہ احاطہ کھینچ کر بناتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے مسلمان مردوں اور عورتوں کی قبریں ایک قبرستان میں ہو سکتی ہیں۔ فقط۔

صندوق میں ڈال کر دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۷۴) بعض شخص میت کو بعد کفن پہنانے کے ایک صندوق چوبی میں رکھ کر دفن کرتے ہیں اور زمین کی سپردگی میں دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جس مدت تک سپرد کرتے ہیں اس وقت تک نعش میت کی گلتی سڑتی نہیں۔ اس کی شریعت میں کچھ اصل ہے یا نہیں۔ اور صندوق میں رکھ کر دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور ایسا کرنا جائز نہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں باعتقاد مذکورہ گنہ گار ہیں البتہ ان زمینوں میں جو کہ نرم اور کمزور ہیں، تابوت رکھنا جائز ہے غرض کہ اس کی اجازت بھی بضرورت ہے ورنہ یہ بھی بے ضرورت مکروہ ہے۔ کما فی الخانیۃ وحکی عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن فضل انہ جوز اتخاذ التابوت فی بلادنا لرخاوۃ الارض[1] الخ وھکذا فی الدر المختار۔ فقط۔

مسجد کی زمین میں مردہ دفن کرنا درست نہیں مگر جو دفن ہوگیا اسکو نکالا نہ جائے

سوال (۳۰۷۵) اس شہر میں ایک جامع مسجد ہے اور کچھ زمین مسجد ہی کے قریب مسجد ہی کی مملوکہ ہے۔ اس مسجد کا پریزیڈنٹ منشی عبد اللہ نامی تھا اب وہ فوت ہوگیا اور وہ بہت علانیہ سود خوار آدمی تھا تو ایسے فاسق فاجر کو بعض لوگوں نے اسسٹنٹ صاحب بہادر کو بہکا کر کہ عام مسلمان راضی ہیں۔ مسجد کی اس مملوکہ زمین میں دفن کرا دیا اور بطرز نصاریٰ یعنی لکڑی کے بکس میں بند کر کے دفن کیا تو مسجد کی زمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ مسجد کی زمین میں دفن کرنا اس کو جائز نہ تھا۔ لیکن بعد دفن کے

---

[1] ولا باس باتخاذ تابوت ولو حجرا وحدید لہ عند الحاجۃ کرخاوۃ الارض (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۶ ج ۱) ظفیر۔

وہاں سے نکالا نہ جاوے، البتہ بضرورت مسجد اس قبر کو برابر کرنا جائز ہے اور بعد ایک زمانے کے جب کہ میت خاک ہو جائے اس جگہ مکان وغیرہ مسجد کا بنانا بھی درست ہے (درمختار و شامی)۔ فقط۔

مسجد کے سامنے دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۷۶) مسجد کے سامنے مردوں کو دفن کرنا اور قبریں بنانا جائز ہے یا نہیں۔ **الجواب:** اگر مسجد کے قریب کوئی خاص جگہ دفن موتیٰ کے لئے بنادی گئی ہے تو وہاں دفن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، دفن ایسی ہی جگہ کرنا چاہئے کہ جو جگہ خاص اسی لئے ہو۔ فقط۔

مکان کی بنیاد میں لاش نکلے تو کیا کیا جائے

سوال (۳۰۷۷) ایک مکان کی بنیاد کھودتے وقت ایک نعش مرد مسلمان کی سالم نمودار ہوئی ہے آیا وہ نعش اسی جگہ دفن رہے یا وہاں سے نکال کر قبرستان میں دفن کی جاوے۔

الجواب: نعش مذکور کو اسی جگہ رکھنا چاہئے کیونکہ منتقل کرنا نعش کا اس جگہ سے جس جگہ وہ دفن ہے بلا ضرورت شدیدہ جائز نہیں ہے جیسا کہ شامی میں ہے واما نقله بعد دفنه فلا مطلقاً[۳]۔ البتہ اگر وہاں اس نعش کا رکھنا دشوار ہے اور خوف بے حرمتی کا ہے مثلاً یہ کہ عین بنیاد میں وہ نعش ہے یا اور کوئی مجبوری ایسی ہی ہے تو پھر یہ بھی جائز ہے کہ دوسری جگہ قبرستان میں اس کو دفن کر دیا جاوے تاکہ احترام میت کا باقی رہے فقط

جنازہ پر شال ڈالنا اور اسے جلدی جلدی لے جانا کیسا ہے

سوال (۳۰۷۸) مرد کے جنازہ پر شال وغیرہ ڈالنا اور دھوپ کی وجہ سے تیز تیز لے کر قبرستان تک لیجانا درست ہے یا نہیں۔

---

[۱] قال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعه والبناء علیه

[۲] الدر المختار باب صلاة الجنازة ص ۸۳۵ ج ۱ ظفیر۔ [۵] ویستحب فی القتیل والمیت دفنه فی المکان الذی مات فیه فی مقابر اولئک القوم (غنیة المستملی مسائل متفرقه ص ۵۶۳) ظفیر

[۳] رد المحتار باب صلاة الجنائز قبیل مطلب فی الثواب علی المصیبة ص ۸۴۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

ایسی حالت میں نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

سوال (۲/۳۰۷۹) ایسی حالت میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اس فعل کو بدعت کہنا کیسا ہے اور اس فعل کی وجہ سے نمازیوں وغیرہ کی تکفیر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

نماز جنازہ روکنا جائز نہیں

سوال (۳/۳۰۸۰) ایک عالم نے اسی وجہ سے نہ تو خود نماز پڑھی اور دوسرے لوگوں کو بھی نماز سے باز رکھا اور جواز صلوٰۃ کا انکار کیا اس پر شرعاً کیا حکم ہے۔

میت کو نہلانے کے لئے اس برتن میں پانی گرم کرنا جائز ہے جو کھانے کا ہے

سوال (۴/۳۰۸۱) میت کے غسل کا پانی کھانا پکانے کے ظروف میں گرم کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب (۱) یہ امور بدعت و ناجائز ہیں ایسے تکلفات جنازہ کے ساتھ جائز نہیں ہیں، میت کو سایہ اس کے اعمال کا تو ناہے کما ورد انما یظله عمله پس چھتری کا سایہ کرنے کی میت کو ضرورت نہیں ہے اور یہ بدعت اور ناجائز ہے اور شال وغیرہ ڈالنا میت پر رسوم کفار اور رسوم جو میت سے ہے۔ وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلباً سریعًا۔ رواہ ابو داؤد۔[1]

(۲) نماز جنازہ پڑھنا اس حالت میں درست ہے اور بدعت کہنا اس فعل کو صحیح ہے لیکن اس وجہ سے تفسیق و تکفیر کسی مسلمان کی صحیح نہیں ہے۔

(۳) یہ اس سے غلطی ہوئی، نماز جنازہ پڑھنا اس کا جائز بلکہ ضروری تھا۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔[2]

(۴) جائز ہے۔ فقط۔

قبرستان میں دفن کرنے کے بعد پھر نکالنا درست نہیں

سوال (۳۰۸۲) زینب کو مرے ہوئے عرصہ تین چار سال کا ہو گیا اور وہ مغصوبہ زمین میں دفن نہیں ہوئی بلکہ عام قبرستان میں دفن ہوا۔ اب اس کو قبر سے نکال کر اور لاش و ہڈیوں کو کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر پھر دفن کیا جائے

---

[1] مشکوٰۃ باب غسل المیت و تکفینہ ص ۱۴۲ ۔ [2] تنبیہ ۲ شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ۔ ۲ ظفیر۔

فاصلہ پر لے جا کر دفن کر دیا یہ فعل کیسا ہے اور اس فعل کے مرتکب کی امامت وبیعت درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقہاءؒ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ میت کو بعد دفن کرنے کے سوائے چند مخصوص صورتوں کے نہ نکالا جاوے چنانچہ درمختار کی عبارت یہ ہے ولا یخرج منہ بعد اھالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ[1] او اخذت بشفعۃ الخ۔ در شامی میں ہے وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معہ مال قالوا ولو کان المال درھما۔ بحر۔ قال الرملی واستفید منہ جواب حادثۃ الفتاوی اھ انہ دفنت مع بنتہا من المصاغ والامتعۃ المشترکۃ بینہما بغیبۃ الزوج انہ ینبش لحقہ[2] الخ الغرض اخراج میت بعد الدفن کے چند وجوہ در علاج تو سکتے ہیں اس لئے جس بزرگ نے ایسا کیا ہے اس سے مصلحت اسکی دریافت کی جاوے شاید کوئی وجہ جواز کی اور کوئی مصلحت اور عذر درست ہو۔ کتب احادیث میں مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے اپنے والد کو چند ماہ کے بعد ان کی قبر سے نکال کر علیحدہ دفن کیا محض اس وجہ سے کہ وہ کسی دوسری میت کے ساتھ ایک قبر میں مدفون تھے۔ الغرض اس قسم کے واقعات صحابہؓ سے بھی منقول ہیں، لہٰذا بدون دریافت عذر اعتراض میں جلدی نہ کرنی چاہئے۔ فقط۔

سوال (۳۰۸۲) مقابر میں جو قبریں ہموار ہو جاتی ہیں ان پر پھلواری لگانے میں کچھ حرج تو نہیں اور خوردنی اشیاء اس پر کھالینا کیسا ہے۔

(قبر پر پھلواری لگانا اور پھل کھانا کیسا ہے)

الجواب:۔ پرانی قبور پر ایسا کرنا درست ہے اور پھل کے کھانے میں اس وجہ سے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹ / ۱ ج ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب ایضاً ص ۸۳۹ / ۱ ج ۱۲ ظفیر۔

کہ وہ درخت قبر پر ہے کچھ حرج نہیں ہے[1]۔ البتہ اگر قبرستان وقف ہے تو اس کے پھلوں کے متعلق جو کچھ شرط یا تعامل ہو ویسا کرے یعنی اگر فروخت کرنے کی شرط ہو تو ان کی قیمت وقف کو دے یا فقراء کے لئے وقف ہے تو غنی نہ کھاوے۔ فقط۔

عورتوں کے دفن کے وقت پردہ

سوال (۳۰۸۴) جب کوئی عورت مرجاتی ہے تو بوقت دفن پردہ کیا جاتا ہے یہ حکم سب عورتوں کے لئے ہے یا پردہ والی عورتوں کے لئے۔

الجواب:- یہ حکم یعنی عورت کے دفن کرنے وقت پردہ کا حکم سب عورتوں کے لئے ہے[2]۔ فقط۔

قبر کی گہرائی کیا ہو

سوال (۳۰۸۵/۱) صندوقی قبر کی گہرائی جو نصف قامت مراد ہے تو یہ کل قبر کی گہرائی ہے یا کیا۔

کیا فرشتے کی وجہ سے قبر گہری کھودی جاتی ہے

سوال (۳۰۸۶/۲) قبر میں جو فرشتے آکر میت کو بٹھاتے ہیں کیا اس وجہ سے قبر کو گہرا کھودا جاتا ہے یا کیا۔

الجواب:- (۱) فقہاء کی مراد نصف قامت گہرائی سے کل قبر کی گہرائی مراد ہے اور یہ ادنیٰ درجہ گہرائی کا ہے اس سے زیادہ پورے قامت تک بہتر ہے اور علت اسکی یہ ہے کہ بدبو باہر نہ پھیلے اور درندوں سے محفوظ رہے۔ والمقصود منه المبالغة فی منع الرائحة ونبش السباع شامی[3]۔

(۲) قبر کو گہرا کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے جیسا کہ شامی سے منقول ہوا اور اس عالم میں میت کے بٹھلانے کے لئے گہرائی مذکور کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ عالم اس عالم کے مثل نہیں ہے۔ فقط۔

---

[1] ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعه والبناء علیه کذا فی التبیین (عالمگیری مصری فی القبر والدفن ص۱۵۶ ج۱) ظفیر۔ [2] ویسجی ای یغطی قبرها ولو خنثی [illegible] (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص۸۳۵ ج۱) ظفیر۔ [3] رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص۸۳۸ ج۱ ظفیر

دفن کرنے کے بعد اذان درست نہیں

سوال (۳۰۸۷) میت کو دفن کرنے کے بعد اذان دینا کیسا ہے۔

الجواب:۔ رد المحتار المعروف بالشامی جلد اول کتاب الجنائز میں ہے فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارۃ الی انہ لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ[۱] الخ

اس عبارت سے واضح ہوا کہ اذان دفن کے بعد مشروع نہیں بلکہ بدعت ہے۔ فقط

مردہ کو قبر میں خوشبو لگانا کیسا ہے

سوال (۳۰۸۸) مردے کو قبر میں خوشبو لگانا کیسا ہے

الجواب:۔ کچھ حرج نہیں[۲]۔ فقط

قبر سے نعش نکالنا اور دوبارہ نماز جنازہ ممنوع ہے

سوال (۳۰۸۹) زید کے والد کے انتقال کو پندرہ سال ہوئے اس کا غسل اور تجہیز و تکفین بدستور شرع شریف کی گئی بعد عرصہ مذکورہ کے زید نے اپنے والد کی نعش کو بلا ضرورت قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کا ارادہ کیا اور دوبارہ نماز جنازہ پڑھی۔ اور اس فعل کو جائز بتلاتا ہے اور ناواقف لوگ منع کرنے والے کو نہ فرا و وہابی کہتے ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ بلا ضرورت نعش کو قبر سے نکالنا بھی ممنوع ہے[۳] اور نماز دوبارہ پڑھنا بالکل غیر مشروع ہے ہرگز درست نہیں ہے[۴]۔ پس یہ فعل اس شخص کا بہت برا ہے اور منع کرنے والے کو برا کہنا و مشرک و وہابی و بدعتی کہنا بہتان و گمراہی ہے اس سے توبہ کرنی لازم ہے اور آئندہ ایسی

---

[۱] رد المحتار، باب صلاۃ الجنائز ص $\frac{۸۳۷}{۱}$ ۱۲ ظفیر۔

[۲] ویوضع الحنوط فی راسہ ولحیتہ وسائر جسدہ (عالمگیری مصری ص $\frac{۱۶۱}{۱}$) ظفیر

[۳] ولا یخرج عنہ بعد اھالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص $\frac{۸۳۹}{۱}$) ظفیر [۴] ولا یصلی علی میت الا مرۃ واحدۃ والتنفل بصلاۃ الجنازۃ غیر مشروع کذا فی الایضاح (عالمگیری صلاۃ الجنازۃ ص $\frac{۱۵۳}{۱}$) ظفیر۔

حرکت نہ کی جاوے۔ فقط۔

تدفین کے بعد ہاتھ دھونا اگر مٹی لگی ہو درست ہے

سوال (۳۰۹۰) مردہ کو قبر میں رکھ کر مٹی دینے کے بعد ہاتھ دھونا جائز ہے یا نہ۔ بکر جائز کہتا ہے اور زید ناجائز بتاتا ہے۔

الجواب:- اس بارہ میں بکر کا قول صحیح ہے، ہاتھ دھونے میں اس صورت میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ممانعت اس کی نہیں ہے۔ ناجائز کہنا بلا دلیل ہے۔ فقط۔

مردہ جنوباً شمالاً کیوں دفن کرتے ہیں

سوال (۳۰۹۱) مردہ کو جنوباً شمالاً کیوں دفن کرتے ہیں

الجواب:- مردہ کو شمالاً جنوباً دفن کرنا اس طریقہ سے کہ منہ قبلہ کی طرف رہے مسنون ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ مکرمہ قبلہ ہے زندگی میں بھی اور بعد مرنے کے بھی حیث ورد "قبلتکم احیاءً و امواتاً"[1] اور یہ تفاؤلاً ہے کیونکہ مسلمان کی طرف یہی گمان کیا جاتا ہے کہ وہ ایمان اور اسلام پر فوت ہوا ہے۔ فقط۔

دفن کرتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنا

سوال (۳۰۹۲) میت کو دفن کرتے تین مٹھی مٹی کی قبر میں ڈالنا کیسا ہے۔

الجواب:- تین تین مٹھی مٹی کی قبر میں ڈالنا تمام حاضرین کو مستحب ہے۔ کذا فی العالمگیری[2] وغیرہ۔ فقط

---

[1] ویوجه الیها وجوباً وینبغي کونه علی شقه الایمن (درمختار) بحدیث ابی داؤد والنسائی ان رجلاً قال یا رسول الله ما الکبائر قال هي تسع فذکر منه استحلال البیت الحرام قبلتکم احیاء و امواتاً اه قلت وجهه ان ظاهره التسویة بین الحیاة والموت فی وجوب استقباله (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۲ ج ۱ ظفیر)

[2] ویستحب لمن شهد دفن المیت ان یحثو فی قبره ثلث حثیات من التراب بیدیه جمیعاً ویکون من قبل راس المیت ویقول فی الحثیة الاولی منها خلقناکم وفی الثانیة وفیها نعیدکم وفی الثالثة ومنها نخرجکم تارة اخری کذا فی الجوهرة النیرة (عالمگیری کشوری باب الجنائز فصل سادس ص ۱۶۳ ج ۱ ظفیر)۔

مردے کے سرہانے قل ہو اللہ پڑھ کر مٹی ڈالنا کیسا ہے

سوال (۳۰۹۳)[۱] مردہ کے سرہانے قل ہو اللہ پڑھ کر مٹی رکھنی کیسی ہے

قبر میں کھجور کی ٹہنی رکھنی جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۰۹۴)[۲] مردہ کے لحد میں کھجور کی ٹہنی رکھنی کیسی ہے

الجواب:۔ (۱) درست نہیں ہے اور ثابت نہیں ہے۔

(۲) اس کی ضرورت نہیں ہے، اور علماء محققین نے اس سے منع فرمایا ہے۔ فقط

دہلی کا مردہ دیوبند میں دفن ہو سکتا ہے

سوال (۳۰۹۵) اگر کسی شخص کا وصال دہلی میں ہو تو اسکو نعش دیوبند میں بھیج کر دفنانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درست ہے[۲]۔ فقط

بعد دفن درخت کی شاخ گاڑنا کیسا ہے

سوال (۳۰۹۶) بعد دفن میت قبر پر شاخ درخت تخفیف عذاب کے لئے گاڑنا جائز ہے یا نہیں۔

آنحضرت ﷺ کی قبر پر شاخ گاڑی گئی تھی یا نہیں

الجواب:۔ (۱) علماء حنفیہ نے و نیز محققین نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص سمجھا ہے اور رفع عذاب کو آپ کی برکت کی

۱۔ مستحب طریقہ یہ ہے کہ سر کی جانب سے تین لپ مٹی دونوں ہاتھوں سے ڈالے اور پہلے میں "منها خلقناكم" دوسرے میں "وفيها نعيدكم" اور تیسرے میں "ومنها نخرجكم تارة اخرى" پڑھے۔ ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلاثا (درمختار) لما في ابن ماجه عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى على جنازة ثم اتى القبر فحثى عليه من قبل رأسه ثلاثا شرح المنية قال في الجوهرة وقال في الاولى منها خلقناكم وفي الثانية وفيها نعيدكم وفي الثالثة ومنها نخرجكم تارة اخرى الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۸ ج ۱) ظفیر۔

۲۔ ولا بأس بنقله قبل دفنه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۴۰ ج ۱) ظفیر۔

وجہ سے مخصوص کیا ہے لہذا احوط اس کا ترک کرنا ہے۔

(۲) یہ ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

ساتویں فصل

تعزیت کے بیان میں

قبرستان سے آکر ورثاء میت کو صبر کی تلقین کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۹۷) یہاں ہمیشہ سے یہ رواج ہے کہ میت کے دفن کرنے کے بعد قبر سے واپس آکر وارث میت کو تسلی و تشفی اور صبر کی تلقین کیا کرتے ہیں۔ اب بعض اصحاب یہ فرماتے ہیں کہ دفن کی واپسی پر وارث میت کے گھر آنا نہیں چاہئے بدعت ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- شامی میں اس کو مکروہ لکھا ہے ویکرہ له الجلوس فی بیته حتی یأتی الیه من یعزی بل اذا فرغ ورجع الناس من الدفن فلیتفرقوا ویشتغل الناس بامورهم وصاحب البیت بامره[۱]۔ فقط

---

[۱] ویؤخذ من ذلك ومن الحدیث ندب وضع ذالك للاتباع ویقاس علیه ما اعتید فی زماننا من وضع اغصان الآس ونحوه وصرح بذلك ایضاً جماعة من الشافعیة وهذا اولی مما قاله بعض المالکیة من ان التخفیف عن القبرین ببرکة یده الشریفة صلی الله علیه وسلم او دعائه لهما فلا یقاس علیه غیره وقد ذکر البخاری ان بریدة بن الحصیب اوصی بان یجعل فی قبره جریدتان الخ اھ رد المحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی وضع الجرید ص ۸۴۶ ج ۱ ... ص ۲۲۰ ج ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسم کے طور پر کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی شخص صبر کرنے کے تعلق کی وجہ سے آئے تو یہ مکروہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

حضرت فاطمہؓ کا آنحضرت کی وفات پر غم

سوال (٣٠٩٨) شوہر کے سوا کسی دوسرے کے مرنے پر تین دن سے زیادہ غم کرنا ناجائز ہے لیکن جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر چھ ماہ تک غم کرتی رہیں اس کی توجیہ کیا ہوگی۔

الجواب: ۔ رنج و غم بے اختیاری ہے اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں اور رو کی بھی نہیں ہے ممنوع یہ ہے کہ لباس ماتمی وغیرہ پہنا جائے، سو یہ ثابت نہیں۔

مسافر کے لئے تعزیت کی اجازت تین دن بعد

سوال (٣٠٩٩) در بہشتی گوہر است تعزیت بعد از سہ روز مکروہ است مگر برائے کسے کہ در سفر باشد پس کراہیت نیست۔ ایں از کدام کتاب منقول است۔

الجواب: ۔ ایں در کتاب درمختار است وتکرہ بعدھا الا لغائب[۱] فقط۔

کیا دوبارہ تعزیت مکروہ ہے اور خط کے بعد مشافہۃً تعزیت کا کیا حکم ہے

سوال (٣١٠٠) ایضاً۔ در کتاب مذکور است دوبارہ تعزیت مکروہ است۔ جناب اگر بذریعہ خط تعزیت داده شد بار دیگر تعزیت مشافہۃ بلسان بلاکراہت جائز است یا نہ۔

الجواب: ۔ فی الدر المختار ایضاً وتکرہ التعزیۃ ثانیاً[۲]۔ ایں عام است کہ اولاً بکتابت و ثانیاً بالمشافہ باشد یا برعکس۔ فقط۔

تعزیت کی مدت کب تک ہے

سوال (٣١٠١) فاتحہ خوانی و تعزیت کتنے دن تک کن لفظوں سے مسنون ہے۔ ماتم والوں کے گھر پر یا مسجد میں۔

الجواب: ۔ تعزیت تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے مگر جو شخص اس وقت نہ ہو وہ بعد میں کر سکتا ہے۔ تعزیت میں تسلی کے کلمات ہوں یعنی اس قسم کے کہ صبر کرو اللہ تم کو اس صبر کا اجر دے گا وغیرہ۔ اور تعزیت کے لئے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے بلکہ گھر پر ہو[۳]۔ فقط۔

---

[۱] درمختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز بعد مطلب کراہیۃ الضیافۃ ص ٨٨٢ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] ایضاً ۱۲ ظفیر۔
[۳] ولا بأس بالجلوس لہا فی غیر مسجد ثلثۃ ایام واولہا افضلہا وتکرہ بعدہا الا لغائب ویقول عظم اللہ اجرک واحسن عزاءک وغفر لمیتک (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز قبیل مطلب فی زیارۃ القبور ص ٨٤٣ ج ۱) ظفیر۔

آٹھویں فصل

زیارت قبور اور ایصال ثواب میں

مستورات کا قبروں پر نہ جانا ہی بہتر ہے

سوال (۳۰۷۲) جو شخص مستورات کو اپنی ہمراہ قبرستان میں لیجا کر زیارت قبور کرادے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: - صحیح بات یہی ہے کہ عورتوں کو قبروں پر نہ جانا چاہئے کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے وہ وہاں جزع و فزع کریں گی۔ باقی اس میں اختلاف ہے۔ راجح یہی ہے کہ عورت زیارت قبور کو نہ جاوے[1]۔ فقط

بعد نماز جنازہ ایصال ثواب

سوال (۳۱۰۳) بعد نماز جنازہ قبل دفن اولیاء میت مصلیوں سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر میت کو اس کا ثواب بخش دیویں۔

الجواب: - ایصال ثواب میں کچھ حرج نہیں ہے پس اگر بعد نماز جنازہ کے تمام لوگ یا بعض سورۂ اخلاص کو تین بار پڑھ کر میت کو ثواب پہنچاویں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے[2]۔ بعض دعا کو بعد نماز جنازہ کے فقہا نے مکروہ لکھا ہے کیونکہ نماز جنازہ خود دعا للمیت ہے[3]۔ لیکن ...

---

[1] وبزیارۃ القبور ولو للنساء لحدیث کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا (درمختار) قولہ ولو للنساء وقیل تحرم علیھن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لھن بحر وجزم فی شرح المنیۃ بالکراھۃ الخ فلا بأس اذا کن عجائز ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعۃ فی المساجد (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳ ج ۱) ظفیر

[2] ویقرأ یٰس وفی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی القراءۃ للمیت ص ۸۴۳ ج ۱) ظفیر

[3] مصلی الجنازۃ ینوی الصلاۃ للہ تعالٰی وینوی الثناء لہ والدعاء للمیت الخ (ایضاً باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۹۳ ج ۱) ظفیر۔

جنازہ کوئی دعا مشروع نہیں ہے[1]۔ فقط۔

ایک چیز کا ثواب متعدد وقت متعدد آدمیوں کو پہنچانا کیسا ہے

سوال (۳۱۰۴) اگر ثواب کلام مجید یا طعام یا کسوت ایک وقت میں ایک شخص کو پہنچا دے پھر دوسرے وقت دوسری میت کو اور تیسرے وقت تیسری میت کو پہنچا دے تو یہ ثواب تینوں میتوں کو پہنچیگا یا میت اول کو پہنچکر منقطع ہو جاوے گا۔ ثانی اور ثالث کو کچھ نہ ملے گا۔

الجواب:۔ ایک وقت میں اگر چند اموات کو ثواب پہنچا دے تو سب کو پہنچتا ہے لیکن اگر اول وہ ثواب ایک میت کو پہنچا دیا تو پھر دوسرے وقت میں اسی صدقہ و کلام مجید کا ثواب دوسری میت کو نہیں پہنچا سکتا کیونکہ وہ ثواب اول میت کو پہنچ گیا[2]۔ فقط

کئی آدمیوں کے نام ایصال ثواب کرنے سے ثواب تقسیم ہو کر پہونچتا ہے یا برابر

سوال (۳۱۰۵) وصول ثواب الی ارواح الموتیٰ میں تقسیم ہے یا مساوات، مثلاً ایک ختم کلام مجید کا پڑھ کر تین شخصوں کی روحوں کو ایصال ثواب کیا، آیا ہر ایک کو علی السویۃ پورے پورے ختم کلام مجید کا ثواب ملے گا یا منقسم ہو کر ایک ختم کے ثواب میں تینوں آدمیوں کو ملے گا بینوا توجروا۔

الجواب:۔ شامی میں دونوں قول نقل کئے ہیں۔ قیاس کے موافق تقسیم ہونا چاہیئے[3] قال فی رد المحتار و یوضحہ انہ اھدی الکل الی اربعۃ یحصل لکل منہا ربعہ فکذا لو اھدی الربع لواحد و ابقی الباقی لنفسہ الخ[3] پھر ابن حجر مکی سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک جماعت نے اس پر فتوی دیا ہے کہ ایک کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور اس کو وسعت فضل کے لائق کہا ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] ویسلم بلا دعاء بعد الرابعۃ (ایضاً باب صلاۃ الجنائز ص۸۱۳/۱) ظفیر۔ [2] نعم اذا فعلہ لنفسہ ثم نوی جعل ثوابہ لغیرہ لم یکف الخ (رد المحتار ص۸۴۴/۱) ظفیر۔ [3] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۱۵/۱۔ ظفیر۔ [4] لکن سئل ابن حجر مکی عما لو قرأ لاھل المقبرۃ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اگر ایصال ثواب میں والدین کے ساتھ اور تمام لوگوں کو شریک کرے تو سب کو ثواب ملے گا

سوال (۳۱۰۶) ایک شخص نے سورۂ فاتحہ یا اور کوئی سورت یا دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے باپ یا ماں یا پیر یا استاد کی روح کو ثواب مع مؤمنین و مؤمنات کے بخشا، یہ ثواب باپ ہی کی روح کو پہنچا یا سب کو اسی طرح ثواب پہنچایا جائے یا خاص کر کے یعنی باپ ہی یا استاد ہی کا نام لیا جاوے تب پورا ثواب ملے گا۔

الجواب:۔ اگر سب کو ثواب پہنچایا سب کو پہنچا حصہ رسد ثواب سب کو پہنچتا ہے[۱] اور بہتر سب کو شریک کرنا ہے[۲]۔ فقط

بے نمازی کو بھی ثواب پہنچانے سے پہنچتا ہے

سوال (۳۱۰۷) اگر کوئی شخص بے نمازی مر جائے اور اس کی روح کو صدقہ وغیرہ کا ثواب پہنچا دیں تو پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جو مسلمان مرا ہے اس کو ثواب پہنچ سکتا ہے۔ بے نمازی مسلمان کو بھی پہونچ سکتا ہے[۳]۔ فقط

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم او يصل لكل منهم مثل ثواب ذالك كاملاً فاجاب بانه افتى بالثانى وهو اللائق بسعة الفضل (رد المحتار باب الجنائز ص ۸۴۳ ج ۱) [۱] سئل ابن حجر المكى عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم او يصل لكل منهم مثل ثواب ذالك كاملاً فاجاب بانه افتى جمع بالثانى وهو اللائق بسعة الفضل (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۴۳ ج ۱) [۲] وفى التتارخانية عن المحيط الافضل من يتصدق نفلاً ان ينوى لجميع المؤمنين والمؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شئ (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى القراءة للميت ص ۸۴۲ ج ۱) [۳] وفى البحر من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة كذا فى... (رد المحتار ص ۸۴۴ ج ۱) ظفیر۔

ایصال ثواب میں فلاں ابن فلاں کہنا ضروری ہے یا صرف نام کافی ہے

سوال (۳۱۰۸) ایصال ثواب فلاں ابن فلاں کہنے کی ضرورت ہوگی یا محض اس کا نام لے لینا کافی ہوگا۔ اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو ایصال ثواب کا کیا طریقہ ہوگا۔

الجواب:۔ فلاں ابن فلاں کہنا مناسب ہے۔ لیکن اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو صرف اسی کا نام لینا کافی ہے، نیت میں جو کچھ ہے اللہ کو معلوم ہے۔ اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو کچھ حرج نہیں ہے[1]۔ فقط

خیرات کس کو دی جائے

سوال (۳۱۰۹) جس شخص کو کھانا یا نقد یا کپڑا دیا جاوے وہ کس صفت کا ہونا چاہئے۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہونا کچھ ضروری نہیں۔ غیر پابند صوم وصلوٰۃ کو دینے سے ایصال ثواب ہوگا یا نہیں۔ اور کافر یا صاحب نصاب کو کھلانے اور دینے سے ایصال ثواب ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ ثواب ہر ایک محتاج کو دینے میں ہے لیکن مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ کو دینے میں زیادہ ثواب ہے[2]۔ باقی تفصیل ان امور کی فقہ کی کتابوں میں ہے۔ زبانی کسی عالم سے دریافت کر لیا جاوے۔ فقط۔

سماع موتی کے سلسلہ میں شاہ عبدالعزیز کی طرف ایک غلط بات کا انتساب

سوال (۳۱۱۰) کفایہ۔ عنایہ۔ فتح شامی وغیرہ میں سماع موتی کا مذہب احناف کے مطابق انکار ہے اور شوافع قائل ہیں۔ حدیث قلیب بدر وغیرہ کی تاویل دور از کار کرتے ہیں بعض شاہ عبدالعزیز

---

[1] فی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات (درمختار) و فی شرح اللباب ویقرأ من القرآن ما تیسر له من الفاتحة واول البقرة الی المفلحون ... ثم یقول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه الی فلان او الیهم اه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت واهداء ثوابها له ص ۸۴۴) ظفیر

[2] قال النبی صلی الله علیه وسلم فاطعموا طعامکم الاتقیاء واولوا معروفکم المومنین رواه البیهقی (مشکوٰة باب الضیافة ص ۳۶۹) ظفیر۔

اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں۔ انکار سماع موتی قریب بکفر است۔ اس عبارت کا کیا مطلب ہے

الجواب:۔ حدیث قلیب بدر کی تاویل کو دور از کار کہنا نہایت قبیح ہے۔ قرن صحابہ میں تاویل کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ تاویل فرمائی ہے اور آیۃ قرآنیہ کے مطابق کرنے کے لئے حدیث میں اگر وہ تاویل کی جاوے جو قرین قیاس اور منقول عن الصحابہ ہے تو اس کو دور از کار کیسے کہہ سکتے ہیں[1] یا للعجب یا لضیعۃ الادب۔ اور حضرت شاہ صاحب کی طرف منسوب کرنا اس قول کا جو آپ نے نقل کیا ہے غلط ہے۔ شاہ صاحب کا کوئی ایسا فتوی سند معتبر سے ثابت نہیں۔ حضرت شاہ صاحب جیسے بزرگ ایسے مسئلہ میں جس میں صحابہ وائمہ و مجتہدین کا اختلاف ہو اور نصوص متعارض ہوں کیسے انکار کر سکتے ہیں اور سماع کو قریب بکفر فرما سکتے ہیں۔ پس قول مذکور کو منسوب بہ شاہ صاحب کہنا محض غلط اور بے اصل ہے ایسی بات کبھی زبان سے نہ نکالنی چاہئے اور اس کی تغلیط کرنی چاہئے فقط

کیا شرکت میں ثواب پہنچانا مناسب نہیں

سوال (۳۱۱۱) میں اپنی سابقہ معلومات سے تلاوت قرآن کا ثواب بروح پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرکت دیگر انبیاء و بزرگان دین و دوست آشنا و رشتہ داران کی ارواح کے ہدیہ کرتا رہا ہوں۔ ایسا مطالعہ میں آیا ہے کہ اشتراک بہتر نہیں ہے افراد بہتر ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوب ۱۸ جلد سوم از مکتوبات شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح۔ آئندہ مجھکو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ یہ مضمون مکتوب ۱۸ کا نہیں ہے بلکہ مکتوب ۲۹ صفحہ ۶۷ جلد سوم کا یہ مضمون ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقل طور سے بلا شرکت غیر ایصال ثواب کیا جاوے کہ دیگر میت کو بواسطہ آپ کے ثواب پہنچے وہ بہتر نہیں ہے۔ رہا یہ کہ شرکت میں

---

[1] واجابوا عن ھذا الحدیث تارۃ بانہ مردود عن عائشہ رضہ قالت کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذالک واللہ یقول وما انت بمسمع من فی القبور انک لا تسمع الموتی الخ (مرقاۃ المفاتیح ص ۲۴۶ ج ۴) ظفیر۔

ثواب پہنچانا کیساں ہے، سو ظاہر ہے کہ ہر طریق سے جائز ہے اس میں کسی کو کلام نہیں۔ فقط۔

قبور کا طواف درست نہیں

سوال (۳۱۱۲) زید کہتا ہے کہ طواف قبور جائز ہے اور سنت رسال میں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا قول بیان کرتا ہے۔ آیا زید کا قول صحیح ہے یا نہیں، عبارت شاہ صاحب کی کیا ہے۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ اگر طواف قبور کامل شخص کرے تو اہل قبر کو فائدہ پہنچتا ہے یہ بھی صحیح ہے یا نہیں اور طواف کرنے والا اور جائز رکھنے والا آثم یا عیب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زید کا قول غلط ہے۔ طواف عبادت مختصر بالکعبۃ الشریفہ ہے غیر کعبہ کا طواف جائز نہیں ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی عبارت بندہ کے اس وقت پیش نظر نہیں ہے اور نہ کتاب مذکور بندہ کے پاس ہے جو اس کو دیکھا جاوے۔ بہرحال وہ تصوف میں ہے اگر اس میں کچھ ہو بھی تو اس سے مسائل شرعیہ میں استدلال نہیں ہو سکتا اور معلوم نہیں کہ وہ کس محل پر اور کس طرز پر ہے اور انہوں نے اس کا جائز ہونا بھی لکھا ہے یا نہیں۔ ہم کو حکم اتباع شریعت کا ہے اور ظاہر ہے کہ شریعت میں سوائے خانہ کعبہ کے کسی کے لئے طواف کعبہ کی اجازت نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وعہدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود۔ الآیۃ۔ فقط۔

استمداد اہل قبور سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۱۱۳) استمداد من اہل القبور کے جواز کی حنفیہ کے یہاں کوئی صورت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ استمداد من اہل القبور اگر اس عقیدہ کے ساتھ ہے کہ وہ متصرف فی الامور ہیں جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہے بلکہ اس میں خوف کفر ہے۔ شامی میں ہے

من ذلک یستحب ہدایاہ لہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت وقول علمائنا لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ یدخل فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ احق بذلک الخ ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی اہداء ثواب القراءۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۴۵ ج ۱ ظفیر۔ ۲؎ بقرہ۔ ۱۵۔

ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقاده ذلک کفر[1] الخ اور اگر مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے ذریعہ سے دعا کی جاوے کہ یا اللہ میرا فلاں کام فلاں بزرگ کی برکت سے پورا فرمادے تو یہ جائز ہے۔ فقط۔

ایصال ثواب کا کیا حکم ہے

سوال (۳۱۱۴) اجلاس القاری علی القبر در مختار صاحب فتح القدیر ص۱۰۳ فتاویٰ قاضی خاں ص۸۰ فتاویٰ عالمگیری ص۱۳۳/۱ مجمع الانہر ص۱۸۹ در منتقی ص۱۶۵ خلاصۃ الفتاویٰ ص۲۲۴ فتاویٰ غیاثیہ ص۴۵ فوائد سمیہ ص۴۲ کبیری ص۶۴ صغیری روح البیان۔ فتاویٰ مصریہ در المختار وغیرہ کتب فقہ میں بعلامت فتویٰ مذکور ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔

بعض روایتوں کے متعلق سوال

سوال (۳۱۱۵) تصدق عن المیت کہ قبل الدفن الخ نقل والموتا کہ بعد الدفن الخ شرح برزخ و زاد الآخرۃ وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ دستور یہاں پر یہ ہے کہ ورثہ میت حسب مقدور حفاظ و قراء و صلحاء و طلباء و دیگر فقراء و مساکین کو دعوت دیگر جمع کرکے خیرات کبھی تو بعد الدفن اور کبھی قبل الدفن اور کبھی بعد جنازہ اور کبھی قبل جنازہ واسطے آسانی اور فائدہ دے کے دے دیا کرتے ہیں اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے والسنة ان یتصدق ولی المیت قبل مضی اللیلة الاولی بما تیسر الخ کیا یہ روایتیں صحیح ہیں اور یہ صورت مسئولہ جائز ہے یا کیا۔

مظاہر حق کے حوالے سے ایک مسئلہ کی تصدیق

سوال (۳۱۱۶) مظاہر حق جلد دوم باب النذور میں ہے۔ فاتحہ بزرگان دین اور نذر و نیاز ان کی درست اور جائز لکھی ہے اور کھانا اس کا روا ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔

الجواب:- (۱) بوجہ اللہ میت کو قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا عمدہ ہے اور اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ لیکن استیجار علی التلاوۃ جیسا کہ مروج ہے یہ درست نہیں ہے

---

[1] ردالمحتار قبیل باب الاعتکاف ص۱۸۵/۲ مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ۱۲ ظفیر۔

جیسا کہ شامی میں ہے: في تولوالجية: ولو زار قبر صديق او قريب له وقرأ عنده شيئاً من القرآن فهو حسن، اما الوصية بذلك فلا معنى لها ولا معنى ايضاً لصلة القارى لان ذلك يشبه استيجاره على قراءة القرآن وذلك باطل ولم يفعله احد من الخلفاء الخ والتفصيل في باب الاجارة الفاسدة۔ پس یہ وجوہ ہیں جن کی وجہ سے اس زمانہ میں اجارہ قاری کو منع کیا جاتا ہے

(۲) یہ روایات بے اصل ہیں اور وہ خرابی استیجار علی التلاوۃ یہاں بھی ہے۔ اور بیان المعروف کالمشروط مسئلہ ہے اور ایسے پڑھنے سے ثواب نہیں ہوتا۔ کما حققہ فی الشامی بما لا مزید علیہ۔

(۳) ایصال ثواب برائے اموات کے استحباب میں کچھ تامل نہیں ہے بلا قیود و رسوم مخترعہ کے ایصال ثواب الی الاموات جائز ہے[2]۔ یہی مطلب عبارت مظاہر حق کا ہے۔ فقط

ایک درود شریف ۲۵ آدمیوں کو بخشا تو کیسے ثواب پہنچے گا

سوال (۳۱۱۷) اگر سوا لاکھ درود شریف ایک شخص نے پڑھے اور ثواب اس کا پچیس موتی کو پہنچانا ہے تو فرمائیے یہ موتی کو ثواب سوا لاکھ پہنچے گا یا اس کے ۲۵ حصے ہو کر ہر ایک کو پہنچے گا۔

الجواب: پچیس حصے ہو کر ہر ایک میت کو پانچ ہزار کا ثواب پہنچے گا، اور بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک کو پورا ثواب ملے گا والاول اقيس والثانی اوسع۔ کذا فی الشامی[3]۔

---

[1] رد المحتار کتاب الاجارۃ مطلب فی الاستیجار علی الطاعات ص ۴۷/۵ ۱۲ ظفیر۔ [2] وفي البحر من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة كذا في البدائع (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ص ۸۴۴/۱) ظفیر۔ [3] سئل ابن حجر المكي عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم او يصل لكل منهم مثل ثواب ذلك كاملاً فاجاب بانه افتى جمع بالثاني وهو اللائق بسعة الفضل (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ص ۸۴۵/۱) ظفیر۔

قرآن مجید کی ثواب رسانی کیسے کی جائے

سوال (۳۱۱۸) کیا قرآن مجید کے ثواب رسانی کی بھی یہی صورت ہوگی۔

الجواب:۔ یہی صورت ہوگی۔

ثواب مردوں کو کس طرح پہنچتا ہے

سوال (۳۱۱۹) ثواب کس ذریعہ سے موتی کو پہنچتا ہے

الجواب:۔ بذریعہ ملائکہ کے یا جس ذریعہ سے حق تعالیٰ چاہے پہنچاتا ہے۔

ایصال ثواب ارواح موتی کو

سوال (۳۱۲۰) ارواح موتیٰ کو وقت ثواب پہنچنے کے سوائے تفریح کے اور کیا معلوم ہوتا ہے۔

الجواب:۔ اعمال صالحہ کا جس قسم کا ثواب ہے وہی پہنچتا ہے۔

کیا مردہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ ثواب فلاں کی طرف سے ہے

سوال (۳۱۲۱) کیا اس میت سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تیرے فلاں عزیز یا احباب نے یہ تحفہ بھیجا ہے اور قائل اس کا کون ہوتا ہے وہ فرشتہ ہے یا اور کوئی۔

الجواب:۔ ایسا بھی وارد ہوا ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے اور کہنے والا فرشتہ ہوتا ہے[1]۔

کیا قیامت سے پہلے روح انسانی قبر میں رہتی ہے

سوال (۳۱۲۲ [illegible]) زید کہتا ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک انسان کی روح قبر ہی میں رہتی ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

مرنے کے بعد عذاب جسم کو ہوتا ہے یا روح کو یا دونوں کو

سوال (۳۱۲۳ [illegible]) مرنے کے بعد عذاب روح کو ہوتا ہے یا جسم کو یا دونوں کو۔

الجواب:۔ (۱) قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصلی اس کا علیین یا سجین ہے[2]۔

---

[1]

[2] قاضی ثناء اللہ اس طرح کی تمام حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۲) عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے[1]۔ فقط۔

عہد نامہ لکھوا کر مردہ کے ساتھ قبر میں رکھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۲۴) مردہ کے ساتھ عہد نامہ وغیرہ لکھوا کر قبر میں ساتھ رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز نہیں ہے اس کو فقہاء نے منع فرمایا ہے۔ بخوف تلویث بالنجاسۃ اس کی تفصیل شامی میں ہے[2]۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

وحافظ ابن حجر عسقلانی میگوید کہ ارواح مسلمانان در علیین و ارواح کفار در سجین و ہر یک روح را با جسد خود اتصالے باشد معنوی کہ مشابہ آں اتصال نیست کہ در حیات دنیا بود۔ بلکہ اگر مشابہت داده شود بحال خفتہ داده شود لیکن آں اتصال خفتہ قوی تر است۔ شیخ جلال الدین سیوطی رد گفتہ کہ باین تقریر آنچہ در حدیث آمد کہ جائے قرار شاں در علیین و سجین است و آنچہ ابن عبدالبر از جمہور نقل کرده کہ نزدیک قبور اند جمع می شوند الخ (تذکرۃ الموتی والقبور ص۲۸) ثم اعلم ان الروح لها بالبدن خمسة انواع الخ والرابع تعلقها به فی البرزخ فانها وان فارقته وتجردت عنه فانها لم تفارقه فراقا كليا بحيث لا يبقى لها اليه التفات البتة فانها وان اردنا اليه وقت سلام المسلم عليه وورد انه يسمع خفق نعالهم حين يولون عنه وهذا الرد اعادة خاصة لا يوجب حيوة البدن قبل يوم القيامة (شرح فقہ اکبر ص۱۵۴) ظفیر۔

---

[1] والحاصل ان احكام الدنيا على الابدان والارواح تبع لها، واحكام البرزخ على الارواح والابدان تبع لها واحكام الحشر والنشر على الارواح والاجساد جميعا (شرح فقہ اکبر ص۱۵۴) ظفیر۔

[2] وفی فتاوی المحقق ابن الحجر المکی الشافعی عن كتابة العهد انه هل يجوز ولذلك اصل؟ فاجاب الخ وقد افتى ابن الصلاح بانه لا يجوز الخ خوفا من صديد الميت الخ (رد المحتار قبيل باب الشهيد ص۸۴۷ ج۱) ظفیر۔

بعد نماز جنازہ ایصال ثواب اور مباح کام پر اصرار

سوال: (۳۱۲۵) مرقاۃ شرح مشکوۃ جزء خامس مصری ص۵۴۹ وفی روایۃ لهما انه وضع عمر علی سریرہ فتکنفہ الناس یدعون ویثنون ویصلون علیہ قبل ان یرفع وانا فیہم فلم یرعنی الا رجل قد اخذ منکبی من ورائی فالتفت فاذا هو علی بن ابی طالب فترحم علی عمر الخ۔

(۲) کفایہ باب الجنائز۔ روی ان رجلاً فعل هکذا بعد الصلوۃ فراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع استجب الخ۔

(۳) عنایۃ باب الجنائز۔ روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلاً فعل هکذا بعد الفراغ من الصلوۃ فقال ادع الخ۔

(۴) قسطلانی کے بزر راج میں حاشیہ پر شرح مسلم امام نووی مصری ص۳۰۶ قولہ حفظت من دعائہ ای علمنیہ بعد الصلوۃ فحفظتہ۔

(۵) ردالمحتار ص۲ ونیز در شرح برزخ ارقام نمودہ تصدق وخواندن قرآن مجید برمیت ودعا در حق او قبل برداشتن جنازہ وپیش از دفن سبب نجات از احوال آخرت وعذاب قبر است۔

(۶) رفاہ مسلمین ص۹۲ : مروی ہے کہ مردے کو گور میں رکھتے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

(۷) جوہرہ نیرہ۔ حتی یودوا حقہ بالصلوۃ علیہ والدعاء لہ انتھی۔

(۸) شامی۔ وصول القراءۃ لمیت اذا کانت بحضرتہ ودعی لہ عقبہا ولوغائبا لان محل القراءۃ تنزل الرحمۃ والبرکۃ والدعاء عقبہا ارجی للقبول۔

(۹) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرؤا یٰس علی موتاکم۔

(۱۰) نماز مترجم مولانا ابوالبشیر صاحب ص۸۵۔ بعد نماز جنازہ کے سب لوگ بیٹھ کر

قل شریف گیارہ بار، و الحمد شریف دس بار پڑھ کر میت کی ارواح کو بخشیں۔

(۱۲) تنبیہ الغافلین صـ۷۳۔ اچھا طریقہ ثواب رسانی کا مردہ کے حق میں یہ ہے کہ قبل دفن کے جس قدر ہو سکے کلمہ یا آیات قرآن شریف یا درود یا کوئی سورۃ پڑھ کر ثواب بخشے۔

(۱۳) مظاہر حق کتاب الجنائز تحت حدیث ابن عباسؓ۔ یعنی سورۃ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھے جیسے کہ حدیث ابن عباسؓ کی میں گذرا۔ یا جنازہ پر بعد از نماز کے یا پہلے نماز کے بہ قصد تبرک پڑھی ہو۔

(۱۴) امام محمود بدرالدین عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب موعظۃ المحدث عند القبر بیان فرماتے ہیں :۔ مصلحة الميت ان يجتمعوا عنده لقراءة القرآن والذكر فان الميت ينتفع به۔

(۱۵) مشکوٰۃ صـ۱۱۶۔ عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حضرتم المريض او الميت فقولوا خيرًا فان الملائكة يؤمنون على ما تقولون۔

(۱۶) جواہر النفیس شرح در الکیس صـ۱۳۲ :۔ وفی نافع المسلمين رجل رفع يديه بدعاء الفاتحة للميت قبل الدفن جاز۔

سوال مرقومہ بالا دلائل سے بعد سلام نماز جنازہ کے با ایصال ثواب بسورۃ فاتحہ بخاص سنت ثابت ہوتا ہے یا مستحب یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ۔ صرف ثبوتی پوچھتا ہوں نہ اجتماع و اہتمام اور ضروری جانے۔

الجواب :۔ امور مستحبہ و مباحہ اصرار و التزام سے بدعت ہو جاتے ہیں۔ عن عبد الله بن مسعودؓ لا يجعل احدكم للشيطان شيئًا من صلوٰته يرى ان حقًا عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن يساره۔ قال القاري في المرقاة في شرح هذا الحديث من اصر على امر مندوب وجعله عزمًا ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال

فکیف من اصر علی بدعۃ و منکر انتہی[1]۔ وفی العالمگیریۃ۔ وما یفعل عقیب الصلوٰۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ انتہی۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۲۶ صفر ۱۳۳۵ھ۔

ایصال ثواب

سوال (۳۱۲۶) میت کو ثواب صدقہ و خیرات کا پہنچتا ہے یا نہیں۔ اور دعا زندوں کی مردوں کے لئے نافع ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ میت کو ثواب صدقہ و خیرات و تلاوت قرآن شریف وغیرہ کا پہنچتا ہے۔ اہل سنت و جماعت اس ایصال ثواب میں متفق ہیں۔ عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمد اور جمہور سلف و خلف عبادات بدنیہ میں وصول ثواب کے قائل ہیں اور امام شافعی اور امام مالک عدم وصول کے قائل ہیں۔ صدقات مالیہ کے ثواب میں کچھ اختلاف نہیں ہے اس میں سب متفق ہیں۔

دلائل ایصال ثواب الی المیت کے اور اس امر کے کہ اموات کو احیاء کی دعا اور صدقہ و خیرات سے اور قرآن شریف وغیرہ کا ثواب پہنچانے سے نفع ہوتا ہے بکثرت ہیں اما الآیات فمنہا رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا۔ رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان واما الاحادیث فعن سعد بن عبادۃ انہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال علیہ السلام الماء فحفر بیرا وقال ہذہ لام سعد اخرجہ ابوداؤد۔ نسائی۔ مشکوٰۃ ص قال القونوی والاصل فی ذلک عند اہل البیت ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃً او صوماً او حجاً او صدقۃً او غیرہا والشافعی رحمہ اللہ جوزہ فی الصدقۃ و عبادۃ

---

[1] مرقاۃ المفاتیح ص ۱۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

المالکیۃ ویجوز فی الحج واذا قرأ علی القبر فللمیت اجر المستمع ومنع وصول ثواب القرآن الی الموتی وثواب الصلوٰۃ والصوم وجمیع الطاعات والعبادات غیر المالیۃ وعند ابی حنیفۃ واصحابہ رحمہم اللہ تعالیٰ یجوز ذلک ویصل ثوابہ الی المیت وتمسک المانع من ذلک بقولہ تعالیٰ وان لیس للانسان الا ما سعی و بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا مات ابن اٰدم انقطع عملہ الحدیث و الجواب ان الاٰیۃ حجۃ لنا لان الذی اھدیٰ ثواب عملہ لغیرہ سعی فی ایصال الثواب الی ذلک الغیر فیکون لہ ما سعی ھذہ الاٰیۃ ولا یکون لہ مما سعی الا بوصول الثواب الیہ فکانت الاٰیۃ حجۃ لنا لا علینا واما الحدیث فیدل علی انقطاع عملہ ونحن نقول بہ وانما الکلام فی وصول الثواب غیرہ الیہ والموصل للثواب الی المیت ھو اللہ تعالیٰ سبحانہ لان المیت لا یسمع بنفسہ والقرب والبعد سواءٌ فی قدرۃ الحق سبحانہ (شرح فقہ اکبر لملا علی القاری) فقط۔

| قبر پر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں |

سوال (۳۱۲۷) قبر پر فقراء وا ولیاء و صلحاء پر فاتحہ خوانی کے بعد جو لوگ دعا مانگتے ہیں یہ اگر درست ہے تو کس طریقہ سے۔

الجواب: اس طرح دعا مانگنا درست ہے کہ یا اللہ برکت اپنے نیک بندوں کے میری حاجت پوری فرمائے۔ فقط۔

| عورت کو قبر پر جانے کی اجازت ہے یا نہیں |

سوال (۳۱۲۸) میری ہمشیرہ کی قبر مردانہ مکان میں ہے میری والدہ زنانہ مکان سے جو بہت قریب ہے اس کی قبر پر جانا چاہتی ہیں کسی قسم کی آہ و بکا اور بے صبری وغیرہ نہ ہوگی تو جانا جائز ہے یا نہ۔

الجواب: بعض فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے بشرطیکہ آہ و بکا نہ ہو۔

لہ ویجوز التوسل الی اللہ تعالیٰ والاستغاثۃ بالانبیاء والصالحین بعد موتہم (بریقہ محمودیہ ص۲۷۰) تحفہ۔

لیکن احوط نہ جانا ہی ہے[1]۔ فقط

ثلث قرآن تین بار پڑھ کر ایصال ثواب کرے تو پورے قرآن کا ثواب ہوگا یا نہیں

سوال (۳۱۲۹) اگر کسی شخص کو پورا قرآن یاد نہ ہو صرف دس پارے یاد ہوں اور وہ ان کو تین مرتبہ پڑھے تو اس صورت میں پورے قرآن شریف کا ثواب میت کو پہنچ جاوے گا یا صرف دس ہی کا۔

الجواب: پورے قرآن شریف کا ثواب تو اس سے حاصل نہ ہوگا البتہ دس پارہ کا سہ گونہ ثواب حاصل ہو جاوے گا۔ بہرحال اگر پورا قرآن شریف نہ ہو سکے تو یہی بہتر ہے کہ دس پاروں کو بار بار پڑھے اور ثواب پہنچا دے۔ ثواب میت کو پہونچ جاوے گا۔ فقط۔

سوال (۳۰۰۰) میت کو نفل کا ثواب پہنچا سکتا ہے؟

الجواب: پہنچا سکتا ہے[2]؟

میت کی نیکی کا بطور رواج بعد نماز جنازہ تذکرہ کیسا ہے

سوال (۳۱۳۰) اگر شخصے از اہل اسلام بمرد بعد از نماز جنازہ بسبب جہالت و عدم تعارف و نثار میت از مسائل شرعیہ مولوی صاحب بدستور دلالت علی الخیر و تبلیغ حکم شرعیہ وارث مردہ را بریں امر تلقین دہ کہ تو نیکی مردہ را بہ

---

[1] و بزیارۃ القبور ولو للنساء لحدیث کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا (درمختار) قولہ بزیارۃ القبور ای لا باس بہا بل تندب الخ وقولہ ولو للنساء و قیل تحرم علیہن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہن بحر، وجزم فی شرح المنیۃ بالکراہۃ الخ وقال الخیر الرملی ان کان ذالک لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ما جرت بہ عادتہن فلا تجوز الخ وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء الخ فلا باس اذا کن عجائز ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعۃ فی المساجد (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص $\frac{۶۶۳}{۱}$ ظفیر۔

[2] وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابہا الیہم عند اہل السنۃ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۶) ظفیر۔

روئے جماعت موجودہ بیان کن و ہمہ را بر سعادتش گواہ کن پس وارث مردہ بر خاستہ افعال جمیلۂ او بیان کند و بر اعمال حسنۂ او ہمہ حاضرین را شاہد گرداند اگرچہ در زندگی چنداں عمل خیر ازو مصادر نہ شدہ باشند بلکہ گاہے گاہے۔

ایں جائز است یا نہ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ انتم شهداء الله فی الارض عن انس قال مروا بجنازة فاثنوا عليها خيرًا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجبت ثم مروا باخرى فاثنوا عليها شرًا فقال وجبت فقال عمر ما وجبت فقال هذا اثنيتم عليه خيرًا فوجبت له الجنة وهذا اثنيتم عليه شرًا فوجبت له النار انتم شهداء الله فی الارض۔ مشکوۃ باب المشی بالجنازۃ۔

الجواب:۔ حاصل ایں حدیث کہ از مشکوۃ شریف نقل کردہ شد ایں است کہ میتے کہ مرزماں بر وثنائے خیر کنند و از نیکی یاد کنند او جنتی است و آں میت کہ او را مردماں بدگویند آں بد است و دوزخی است و ایں ہم در دیگر روایات است کہ محاسن مردگان ذکر کردہ شوند نہ بدی وشاں ولیکن ایں تکلفات کہ در سوال مذکور است کہ بتصنع و تکلف آنچہ آں میت از کارہائے خیر نہ کردہ است بوے نسبت کردہ شوند و ارتکاب کذب بے وجہ کردہ شود ہیچ ثبوت شرعی نیست البتہ آں میت آنچہ از کارہائے نیکو کردہ است اگر تذکرہ او شود و آں امور را ذکر کردہ شود مبالغہ و اں کردہ شود و نہ کتمان حق کردہ شود۔ پس ایں تلقین کہ مولوی صاحب مذکور برائے میت میکنند ثابت نیست و در تکلف داخل است کہ نہی ازاں در کلام الٰہی مذکور است وما انا من المتكلفين۔ فقط۔

قبر پر بعد دفن اٹھاکر فاتحہ پڑھنا

سوال (۳۱۳) قبر پر کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھاکر فاتحہ وغیرہ کا پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ شرح شرعۃ الاسلام میں ہے قال فی الاحیاء والمستحب فی زیارۃ القبور ان یقف مستدبر القبلۃ مستقبلاً لوجہ المیت[1] الخ۔ اس

---

[1] شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن العبادۃ وحقوق المیت ص ۵۸۰ ۱۲ ظفیر۔

اس روایت سے اور نیز دیگر احادیث سے جو زیارۃ قبور کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ہاتھ اٹھانا ایصال ثواب کے وقت ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

فاتحہ بزرگان کے لئے تاریخ کی تعیین ضروری نہیں ہے

سوال (۳۱۳۲) فاتحہ بزرگان دین کسی خاص تاریخ پر کرنی چاہئے یا جب ممکن ہو۔ کیا خاص تاریخ پر کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے۔

الجواب:۔ خاص تاریخ کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس میں ثواب کی زیادتی ثابت ہے۔ فقط۔

ایصال ثواب کس دن افضل ہے

سوال (۳۱۳۳) ایصال ثواب میت کے لئے پہلا روز افضل ہے یا دوسرا و تیسرا وغیرہ یا سب ایام ایصال ثواب میں برابر ہیں۔ تیسرے اور دسویں روز کی قید بدعت ہے۔

الجواب:۔ پہلے روز و تیسرے روز اور دہم و چہلم کی قید کو اڑا دینا چاہئے۔ شرعاً یہ تخصیصات ایصال ثواب کے لئے وارد نہیں ہیں لہذا بدعت و حرام ہیں بلا قید کسی تاریخ کے اور دن کے جب چاہے ایصال ثواب کردے۔ چاہے تیسرے یا پانچویں یا ساتویں دن یا اور کسی دن بلا تخصیص کھانا وغیرہ تقسیم کردیا جائے۔ یہ رسوم اور تخصیصات جو عوام نے مقرر کررکھی ہیں ان کی کچھ اصل نہیں ہے۔ ہر ایک دن ایصال ثواب کے لئے برابر ہے۔ فقط۔

بعد نماز جنازہ ایصال

سوال (۳۱۳۴) بعد نماز جنازہ قبل دفن چند مصیبوں کا ایصال ثواب کے لئے سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار آہستہ آواز سے پڑھنا اور امام جنازہ

۱؎ ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الخ واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء لاجل الاکل یکرہ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۲ ظفیر)۔ ۲؎ ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص الخ (ردالمحتار باب الجنائز ص ۸۴۲ ظفیر)۔

یا کسی نیک آدمی کا دونوں ہاتھ اٹھا کر مختصر دعا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے لیکن اس کو رسم کر لینا اور التزام کرنا مثل واجبات کے اس کو بدعت بنا دے گا۔ کما صرح به الفقهاء۔ فقط۔

ماہ رجب میں ایصال ثواب

سوال (۳۱۳۵) ماہ رجب میں اکثر اصحاب مردہ کو بذریعہ تبارک ثواب پہنچایا کرتے ہیں، اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں، اور طریقہ صحیح کیا ہے۔

الجواب: اس کی کچھ اصل نہیں ہے، بلا کسی قید کے جس دن چاہے فقراء کو کھانا وغیرہ دیا کرے اور نقد دیکر ثواب میت کو پہنچایا جاوے۔[1]

قرآن پڑھوانے کا رواج

سوال (۳۱۳۶) اس طرف رواج عام ہے کہ اگر کوئی شخص مر جاوے تو بعد دفن کے قرآن شریف پڑھواتے ہیں جمعہ تک، اور ملاؤں نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قیامت تک حساب منکر نکیر و ضغطہ قبر رفع ہو جاتا ہے، آیا بعد دفن کے قبر پر قرآن پڑھوانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اجرت معروفہ یا مشروطہ دے کر قرآن شریف میت کے لئے پڑھواتے ہیں اس میں محققین نے لکھا ہے کہ میت کو ثواب نہیں پہونچتا کیونکہ جب پڑھنے والے کو ثواب نہ ہوا بوجہ نیت اجر و عوض کے تو میت کو کہاں سے پہنچے گا۔[2] البتہ اگر کوئی شخص للہ قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ثواب میت کو ملے گا۔ خواہ مکان پر پڑھ کر ثواب پہنچاوے یا قبر پر۔

ایصال ثواب میں آنحضرت کا واسطہ

سوال (۳۱۳۷) ایصال ثواب میں واسطہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] صرح علماؤنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۴۲ ج ۱ ظفیر)۔

[2] فان القراءة لشیء من الدنیا لا تجوز وان الآخذ والمعطی آثمان الخ (رد المحتار مطلب فی بطلان الوصیة بالختمات والتهلیل ص ج ۱ ظفیر)۔

علیہ وسلم کا ذریعے یا نہیں، یعنی واسطہ کیے ہوئے ثواب ملے۔ یا کلام کا مردہ کو پہونچتا ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ ایصال ثواب ہر دو طرح جائز ہے، ہر طرح یہ ثواب پہنچتا ہے۔ فقط

کیا ایصال سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

سوال ۳۱۳۸) جو شخص فوت ہوچکا ہے اور زندگی میں صغائر و کبائر کا مرتکب تھا۔ اب اگر اس کی اولاد اس کو بے شمار قرآن شریف کے ختم اور دوسرے برکت والے کلاموں کے چند لاکھ پڑھ کر بخشے اور صدقہ خیرات بہت سا کرے تو کیا اس شخص کے صغائر و کبائر معاف ہوجائیں گے یا صرف صغائر معاف ہوں گے۔

الجواب: ۔ درمختار میں ہے وقال عیاض اجمع اهل السنة والجماعة ان الكبائر لا يكفرها الا التوبة ولا قائل بسقوط الدين ولو حقا لله تعالى كدين صلاة وزكاة ۔ ۱ ۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ حسنات سے کفارہ صغائر کا ہوتا ہے نہ کبائر کا۔ کما فی الحدیث۔ الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن اذا اجتنبت الكبائر ۲ کما قال الله تعالى إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ فالمراد بالسيئات الصغائر وعفو الكبائر موكول الى مشية الله تعالى كما قال الله تعالى إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۔ فقط۔

تیسرے دن چنے پڑھنے کی رسم

سوال ۳۱۳۹) تیسرے دن جو میت کے لئے چنے پڑھے جاتے ہیں اور قرآن شریف دو یا زیادہ ختم کئے جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ اور اگر بجائے تیسرے دن کے مثلاً چوتھے دن یا دوسرے دن چنے پڑھے جائیں تو کچھ بھی رسم پڑ جاوے گی اس وقت کیا حکم ہوگا۔ اور کھانا آگے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور گیارہویں کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- یہ رسم تیسرے دن چنے پڑھنے کی اور ختم قرآن شریف کی خیر القرون میں ثابت نہیں ہوئی اور اب اس کا التزام اس درجہ ہو گیا ہے کہ عوام اس کو ضروری سمجھتے ہیں اس لئے اس کو ترک کرنا چاہئے اور اس رسم کو توڑنا چاہئے پھر جب اور کوئی دن اسی طرح لازم ہو جاوے اور رسم ہو جاوے اس کو بھی چھوڑنا ضروری ہو جاوے گا اور جو طریقہ سلف سے ثابت نہ ہو اس کو لازم کر لینا اگرچہ اعتقاداً نہ ہو صرف عملاً ہو وہ بھی واجب الترک ہے[1] اور فاتحہ آگے کھانا رکھ کر بھی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح گیارہویں بھی جائز نہیں ہے۔ جملہ رسوم اس قسم کے جن کو شارع علیہ السلام اور آپ کے صحابہ وائمہ دین نے نہیں کیا اور اس کا حکم نہیں کیا، ناجائز ہیں اور بدعت ہیں۔ مگر کفر و شرک نہیں ہیں۔

| مال حرام سے فاتحہ | **سوال** (۳۱۴۰) اگر کوئی مال حرام سے فاتحہ اولیا کرام کرے اور امید

ثواب کی رکھے تو کیسا ہے۔

الجواب :- حرام مال صدقہ کرکے امید ثواب رکھنا معصیت ہے۔ وہ شخص گناہ گار ہوتا ہے[2]۔

| کفن پر کلمہ شہادت لکھوانا | **سوال** (۳۱۴۱) میت کے کفن پر کلمہ شہادت پنڈول سے

لکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- کفن میت پر یا سینہ پر یا جبہ پر انگشت سے بغیر سیاہی بعد الغسل قبل تکفین جائز ہے۔ شامی جلد اول ص ۶۶۶ نعم نقل بعض المحشین عن فوائد الشرحی ان مما یکتب علی جبهة المیت بغیر مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحیم وعلی الصدر لا اله الا الله محمد رسول الله وذالک

---

[1] وفی البزازیة ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث الخ واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۶۶۳ ج ۱) ظفیر۔ [2] لا یقبل الله الا الطیب (مشکوۃ باب الصدقة ص ۱۶۷) ظفیر۔

بعد الغسل قبل التکفین۔ واللہ اعلم۔

قبر میں شجرہ رکھنا درست نہیں

سوال (۳۱۴۲) شجرہ پیران عظام میت کے ساتھ اندرون قبر رکھنا جائز ہے یا ناجائز یا موجب بے ادبی ہے۔

الجواب: ۔ شجرہ پیران عظام رکھنا قبر میں جائز نہیں، اس واسطے کہ سوا اکفان میت کے ساتھ کوئی چیز رکھنا جائز نہیں۔ شامی جلد اول ص ۶۵۹ ولا یجوزان یوضع فیہ مضربہ[۲]

سماع موتیٰ

سوال (۳۱۴۳) سماع موتیٰ میں محققین حنفیہ کا کیا مذہب ہے اور قرآن و حدیث سے کیا ثابت ہے

الجواب: ۔ انک لا تسمع الموتیٰ وغیرہ نصوص سے عدم سماع موتیٰ ظاہر ہے فان عدم الاسماع یستلزم عدم السماع وھو قول محققی الحنفیۃ[۳]۔ فقط۔

طریقہ ایصال ثواب بدنیہ کیا ہے

سوال (۳۱۴۴) طریقہ ایصال ثواب بدنیہ چیست و ثواب عبادت بدنیہ بمیت برسد یا نہ

الجواب: ۔ نزد حنفیہ ثواب طاعات بدنیہ مثل تلاوت قرآن شریف و تسبیح و تہلیل از احیاء باموات می رسد پس صورت ایصال ثواب این است کہ وقت میت از قاریان وغیرہم بگوید کہ شما اللہ ثواب کلام اللہ بفلاں میت بخشید یا او شاں خود ہم دلی ثواب تلاوت قرآن شریف وغیرہ باموات بہ بخشند مگر باید کہ غرض قاریان کہ ایصال ثواب باموات می کنند اخذ معاوضہ و اجرت ازورثہ میت نباشد وگرنہ ثواب نیست۔ فقط۔

کفن پر عہد نامہ لکھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۴۵) عہد نامہ بر کفن میت نوشتن ثابت است یا نہ؟ اگر ہست بہ سیاہی بہتر ہست یا بہ خاک؟ علامہ شامی از بزازیہ نقل کردہ است وقد افتی ابن الصلاح بانہ لا یجوزان یکتب علی الکفن یٰسٓ والکہف ونحوھا خوفاً من

---

[۱] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فیما یکتب علی کفن المیت ص ۸۴۷ ج ۱۔ ظفیر [۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [۳] حوالہ گزر چکا ۱۲۔

عند المیت الی ان قال، فالمنع ہنا اولیٰ پس معلوم شد کہ بر بدن مردہ وغیرہ نوشتن

بسیاہی تعویذ نباید کہ ایں خوب نیست بلکہ از انگشت بلا مداد نوشتہ کما فی الشامی ایضاً

ان مما یکتب علی جبہۃ المیت بغیر مداد بالاصبع بسم اللہ الرحمن الرحیم

الخ شامی صفحہ ۱۹۵ ۔

| کیا روح گھر میں آتی ہے اور ثواب کا طریقہ کیا ہے |

سوال (۳۱۴۶) میت کی روح مکان پر آتی ہے یا نہیں اور بعد انتقال کے میت کو کس طرح ثواب پہنچانا چاہیے ؟

الجواب :- روح مکان پر نہیں آتی اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے، ایسا خیال اور عقیدہ نہ رکھے، اور ایصال ثواب کلام مجید و کلمہ طیبہ سے اور کھانا فقراء کو کھلا کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے یہ درست ہے، طریقہ اس کا یہ ہے کہ کھانا پکا کر فقراء کو کھلا دے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر دے کہ اس کا ثواب فلاں میت کی روح کو پہنچے اور صرف نیت کرنا ایصال ثواب کی کافی ہے۔ اسی طرح کپڑا اور نقد فقراء کو دیکر نیت ثواب میت کی کی جاوے اور قرآن مجید و کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب میت کو پہنچایا جاوے۔ فقط

| ایک غلط رسم |

سوال (۳۱۴۷) اکثر مواضع چنیں رسم است کہ در ہماں چوں جسد مدفون میت از کار مدفن فارغ شوند پس خفر کارے جانب شمال قبر نزد سر بالا نہ میت بایستد و ہم شخصے دیگر جانب مغرب قبر نزد برمیانہ قبر نشیند بآب گرفتہ بایستد و ہمہ آب قتیلہ بحسب

---

(۱) [illegible] الحج عن الغیر بأن للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا الی قولہ، وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابہا الیہم عند اہل السنۃ والجماعۃ کذا فی البدائع، رد المحتار ص ۸۴۲ [illegible] وفی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وہب اجرہا للاموات اعطی من الاجر [illegible] شامی ص ۸۴۳ ج ۱ ، ظفیر۔

اشارہ خوندکار بر سطح قبر سہ دفعہ از کف خود می افشاند۔ صورتش ہمیں است کہ خوندکار صاحب تسبیح دعا خواندہ از انگشت دست راست خود از جانب سر میت بطرف پائے واشارہ کند پس مرد فتیلہ گر مسطور مطابق ایماء خوندکارے از جانب سرہانہ بطرف پائے میت و کم مقدار ثلث آب فتیلہ غرفہ می فشاند باز بطور سابق خوندکار ہیچ دعا خواندہ فتیلہ گر آب بقیہ بطریق مذکور می افشاند۔ حاصل آنکہ ایں عمل سہ بار کردہ شود خیال مردمان بریں آب افشاندن ہمیں است کہ ازیں تخفیف عذاب میت خواہد شد ایں رسم جائز است یا چہ۔

الجواب:۔ ایں رسم وایں طریق آب افشاندن بر قبر از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واز صحابہ وتابعین وائمہ دین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ثابت نشدہ ایں رسم وطریق محدث است کہ لازم الترک است وآنچہ در احادیث دربارہ انداختن آب بر قبر آمدہ است نہ بایں طریق ورسم خاص است ونہ خواندن چیزے بوقت انداختن آب وارد شدہ است ایں رسم مجموعہ ایں رسم محدث است وانداختن آب بر قبر ممکن است کہ برائے امساک غبار وتراب باشد ہمیں ہم است کہ اشارہ فی الدر المختار وممکن است کہ برائے تفاؤل بہ ترویح رحمت باشد۔ بہرحال خواندن چیزے بوقت انداختن آب ثابت نشدہ است ودر نفس انداختن آب بر قبر مضائقہ نیست بل مندوب است ولا باس برش الماء حفظاً للتراب عن الاندراس در مختار[1]۔ وخواندن اول سورہ بقرہ بجانب راس وآخر سورہ بقرہ بجانب قدم از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منقول است ومستحب است ولیکن نہ بآں کیفیت کہ در سوال مذکور است الحاصل کیفیتے کہ در سوال مذکور است بدعت است محدث است[2]

ایصال ثواب کرنے والے کو ثواب ملتا ہے یا نہیں

سوال (۳۱۴۸) زید نے قرآن شریف پڑھا اور عمرو کے نام سے ایصال ثواب کردیا۔ اب زید کو اس پڑھنے کا کس قدر ثواب ملیگا؟۔

۱؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۳۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ ۲؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷)

ظفیر

الجواب: - قرآن شریف کا ثواب تو عمرو کو ملے گا باقی اس وجہ سے کہ زید نے ایک کام کیا اس کو اس کا بدلہ دس گونہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مل سکتا ہے اخلاص شرط ہے بدون اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں الا للہ الدین الخالص، من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالہا۔ فقط

قبر میں حمائل رکھنا

سوال (۳۱۴۹) ایک بزرگ کی قبر پر بوقت دفن کرنے کے ایک حمائل شریف اور مہر نقرئی ایک شخص نے رکھدی ہے، شرع شریف اس بارہ میں کیا ارشاد فرماتی ہے؟۔

الجواب: - قرآن شریف اور مہر نقرئی قبر سے نکالی جاوے یہ فعل برا ہوا جس نے ایسا کیا برا کیا یہ فعل جائز نہ تھا وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معہ مال وقالوا ولو کان المال درہما الخ شامی۔[1]

اولیاء کے مزارات پر حاضر ہوکر دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۱۵۰) بزرگان دین کی درگاہ میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے کہ خداوند عالم فلاں غرض پوری کردے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں اور اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس بارہ میں مشروع یہ ہے کہ زیارت کے وقت سلام موافق طریقہ معروف کے کرے، اور اہل قبور کے لئے دعاء مغفرت کرے اور اگر کچھ پڑھ کر ان کی ارواح کو ثواب بہنچ دیوے تو بہت اچھا ہے اور اگر کچھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے کرے مثلاً اس طرح سے کہ یا اللہ ان کی برکت سے میری حاجت پوری فرما۔ ان بزرگوں سے یہ نہ کہے کہ تم دعا کرو، سماع موتی مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ حنفیہ سماع موتی کا انکار کرتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مذہب ہے۔ اور آیات قرآنیہ اس پر دال ہیں لہذا اس طرح

[1] دیکھئے رد المحتار ص ۸۳۹ / ۱ ج ۲ ظفیر۔

ان سے خطاب کر کے نہ کہے کہ تم دعا کرو بلکہ خود اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعاء مغفرت اور رفع درجات کی دعاء کرے اور اگر ان کے ذریعہ سے اپنی حاجات کے پورا ہونے کے لئے بھی دعا کرے تو مضائقہ نہیں۔ حصن حصین میں مذکور ہے کہ صالحین کے وسیلہ سے دعاء کرنا مستحب ہے کہ حق تعالیٰ ان کی برکت سے دعاء قبول فرماوے[1]۔ فقط۔

بعد جنازہ سورۂ اخلاص پڑھکر ایصال ثواب کی رسم

سوال (۳۱۵۱) ہمارے یہاں بعد نماز جنازہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر میت کو بخشتے ہیں تاکہ اس کو ختم قرآن کا ثواب ملے یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقہاء رحمہم اللہ نے نماز جنازہ کے بعد دوبارہ دعاء کرنے کو مکروہ اور ممنوع لکھا ہے[2] کیونکہ نماز جنازہ خود دعاء للمیت ہے اس میں اور کسی ایجاد و ابتداد کی حاجت نہیں ہے لہٰذا بعد نماز جنازہ فوراً اس کا التزام کر تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے اچھا نہیں ہے۔ دوسرے وقت یا اپنے دل میں بلا اعلان و التزام کے اگر ثواب کسی سورۃ کا پہنچا دیوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط

سوالاکھ کلمہ پڑھ کر ایصال ثواب کی روایت کہاں ہے

سوال (۳۱۵۲) سوالاکھ دفعہ کلمہ شریف پڑھ کر اگر میت کو بخش جاوے تو امید مغفرت کی ہے یہ روایت کون سی کتاب میں ہے۔ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا چاہئے یا محمد رسول اللہ بھی ملایا جاوے۔

الجواب:۔ یہ روایت کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گزری۔ بعض مشائخ نے اس کو نقل فرمایا ہے لہٰذا عمل اس پر درست ہے اور معمول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کا نہیں، بلکہ صرف لا الٰہ الا اللہ کا اور کبھی کبھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیائہ والصالحین من عبادہ (حصن حصین ص ۱۵) ظفیر۔

[2] ولا یدعو للمیت بعد صلاۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلاۃ الجنازۃ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۶۹ ج ۲) ظفیر۔

...نے کاہے، اور حدیث ترمذی وابن ماجہ میں ہے۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ۔ الحدیث فقط

مردہ سے دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۱۵۳) ایک صاحب فرماتے ہیں کہ کسی مردہ شخص کی خواہ نبی ہو یا ولی کسی امر میں دعا کرانا یا ان سے کسی قسم کی مدد طلب کرنا بدعت ہے اور اس کی دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قحط کے زمانہ میں حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے تو ہم ایسے موقعہ پر ان سے دعا کراتے تھے، اب وہ حیات نہیں، آپ ان کے چچا ہیں آپ چل کر دعا کریں۔ اسی طرح امیر معاویہؓ بھی جب کبھی ایسا واقعہ پیش آتا یا کوئی ضرورت ہوتی تو صحابہؓ سے دعا کراتے، اگر مردہ سے دعا کرانا بدعت نہیں یا اس کا حکم ہے تو حضرت عمرؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر جاکر ان سے دعا کیوں نہیں کرائی۔

الجواب:- ثابت سنت اور طریق سلف یہ ہے کہ زیارت قبور کے وقت دعاء للاموات اور ایصال ثواب حسنات بسوئے اہل قبور کرے۔ نہ یہ کہ خود ان صاحب قبور سے دعا کو کہے کہ میرے لئے دعا کرو یا ان سے کہے کہ میرا فلاں کام کردو یہ ثابت نہیں ہے، غایت یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی وساطت سے دعا کرے مثلاً یہ کہ الٰہی بہ برکت فلاں بزرگ صاحب قبر کے میری حاجت پوری فرما اور دعا قبول فرما وغیرہ۔ فقط

فاتحہ زیارت کی اطلاع مردہ کو ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۳۱۵۴) جب کہ میت کے اعزاء فاتحہ پڑھتے ہیں تو میت کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

سوال (۳۱۵۶) جب میت کے اعزاء قبرستان جاکر فاتحہ پڑھتے ہیں اس کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

سوال (۳۱۵۷) اگر میت کی طرف سے قربانی یا حج کرایا جاوے تو کیا اس کو

لے مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمید فصل ثانی ص ۲۰۱ ۱۲ ظفیر۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ میت کو فلاں عزیز نے یہ کام کرایا ہے۔

الجواب:- (۱) اگر معلوم ہوتا ہو تو کچھ عجب نہیں ہے[1]

(۲) ایسا بھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے[2]۔

(۳) ایسا بعض روایات میں وارد ہے کہ میت کو یہ معلوم ہوتا ہے یعنی ملائکہ بتلاتے ہیں

عذاب سے بچانے کا کیا طریقہ ہے

سوال (۳۱۵۵) اگر میت عذاب میں مبتلا ہو تو اس کی نجات کے لئے اعزار کو کونسا فعل کرنا چاہئے۔

الجواب:- قرآن شریف و کلمہ طیبہ اور صدقہ و خیرات سے ثواب پہنچانے یہی ذریعہ میت کو کچھ نفع پہنچنے کا ہے[3]۔ فقط

میت کے لئے دعا کس کس وقت درست ہے

سوال (۳۱۵۶) یہاں مدت سے یہ رسم و رواج ہے کہ کفنانے کے بعد میت کو جنازہ میں رکھ کر جمع ہو کر اہتمام کے ساتھ فاتحہ پڑھتے ہیں، پھر نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ اٹھانے سے پہلے سب لوگوں کو روک کر امام کے ساتھ فاتحہ پڑھتے ہیں پھر علاوہ اس دعا کے جو بعد فراغ دفن متصل پڑھی جاتی ہے اس وقت بھی لوگوں کو روک کر فاتحہ ہوتی ہے۔ جب واپسی میں قبرستان کے دروازے پر پہنچتے ہیں

۱؎ واما الکلام فی وصول ثواب غیرہ الیہ والموصل للثواب الی المیت بعد موتہ تعالیٰ مبنی علی انہ لان المیت لا یسمع بنفسہ والقرب والبعد سواء (شرح فقہ اکبر ص ۱۵۹) ظفیر

۲؎ وفی شرح اللباب لملا علی قاری ثم من آداب الزیارۃ ما قالوا من انہ یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل راسہ لانہ اتعب لبصر المیت (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳ ج ۱) ظفیر

۳؎ وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابہا الیہم عند اہل السنۃ والجماعۃ الخ (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی القراءۃ للمیت ص ۸۴۴ ج ۱) ظفیر۔

بعض جگہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب غسل کے لئے میت کو رکھتے ہیں تب بھی جمع ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور دروازہ قبرستان پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مکان پر بھی رسم فاتحہ بجا لاتے ہیں یعنی اول تین مواقع پر فاتحہ پڑھنے کا عام رواج ہے اور پچھلے دو موقعوں پر فاتحہ پڑھنے کا عام رواج نہیں ہے یعنی کہیں ہے اور کہیں نہیں۔ لیکن اب ایک عالم صاحب تشریف لائے ان سے دریافت کیا گیا تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ ان مختلف اوقات میں اس کیفیت کے ساتھ فاتحہ پڑھنا بدعت خلاف سنت ہے بالخصوص جب کہ تارک کو قابل ملامت بھی سمجھتے ہیں اور دلیل یہ بتلاتے ہیں کہ حسب تصریح علامہ شامی وغیرہ کہ صلوٰۃ جنازہ خود دعا للمیت ہے چنانچہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۴۱ میں تحریر ہے فقد صرحوا عن آخرهم بان صلوٰة الجنازة هي الدعاء للميت اذ هو المقصود منها انتهى۔ اور فاضل اجل علامہ ملا علی کی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے باب الجنائز میں تحت حدیث مالک ابن ہبیرہ تحریر فرماتے ہیں ولا یدعو للمیت بعد صلوٰة الجنازة لانه یشبه الزیادة فی صلوٰة الجنازة اور بعض کتب میں محیط سے نقل کیا ہے لا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة اور کبیری سے منقول ہے فی السراجية اذا فرغ من الصلوٰة لا يقوم بالدعاء اور یوں کہتے ہیں کہ بعد دفن متصل قبر پر دعا مانگنا کتب احادیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور باقی ادعیہ مروجہ کا ثبوت کتب احادیث و فقہ و اقوال محققین علماء سے ثابت نہیں۔ پس ارشاد ہو کہ ان عالم صاحب کا یہ فرمانا صحیح ہے یا نہیں اور نیز رسول کے ہم کے موافق میت کے مرنے کے وقت سے بعد دفن مکان پر واپسی تک جمع ہو کر کن کن موقعوں پر شرع شریف میں دعا مانگنے کا ثبوت ہے۔ یا یہ ہے کہ ہر شخص علاوہ نماز جنازہ کے بلا التزام مالا یلزم اور بلا اہتمام بشکل اجتماع اپنی خوشی سے جب چاہے میت کے واسطے دعاء خیر کرے۔

الجواب:۔ ان عالم صاحب کا قول صحیح ہے اور موافق ہے قواعد و نصوص کے

اور تصریحات فقہاء ان کے قول کی مؤید ہیں۔ صلوٰۃ جنازہ خود دعا للمیت ہے اس کے سوا اور
کسی موقعہ پر فاتحہ مذکور کا مع وجہ الاجتماع ثبوت نہیں ہے۔ مسند احمد ص ۳۵۶ ج ۴ میں عبد اللہ بن
ابی اوفی سے مروی ہے ثم کبر علیہ اربعا ثم قام بعد الرابعۃ قدر ما بین
التکبیرتین یدعو ثم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع فی
الجنازۃ ھکذا۔ و در فتح الباری ص ۱۲۲ ج ۱۱ میں ہے وفی حدیث ابن مسعودؓ رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبر عبد اللہ ذی البجادین۔ الحدیث
وفیہ لما فرغ من دفنہ استقبل القبلۃ رافعاً یدیہ۔ اخرجہ ابو عوانۃ
فی صحیحہ۔ فقط۔

ایصال ثواب ثابت ہے مگر دن مقرر کرنا بطور رسم درست نہیں

سوال (۲۱۵۷) موتی کو ایصال ثواب کی نیت سے کچھ خیرات دینے اور قرآن مجید تلاوت کر کے بخشنے کا قرآن و حدیث میں کیا حکم وارد ہے۔ اگر کوئی موتی کو بغرض ایصال ثواب خیرات دیوے اور تلاوت قرآن کرے تو کیا واقعی اس کا ثواب موتی کو پہنچ کر عذاب کی تخفیف یا درجات عالیہ کا حصول قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

دن مقرر کر کے فاتحہ خوانی سہ ماہی ششماہی وغیرہ عرس کرنا بزرگوں کی قبروں سے مدد کرنا مراد مانگنا آیا درست ہے اور کیا موتی اور عالم میں کچھ تصرف کر سکتے ہیں۔

الجواب:- اموات کو ثواب صدقات و قرآن شریف کا پہنچنا اور اموات کو احیاء کے دعاء و استغفار سے نفع پہنچنا نصوص قرآنی اور احادیث سے ثابت ہے کما نقل فی کتب الفقہ۔ انکار اس کا جہل اور معصیت اور خرق اجماع ہے[1]۔ البتہ ایصال ثواب کے لئے

---

[1] ویقرأ یٰسٓ وفی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات (در مختار) قولہ ویقرأ یٰسٓ لما ورد من دخل المقابر فقرأ سورۃ یٰسٓ خفف اللہ عنھم یومئذ وکان لہ بعدد من فیہا حسنات

شریعت میں کوئی دن مقرر نہیں ہے لہذا دہم چہلم ششماہی برسی اور عرس و فاتحہ خوانی مروجہ یہ سب رسوم خلاف شریعت ہیں اور بدعت ہیں اور قبروں سے استمداد اور منت اور طلب مرد یہ سب ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کا کوئی تصرف اور اختیار نہیں

آیت لیس للانسان الا ما سعی کا صحیح مفہوم اور ایصال ثواب

سوال (۳۱۵۸) آیت لیس للانسان الا ما سعی اور قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم۔ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا۔ کیا ان آیات سے موتی کو ایصال ثواب کرنے کا بطلان ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ شرح فقہ اکبر میں اس اعتراض متعلق آیۃ ولیس للانسان الا ما سعی الآیۃ کو نقل کر کے یہ جواب دیا ہے کہ اس آیت سے ایصال ثواب ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب یہ فرمایا کہ ہر ایک انسان کے وہ ہے جو اس نے سعی کی تو ثواب پہنچانے والا سعی کرتا ہے اعمال خیر کا ثواب پہنچانے میں اموات کو۔ لہٰذا وہ سعی اس کی رائیگاں نہ جاوے گی بموجب اس آیت کے اور جس کو اس نے ثواب پہنچایا وہ پہنچے گا۔ انتہی۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) لہ بعد ومن فیہا حسنات الخ صرح علماء بنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا کذا فی الہدایۃ الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۴ ج ۱) ظفیر

لہ اختلف فی العبادات البدنیۃ کالصوم والصلوٰۃ وقراءۃ القرآن والذکر فذہب ابو حنیفۃ واحمد وجمہور السلف الی وصولہا نہ واستدلالہ بقولہ سبحانہ وان لیس للانسان الا ما سعی من فوع بانہ لم ینف انتفاع الرجل بسعی غیرہ وانما نفی ملکہ بغیر سعیہ وبین الامرین فرق بین فاخبر اللہ تعالیٰ انہ لا یملک الا سعیہ واما سعی غیرہ فہو ملک لساعیہ فان شاء ان یبذل لہ لغیرہ وان شاء یبقیہ لنفسہ وہو سبحانہ لم یقل لا ینتفع الا بما سعی الخ (شرح فقہ اکبر ص ۱۶۰) ظفیر

اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ ماسعی سے سعی ایمانی مراد ہے یعنی جس نے سعی ایمانی حاصل کی یعنی ایمان لایا اور مومن ہوا اسی کو دوسروں کے ثواب پہنچانے سے ثواب پہنچ سکتا ہے نہ کافر کو اور جب کہ احادیث صحیحہ سے ثواب پہنچنا اموات کو ثابت ہو گیا تو پھر ایسے شبہات واہیہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی معنی قرآن شریف کے خوب سمجھتے تھے اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ انسان سے مراد کافر ہے یعنی کافر کو ثواب نہیں پہنچتا۔ فقط۔

قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۵۹) قبر پر قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- ایصال ثواب میت کے لئے قبر پر قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا درست ہے۔ کذا فی الشامی[1]۔ فقط

دفن کرنے والے کا مرنے والے کے گھر اسی دن کھانا کھانا کیسا ہے

سوال (۳۱۶۰) ایک شخص مر گیا اس کے جو دفن کرنے والے ہیں اسی روز اس کے گھر کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- میت کے گھر والوں کے لئے جو اقرباء سے کھانا آوے اس کا کھانا اہل میت کو درست ہے (دفن کرنے والے کا اہل میت کو کھانا پکانے پر مجبور کرنا اور کھانا مکروہ ہے[2]) ظفیر۔

---

[1] ویزور القبور الخ ویقول السلام علیکم الخ ویقرأ یٰس (درمختار) لما ورد من دخل المقابر فقرأ سورة یٰس خفف اللہ عنہم یومئذ الخ (ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳ ج ۱) [2] تعزیت وترغیبہم فی الصبر وباتخاذ طعام لہم (درمختار) قال فی الفتح ویستحب لجیران اہل المیت والاقرباء الاباعد تہیئۃ طعام لہم یشبعہم یومہم ولیلتہم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جاءہم ما یشغلہم حسنہ الترمذی وصححہ الحاکم (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

تمام مسلمانوں کو ایصال کرنا درست ہے

سوال (۳۱۶۱) زید بعد تلاوت قرآن مجید ثواب اس کا بتوسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ازواج مطہرات و جملہ بزرگان دین کو بخش کر اپنے خاندان کے جملہ مردوں اور جمیع مومنین و مومنات کی روح کو بخش دیتا ہے ایسا کرنا چاہئے یا نہیں اور بہتر طریقہ ایصال ثواب کا کیا ہے۔

الجواب:- یہ طریقہ ایصال ثواب کا جس طرح زید کرتا ہے اچھا ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور زید کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے[1]۔ فقط

تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ کر بخشدے تو کیا ختم قرآن کا ثواب ملے گا

سوال (۳۱۶۲) ایک مولوی صاحب وعظ میں فرما رہے تھے کہ اگر ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر جملہ مومنین کو ثواب بخش دے گا تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ ایک کلام مجید کا ثواب پہنچے گا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس میں فقہاء کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ ہر ایک میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ تقسیم ہو کر پہنچتا ہے اور اس دوسرے قول کو موافق قیاس کے لکھا ہے، اور اللہ کے فضل سے بعید نہیں ہے کہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب پہونچے[2] اور یہ

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ گذشتہ) ولانہ بمعروف. الا وقال ایضاً وقال یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور ولا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۱ ج ۱) ۱۲ ظفیر

[1] ویقرأ من القرآن ما تیسر لہ من الفاتحۃ الخ ثم یقول اللّٰھم اوصل ثواب ما قرأناہ الی فلان او الیھم الی الاخ۔ لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین و المومنات لانھا تصل الیھم ولا ینقص من اجرہ شیٔ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز زیارۃ القبور ج ۱) ظفیر

[2] والافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لانھا تصل الیھم ولا ینقص من اجرہ شیٔ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سورۂ قل ہو اللہ کے ایک دفعہ پڑھنے سے ایک تہائی قرآن کا ثواب حاصل ہوتا ہے[1]۔ فقط

کفن پر کلمہ لکھنا بے ادبی ہے

سوال (۳۱۶۳) کفن میت پر کلمہ شریف لکھنے کا کیا حکم ہے

الجواب:۔ کلمہ شریف لکھنے میں سوء ادب ہے اور ملوث بالنجاست کرنا ہے۔ محققین نے اس سے منع کیا ہے[2]۔

قبرستان میں پہونچکر کیا کرنا چاہئے

سوال (۳۱۶۴) قبرستان میں پہنچکر کیا پڑھنا چاہئے درود شریف پڑھنا چاہئے کہ نہیں کیونکہ بعض کا خیال ہے کہ درود شریف صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مخصوص ہے۔

الجواب:۔ درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں اور طریق مشروع زیارت قبور کا یہ ہے کہ کہے السلام علیکم یا اہل القبور انتم لنا سلف وانا انشاء اللہ بکم لاحقون یغفر اللہ لنا ولکم اس کے بعد اگر قل ہو اللہ وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچاوے تو بھی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ. مطلب فی قراءۃ میت ص ۸۴۲/۱) سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاہل المقبرۃ الفاتحۃ ہل یقسم الثواب بینہم او یصل لکل منہم مثل ثواب ذالک کاملاً فاجاب بانہ افتیٰ جمع بالثانی وہو اللائق بسعۃ الفضل (ایضاً ص ۸۴۵/۱) ظفیر

[1] وعن ابن عباس وانس بن مالک قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا زلزلت تعدل نصف القرآن وقل ہو اللہ احد تعدل ثلث القرآن وقل یا ایہا الکافرون تعدل ربع القرآن رواہ الترمذی (مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن ص ۱۸۶) ظفیر

[2] وفی فتاوی المحقق ابن حجر المکی الشافعی سئل عن کتابۃ العہد علی الکفن وہو لا الہ الا اللہ الخ والقیاس المذکور ممنوع لان القصد ثم التمییز وہناک التبرک الخ فلا یجوز تعریضہا للنجاسۃ (رد المحتار باب فی کتب شیٔ علی کفن المیت ص ۸۴۷/۱) ظفیر۔

اچھا ہے۔ فقط۔

زبان سے ایصال ثواب کے لئے کیا کہا جائے

سوال (۳۱۶۵) اور وقت ثواب رسانی کے اگرچہ نیت کا ہونا کافی ہے لیکن زبان سے جو کہا جائے وہ کن الفاظ سے وقت پہنچانے ثواب کے کہا جائے۔

الجواب: یہ کہا جائے کہ یا اللہ اس عمل کا ثواب فلاں کو پہنچا دے[1]۔ فقط۔

اپنی زندگی میں کلمہ اور قرآن پڑھ کر اپنے لئے رکھ تو کیا مرنے کے بعد اس کا ثواب ملے گا

سوال (۳۱۶۶) اگر کسی شخص نے اپنے لئے سوا لاکھ کلمہ شریف اور ایک قرآن شریف کا ثواب اپنی زندگی میں واسطے اپنی مغفرت کے امانت رکھا ہو بعد مرگ وہ ثواب اس کو پہنچے گا یا نہیں۔

الجواب: کیوں نہیں (ضرور ملے گا[3])۔

ثواب پہنچانے والے کو بھی ثواب ملتا ہے

سوال (۳۱۶۷) ثواب پہنچانے والے کو بھی کچھ ثواب یا نیکی ملتی ہے یا نہیں۔

---

[1] قال فی النفقۃ والسنۃ زیارتہا قائماً والدعاء عندہا قائماً کما کان یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم الخ وفی شرح اللباب ویقرأ من ما تیسر لہ من الفاتحۃ واول البقرۃ الی المفلحون وآیۃ الکرسی وآمن الرسول وسورۃ یٰس وتبارک الملک وسورۃ التکاثر والاخلاص اثنی عشرۃ مرۃ او احدی عشرۃ او سبعاً او ثلاثاً ثم یقول اللہم اوصل ثواب ما قرأناہ الی فلان او الیہم۔ (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب زیارۃ القبور ص ۸۴۳ و ج ۸۴۴ ظفیر)

[2] ویقرء من القرآن ما تیسر من الفاتحۃ الخ ثم یقول اللہم اوصل ثواب ما قرأناہ الی فلان او الیہم (رد المحتار باب الجنائز مطلب زیارۃ القبور ج ۱ ص ۸۴۴ ظفیر)

[3] قال فی البحر من صلی او صام او تصدق و جعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابہا الیہم (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

الجواب:- ثواب ملتا ہے[1]۔ فقط۔

قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے

سوال (۳۱۶۸) زید متبع شریعت ہے لیکن بکر نے ایک مرتبہ بچشم خود دیکھا کہ زید ایک بزرگ کے مزار پر گیا اور قبر پر پیروں کی طرف سر پیشانی رکھدی اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر داہنی جانب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی۔ زید کا یہ فعل جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- زید کا یہ فعل بے شبہ ناجائز اور حرام ہے اور عام و خاص کسی کے لئے درست نہیں[2]۔ فقط

اہل ہنود کے بچے جہاں دفن ہوں وہاں پہونچکر کچھ پڑھنا درست نہیں

سوال (۳۱۶۹) جس جگہ اہل ہنود کے صرف بچے ہی دفن ہوں وہاں اگر کوئی مسلمان آوے تو کچھ پڑھے یا خاموش رہے۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) عند اهل السنة والجماعة كذا في البدائع ثم وبهذا علم انه لا فرق بين ان يكون المجعول له ميتا او حيا والظاهر انه لا فرق بين ان ينوى عند الفعل للغير او يفعله لنفسه (رد المحتار باب الجنائز مطلب في القراءة للميت ص ۸۴۳/۱) ظفير۔

[1] وفي الحديث من قرأ الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ص ۸۴۳/۱) ظفير۔

[2] وكذا ما يفعلون من تقبيل الارض بين يدى العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضى به آثمان لانه يشبه عبادة الوثن وهل يكفران على وجه العبادة والتعظيم وان على وجه التحية لا، وصار آثما مرتكبا للكبيرة وفي الملتقط التواضع لغير الله حرام (در مختار) وقال شمس الائمة السرخسى ان كان السجود لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر اهـ قال القهستاني وفي الظهيرية يكفر بالسجدة مطلقاً (رد المحتار كتاب الحظر والاباحة فصل في الاستبراء ص ۳۳۸/۵) ظفير۔

ہنود کے بچے جنتی ہیں یا جہنمی

سوال (۳۱۷۰) وہ بچے ہنود کے جنتی ہیں یا جہنمی۔

الجواب:- (۱ و ۲) نابالغ بچے اہل ہنود کے جو مرتے ہیں وہ جنتی ہیں[1] اور اہل ہنود کے قبرستان میں جہاں بچے ہی مدفون ہوں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے[2]۔ فقط۔

رات میں زیارت قبور جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۱۷۱) رات کے وقت قبور کی زیارت کرنا یعنی مردوں کے واسطے کچھ پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جائز ہے، لاطلاق قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الا فزوروھا۔ الحدیث[3]۔ فقط۔

زیارت کرنے والوں کی اطلاع مردہ کو

سوال (۳۱۷۲) اکثر کتب فقہ معتبرہ مثلاً شامی طحطاوی علی المراقی الفلاح۔ فتح القدیر میں محمد بن واسع کا فیصلہ یا قول اس طرح درج ہے نقل قال محمد بن واسع الموتی یعلمون بزوارھم یوم الجمعۃ ویومًا قبلہ ویومًا بعد شامی باب زیارۃ القبور۔ وہکذا فی الطحطاوی علی المراقی الفلاح۔ وشرح الصدور للعلامۃ السیوطی وفتح القدیر۔ مگر علاوہ علامہ شامی کے باقی کتب میں لفظ بلغنی ہے جو دلالت کرتا ہے کہ محمد بن واسع کو کسی غیر سے یہ قول پہنچا ہے اور شامی میں لفظ بلغنی نہیں ہے جو دلالت کرتا ہے کہ یہ فیصلہ یا حکم خود محمد بن واسع کا ہے۔ عبارت شامی کو معتبر سمجھا جاوے یا دیگر کتب کو کیا یہ فیصلہ درست ہے۔

الجواب: شامی کی عبارت کا یہ مطلب لینا چاہئے نقل قال محمد بن واسع ناقلاً عن السلف الخ[4] پس اس صورت میں کچھ تعارض مابین عبارت شامی و عبارت دیگر

---

[1] وتوقف الامام الاعظمؒ فی سوال اطفال الکفرۃ ودخولھم الجنۃ وغیرہ حکم بذالك فیکونون خدم اھل الجنۃ (شرح فقہ اکبر ص ۱۲۱)۔ [2] صرف مسلمانوں کے قبرستان میں پڑھنے کا حکم ہے۔ ظفیر۔ [3] دیکھئے مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور فصل اول ص ۱۵۴۔ ۱۲ ظفیر۔ [4] سوال میں جو عبارت نقل کی ہے جواب میں اسی کا حوالہ ہے اس کے لئے دیکھئے ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

کتب نہ رہے گا جس کی وجہ سے اس کی تغلیط کی جاوے بلکہ تطبیق دونوں میں ہو گئی اور ظاہر بھی ہے کہ محمد بن واسع اس قول کو سلف سے نقل فرما رہے ہیں نہ خود نہیں کہتے پس لفظ مغنی کو بحالہ رکھنا چاہیے اور پہلی عبارت میں تاویل کرنی چاہیے۔ فقط۔

صاحب زکوٰۃ کو ثواب کی نیت سے کھلانا کیسا ہے

سوال (۳۱۷۳) ایک مولوی اور حافظ صاحب زکوٰۃ ہیں۔ ان کو بزرگ سمجھ کر کھانا کھلایا جاوے اور اس کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین اور اپنے احباب کی ارواح کو پہنچانا درست ہے یا نہیں اور ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب - فقراء کو کھلانے میں زیادہ ثواب ہے اگر اخلاص نیت کے ساتھ ہو۔

قبر کے گرد اگرد پختہ کرنا

سوال (۳۱۷۴) لحد کو خام رکھنا اور باقی گرد اگرد قبر کو پختہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔

مزار کے پہلو میں مسجد بنانا کیسا ہے

سوال (۳۱۷۵) پہلوئے مزار پر مسجد بنانا و مستفیضان کے لئے حجرہ تیار کرنا کیسا ہے۔

بزرگان دین کی قبریں پختہ کیوں بناتے ہیں

سوال (۳۱۷۶) متقدمین و بزرگان دین کے جو مقابر بلاد عرب و ہند وغیرہ میں موجود ہیں عمارت ان کی پختہ ہے جائز فرمائی ہے۔

الجواب: (۱) وعن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبور وان يكتب عليها وان توطأ رواه الترمذي[1] وفي الدر المختار ولا الآجر المطبوخ الخ[2] اس حدیث اور روایت کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ کسی میت کی قبر کو پختہ کرنا درست نہیں ہے اور تعویذ قبر کو خام رکھنا اور گرد اگرد پختہ کرنا بھی درست نہیں ہے۔

(۲) قریب مزار کے مسجد کا ہونا اور حجرہ کا ہونا کچھ حرج نہیں ہے۔ قبر سامنے نمازی کے

۱؎ ترمذی باب ما جاء فی کراہیۃ تجصیص القبور والکتابۃ علیہا ۱۲ ظفیر۔

۲؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۳۷ / ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

نہ ہو تو قبرستان میں نماز پڑھنے میں کچھ نہیں ہے۔

(۳) حکم شرعی حدیث مذکورہ اور روایت فقہیہ مذکورہ سے واضح ہو گیا اور علامہ شامی نے بدائع سے نقل فرمایا ہے قولہ المطبوخ صفة کاشفة قال فی البدائع لانہ یستعمل للزینة ولا حاجة للمیت الیها ولانہ مما مستہ النار فیکرہ ان یجعل علی المیت تفاؤلا[1] اس روایت بدائع سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ پختہ اینٹ قبر پر لگانا دو وجہ سے مکروہ ہے، ایک یہ کہ میت کو زینت اور آراستگی کی ضرورت نہیں دوسرے وہ آگ میں پکی ہے، تفاؤلاً میت کے قریب ایسی چیز نہ رکھی جائے جس کو آگ میں پکایا ہو۔ اور بزرگان دین نے اس کو پسند نہیں فرمایا، کسی دوسرے شخص نے اگر کسی بزرگ کی قبر کو پختہ کر دیا تو اس میں اس بزرگ کے ذمہ کچھ مؤاخذہ نہیں۔

کلام مجید اور کتب تفسیر ہدیہ کر کے ثواب پہنچانا

سوال ۱۳۱۷ سعیدہ بیوہ عورت اپنے شوہر متوفی کی روح کو ثواب پہنچانا چاہتی ہے، در ہندہ خود مالک و مختار ہے، کوئی لڑکا وغیرہ نہیں ہے۔ لہٰذا جس طرح جائز ہو ظاہر کیا جاوے۔ کلام مجید و تفسیر و حدیث شریف کی کتابیں ہدیہ یعنی کسی عالم یا حافظ یا طالب علم کو دے کر متوفی کو ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں اور کچھ روپیہ مسجد کی مرمت یا مدارس اسلامیہ میں دے کر متوفی کو ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہ۔ یا بلا تاریخ مقررہ کے دعوت عالم حافظ نمازی وغیرہ کی کر کے کھانا کھلا کر متوفی کو ثواب بخش دینا جائز ہے یا جو طریقہ مناسب ہو اس طریق سے کیا جاوے

الجواب: یہ طریقے ثواب رسانی کے عمدہ اور مستحسن ہیں خواہ مدارس اسلامیہ میں طالبہ مساکین کی امداد کرے کچھ نقد و کپڑا وغیرہ دیں یا کتب حدیث و تفسیر و فقہ خرید کر مدرسے یا دوقف کر دیں تاکہ طلبہ ان سے ہمیشہ نفع اٹھاتے رہیں اور میت کو ہمیشہ ثواب پہنچتا رہے اور بلا تعیین تاریخ اور دن فقراء کو کھانا کھلانا اور ثواب میت کو پہنچانا بھی درست ہے

---

[1] ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی دفن المیت ص ۸۳۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

اور میت کو ثواب پہونچے گا۔ اور قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچانا بھی اچھا ہے[1]

مردہ دفن کرنے سے پہلے قبرستان سے جانا چاہے تو کیا ورثاء میت سے اجازت ضروری ہے

سوال (۳۱۷۸) جنازہ کی نماز پڑھ کر میت کو دفنانے سے پہلے اگر کوئی شخص قبرستان سے جانا چاہے تو میت کے ورثاء سے اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اجازت لینے کی ضرورت نہیں البتہ دفنانے سے پہلے چلے آنے میں برنسبت بعد دفنانے کے آنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے[2]۔ فقط

قرآن خوانی اور ایصال ثواب کے لئے تیسرے دن کی قید ضروری نہیں

سوال (۳۱۷۹) میت کے سوم کے دن قرآن پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اصل یہ ہے کہ اگر قرآن شریف بلا معاوضہ پڑھ کر میت کو ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچتا ہے[3] مگر کسی دن اور تاریخ کی تخصیص نہ ہو اور اگر اس طور سے ہو جیسا کہ اکثر اس زمانہ میں مروج ہے کہ تیسرے دن بچوں اور بڑوں سے قرآن شریف پڑھوا کر ان کو پیسے وغیرہ تقسیم کئے جاتے ہیں تو یہ جائز نہیں ہے اور اس میں میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔ فقط

---

1. صرح علماؤنا في باب الحج عن الغير بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيرها كذا في الهداية (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ص ۸۴۴ ج ۱) ظفير
2. لما في ابن ماجة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى على جنازة ثم اتى القبر فحثى عليه (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۸) عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتبع جنازة مسلم ايمانا واحتسابا وكان معه حتى يصلى عليها ويفرغ من دفنها فانه يرجع من الاجر بقيراطين كل قيراط مثل احد ومن صلى عليها ثم رجع قبل ان تدفن فانه يرجع بقيراط متفق عليه (مشكوة باب المشي بالجنازة ص ۱۴۴) ظفير
3. وفي شرح اللباب ان يقرأ من القرآن ما تيسر له من الفاتحة واول البقرة الى المفلحون وآية الكرسي وآمن الرسول وسورة يس الى ان قال ثم يقول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه الى فلان او اليهم (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ص ۸۴۴)
4. ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الخ واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۴۲) ظفير

نویں فصل

متفرقات

میت کی تعظیم کے لئے اٹھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۸۰) میت کی تعظیم کو اٹھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ میت کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہونا حدیث شریف میں آیا ہے، لہذا اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

قبر پر خوبصورتی کے لئے پھول ڈالنا کیسا ہے

سوال (۳۱۸۱) اگر کوئی شخص قبر پر پھول بطور خوبصورتی کے رکھدے تو کچھ حرج ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قبر پر پھول وغیرہ ڈالنا نہ چاہئے۔ فقط

له عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال کان سہل بن حنیف وقیس بن سعد قاعدین بالقادسیة فمر علیهما بجنازة فقاما فقیل لهما انها من اهل الذمة فقالا ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرت به جنازة فقام فقیل له انها جنازة یهودی فقال الیست نفسا متفق علیه (مشکوٰة باب المشی بالجنازة ص [illegible]) اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اس مضمون کی اسی باب میں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قیام کا حکم تھا پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا لیکن جواز جب بھی باقی رہا، اور یہ کھڑا ہونا دراصل خالق نفس اور ملائکہ کی تعظیم کے لئے ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

له یوں رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، وضع الورود والریاحین علی القبور حسن وان تصدق بقیمة الورد کان حسن (عالمگیری کتاب الکراهیة باب سادس عشر ص۳۶۳/۵۷)، اس سے معلوم ہوا کہ جہاں سب کہ اس کی قیمت بعنوان ثواب کی نیت سے صدقہ کر دی جائے اور اس زمانہ میں چونکہ پھول چادر چڑھانیکا رواج سب اور اسکا ثواب سمجھ لیا گیا ہے اس لئے یہ سب بدعات میں داخل ہیں اور ان سے اجتناب ضروری ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر مفتاحی۔

ادائے قرض اگر مرنے کے کچھ دنوں بعد ہو تو کیا حکم ہے

سوال (۳۱۸۲) زید متوفی کے ذمہ قرض باقی رہ گیا اس کے ورثاء نے کسی قدر عرصہ گذرنے کے بعد ادا کیا تو قبل ادا کرنے کے عدم ادائے قرض کا عذاب قبر میں ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر قبل ادائے دین عذاب قبر ہوتا ہوگا تو وہ عذاب ادائے دین کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ مرتفع ہو گیا۔ حتی الوسع ادائے دین میت میں جلدی کی جائے کیونکہ احادیث میں دین کے متعلق سخت وعید وارد ہے[1]۔ فقط۔

کسی ولی کی قبر پر قصد کر کے جانا کیسا ہے

سوال (۳۱۸۳/۱) کسی بزرگ یا ولی یا پیر کے مزار پر قصد کر کے اور سفر کر کے جانا کیسا ہے۔

اپنے والدین کے مزار پر غیر ملک میں جانا کیسا ہے

سوال (۳۱۸۳/۲) لڑکا اپنے والدین کے مزار پر غیر ملک میں جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب (۱) بغیر کسی خاص دن کی تعیین کے اگر کبھی چلا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں[2]۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا برکت سے خالی نہیں۔

(۲) جا سکتا ہے[3] فقط

---

[1] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مطل الغنی ظلم متفق علیہ (باب المشکوٰۃ الافلاس والانظار فصل اول) ای تاخیر اداء الدین من وقت الی وقت ظلم فان المطل منع اداء ما استحق اداؤہ وہو حرام من المتمکن، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب ... ص ۳۳ ظفیر

[2] (وبزیارۃ القبور) ولو للنساء لحدیث کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون ویقرأ یٰس الخ (درمختار) قولہ وبزیارۃ القبور ای لا باس بہا بل تندب کما فی البحر عن المجتبیٰ فکان ینبغی التصریح بہا ... وتزار فی کل اسبوع کما فی مختارات النوازل قال فی شرح لباب المناسک الا ان الافضل یوم الجمعۃ والسبت والاثنین والخمیس ... ویستحب ان یزور شہداء جبل احد الخ قلت استفید منہ ندب الزیارۃ وان بعد محلہا الخ (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳ ج ۱) ظفیر

روح کے گھر میں آنے کی روایت محقق نہیں

سوال (۳۱۸۵) شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی مفید المفتی میں روح کے تعلق کی بابت فرماتے ہیں کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اذا مات المؤمن دار روحه حول داره شهرا فينظر الى خلفه من ماله كيف يقسم ماله وكيف يؤدى دينه فاذا اتم شهرا رد الى حفرته فيدور حول قبره حولا وينظر من يدعو له ويحزن عليه فاذا اتم سنة رفع الى حيث يجمع الارواح الى يوم ينفخ فى الصور۔ انتہی۔ اور مولانا عبدالحی صاحب بجواب استفتاء ص ۳۱ رقم فرماتے ہیں، ظاہر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد نزع کے روح علیین کو جاتی ہے۔

روایت بزازیہ میں ہے فاذا خرجت روحه وضعت على ذلك المسك والريحان وذهب به الى عليين اور یہ امر کہ ایک چلہ گھر میں اور ایک سال قبر پر رہ کر علیین کو جاتی ہے ثابت نہیں ہے، اس میں محقق قول کون ہے۔

الجواب: اس میں محقق قول یہ ہے جو کہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے لکھا ہے۔[1]

جمعہ کو فاسق مرجائے تو حساب ہوگا، نہیں

سوال (۳۱۸۶) اگر جمعہ کے روز فاسق فاجر مرجائے اس سے حساب منکر نکیر کا اور ضغطہ قبر کا ہوگا یا نہیں، اور روز جمعہ کے بعد پھر عود کرے گا یا نہیں۔

الجواب: حدیث شریف میں ہے ما من مسلم يموت يوم الجمعة او ليلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر[2]۔ قال القارى فى شرح المرقاة فتنة القبر اى عذابه وسؤاله وهو يحتمل الاطلاق والتقييد والاول هو الاولى بالنسبة الى فضل المولى[3]۔ اور اس کے بعد

---

[1] اخرجه البزار بسند صحيح عن ابى هريرة رفعه ان المؤمن تصعد روحه الى السماء فتاتيه ارواح المؤمنين، وعن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مات العبد تلقى روحه ارواح المؤمنين (شرح الصدور ص ۶) ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب الجمعۃ عن الترمذی وغیرہ ۱۲ ظفیر

[3] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الجمعۃ ص ۲/۱۲ ۱۲ ظفیر

شارح موصوف نے چند روایات اس بارہ میں نقل فرمائی ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ پھر عذاب نہ ہوگا اور شامی میں نقل ہے کہ جمعہ کے روز عذاب منقطع ہو کر پھر نہ ہوگا۔ فقط[1]

میت کی روح گھر میں آتی ہے یا نہیں اور خواب میں کیوں آتی ہے

سوال (۳۱۸۰) میت کی روح مکان میں آتی ہے یا نہیں؛ اگر نہیں آتی تو خواب میں کیوں نظر آتی ہے۔

الجواب: - خواب میں کسی میت کا نظر آنا اس کو مقتضی نہیں ہے کہ اس کی روح مکان میں آوے بلکہ خواب میں نظر آنا بسبب تعلق روحانیت کے ہے مکان سے اس کو کچھ تعلق آنے کا نہیں ہے۔ بہت سے زندہ لوگوں کو جو دور دراز پر ہیں خواب میں دیکھا جاتا ہے پس خواب کا قصہ جدا ہے، اجسام ظاہری کا اتصال اس کے لئے ضروری نہیں ہے عالم ارواح دوسرا عالم ہے۔ فقط

بے نمازی کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے اس کو گھسیٹا نہ جائے

سوال (۳۱۸۰) بعض دیہات و شہر میں بے نمازی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے بلکہ اس کو باندھ کر گھسیٹتے ہیں، یہ عمل شریعت میں درست ہے یا نہیں

الجواب: - حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل برد فاجر[2]۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کی نماز جنازہ پڑھو۔ پس یہ عمل ان لوگوں کا درست نہیں ہے کہ بے نمازی کے جنازہ کو گھسیٹیں اور بلا نماز دفن کریں، ایسا کرنا حرام ہے

صاحب مزار سے دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

(۳۱۸۹) بروئے مذہب احناف بزرگان دین کے مزارات پر جا کر یہ عرض کرنا کہ آپ مقبول خداوندی ہیں، آپ ہمارے لئے دعا کر دیجئے کہ ہماری فلاں مراد پوری ہو جائے۔ یہ جائز ہے یا نہ۔

امام اعظمؒ کے نزدیک بعد وفات بزرگان دین سنتے ہیں یا نہیں

سوال (۳۱۹۰) امام صاحب

---

[1] ثم ذکر ان من لا یسئل ثمانیة الشھید الخ والمیت یوم الجمعة او لیلتھا۔ رد المحتار باب الجنائز۔ مطلب ثمانیة لا یسئلون فی قبورھم ۱۲ ظفیر۔
[2] شرح فقہ اکبر ص ۱۲ ظفیر۔

کے نزدیک بزرگانِ دین بعد وفات زائرین کی باتیں سنتے ہیں یا نہیں۔

کیا امام صاحبؒ نے کسی کو قبر سے التجا کرنے سے روکا تھا

سوال (۳۱۹۱/۳) کیا یہ صحیح ہے کہ امام صاحب موصوف نے کسی شخص کو کسی قبر پر اہل قبر سے کچھ عرض و معروض کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تو ایسے سے التجا کرتا ہے جو سن بھی نہیں سکتا۔

امام صاحب کی تائید میں جو آیت ہو یا حدیث پیش کیجائے

سوال (۳۱۹۲/۴) اگر کوئی آیت یا حدیث امام صاحب کے قول کے تائید میں ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیے۔

الجواب:- (۱ تا ۴) سماع موتیٰ میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہؓ کے زمانہ سے ہے۔ بہت سے ائمہ سماع موتیٰ کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع موتیٰ معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحبؒ سے کوئی تصریح اس بارہ میں نقل نہیں کرتے اور استدلال عدم سماع کا آیۂ انک لا تسمع الموتیٰ وغیرہ سے کرتے ہیں۔ اور مجوزین کا استدلال حدیث ما انتم باسمع منہم الخ اور حدیث سماع قرع نعال سے ہے اور آیت مذکورہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نفی سماع قبول کی ہے۔ غرض یہ کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ اور قول فیصل ہونا اس میں دشوار ہے۔ پس عوام کو سکوت اسمیں مناسب ہے جب کہ علماء کو بھی اس میں تردد ہے اور دلائل فریقین موجود ہیں اور جب کہ سماع موتیٰ میں اختلاف ہوا تو اس میں بھی اختلاف ہوا کہ بزرگان دین کے مزارات پر اسطرح دعاء کرنا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو کہ میری فلاں حاجت پوری فرما دے۔ یہ بھی مختلف فیہ ہوگا۔ البتہ احوط یہ ہے کہ اس طرح دعا کرے کہ یا اللہ اپنے اس نیک بندے کی برکت سے میری دعا قبول فرما اور میری حاجت پوری فرما۔[۲]

---

[۱] حوالہ گذر چکا ۱۲ ظفیر [۲] وکرہ قولہ بحق رسلک وانبیائک واولیائک او بحق البیت لانہ لا حق للخلق علی الخالق تعالیٰ (در مختار) قولہ کرہ ای ھذا الرجل خالف فیہ ابو یوسف بخلاف مسئلۃ المتن السابقۃ اذ جاء فی الآثار ما دل علی الجواز (رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ص ۳۶۹ ج ۵) ظفیر

فرشتوں کے متعلق غلط عقیدہ | **سوال** (۳۱۹۳) ایک شخص حالت سکتہ میں تھا، عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کر لے گئے اور دوزخ میں ڈال دیا، اس کے بعد خداوند عالم نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تم سے غلطی ہوئی اسی نام کا ایک دوسرا شخص ہے اس کی روح قبض کرلو اس کو چھوڑ دو، مگر فرشتوں نے نہیں چھوڑا۔ مردہ کو علم ہوگیا، اس نے چیخ و پکار کی۔ آخر فرشتوں نے توشہ کی روٹیاں جو جنازہ کے ساتھ رکھی جاتی ہیں رشوت لے کر چھوڑ دیا، کیا فرشتوں کا حکم عدولی کرنا اور رشوت لینا اور ایسی غلطی کرنا ممکن ہے۔

الجواب:۔ ملائکہ کرام کے بارے میں ارشاد ہے لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔[1] یعنی وہ کسی امر میں اللہ کے حکم کا خلاف نہیں کرتے اور ان کو جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں، پس ان کی نسبت ایسا اعتقاد غلط اور باطل اور کذب و افتراء ہے فقط۔

مرنے کے بعد روح کہاں رہتی ہے اور قبر میں سوال وجواب | **سوال** (۳۱۹۴) مرنے کے بعد جو سوال وغیرہ ہوتے ہیں تو روح مرنے کے بعد آسمان پر چلی جاتی ہے یا قبر میں لائی جاتی ہے یا جسم میں بند کر دی جاتی ہے۔

الجواب:۔ جسم سے روح کو تعلق رہتا ہے۔[2] فقط۔

غیر انسانوں کی ارواح | **سوال** (۳۱۹۵) انسانوں وغیرہ کے سوا باقی حیوانات کی روح کہاں رہتی ہیں۔

الجواب:۔ حدیث میں ہے کہ حیوانات بھی ایک دوسرے سے بدلہ لینے کے

---

[1] سورۃ التحریم۔ ۱۔

[2] و در اختلاف کردہ اند کہ عذاب در قبر بر تندہ گردانیدن میت است یا در مقابلہ داشتن روح بدن یا بنوعی دیگر ... بر دانا بہ دریافت کنہ حقیقت آں ... ناساختہ ... است، چنانکہ ظاہر احادیث دال است بر آں الخ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۳ باب اثبات عذاب القبر) ظفیر۔

نثار کردیئے جائیں گے ۔ فقط

بوہرے کے عقائد اور ان کے متعلق چند سوالات

سوال (۳۱۹۶) یہاں پر ایک فرقہ ہے جس کو بوہرے کہتے ہیں۔ یہ لوگ داؤدی شیعہ ہیں ان میں ایک جماعت ایسی تیار ہوئی ہے جو اس کے لئے جدوجہد کر رہی ہے کہ مذکورہ فرقہ میں اصلاح ہو جائے۔ تمام فرقے سورت کے ملا طاہر سیف الدین کے ماتحت ہیں جن کو آسمان کے نیچے خدا مانا جاتا ہے، نعوذ باللہ ۔ اس اصلاح کن جماعت نے ملا مذکور کے خلاف علم جہاد بلند کیا ہے، اس لئے تمام فرقے نے انہیں خارج از جماعت کر دیا ہے، اس اصلاح پسند جماعت کے خیالات مجملاً حسب ذیل ہیں :۔

قرآن کو مکمل کہنا۔ صحابہ کرام پر تبرا کرنا سخت گناہ ہے، ملا مذکور کو ایک انسان کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ دینا معصیت ہے۔ ملا مذکور کی بیعت کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ بہر لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ غرض کہ ان میں اور اہل سنت میں یہ فرق ہے کہ وہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد نہیں۔ علاوہ ازیں موجودہ تحریک خلافت کے بہت بڑے مویدا ور سرگرم کارکن ہیں۔ اس اصلاح پسند جماعت کا یہاں صرف ایک گھر ہے، چند روز ہوئے ان کے یہاں ایک بیوی کا انتقال ہوگیا جو کہ خود بھی ایسی ہی روشن خیال تھی، قوم نے چونکہ ان سے مقاطعت کرلی ہے اس لئے کوئی ان کی میت میں نہیں آیا، اس لئے اہلسنت نے باقتضائے اخوت اسلامی میت کی تجہیز و تکفین میں شرکت و امداد کی اور جنازہ کی نماز بھی پڑھی

لـه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لتؤدن الحقوق الى اهلها يوم القيامة حتى يقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء رواه مسلم (باب تحريم الظلم ص ۳۲۵) وهذا تصريح بحشر البهائم يوم القيامة واعادتها كما اهل التكليف من الآدميين والاطفال ... واقتصاص للجلحاء من القرناء فليس من قصاص التكليف بل هو قصاص مقابلة (مرقاة ص ۷۶/۴۲) ظفير۔

ہم لوگوں نے میت کے ولی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی جو کہ اصلاح پسند جماعت کا سرگروہ ہے؟

نماز جنازہ پڑھانے کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ امام نے کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھی پھر نماز کی نیت کی پانچ تکبیروں کے ساتھ اور جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اسی طرح نماز پڑھی فرق اس قدر ہے کہ ہاتھ میں کتاب دیکھ کر پڑھی، پانچ تکبیرات سے۔ عوام اعتراض کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی وہ اہل سنت سے خارج ہو گئے ...

دریافت طلب امور درج ذیل ہیں۔

(۱) میت کی اس کس مپرسی میں بمار کیا فرض تھا۔

(۲) مذکورہ بالا عقائد والے کے پیچھے فرض وسنت اور نماز جنازہ ہو سکتی ہے یا نہیں

(۳) شیعہ کے پیچھے نماز فرض و نماز جنازہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۴) بصورت جواز طعن کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(۵) بصورت عدم جواز مصلی کیا گنہ گار ہوئے۔

الجواب:۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک نماز جنازہ کے لئے وہی جملہ شرائط ہیں جو دیگر نمازوں کے لئے ہیں۔ سوائے قرأت و رکوع و سجدہ وغیرہ کے جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہیں اور جو امور دیگر نمازوں کو فاسد کرتے ہیں وہی نماز جنازہ کو فاسد کرتے ہیں جیسا کہ شامی میں ہے۔ وفی البحر ویفسدہا ما یفسد الصلوٰۃ الا المحاذاۃ[1] پس کتاب ہاتھ میں رکھ کر اور اس میں دیکھ کر نماز جنازہ پڑھانا مفسد صلوٰۃ ہے، لہذا وہ نماز نہیں ہوئی۔ باقی جو خیالات و عقائد سوال میں اصلاح پسند جماعت کے لکھے ہیں یہ جہاں تک بھی ہیں صحیح ہیں اور اہل سنت وجماعت کے مذہب میں سوائے اس کے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید سے علیحدہ رہنا بھی ایک آزادی کا سامان ہے اور عدم تقلید اکثر مفضی ہو جاتی ہے اہل سنت وجماعت کی مخالفت کی طرف۔ بہر حال جو کچھ اصلاح ہو سکے اس میں سعی کرنا مناسب ہے ۔۔۔ اور

---

(۱) رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی صلوٰۃ الجنازۃ ص ۸۱۱/۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

جملہ مدارج اسلام کے طے کر کے اہل سنت و جماعت[1] ہی ہونا چاہئے اور اصلاح پسند جماعت کی میت کی اگر اہل سنت و جماعت نے تجہیز و تکفین میں اعانت کی تو یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے بلکہ بحالت مذکورہ ضروری تھا اور ایسی کس مپرسی کی حالت میں اہل سنت و جماعت اہل اسلام کو یہی لازم تھا کہ وہ تجہیز و تکفین اس میت کی کریں اور اس کی ہر قسم کی امداد کریں۔ البتہ نماز کا امام اس شخص کو بنانا جس نے بطریق مذکورہ نماز پڑھائی جو کہ شرعاً جائز نہیں ہوئی، جائز نہیں تھا اور جب کہ امام اس گروہ ہی کا شخص ہوا تھا تو اس کو نماز حسب قاعدہ اہل سنت و جماعت پڑھنی چاہئے تھی، ورنہ اہل سنت و جماعت کو اس کے پیچھے نماز میں شرکت نہ کرنی چاہئے تھی، خیر جو کچھ ہو لیا سو ہو لیا لعن طعن کرنے کی ان کو ضرورت نہیں ہے، آئندہ اس میں احتیاط کرنی چاہئے اور جب کہ اصلاح پسند جماعت نے اصلاح کرنے کی ہمت کی ہے تو پوری طرح اصلاح کرنی چاہئے کیونکہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہی ہے[2]۔

از روئے حدیث شریف کے سرمو اس جماعت سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے ؎

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست ... میان دیدہ اگر نیم مواست بسیار است

شیعہ یا بوہرہ کے لئے ایصال ثواب اور ان کی نماز جنازہ میں شرکت جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۱۹۷) شیعہ یا بوہرہ کی نماز جنازہ یا قرآن خوانی بغرض ایصال ثواب یا تعزیت کے وقت دعاء مغفرت کرنا یا میت کی ہمراہ قبرستان تک جانا اہل سنت والجماعت کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- نماز جنازہ پڑھنا اور مغفرت ان کے لئے کرنا درست نہیں ہے اور

لے ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه واصحابی رواه الترمذی (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص۳۰) ظفیر۔ ۲ے وبعد ان کان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة (رد المحتار باب المرتد ج۳ ص۳۹۸) ظفیر۔

قبرستان تک جانے نہ جانے میں یا تعزیت ادا کرنے نہ کرنے میں اپنے مصالح اور ضرورت کے موافق عمل درآمد کرے[1]۔ فقط۔

شیعہ کی جنازہ رستہ میں زمین پر رکھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۹۸) جب شیعہ جنازہ کو قبرستان تک لیجاتے ہیں تو راستہ سے ہٹا کر جنازہ زمین پر پانچ منٹ کے واسطے رکھ دیتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ توقف بلا وجہ شرعی جائز نہیں ہے۔ احادیث میں جنازہ کو جلد لیجانے کا حکم ہے[2]۔ فقط۔

ڈرانے کے لئے یہ حکم نکالنا درست ہے کہ جو پنجوقتی نماز نہ پڑھے گا اسکی نماز جنازہ جائز نہیں

سوال (۳۱۹۹) میں نے لوگوں کو نماز کی طرف متوجہ کرنے کیلئے ایک حکم نکالا ہے وہ یہ کہ تارک نماز کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ ایسا حکم دینا تخویفاً و تہدیداً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسا حکم کرنا درست نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ اور ظاہر ہے کہ تارک نماز بھی فاسق فاجر ہے۔ کافر عند الجمہور نہیں ہے، اور فقہاء نے باغی وغیرہ کو جو مستثنیٰ کیا ہے اس میں بھی تارک نماز اور ہر ایک فاسق کو داخل نہیں کیا، بنا براں بلا ادائے نماز جنازہ مسلمانوں کو دفن کر دینا درست نہیں ہے، اسیطرح لونڈی بھڑووں کو جو مسلمان کہلاتے ہیں بدون نماز کے دفن کر دینا یا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ عبرت کے لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ تارک نماز وغیرہ

---

[1] ویقال فی تعزیۃ المسلم بالمسلم اعظم اللہ اجرک واحسن عزاءک (عالمگیری جنائز ص ۱۵۷ ج ۱) ظفیر۔

[2] ونسرع بہا بلا خبب الخ وکرہ تاخیر صلاتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ (درمختار) الحدیث اسرعوا بالجنازۃ فان کانت صالحۃ قدمتموہا الی الخیر وان کانت غیر ذلک فشر تضعونہ عن رقابکم (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی حمل الجنازۃ ص ۸۳۳ ج ۱) ظفیر۔

فساق کی نماز مقتدا لوگ نہ پڑھیں بلکہ عوام لوگوں سے کہدیں کہ تم نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دو تاکہ تارکین نماز کو آئندہ عبرت ہو۔ کما ورد فی الحدیث[1]۔ فقط۔

بحث سماع موتیٰ

سوال (۳۲۰۰) آپ کا فتویٰ پہنچا، حال معلوم ہوا جو یہ گذارش ہے کہ جب میت کو زائر کا علم ادراک ہے اور سماع نہیں، یہ ایک ایسا عقیدہ لاینحل ہے کہ خاکسار کی سمجھ میں نہیں آتا، میت کو زائرین کا علم ہو اور ادراک بھی ہو اور سماع نہ ہو۔ یہ عجیب ماشہ ہے، بجز دیکھنے اور سننے کے علم یا ادراک نہیں ہوتا پھر اموات کس طرح معلوم کر لیتی ہیں۔

الجواب:- اس بارہ میں بندہ نے وہی لکھا ہے جو حضرت عائشہ رضی نے فرمایا تھا جب ان سے یہ کہا گیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قلیب بدر کے بارہ میں فرمایا ہے، ما انتم باسمع منھم کہ تم اموات سے زیادہ سننے والے نہیں ہو تو حضرت عائشہ رضی نے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ما انتم باعلم منھم یعنی یہ کہ تم ان سے زیادہ نہیں جانتے غرض ان کی یہ تھی کہ اموات کو علم ہے اور سماع نہیں ہے اور یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ بدون سننے کے علم اور ادراک نہیں ہو سکتا، بہروں کو علم اور ادراک ہوتا ہے اور سماع نہیں ہوتا، پس ان قصوں میں نہ پڑیے اور اس کو کسی عالم سے سمجھ لیں اور یہ مسئلہ جان لیں کہ قرآن شریف میں سماع موتی کا انکار کیا گیا ہے۔ لہٰذا حدیث شریف میں تاویل کرنا مناسب ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] عن سلمة بن الاکوع قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتی بجنازة فقالوا صل علیھا فقال هل علیه دین قالوا لا فصلی علیه ثم اتی بجنازة اخری فقال هل علیه دین قیل نعم قال هل ترک شیئا قالوا ثلثة دنانیر فصلی علیھا ثم اتی بالثالثة فقال هل علیه دین قالوا ثلثة دنانیر، قال هل ترک شیئا قالوا لا، قال صلوا علی صاحبکم فقال ابو قتادة صل علیه یا رسول اللہ وعلیّ دینه فصلی علیه رواہ البخاری (مشکوٰۃ باب الافلاس والانظار ص ۲۵۲) ظفیر۔

[2] حضرت عائشہ کی تاویل کی تفصیل پہلے گذر چکی وہاں دیکھ لیجئے واجاب عن هذا الحدیث بانه مردود فان عائشة قالت کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک واللہ تعالیٰ یقول وما انت بمسمع من فی القبور وانک لا تسمع الموتی. قوله وحدیث المتفق علیه لا یکون مردودا، ولیس بینه وبین القرآن تناف فان المراد من الموتی الکفار والنفی منصب علی نفی النفع لا علی مطلق السمع کقوله تعالیٰ صم بکم عمی فھم لا یعقلون، اھ وعلی الجواب المترتب علی السمع (مرقاۃ باب حکم الاسراء ص ۲۶۶) ظفیر۔

سماع موتی کی بحث

سوال (۳۲۰۱) متعلق ۲۹۳۶ مندرجہ رجسٹر ۳۹ھ۔ شک یہ ہے کہ تمام فقہاء حنفیہ عدم سماع اموات کا مسئلہ تحریر فرما رہے ہیں، اور آپ نے بھی ایک جگہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ عدم سماع اموات امام صاحب کا مذہب ہے، پھر بعد میں واسطیؒ قول ہے، وہی قول فقہاء نقل کرتے ہیں اور اس پر کسی قسم کی جرح و قدح نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سماع اموات کا مسئلہ درست ہے اور عدم سماع کا غلط، لہٰذا محمد بن واسع ناقل عن السلف ہے وہ کون ہے اور کس مذہب کا شخص ہے۔

الجواب:۔ محمد بن واسع تابعین میں سے ہیں جو کہ ائمہ مجتہدین میں سے سابق ہیں، اس لئے ان کو حنفی یا شافعی کچھ نہیں کہہ سکتے جیسا کہ صحابہ کو، اور علم زائرین کا اموات کو ہونا سماع موتی کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ سماع موتی دوسری چیز ہے اور علم و ادراک امر آخر ہے، خود حضرت عائشہ صدیقہؓ جو سماع موتی کی منکر ہیں، بدلیل قولہ تعالیٰ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ[1] اور آیۃ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ[2]۔ حدیث ما انتم باسمع منہم[3] جو اہل قلیب بدر کے بارہ میں وارد ہے، اور مثبتین سماع موتی اس سے دلیل پکڑتے ہیں اس کی تاویل بالعلم کے ساتھ کرتی ہیں۔ فقط۔

۱؎ سورۃ النمل ۔ ۸۰ ۔

۲؎ فاطر ۔ ۲۲ ۔

۳؎ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم وفی روایۃ ما انتم باسمع منہم ولکن لا یجیبون وفی شرح مسلم للنووی قال المازری قیل ان المیت یسمع عملاً بظاہر ہذا الحدیث وفیہ نظر لانہ خاص فی حق ہؤلاء ورد علیہ القاضی وقال یحمل سماعہم علی ما یحمل علیہ سماع الموتی فی احادیث عذاب القبر وفتنتہ التی لا مدفع لہا وذالک باحیائہم او احیاء جزء منہم یعقلون بہ ویسمعون فی الوقت الذی یریدہ اللہ قال الشیخ ہذا ہو المختار (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

عورت کے پیٹ سے بچہ کا کچھ حصہ نکلا اور وہ مرگئی

سوال (۳۲۰۲) عورت کے پیٹ سے لڑکے کا ایک پیر پیدا ہوا اور دونوں مرگئے تو لڑکے کو اس کے پیٹ سے جدا کیا جاوے یا ایک ہی غسل و کفن میں دفن کریں۔

الجواب:- لڑکے کو جدا نہ کیا جاوے، صرف عورت کا غسل و کفن و نماز پڑھنا کافی ہے۔ فقط۔

عشرۂ محرم میں مرنے والے کی بحث

سوال (۳۲۰۳) مشہور ہے جو شخص عشرۂ محرم میں فوت ہوا اس سے عشرہ کے اندر عذاب قبر نہیں ہوتا نہ حساب ہوتا ہے، بعد دس روز کے حساب وغیرہ ہوگا۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ بات غلط ہے عشرۂ محرم میں مرنے والے کے لئے یہ نہیں آیا کہ دس دن تک عذاب قبر وغیرہ نہ ہوگا، البتہ رمضان شریف میں اور جمعہ کے دن میں مرنے والے کے لئے یہ بشارت حدیث میں آئی ہے[1]۔ فقط۔

جمعرات کو روح کا گھر میں آنا تحقیقی بات نہیں

سوال (۳۲۰۴) بہت سے علماء کی زبانی سنا ہے کہ جمعرات کو روح اپنے اقرباء کے گھر آتی ہے اور ثواب کی امیدوار ہوتی ہے اور جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ کچھ تحقیقی بات نہیں۔ فقط۔

کافر کا بچہ جو مسلمان کے پاس مرجائے

سوال (۳۲۰۵) ایک بچہ جس کے ماں باپ کافر تھے ایک مسلمان کے پاس پلتا تھا، مسلمان چونکہ لاولد تھا اس بچہ کو متبنیٰ کر لیا۔ بچہ کے ماں باپ کافر بوجہ افلاس و عدم استطاعت پرورش مسلمان سے کچھ نذرانہ لیکر بچہ کو اسکے حوالہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) قال ابن الهمام فی شرح الهداية اعلم ان اکثر مشائخ الحنفية على ان الميت لا يسمع (مرقاۃ ص ۲۶۶ ج ۲) ظفیر۔

---

[1] وذکران من الا ئل ثمانية الشهيد والطفل والميت يوم الجمعة وليلتها (رد المحتار ص ۲۹۷ ج ۱) ظفیر

کر کے کہیں چلے گئے اور بچہ صغیر السن اور بالکل بے شعور تھا، چند روز میں مر گیا، اس لڑکے پر نماز پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا یا نہیں۔

الجواب: ۔ قاعدہ فقہیہ کے مطابق وہ بچہ کافر سمجھا جائے گا اس لئے کہ بچہ کو مسلمان سمجھنے کے لئے یا اسلام احد الابوین کا شرط ہے یا تبعیت دار یا خود اس بچہ کو بحالت شعور و تمیز اسلام لانا وغیرہ جب کہ ان وجوہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے تو حسب قواعد فقہیہ وہ بچہ مسلمان نہ سمجھا جائے گا۔ کذا فی الدر المختار[1]۔

دسویں فصل

احکام شہداء میں

بیماری میں مرنے والا شہید ہے یا نہیں

سوال ۳۲۰۶۱ خورشید خاں پسر رحمان خاں قوم پٹھان معمولی بیماری میں فوت ہوا، رحمن خاں پدر اس کا عمر تخمیناً بیس ایک سولہ تھا، زوجہ خورشید خاں نے جس کا عقد ثانی پسر رحمن خاں سے ہو چکا تھا، رحمن خاں کو بہکا کر ایک دستاویز وقف اراضی باغ موضع نور پور پرگنہ دیوبند اس مضمون کا تحریر کرا لیا کہ یہ باغ مذکور جس میں اقرار خورشید خاں کا ہے اس کا خرچ روشنی کے واسطے وقف کر دیا، اس کی آمدنی سے خرچ روشنی وغیرہ ہوا کرے گی، متولی اپنے بعد پدر فی کو کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ معمولی بیماری میں فوت ہونے والے کو شہید کہنے میں یا نہیں، اور خورشید خاں پر بحالت موجودہ اطلاق لفظ شہادت ہو سکتا ہے یا نہیں، اور قبر پر روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] کصبی سبی مع احد ابویه لا یصلی علیه لانه تبع له ای فی احکام الدنیا ... فهو مسلم تبعاً الا ان ... او اسلم هو ... عاقلاً ای ابن سبع سنین صلی علیه ... الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنازة ... مصطفیٰ ...

الجواب:- معمولی بیماری میں مرنے والے کو شہید نہیں کہتے ور اس پر حکم شہادت کا نہیں لگایا جاتا[1]۔ اور قبر شہید کی ہو یا غیر شہید کی، دولی دو یا دو سے زیادہ روشنی مروجہ کرنا ایسی قبر پر درست نہیں ہے[2]۔ اور وقف کے اندر چونکہ یہ ہوتا ہے کہ بالآخر مصارف اس کے فقراء ہوتے ہیں، اس لئے یہ وقف صحیح ہو گیا اور متولی جس کو رحمان خاں نے اپنے بعد بنایا وہ متولی ہو گیا اور رہے گا۔ فقط۔

آنحضرت کو سید الشہداء کہنا درست ہے یا نہیں اور آپ کی حیات شہداء سے بڑھ کر ہے یا نہیں

سوال (۳۲۰۷) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سید الشہداء ہیں یا نہیں، نیز شہداء کی حیات کے متعلق جو قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کو مردہ مت کہو، یہ حیات شہداء ہی کے ساتھ مخصوص یا نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات میں شہداء سے افضل ہیں یا نہیں۔

الجواب:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء والمرسلین ہیں اور جبکہ آپ جملہ انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہیں تو تمام صدیقین اور شہداء سے بھی افضل ہیں اور ان کے مدارج اس میں کچھ جائے تردد اور شک نہیں ہے۔ کما قیل۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن ظاہر ہیں آپ شہید نہیں ہوئے تاکہ سید الشہداء کا لفظ آپ کیلئے استعمال کیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو جو کہ شہید ہوئے تھے سید الشہداء کا لقب عطا فرمایا ہے۔ کما ورد فی الحدیث[3]۔ پس یہ سوال آپ کا فضت عاجزانہ پر مبنی ہے ایسا سوال نہ کرنا چاہئے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شہداء کی حیات سے افضل و اعلیٰ ہے اور بحث اس کی طویل ہے[4]۔ فقط۔

شہادت حکمیہ

سوال (۳۲۰۸) زید مسلمان سید پابند صوم و صلوٰۃ دیندار مگر غریب مرد تھا،

[1] ثم ذو حسن فی تعریف الشہید: فکن علی قول ابی حنیفۃ انہ مسلم مکلف طاہر قتل ظلما قتلا لا یجب بہ مال ولم یرتث رغیبۃ المستملی ص ۵۵۵ ظفیر۔ [2] لا یؤخذ من الدراھم و شمع و زیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام ... در مختار مع الشامی تحت کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص ۱۷۵ ظفیر۔ [3] عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الشہداء حمزۃ بن عبد المطلب (فتح الباری تحت باب قتل حمزۃ بن عبد المطلب ص ۲۸۲ ج ۷ ظفیر)۔ [4] نبی اللہ حی یرزق (رواہ ابن ماجہ) (حاشیہ مشکوٰۃ باب الجمعۃ) نصب الراىۃ ظفیر

جو جنگ میں عیسوی ہوا ملازم خرپونڈ تھا۔ وہ بمرض مونیہ چھ روز بحالت سفر و تنہائی بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ ایسی موت کو غریب کی موت کہا جائے گا، اور زید شہید مرا یا نہیں

موت الغربۃ شہادۃ۔ ابن ماجہ۔

مردہ کے لئے زندہ ہونے کی دعا

سوال (۳۲۰۹) زید فوت ہو گیا۔ زید کے بھائی کا عقیدہ ہے کہ دعا میں بہت بڑی طاقت اور بڑا اثر ہے اور وہ حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ زید کو دوبارہ زندہ فرما دے اور وہ اپنے عزیز و اقارب سے آملے۔ یہ خیال زید کے بھائی کا صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب[1]:- اس صورت میں مصداق حدیث شریف موت الغربۃ شہادۃ کا ان شاء اللہ تعالیٰ ہے۔ اور شہادت حکمیہ زید کو حاصل ہے۔

(۲) زید کے بھائی کا یہ خیال صحیح نہیں ہے، اس کو ایسی دعا نہ کرنی چاہئے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ شہداء اللہ تعالیٰ سے اس کی تمنا کریں گے کہ پھر دنیا میں زندہ ہو کر جاویں اور پھر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے جائیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ نہیں ہو سکتا جو مر گیا وہ پھر دنیا میں نہیں لوٹایا جاتا۔ الخ فقط۔

پانی میں ڈوب کر مرجائے یا جہاد میں یا مرض ہیضہ وطاعون میں کیا حکم ہے

سوال (۳۲۱۰) شہید یعنی جو پانی میں ڈوب کر مرے یا جہاد میں، یا مرض ہیضہ وطاعون میں مرجاوے تو اس کو غسل وکفن دیا جاوے یا نہیں۔

الجواب:- جو شخص پانی میں ڈوب کر مرے یا ہیضہ وطاعون میں مرے وہ حکمی شہید ہے، اس کو غسل وکفن ہونا چاہئے، وہ شہید فی سبیل اللہ ہو کہ حقیقی شہید ہے اسکو

---

[1] والمرتث شهيد الآخرة وكذا الجنب الخ والغريق والحريق والغريب الخ در مختار على هامش رد المحتار - باب الشهيد ص ۸۵۲ ج ۱ ظفر۔

حسب شرائط فقہاء غسل وکفن نہیں ہے۔ [1]

سوال (۳۲۱۱) ایک مجنون نے ایک عورت کے سر میں کڑھائی مار کر سر پھاڑ دیا عورت مر گئی	ایک پاگل نے ایک عورت کو کڑھائی سے مار کر شہید کر دیا اسکو غسل دیا جائے یا نہیں

عورت کو غسل دینا چاہیے یا نہیں۔

الجواب: وہ عورت شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے بلا غسل کے نماز اس پر پڑھ کر دفن کر دیا جاوے لحدیث زملوھم بکلومھم ودمائھم رواہ احمد، شامی۔ [2] فقط۔

سوال (۳۲۱۲) ایک مسلمہ عورت حیض ونفاس سے پاک غسل کردہ آتش بازی کا سامان جس میں بھری تھی اس میں	جو دیوار کے نیچے دب کر مر جائیں انھیں غسل دیا جائے گا

آگ لگ گئی مکان گر گیا، اس حادثہ سے چند منٹ پہلے چار شخص خدام خلافت نہر سے غسل کر کے اس مکان میں آئے تھے یہ پانچوں آدمی دب کر مر گئے بغیر غسل کے ان کو دفن کیا گیا مگر دعائے مغفرت جنازہ پڑھا گیا۔

الجواب: حریق وغریق اور جس پر دیوار وغیرہ گر جائے اور وہ مر جاوے یہ سب

---

[1] فینزع عنہ ما لا یصلح للکفن ویزاد ان نقص او ینقص ان زاد لاجل ان یتم کفنہ المسنون ویصلی علیہ بلا غسل ویدفن بدمہ وثیابہ وکل ذالک فی الشہید الکامل والا فالمرتث شہید الآخرۃ وکذا الجنب ونحوہ ومن قصد العدو فاصاب نفسہ والغریق والحریق والمہدوم علیہ والمبطون والمطعون الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الشہید ص ۸۵۱ و ص ۸۵۲ ج ۱) ظفیر غفر اللہ لہ۔

[2] ویصلی علیہ بلا غسل ویدفن بدمہ وثیابہ لحدیث زملوھم بکلومھم ودمائھم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہداء احد زملوھم بکلومھم ودمائھم رواہ احمد۔ کذا فی شرح منیۃ (رد المحتار باب الشہید ص ۸۵۱) ظفیر

شہید آخرت ہیں ان کو غسل دینا لازم ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو تیمم کرانا چاہیے تھا اور بلا غسل دفن کر دینے کی حالت میں ان کے لئے حکم یہ تھا کہ بعد دفن کر دینے کے دوبارہ نماز جنازہ قبر پر پڑھی جاتی کیونکہ جو نماز بلا غسل ہوئی وہ نماز معتبر نہیں ہوتی۔ بعد دفن کر دینے کے چونکہ غسل متعذر ہو گیا اس لئے غسل ساقط ہو گیا لہذا نماز دوبارہ ان کی قبور پر پڑھنی چاہئے تھی مگر یہ حکم صلوٰۃ علی القبر کا تفسخ میت سے پہلے پہلے تھا جس کی تقدیر عند البعض تین دن ہے اور اصح عدم تقدیر ہے بوجہ اختلاف وقت تفسخ کے اختلاف امکنہ و ازمنہ وغیرہ کی وجہ سے درمختار میں ہے وان دفن واھیل علیہ التراب بغیر صلوٰۃ اوبھا بلا غسل صلی علی قبرہ استحسانا ما لم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر وھو الاصح (در) لانہ یختلف باختلاف الاوقات حرا وبردا والمیت سمنا وھزالا والامکنۃ بحر۔ وقیل یقدر بثلاثۃ ایام[1] الخ شامی۔ وفی باب الشہید من رد المحتار وکل ذلک فی الشہید الکامل الخ قولہ فی الشہید الکامل وھو شہید الدنیا والاٰخرۃ۔ وشہادۃ الدنیا بعدم الغسل الا لنجاسۃ اصابتہ غیر دمہ وشہادۃ الاٰخرۃ بنیل الثواب الموعود للشہید[2] الخ ش۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہید آخرت کے لئے ثواب موعود آخرت میں حاصل ہوگا اور دنیا میں اس کو حکم شہادت کا دربارہ عدم غسل وغیرہ نہ دیا جاوے گا۔

جو مردہ زخمی ہو اس کو غسل دینا کیسا ہے | سوال (۳۲۱۳) جس مردہ کے جسم میں بوجہ قتل کے زخم ہوں اس کو غسل دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر اُس کو ظلماً قتل کیا گیا ہے تو وہ شہید ہے اُس کو غسل نہ دیا جاوے گا اور نماز پڑھنی چاہیے[3]۔ فقط

---

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۲۶ و ص ۸۲۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الشہید ص ۸۵۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر
[3] الشہید ھو کل مکلف مسلم طاھر قتل ظلما ولم یجب بنفس القتل مال الی قولہ ویصلی علیہ بلا غسل ویدفن بدمہ وثیابہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۸۵۱ ج ۱) ۱۲ ظفیر

چوروں نے قتل کر دیا شہید ہوا یا نہیں

سوال (۳۲۱۴) جو آدمی خانگی کام کو گاؤں میں جاتا ہے چوروں نے راستہ میں اس کو قتل کر دیا یہ مسلمان ہے شہید کہلاوے گا یا نہیں اور غسل و نماز کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب :- وہ شخص شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے ویصلی علیہ بلا غسل و یدفن بدمہ و ثیابہ[1] از درمختار۔

منکر نکیر ان لوگوں سے سوال نہیں کریں گے

سوال (۳۲۱۵) شہادت صغریٰ پانے والے شہداء سے سوالات منکر نکیر ہوں گے یا نہیں۔

شہادت اخروی پانے والے کا جسم گلتا سڑتا ہے یا نہیں

سوال (۳۲۱۶) شہادت صغرا پانے والے شہداء کے جسم قبر میں گلیں سڑیں اور ریزہ ریزہ ہوں گے یا نہیں۔

حقیقی شہید کے جسم کے متعلق کیا فرماتے ہیں

سوال (۳۲۱۷) شہادت کبریٰ پانے والوں کے اجسام کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب :- شامی میں منقول ہے کہ آٹھ شخصوں سے سوال منکر نکیر نہ ہوگا ایک ان میں سے شہید ہے اور طاعون میں مرنے والا اور مرابط وغیرہ[2]

(۲ و ۳) انبیاء کرام علیہم السلام کے بارہ میں حدیث شریف میں وارد ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء[3]۔ باقی سوائے انبیاء علیہم السلام کے دوسروں کے بارہ میں ایسا وارد نہیں ہے۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار علی ہامش رد المحتار ص ۸۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر
[2] ان من لا یسئل ثمانیۃ الشہید والمرابط، والمطعون والموت زمن الطاعون بغیرہ اذا کان صابرا محتسبا والصدیق والاطفال والمیت یوم الجمعۃ او لیلتھا والقاری کل لیلۃ تبارک الملک الخ رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب ثمانیۃ لا یسئلون فی قبورھم ص ۷۹۶ ج ۱ و ص ۷۹۸ ج ۱ ظفیر
[3] مشکوٰۃ باب الجمعۃ فصل ثانی ص ۱۲۰۔ ۱۲ ظفیر

کافروں کی شرارت روکنے میں جو مسلمان کام آئیں وہ شہید ہیں یا نہیں

سوال (۳۲۱۸/۱) اس وقت کافر ہندوستان میں مسلمانوں کو ذلیل کرنا اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے امور مذہبی میں مداخلت کرتے ہیں اگر مسلمان ان کی شرارت روکنے میں کام آ جاویں تو وہ شہید ہوں گے یا نہیں

محرم و عرس میں ہندو کے حملہ سے مسلمان مریں ان کا کیا حکم ہے

سوال (۳۲۱۹/۲) محرم اور عرس اور میلہ وغیرہ میں اگر ہندو حملہ آور ہوں اور مسلمان ضائع ہو جائیں تو کیا حکم ہے۔

ہندو خفیہ طور پر مسلمانوں کو مار ڈالیں تو وہ شہید ہیں یا نہیں

سوال (۳۲۲۰/۳) اگر ہندو خفیہ طور سے حملہ کریں یا کوٹھوں پر چڑھ کر نقصان پہنچائیں اور مسلمان مارے جائیں تو کیا حکم ہے۔

الجواب (۱ و ۲ و ۳) ان سب صورتوں میں جو مسلمان مارے جاویں گے وہ شہید ہوں گے کیونکہ جو مسلمان ظلماً کافروں کے ہاتھ سے مارا جاوے وہ شہید ہوتا ہے[1]۔ فقط

اولیاء اللہ مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں یا نہیں

سوال (۳۲۲۱) حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے یا نہیں بہر صورت دلیل کیا ہے۔

الجواب:۔ وباللہ التوفیق۔ سب ہی مرنے والے ہیں، انک میت وانہم میتون۔ جو کہ مسلم ہے پھر اسی حیات روحانی میں درجات انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے، اس کے بعد شہداء کی، پھر جملہ مؤمنین و مؤمنات کی درجہ بدرجہ اور خصوصی

---

[1] هو كل مكلف مسلم طاهر، قتل ظلما بغير حق بجارحة الخ ولكن ايكون شهيد لو قتله باغ او حربي او قاطع طريق ولو تسببا او بغير آلة جارحة فان مقتولهم شهيد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الشهيد ص ۳۳۸ ج ۱) ظفیر۔

اور سبھی کو حیات روحانی حاصل رہتی ہے، کیونکہ مدار ثواب و عذاب کا حیات روحانی پر ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ الحدیث۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اور شہداء کے بارہ میں قرآن شریف میں ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتاھم اللہ من فضلہ۔ الآیۃ۔ پس اس قسم کی تصریح کوئی اولیاء اللہ کے لفظ کے ساتھ وارد ہونا پایا نہیں ہے لیکن جب کہ شہداء کے لئے حیات کی تصریح ہے اور شہداء بھی اولیاء اللہ ہیں تو اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے بھی تصریح حیات کی ہوگی یا یوں کہا جاوے کہ جب کہ شہداء کے لئے حیات کی تصریح ہے تو چونکہ اولیاء اللہ بھی بحکم شہداء ہیں بلکہ بعض اولیاء شہداء سے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں جیسے صدیقین کہ وہ اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے، شہداء سے افضل ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ الآیۃ۔ اس آیت میں انبیاء کے بعد شہداء سے پہلے صدیقین کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ بظاہر یہ ترتیب مقتضی افضلیت صدیقین کو شہداء پر ہے اس لئے اولیاء اللہ کے لئے بھی یہ خاص حیات علی حسب المراتب ثابت ہے۔ فقط۔

مرنے کے بعد اولیاء اللہ کے فیوض باقی رہتے ہیں

سوال (۳۲۲۲) اولیاء اللہ کے تصرفات اور انکے فیوض و انوار و برکات بعد وصال بھی موجود رہتے ہیں یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں۔

الجواب:۔ اور فیوض و برکات ان کے بعد ممات کے باقی رہتے ہیں مثلاً یہ کہ ان کی زیارت اور قرب سے زائرین کو برکات حاصل ہوں اور ان پر بھی درود و رحمت ہو کیونکہ جب وہ اولیاء مورد رحمت الٰہی ہیں تو جو شخص ان کی زیارت کرے گا وہ بھی بحسب المراتب مستفیض ان کی برکات سے ہوگا۔ باقی یہ کہ تصرفات کرتے ہیں یا نہیں اور ان کو

کچھ اختیار دیا گیا ہے یا نہیں اس میں عقیدہ کو صحیح رکھنا لازم ہے۔ متصرف عالم میں سوائے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے کوئی نہیں ایک ذرہ بدون اُس کے حکم وارادہ کے نہیں حرکت کرسکتا اور جو کچھ حق تعالیٰ نے ہر ایک کے لئے مقدر فرمادیا ہے وہی ہوتا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا۔ اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے۔

تم الجزاء الخامس من "فتاوی دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل" بعون اللہ تعالیٰ وتوفیقہ ویلیہ الجزاء السادس اولہ کتاب الزکوٰۃ۔

تحت اشراف حکیم الاسلام مولانا القاری الحافظ محمد طیب صاحب دامت فیوضہ مدبر دار العلوم دیوبند علی ید العبد الجانی محمد ظفیر الدین المفتاحی۔ ۱۵ ربیع المنوّر سنہ ۱۳۸۵ھ

فالحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔